ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

مترجم عالم باعمل مہاجر حرم مولانا مولوی محمد مرزا علی

وعالم باعمل مولانا مولوی عبدالجلیل صاحب نعمانی

مجموعہ اردو

فتاوی العزیزیہ

العالم الاجل والفاضل الاکمل مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب

محدث دہلوی نفعنا بعلومہ وکتابہ مستطاب

مطبع کنز العلوم حیدرآباد دکن

۱۳۱۳ھ

فہرست مضامین فتاویٰ عزیزی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

خاتمة الطبع

حمد خدای جهان آفرین که مجموعه ترجمه فتاوای حضرت
مولانا شاه عبد العزیز صاحب محدث دهلوی رح معه چند رسایل
که جناب ممدوح نے بجواب بعض مسائل کے تحریر فرمائی ہین
بحسن انصرام وسعی مالا کلام حسب فرمایش جناب
مولوی مراد خانصاحب پشاوری کی تا کتب مطبع کنز العلوم مین
طبع ہوئی

١٣ رمضان ١٣١[illegible]

اطلاع

بخرچ زرکثیر ترجمہ کروایا گیا ہے کوی صاحب

قصد طبع نفرماہین جسقدر نسخہ مطلوب ہون

راقم سے بہ پتہ ذیل طلب فرمادین فقط

الراقم

مولوی مراد بیگ
بیگمبازار متصل فیلخانہ

چند ضروری اور تاریخی حالات حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ ابن شیخ الاجل شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی خاتم المفسرین و امام المحدثین جامع علوم ظاہری و باطنی تھے اور علم و حلم زہد و ورع تقدس و تقوے تلقین و تدریس مین ایک بڑے ذی پایہ بزرگ تھے۔ سیکڑون بندگان خدا اور بہت سے اہل عرب و عجم حضرت کی شاگردی مین مقام فضیلت و کمال کو پہونچے اور آپکے شاگردون کے افضل ترین گروہ نے دور و دراز ملکون مین پہونچکر باب علوم کو خلق اللہ کے روبرو کہولکر فیضیاب فرمایا۔ حضرت کی ولادت ۱۱۵۹ہجری مین ہوئی اور آپکا تاریخی نام مبارک غلام حلیم تھا۔ اپنے والد ماجد سے جمیع علوم و نسبت باطنی پر دستگاہ حاصل کی بہرحال جناب ممدوح ایک بے نظیر یگانہ روزگار تھے جنکا ثانی ہندوستان کیا بلکہ اور ملکون مین بھی کم نظر آتا ہے۔ چنانچہ صاحب سیر الاخیار کا قول ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی والد ماجد مولانا مرحوم افضل ترین علماے عصر سے تھے۔ معقول و منقول اور حقایق و معارف مین یکتاے روزگار تھے۔ مریدون کو تلقین اور علوم عقلی و نقلی کے پہنچانے مین مشغول رہتے تھے اور ایسے محدث تھے کہ جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں ظاہر

متبرک شہرون مین سات سال بہ کر احادیث کی سندین حاصل کین بعد ازان ہندوستان مین آکر پرانی دہلی مین افادات گزین ہوئے - ایسے فیض آفاق تھے کہ ملکون ملکون سے فاضلون کے گروہ خدمت بابرکت مین حاضر ہو کر سند احادیث حاصل کرتے تھے حضرت مولانا شیخ عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوئی محدث و مفسر اور فقیہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے ہمپایہ نہین گذرا آپکو صحاح ستہ از برتھا - اور صحیح اسناد سے حدیثون کی روایت فرماتے تھے ۱۱۷۶ ہجری مین آپنے وصال فرمایا اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ العزیز کا طریق سلوک ولی اللہی سے موسوم تھا جو نزدیک بزین راستہ خداشناسی کا ہے چنانچہ آپکے والد ماجد رسالہ تفہیمات الٰہیہ مین فرماتے ہین -

تدمن اللہ سبحانہ علی وعلی اھل زمانی بان معنی طریقا من السلوک ھی اقرب الطرق وھی مرکبۃ من خمس اقترابات اعنی الایمان الحقیقی وقرب النوافل وقرب الوجوب وقرب الفرایض وقرب الملکوت وجعل ھذہ الطریقۃ غایۃ من ارادھا اتاہ اللہ تعالی وفھمنی ربی جل جلالہ انا جعلناک امام ھذہ الطریقۃ واوصلناک ذروۃ منا مھا وسددنا طرق الوصول الی حقیقۃ کلھا الیوم غیر طریقۃ واحدۃ وھو محبتک والانقیاد لک فالسماء لیس علی من ما ذالک بسماء ولیست الارض علیہ بارض فاھل المغرب واھل المشرق کلھم رعیتک وانت سلطانھم علموا اولم یعلموا فان علموا (ترجمہ) البتہ حق سبحانہ تعالی نے مجپر اور میرے زمانہ کی لوگون پر بہت بڑا احسان کیا - کیونکہ مجکو وہ طریقہ سلوک عطا فرمایا جو دوسرے طریقون سی بہت نزدیک ہے اور پانچ فضیلتون سے مرکب ہے - اول ایمان حقیقی - دوم قرب نوافل سوم قرب وجوب - چہارم قرب فرایض - پنجم قرب ملایکہ - جو شخص اس طریقہ کے حصول کا ارادہ کریگا خداوند کریم اسکو ضرور عطا فرمائیگا کیونکہ اللہ تعالی نے مجھکو الہام فرمایا کہ مینے تجکو اس طریقہ کا امام مقرر اور تجھکو آسمانون کی بلندی پہ پہونچا دیا اور آج سے

کل طرق حصول قرب حقیقت بجز اس طریقہ کے بند کردئے گئے اور وہ طریقہ صرف تیری محبت اور اتباع کا ہی بس جو شخص کہ تجہہ سے دشمنی رکہیگا اُس سے برکتین آسمان و زمین کی مسدود کردی گئین - یعنی تیرے دشمن جمیع برکات حسنہ سے محروم کردئے گئے وغیرہ وغیرہ

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ کا نسب

جو تیسوین واسطہ سے سلسلہ نسب آپکا حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ تک ان اسناد سے ختم ہوتا ہی عبد العزیز بن ولی اللہ بن عبد الرحیم بن وجیہہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قواذن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بدہا بن عبد الملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین المفتی عرف قاضی پیران بن شیر ملک بن عطا ملک بن ابو الفتح ملک بن عمر الحاکم الملک بن قارون بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہمایون بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اجمعین جیسکہ قاہمیہ میں درج ہے - مولانا صاحب مرحوم حقیقت مین مرجع علما و مشائخین سے تہے تمام علوم متداولہ وغیرہ متداولہ و فنون عقلیہ و نقلیہ مین مہارت تامہ رکہتے تہے اور کثرت تحفظ علم تعبیر رویا وعلم انشا مین نجوم تحقیقات نفائس علوم مذاکرہ مباحثہ وغیرہ میں ممتاز تہے اور مخالف و موافق دونون آپکو اچہا جانتے تہے چنانچہ آپکی تعریف مین تمام علما و فضلا مشائخین و فقرا و سلاطین و امرا و شیعہ و سنی سب کے زبان ناطقہ لال تہے جو دلیل کہ مولانا صاحب پیش کرتے تہے وہ نہایت ساطع و قاطع ہوتے تہے - آپکی تفسیر عزیزی جو سورہ بقرہ اور اخیر دو جزو قرآن شریف کی تفسیر ہے - نہایت مرغوب و مقبول خلائق ہے اور کسی علماے سلف نے بہی ایسی عمدہ تفسیر نہین لکہی - اور رسالہ تحفہ اثنا عشری اہل شیعہ کے عقاید میں اس خوبی و خوش اسلوبی سے لکہا ہے کہ علماے شیعہ لاجواب بلکہ آپ کے معتقد اور مرید ہوگئے آپ نے تمام عمر تدریس

اور افتا اور فصل خصومات و وعظ و ترتیب اور شاگردون کی تکمیل علم مین بسر فرمائی باطنی کمال کی وجہ سے ظاہری جاہ و عزت بہی حاصل ہوئی ہندوستان کی وسیع سلطنت مین علم و عمل کی حکومت حضرت مولانا صاحب موصوف اور ان کے بہائیون پر ختم ہوگئی ہند کیا بلکہ مختلف ولایتون کی سرزمین مین بہی ایسا کوئی عالم نظر نہین آتا کہ جو سند تلمیذ و فیض ظاہری و باطنی آپکے خاندان سے نرکہتا ہو۔ بلکہ اس خاندان کے استفادہ ظاہری و باطنی کو لوگ فخر جانتے ہین۔ صاحب اتحاف کا قول ہے کہ آپکا خاندان گویا خاص علم حدیث و فقہ کا خاندان ہے۔ اس علم شریف کی خدمت جیسا کہ اس برگزیدہ خاندان نے کی دنیا کے طبقہ مین بہت کم خاندان ایسی فضیلتون سے بہرہ مند ہین۔ حدیث نبوی کا تخم عمل حضوص آپکے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اس سرزمین پر بویا اور مولانا صاحب نے اوسمین پہل دینی لگانے الخ۔ آپکے نامی وگرامی شاگردون مین حسب ذیل علماء و محدثین کرام ہین۔ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب آپکے بہائی و شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی آپکے نواسہ و مفتی صدر الدین صاحب دہلوی و مولانا رشید الدین خانصاحب دہلوی و حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب و مولانا فضل حق خیرآبادی و مولوی مخصوص اللہ صاحب پسر مولانا شاہ رفیع الدین صاحب و مولوی عبد الحی صاحب آپکے داماد و مولوی کریم اللہ صاحب و مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید آپکے حقیقی بہتیجے۔ و مولانا میر محبوب علی صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و مولوی عبد الخالق صاحب ایسے جید اکابران دہلی۔ اور مفتی الہی بخش صاحب کاندہلوی و مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی و مولانا حسن علی لکہنوی و مولانا حسین احمد صاحب ملیح آباد اور دوسرے بزرگ جنکی اسماے پاک اسوقت ذہن مین نہین ہین بہرحال ہر ایکو علم و فضل کے بلند آسمانون کے ماہ و مہر کہنا زیبا ہے کیونکہ ایک عالم انکے لمعات فیض اور برکات صحبت سے منور و مستفیض ہے اب جہان مین جسقدر بڑے بڑے علماء و فضلاء و فقہا و محدثین نظر آتے ہین وہ سب مولانا صاحب کے خوان کمالات ظاہری و باطنی کے زلہ ربا ہین۔

ذکر کمالات مولانا موصوف قدس سرہ العزیز

آپ صاحب کرامات تھے اور اکثر کرامتین مشہور کتاب (کمالات عزیزی) مین زبان اور دو لکھی ہین اوس مین سے اور دوسرے کتابون مین سے چند کرامتین منتخب کرکے اس موقع مین تبرکاً و تیمناً لکھی جاتی ہین۔ سترہ سال کی عمر مین آپکے سر سے سایۂ پدری اوٹھہ گیا۔ ایک مرتبہ اس خاندان کے چند شاگرد علماء قصبہ پھلت سے دہلی آرہے تھے راستہ مین باہم علمی مباحثہ کرتے آتے تھے ایک ہندو گاڑیبان ان سب سے ایک سوال کرکے شافی جواب چاہنے لگا سب کے سب لاجواب ہوئے کیونکہ اوسکی سمجھ کے موافق انکے پاس کوئی جواب نتھا ناچار جواب دیا کہ اچھا ہم دہلی چلتے مین مولوی صاحب سے پوچھکر تمکو جواب دینگے جب یہ لوگ دہلی پہونچے تو مولانا صاحب نے گاڑیبان کو بلاکر پوچھا کہ تمہارا کیا سوال ہے اوسنے کہا مین یہہ پوچھتا ہون کہ خدا ہندو ہے یا مسلمان آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر خدا ہندو ہوتا تو گاؤ کشی ذبح کرنے کا سلسلہ کیون ہوتا یہہ جواب شافی اوسکو ایسا اچھا معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہوگیا۔

(۱) ایک پادری دہلی مین مباحثہ کے لئے آیا مسٹر منحوف بہادر ایجنٹ نے پادری سے کہا کہ مباحثہ کی شرط یہہ ہے جو ہارے دو ہزار روپیہ نقد ادا کرے اگر مولوی صاحب ہارینگے تو اون کی طرف سے مین دونگا کیونکہ وہ فقیر ہین پادری یہہ شرط قبول کرکے مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ مین لینے اس سوال کا جواب کہ آپکے پیغمبر حبیب خدا ہین تو وقت شہادت امام حسین کیون جناب باری سے فریاد نہ کی حالانکہ حبیب محبوب ہونیسے معزز ہونگی دعا منقبول ہوتی؛؛ عقلی چاہتا ہون نہ نقلی آپ نے جواب دیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالے سے حسب فریاد کی تو غیب سے آواز ہی کہ البتہ قوم نے تمہارے نواسہ پر ظلم وستم کیا اور شہید کیا لیکن کیا کر وں اسوقت فرزند عیسے کے صلیب پر چڑہنے کا رنج تازہ ہوگیا پس اسی سبب سے ہمارے پیغمبر خاموش ہو رہے اس الزامی جواب سے پادری لاجواب ہوگیا اور دو ہزار روپیہ ایجنٹ کے سامنے رکھدیئے ۔

(۲) مولانا ممدوح کو باوجود عبور علم حدیث و قرآن کے معقول مین بہی دستگاہ کامل تہی چنانچہ ایک روز مولوی مدن معقولی اپنے وطن سے بقصد مباحثہ مدرسہ مین آئے مولانا صاحب نے فرش پر بیٹہنے کا اشارہ کیا اونہون نے کہا مین فرش پر تو ہرگز نہ بیٹہونگا مولانا ممدوح کے حسب الارشاد نوکر نواڑکا پلنگ مولوی مدن کے لئے لائے سوزنی اور تکیہ سے آراستہ کرکے انکو اسپر بٹہلایا مولوی مدن نے بعد اظہار اشتیاق ملاقات علم معقول مین گفتگو کرنے کا ارادہ کیا مولانا ممدوح نے فرمایا کہ یہ بحث مولوی رفیع الدین صاحب کے سامنے پیش کیجئے ۔ مجہی معاف فرمایئے کیونکہ فقیر سوائے قال اللہ اور قال الرسول کے دوسرے باتون مین گفتگو کرنا اچہا نہین جانتا مگر اونہون نے نہ مانا ایک مشکل سوال پیش ہے کردیا آخر مولانا صاحب نے اس خوبی و خوش اسلوبی سے جواب دیا کہ مولوی مدن پلنگ پر سے اوٹہکر فرش پر کہڑے ہوگئے اور کہنے لگے ،، عاقبت مدن کی خراب ہوی ماہر چند مولانا ممدوح نے پلنگ پر بیٹہنے کے لئے اصرار فرمایا لیکن وہ نہ بیٹہے اور بہت معذرت کی اور کہا کہ میری لیاقت آپ کے جوتیون کے برابر بہی نہین ہے خدا کے لئے قصور معاف فرمائیے مین نے سخت بے ادبی کی ہے قصہ مختصر بعد عفو تقصیر پہر مولوی مدن فرش پر بیٹہے ۔

(۳) مجلس عشرہ محرم مین (مولانا ممدوح کی درس گاہ مین ہزارہا آدمی جمع ہوئے تہے جنمین شیعہ بہی ہوتے تہی ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت امام حسین اور

یزید کی لڑائی کے وقت اللہ تعالی کہان تھا آپنے فرمایا کہ میزان عدل کے پاس کہ صبر امامؑ اوس نافرجام بد پر غالب آیا۔

(۴) ایک روز صاحب رزیڈنٹ دہلی آپکے ملاقات کے لئے آئے اور اثنائے تذکرہ مین ایک سوال پیش کرکے کہا کوئی شخص اسکا جواب نہین دیتا کہ ایک مسافر راستہ بہولے ہوئی نے دیکہا ایک شخص سویا ہوا ہے دوسرا بیٹہا ہوا یہہ جانتا ہے کہ مین کس سے راستہ پوچہون آپنے جواب دیا کہ راستہ تو راستہ چلنے والون کے لئے ہے نہ کہ بیٹہنے والون کے لئے اور یہہ بیٹہا ہوا شخص بہی اسی استطار مین ہے کہ سویا ہوا آدمی کب اوٹہے اور کب اوس سے وہ راستہ معلوم کرکے اپنی منزل پر پہونچے پس اس تیسرے شخص کو بہی چاہئے کہ بیٹہہ جانے والے اور سوتے ہوئے کے ساتہہ جاوے۔

(۵) ایک صاحب شیعہ ملازم انگریزی آپکے خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا قبلہ بندگی مولانا صاحب نے پوچہا جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے داڑہی تہی۔ کہا بیشک تہی۔ پہر آپ نے پوچہا کہ تمہارا نام کیا ہے کہا شیعہ علی مولانا صاحب نے فرمایا کہ تمہارے ڈاڑہی نہین ہے اور میرے ہے اوسنے کہا مین دنیا دار ہون پہر آپنے فرمایا کہ حضرت علی کیا زنانے دار حجامت بنواتے تہے اور دانتون مین مسی اور ہاتہہ پیرون مین مہندی لگاتے تہے یا چہلہ اونگوٹی پہنتے تہے اوسنے عذر کیا کہ میں خطا وار ہون اور سنی ہونا چاہتا ہون لیکن چار شک ہین مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالی کے مقرب فرشتہ چار ہین۔ اور اصحاب جلیل القدر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہی چار ہین خمیر انسان کا بہی خاک وآب و آتش وباد چار چیزون سے ہے جسکو اربعہ عناصر کہتے ہین غرض کہ مولانا صاحب نے اکثر مثالین ایسے ہی فرمائین چنانچہ آپکے توجہ سے اوسنے توبہ کی اور سنی ہوگیا

(۶) ایک روز بخشی محمود خان رئیس شاہجہاں آباد نے خاص کا رقعہ آپکے خدمت مین بھیجا آپنے اوسی رقعہ کی پشت پر یہہ شعر جوابا لکھکر واپس کر دیا تمام حاضرین مجلس پڑہکر نہایت محظوظ ہوئے۔

شعر

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را ٭ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

(۷) ایک روز ایک شخص نے عرض کیا کہ انسان تاچ گانے کی محفل مین تمام تمام رات بخلاف عبادت کے جاگتا ہے اور بالکل غنودگی اور نیند کا غلبہ نہیں ہوتا آپنے کہا معمول فرمائے کہ ناچ گانا مثل بستر خار کے ہے کہ اوسکی تکلیف سے نیند نہیں آتی اور عبادت پھولون کے بستر کے مانند ہے کہ اوسکی لطافت سے روح تازہ ہوتی ہے دماغ معطر طبیعت کو سکون ہوتا ہے اسلئے نیند آجاتی ہے۔

(۸) ایک شخص ملازم شاہی آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ والد مرحوم کی تنخواہ ایک سو تیس روپیہ تھی اور میرے نقط تیس یہہ خرچ اخراجات کو کافی نہیں ہوتا مین سخت حیران ہون کیا کرون۔ فرمایا کہ جنوب کے طرف جاؤ چودہ منزلون کے بعد مسلمانونکا شہر آئیگا وہان قیام کرنا اگر دو تین فاقہ بھی ہون تو صبر کرنا انشاء اللہ تعالی اپنے مراد پاوگے۔ وہ بموجب ارشاد دو شخصونکے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو جنوب کی طرف چلا چودہ منزل پر شہر ٹونک دار الریاست نواب امیر خان مقام مین پہونچکر اوترا مسجد مین نواب صاحب سے بہی ملاقات ہوئی لیکن اوس سے کوئی کیفیت اونہون نے نہیں پوچھی اسی حالت مین ان کو دو فاقون کی نوبت پہونچی ایک روز نواب ارکان دولت سے مشورہ کرنے لگا کہ انگریزون سے کیونکر معاملہ کرنا چاہئے سب نے لڑائی کی رائے دی لیکن نواب صاحب کو خیال آیا کہ سوار مسجد مین ٹھیرا ہے اوسے بھی تو بلاکر رائے لین غرض کہ اوسکو بلالیا اور رائے لی اوسکی مناسب رائے کو سب نے پسند کیا اور بڑے عزت کی یہان تک کہ اونٹ وہاتھی

وغیرہ ساماں جلوس دیگر پانسو روپیہ ماہوار مقرر کی اور مسئلے کے لئے جنرل اینڈرلونی کے پاس دہلی بھیجا چنانچہ وہ شخص اول مولانا صاحب کے خدمت میں حاضر ہوا اور بہت معتقد ہوا چند اشرفی نذر پکڑیں اور عرض کیا جیسا کہ آپنے اپنے کشف سے فرمایا وہی ہوا آپنے فرمایا مینے کشف سے نہیں کہا تھا بلکہ سیاق کلام مجید سے کہا تھا۔

(۹) ایک شخص نے حاضر ہوکر اپنا خواب عرض کیا کہ میں نے دیکھا کھلی تیل پیتی ہے۔ چونکہ آپکو تعبیر خواب میں بڑی مہارت تھی فرمایا کہ تمہاری بی بی درحقیقت تمہاری ماں ہے اسکو تحقیق کرو۔ اس شخص نے بڑا تعجب کیا آخر بعد تحقیق معلوم ہوا کہ مولانا ممدوح کا فرمانا نہایت درست تھا اور اسکی وجہ یہ تھی کہ شخص اپنی ماں سے شیرخوارگی کے زمانہ میں اتفاقاً جدا ہوگیا یہاں تک کہ وہ جوان ہوا اور ایک زمانہ کے بعد اوس سے نکاح کیا۔

(۱۰) ایک شخص نے آکر عرض کیا آج کے رات مینے خواب دیکھا ہے کہ دو کتے میری بی بی سے مباشرت کر رہے ہیں اس سے میں سخت حیران اور متفکر ہوں آپنے فرمایا کہ کوئی فکر و اندیشہ کا مقام نہیں تمہاری بی بی شاید اندام نہانی کے بال قینچی سے کرتی ہے اوسکو منع کرنا چاہیے چنانچہ وہ اپنے گھر آیا اور مولانا صاحب کے ارشاد کو صحیح پایا۔

(۱۱) ایک شخص پریشان حال اور رنجیدہ آپکی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا خواب عرض کیا کہ آج کی رات میں نے خواب دیکھا کہ اپنے ماں سے ہم بستری کر رہا ہوں جب وقت سے یہ خواب دیکھا زندہ درگور ہوں ہرچند فکر و غور کرتا ہوں لیکن اس خواب کا ماجرا سمجھ میں نہیں آتا آپنے فرمایا کہ اپنی بی بی سے پوچھو شاید اوس سے یہ حرکت ہوئی ہو کہ کلام مجید جو بیاہ کے پاس رہن رکھا ہو رہن سے چھڑا کر توبہ کرنا چاہیے اور آمندہ

(۱۲) ایک شخص حاضر ہوا اور خواب کا ماجرا بیان کیا کہ ایک مہتاب مثل ہلال
یوروپ سے نمودار ہوکر بیچون بیچ آسمان پر گیا اور درمیان سے دو ٹکڑے ہوکر
مثل دو ہلال کے پہر یورپ کے طرف نہایت تیزی سے چلا گیا امید کہ آپ اسکی
تعبیر سے آگاہ فرمائیں آپنے ارشاد فرمایا کہ تمہاری بی بی کو تین مہینہ کا حمل تھا
آج پچھلی رات کو گر پڑا چونکہ تکیوں کی رات میں وہ عورت بانجھ تھی اسلئے اسکی
سخت متعجب ہوا اسی حالت پریشانی میں یہہ شخص اپنے گھر آیا اور وضع حمل کا حال
دریافت کیا تو موافق ارشاد مولانا صاحب صحیح پایا۔

(۱۳) مولانا صاحب عالم خواب میں خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مشرف
بہ بیعت ہوئے ہیں اور عجیب عجیب نکات واسرار سے فائدہ اوٹھایا چنانچہ آپنے
اپنے خواب کی تشریح ایک مکتوب میں لکھی ہے فرماتے ہیں کہ ستانہ سال
گذرے ستائیسویں رجب کی شب تھا کہ یہہ رات اکثر روایت
سے شب معراج ثابت ہے میں نے خواب دیکھا کہ ایک فرش سفید براق
بچھا ہوا ہے اور اوسپر بہت سے لوگ مقدس ونورانی عمدہ عمدہ لباس پہنے
ہوے منتظر تشریف آوری جناب حضرت امیر علیہ السلام بیٹھے ہیں میں بھی یہہ
حال معلوم کرکے وہاں بیٹھ گیا دفعتاً جناب امیر علیہ السلام قبلہ کے طرف
سے دکھلائی دئے اور اسی فرش کیطرف رخ فرمایا سب کے سب تعظیم کے لئے
لب فرش اٹھ کھڑے ہوئے میں کثرت ہجوم سے لب فرش تک نہ پہونچ سکا ولیکن
بیچ فرش پر منتظر کھڑا رہا جناب امیر تشریف لائے اور صفوں کی تفریق فرماکر میرے
پاس چارزانو بیٹھ گئے میں بھی مودب دوزانو سامنے بیٹھ گیا آپنے میرے
بہت الطاف فرمایا سواے میرے کسی شخص سے کلام نہیں؛ اوسوقت کو
غنیمت جانا اور چند باتیں اوسوقت ذہن میں تھیں وہ

باصواب مجھکو عطا ہوا۔ جناب امیر سے پہلا کلام یہی فرمایا کہ مین نے سنا ہے
ایک شخص نے پشتو زبان مین ایک کتاب تصنیف کی ہے جسمین کسیقدر میرے تحریر
ہے اوس سے تمکو اطلاع ہے مین نے عرض کیا کہ بندہ زبان پشتو نہین جانتا
تو اوس سے کیونکر مطلع ہوتا البتہ موافق ارشاد حضور تحقیق کرونگا۔ اسکے بعد
مین نے عرض کیا کہ مذہب فقہا مین سے جناب کو کونسا پسند ہے، آپنے فرمایا
کہ کوئی ہمکو پسند نہین ہے اور نہ کوئی ہمارے طریق پر ہے افراط تفریط لوگ
عمل مین لاتے ہین پھر مین نے عرض کیا کہ اولیاء اللہ کے طریقون مین سے کونسا
طریقہ عالیجناب کو پسند ہے ارشاد فرمایا کہ وہی جواب اسکا بھی ہے جو پہلی بات
کا تھا سب طریقون مین ہمارے طریقہ اور مرضی کے خلاف نئی نئی باتین ایجاد کرکے
ہمین پر منسوب رکھتے ہین دیکھو ہمارے زمانہ مین تین شغل خدا کے تقرب کے نہایت
مفید معمول ومروج تھے ایک تو ذکر دوسرا تلاوت قرآن شریف تیسرا نماز ان لوگون
نے فقط ذکر کو تو شغل مقرر کر لیا اور تلاوت قرآن ونماز کو شغل سے خارج کر دیا۔
اسکے بعد مین نے عرض کیا کہ تلاوت قرآن ونماز کیونکر شغل مین شمار کرنا چاہیے
لیکن تلاوت قرآن ونماز کو پھر جناب نے طریق شغل قرار فرمایا اور ایک ایسی بات
زبان مبارک سے فرمائے جس سے ایک تاثیر باطنی ہوئی اور ایسا تغیر ہوا جسکی مین
تعریف نہین کرسکتا اوسوقت سے اوس حالت کو اپنے دل مین ویسی ہی پاتا ہون
مین نے عرض کیا کہ ہر چند بحمد اللہ مجھکو بہت سے سلسلون سے عالیجناب سے توسل
ہے لیکن میری آرزو ہے کہ بلا واسطہ بھی بیعت سے مشرف ہون چنانچہ آپنے
دست مبارک بڑھا [illegible] اور بیعت فرمائے اوسوقت میرے دل مین ایکی
توجہ کا ایک [illegible] مین نے عرض کیا کہ اکثر صحابہ حضور قریشیون
نے آم[illegible] کے حق مین کیا حکم ہے اوسکی حقیقت بتیے

یون ارشاد فرماے مین اون سے نہایت برا درانہ رکہتا ہون ہمارے اون سکے مشکلم یہی تہی جسکی ناسمجہہ لوگون سنے اسقدر بڑہایا کہ دور تک لیگئے۔ پہر مین سنے عرض کیا کہ فلان جماعت اپنے آپ کو سید اور جناب کی اولاد بتلاتی ہے آپنے فرمایا کہ وہ جماعت میری اولاد نہین ہے وہ جہوٹ کہتے ہین اسکے بعد دفعتاً غایب ہوگئے اور مین کہڑے ہوگئے جدہر سے تشریف لاے تہے اوسطرف جلدی جلدی تشریف لیگئے جو لوگ کہ منتظر تہے میجر اس خیال مین کہڑے ہوگئے کہ کاشکے یہہ اچہی صحبت کیقدر اور رہتی۔

(۱۴) ایک روز حدیث مین مولانا صاحب کا وعظ تہا کہ ایک شخص آیا مولانا صاحب نے اوسکو کلمہ کی اونگلی سے بیٹہہ کے پیچہے اشارہ کیا بعد ختم وعظ اوس سنے عرض کیا کہ مین سنے خواب دیکہا ہے جناب سرور کائنات علیہ الصلوة والتسلیمات رونق افروز ہین اور جناب روبرو حضور وعظ حدیث شریف فرمارہے ہین اتفاقاً کمترین بہی حاضر ہوا جیسا اسوقت آپنے کلمہ کی اونگلی سے اشارہ فرمایا ایسا ہی اوسوقت بہی فرمایا اس سبب سے حیران ہون خدا کے لئے اسکی وجہ سے مطلع فرمایئے۔ آپنے فرمایا تمہارے منہہ سے حقہ کی بو آتی ہے اور یہہ بو حضور مین باعث ناپسندیدگی ہی اس سبب سے بیٹہہ کے پیچہے تمکو اشارہ ہوا۔

(۱۵) پہلا سال تہا کہ مولانا ختم قرآن شریف تراویح مین کرتے تہے کہ اتفاقاً ایک آدمی زرہ بکتر سے آراستہ علم ہاتہہ مین لئے ہوے ختم تراویح کے بعد آیا اور کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس جگہ تشریف رکہتے ہین سب لوگ متحیر ہوئے اور اوسکی پاس آئے نام پوچہا اونہون سنے اپنا نام ابوہریرہ بتلایا اور کہا کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنے فرمایا تہا کہ آج عبد العزیز کا ختم قرآن ہے ہم وہان تشریف لیجائینگے اور مجہکو دوسری جگہہ ایک کام کو ہا سبب سے دیرکا

یہ کہکر وہ غائب ہو گئے۔

(۱۶) مولانا صاحب نماز جمعہ کے لئے جب مسجد جاتے تو عمامہ آنکھوں تک باندھتے تھے ایک شخص فصیح الدین نامی جو اکثر مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اوس نے ایک روز اسکا سبب پوچھا مولانا صاحب نے اپنے ٹوپی اوسکے سر پر رکھی وہ دفعتاً بیہوش ہو گیا جب [illegible] تو آپ نے پوچھا کیا دیکھا کہا جامع مسجد میں تین آدمی [illegible] ایسے [illegible] کوئی [illegible] صورت پر [illegible] تھی کوئی تو ریچھ کی شکل کوئی [illegible] کوئی [illegible] اس [illegible] سے میرے جسم پر لرزہ پڑ گیا اور [illegible] ہو گیا آپنے فرمایا [illegible] یہی سبب تھا۔

(۱۷) مولانا صاحب ہفتہ بھر میں دو بار وعظ فرماتے [illegible] کثرت سے آدمی عالم اور عالم آتے تھے لیکن آپکے فیض سے عوام کو بھی [illegible] کے لطف آتا تھا اور آپ کی آواز ہر دور و نزدیک بیٹھے والے تک [illegible] یکساں پہونچتے تھے۔

(۱۸) ایکمرتبہ آپ بیمار ہوے چند روز کھانا ہی نہیں کھائے مرض میں شدت تھی کہ وعظ کا دن آگیا فرمایا کہ ہمکو دو آدمی تھامے رہیں اور اتنا سے بیہان میں جدا ہو جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ بدستور وعظ فرماتے رہے آیہ [illegible] ذوی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل کا وعظ فرمارہے تھے [illegible] تمام اسباب کے حصہ بموجب آیہ شریفہ کے جسکے [illegible] اور [illegible] کے فرمائے اور یہ مشہور شعر۔ "من نیز حاضر میشوم تصویر جانان [illegible]" کو "من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل" الخ پڑھ اور مصرع [illegible] اپنے طور پر پڑھتے۔ پھر فرمایا کہ میرا کفن [illegible] میرے زندگی [illegible] کے [illegible] چنانچہ ہمیشہ آپکا پیراہن اور دھوتر اور پائجامہ گاڑھے کا ہوتا تھا۔ پھر فرمایا کہ جنازہ کی نماز بشہر کے باہر پڑھی جاوے اور [illegible] جنازہ کے ساتھ [illegible]

کرو یا جائے چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد حسب ارشاد سب نے اسیطرح پر عمل کیا آپکے جنازہ کی نماز پچپن بار پڑہنے کی نوبت آئی جوق جوق آدمی آتے تھے اور نماز پڑہتے تھے آپکی وفات کا رنج تمام عالم کو تھا کوئی شخص الیسا نہ تھا جسکو آپکے انتقال کا رنج نہو آپکا مزار مبارک دہلی مین ترکمان دروازہ کے باہر متصل مزار شریف والد ماجد نور اللہ مرقدہ تربہ کے ہے آپکے وفات صحیح قولون سے ۱۲۳۹ھ ہجری مین ہونا پائی جاتا ہے

تاریخ وفات اسرار سبحانی فخر اولاد حضرت مجدد الف ثانی مولانا شاہ روشن احمد صاحب نقشبندی مجددی نے فارسی مین یون لکہی ہے

شاہ عبد العزیز فخر جہان	عالم علم آیت قرآن
صبح یکشنبہ بیست ہشتم شوال	از بدن گشتہ روح او پران
سنہ ہجری چو جستم از ہاتف	گفت اے نکتہ سنج قاعدہ دان
سال فوتش ز ہر عدد پیداست	از احد تا الوف زین عنوان
خواہی از ہر عدد کہ تاریخش	اولاً چار چند کن پس ازان
کم بیفزا و ضرب کن در دہ	لیس بکن طرح نسبت نسبت ایجان
در عدد ... نسبت چار باشد را	ضرب فرما تو اے فہیم جہان
لیس بہ نقصان یک عدد در یاب	فوت آن مفخر زمین و زمان

تاریخ حکیم مومن خانصاحب دہلوی اردو زبان مین عجب وغریب کہی ہے ملاحظہ فرمائی جائے

انتخاب نسخہ دین مولوی عبد العزیز	بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و بے مثل

جانب ملک عدم تشریف فرمائیون ہوئے — آگیا تہا کیا کہین مردون کے ایمان مین خلل
ہم ستم اے چرخ تو کسکو یہان سے لیگیا — کیا کیا یہہ ظلم تو نے بیکسون پر اے اجل
جب اوٹہا ہی نقش ایک عالم تہ و بالا ہوا — لوٹتا تہا خاک پر ہر قدسی گردون محل
ہر کس و ناکس پہ یہ تہا صدمہ کیا جسوقت فن — ڈالتا تہا خاک سر پر ہر عزیز و مبتذل
مجلس درد آفرین تعزیت مین ہی تہا — جب پڑہی تاریخ مومن نے یہہ آکر بے بدل
دست بیداد اجل سے بے سر و پا ہو گئے — فخر دین فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل

۱۲۳۹ ہجری

مختصر حالات شاہ صاحب کے صاحبزادیون اور بہائیون اور پوتون کا

حضرت کی اولاد مین سے سولے لڑکیون کے کوئی لڑکا نہین پیدا ہوا اور وہ لڑکیان ہی آپ کے سامنے ہی سب مر گئین آپ کے بڑی صاحبزادی کا نکاح علیمی صاحب[۱] سے ہوا۔ اور منجھلی صاحبزادی کا نکاح شیخ محمد افضل صاحب ابن شیخ احمد ابن شاہ اسمٰعیل ابن شیخ منصور ابن احمد ابن محمود[۲] سے ہوا جنسے مولانا محمد اسحٰق[۳] و مولوی محمد یعقوب[۴] پیدا ہوئے۔ اور چہوٹے صاحبزادی مولوی عبدالحی صاحب سے منسوب ہوئین۔ بعد مولانا صاحب آپکے تینون بہائی قائم مقام ہوئے اور مشغلہ درس و تدریس کا جاری رکہا جنکے نام یہہ ہین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب[۵]

[۱] یہہ صاحب بڑے صاحبزادے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے تہے۔

[۲] آپکا نسب نامہ شاہ ولی اللہ صاحب تک پہونچتا ہے۔

[۳] آپ ۱ ذیحجہ ۱۱۹۷ھ مین پیدا ہوئے۔

[۴] آپ ۲۸ ذیحجہ ۱۲۰۱ ہجری مین پیدا ہوئے

[۵] مولوی عیسیٰ صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی علیمی صاحب و مولوی حسن علی صاحب [illegible] آپکے صاحبزادے ہین [illegible]

مولانا شاہ عبد القادر صاحب مولانا شاہ عبد الغنی صاحب ان تینون صاحبون کے
مزار شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس ہیں یہہ تینون صاحب بہائی
صاحب ... ہیں ... کی تعریف خارج از بیان ہے انمین سے ہر ایک فرزانہ و ہر وحید عصر
... علم و عمل تقوے و فہم و ذکا و فراست و دیانت و امانت ... صاحب ولایت تہی
... انکی اولاد

این سلسلہ از شاہ ... باب
این خانہ تمام آفتاب ...

... ایک صاحبزادی تہین ... مولوی مصطفے ... سے منسوب ہوئین ... بیٹی
... پیدا ہوئی جنکا نکاح مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید ... آئین مولوی محمد عمر صاحب
... الثانی ۱۲۵۶ھ مین انتقال فرمایا ... تاریخ ... ربان ... ہے مولانا
... انکا نہ ہوا سلسلہ تو بس یہانتک منقطع ہو گیا ... کل خانی مولانا صاحب کی ...

... تاریخ ۱۷ رجب ۱۲۰۳ھ انتقال فرمایا۔

... احوال برادران مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے دیکہنے سے واضح ہوتا ہے
کہ ... مولانا صاحب اونکے تینون بہائی قایم مقام ہوے اور مولانا ... کا انتقال ۱۲۳۹ھ مین ہوا
جیسا ... مولانا شاہ رفیع الدین ... اور مادہ تاریخ مومن ... سے معلوم ہوتا ہے لیکن یہان
مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا انتقال ۱۲۳۳ھ اور مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا انتقال ۱۲۳۰ھ
مین لکہا ہے واللہ اعلم بالصواب مترجم نے جسطرح کتاب مین ... پایا اوس کا ترجمہ
کر دیا۔

... آپ کا پورا احوال معلوم نہین ہوا صرف اس قدر معلوم ... انکی اولاد صاحبزادے ...
... ہیں ... بقید حیات ہین۔

ان کے بعد درس تدریس کا سلسلہ حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب مہاجر رحمہ اللہ علیہ نے جاری رکھا چند دنون کے بعد مع قبائل بہمراہی مولوی محمد یعقوب صاحب برادر خورد بہ نیت ہجرت قصد مکہ معظمہ کا فرمایا چنانچہ تمام علما و روسا نیز حضرت ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ درگاہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ تک مولانا صاحب کے ساتھہ ساتھہ جا کر رخصت کیا تمام دہلی کے لوگون کو آپکی مفارقت کا صدمہ بے انتہا تھا ہر چھوٹا و بڑا آپ کے جانے سے غمگین و ملول تھا۔

آپ مکہ معظمہ مین چھہ سال کامل درس تدریس مین مشغول رہے اور ۲۵ رجب ۱۲۶۲ھ کو قریب طلوع صبح اس دار فانی سے انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور آپ کے چھوٹے بہای مولوی محمد یعقوب صاحب نے ۲۰ ذیحجہ ۱۲۸۲ھ کو وفات پائے۔

صاحب اتحاف بحوالہ قول جلی حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہے کہ آپنے ارشاد فرمایا تھا۔ مجکو آگہی ہوی ہے کہ یہ لڑکے مجکو خاص لطف خدا سے عطا ہوے ہین اور سب نیک ہین تدبیر غیب مقتضی اسکی ہے کہ انمین سے دو شخص اور پیدا ہون جو مکہ و مدینہ مین سالہا سال علوم دین کو زندہ کرین اور وہین رہنا پسند کرین اس آگہی کی مصداق تو مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے نواسے مولانا محمد اسحٰق صاحب و مولانا محمد یعقوب صاحب معلوم ہوتے ہین اس لئے کہ یہی دونون صاحب دہلی سے ہجرت کر کے مکہ معظمہ مین رہنا اختیار کیا اور سالہا سال عرب و عجم کے ساتھہ روایت و حدیث کی ہدایت مین مشغول رہے واللہ اعلم بالصواب۔

بعد ہجرت حضرت مولانا اسحٰق صاحب مولوی

موسیٰ[1] صاحب و مولوی مخصوص[2] اللہ صاحب حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے صاحبزادون نے شاہ صاحب کے مدرسہ مین سلسلہ درس تدریس جاری رکھا اور اب مولوی معز الدین صاحب حضرت شاہ رفیع الدین صاحب کے پوتے کے سوا دوسرا کوئی نظر نہین آتا حق تعالے آپکی عمر مین برکت کرے ۔

[1] آپکا انتقال سنہ ۱۲۵۰ھ مین ہوا ۔
[2] ۳ شہر ذیحجہ سنہ ۱۲۸۱ھ مین آپکا انتقال ہوا ۔

وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا

الحمد للہ علی احسانہ

کہ کتاب مستطاب مجموعہ فتاوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی

مسمی بہ

فتاوی عزیزی اردو

از اہتمام احقر الانام بندہ محمود حسن دہلوی عفا اللہ عنہ

سنہ ۱۳۱۲ھ

در مطبع شمس العلوم واقع حیدرآباد دکن [illegible] طبع ہوا

رسالہ کلمہ کی انگلی کو تشہد مین اوٹھانے اور اوسکے مستحب ہونیکے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والمنہ والصلوٰۃ والسلام علی صاحب الشرع والسنۃ وعلی آلہ واصحابہ ازمۃ الحق والائمۃ ۔ واضح ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایسا مسئلہ کسیکو جایز نہین ہوگا کہ جو صرف میرے قول پر تمسک کرے جبتک کہ اوسکا ماخذ کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس جلی سے نہ جانے ۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقہ مین چار چیزین اصل ہین ۔ اول کتاب اللہ دوم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوم اجماع امت مجتہدان وقت چہارم قیاس نظری ۔

جو حکم کتاب اور سنت سے ثابت ہو وہ کتاب وسنت کے سوا منسوخ نہین ہو سکتا ہے اور ایسی صورت مین قیاس اور اجماع خلاف کتاب وسنت کے باطل ہے ۔ اور ایسی حالت مین تنسیخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہین ہو سکتی اسلئے کہ مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی حق پر پہونچتا ہے جب خطا اوسکی ظاہر ہو تو حالت خطا مین تقلید حرام ہے یہہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اصول ہے اب سنئے جو صحیح حدیثون سے ثابت ہوا

امام اعظم وصاحبین وامام مالک وامام شافعی وامام احمد وغیرہم رحمہم اللہ کے نزدیک کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد نماز مین توحید خدا کے لئے اشارہ انگلی سے فرماتے تھے محققان ومتبعان آثار اور اخبار نبویہ علیہ افضل الصلوۃ والتحیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اشارہ انگلی کی ممانعت کے متعلق کوئی آیت وحدیث وارد نہین ہوئی۔ چونکہ بعضون تک یہہ سنت نہین پہونچی اسلئے اقوال ائمہ مین ممانعت ہے لیکن یہہ ممانعت قیاس سے ہے نہ کتاب وسنت سے قیاس واجماع آیتہ کے برخلاف باطل ہے پس تقلید حالت خطا کی حرام ہوگی۔

اس رسالہ کو مین نے ترتیب دیا ہے ایک مقدمہ اور تین فصل پر **مقدمہ** وقت اختلاف امت سنت سے تمسک کے بیان مین **فصل اوّل** احادیث صحیحہ مین۔ **فصل دوسری** روایات فقہیہ قویہ مین **فصل تیسری** منع کرنے والون کے دلیلون اور اون کے جوابون مین۔ **مقدمہ** وقت اختلاف امت سنت سے تمسک کی بیانمین۔ فرمایا اللہ تعالی نے سورہ حشر مین وما آتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔ یعنی جو چیز تمہارا پیغمبر تمکو دے یعنی امر ونواہی پس لو اوسکو یعنی عمل کرو اوسپر اور جو چیز کہ منع کرے تمکو پس اوس سے باز رہو اور ڈرو اللہ تعالی سے کیونکہ خدائے تعالی سخت عذاب کرنے والا ہے یعنی جو شخص خلاف فرمان رسول اللہ کرے اوپر سخت عذاب کرتا ہے۔ روایت ہے احمد اور ترمذی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ یعنے جو شخص زندہ رہیگا میرے بعد تم مین سے پس وہ دیکھیگا اختلاف بہت تملوگون کو لازم ہے میری سنت کو مضبوط پکڑو وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب سنتی فقد احبنی

ومن احبنی کان معی فی الجنۃ یعنی روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری سنت کو دوست رکہتا ہے پس تحقیق وہ مجہکو دوست رکہتا ہے اور جس شخص نے مجہے دوست رکہا وہ ہوگا جنت مین میرے ساتھ۔

فصل اوّل احادیث صحیحہ مین۔ امام ربانی محمد بن الحسن الشیبانی نے اپنے موطا مین امام مالک سے انہون نے مسلم بن ابی مریم سے اور انہون نے علی بن عبدالرحمان المعاوی سے روایت کی ہے کہ مجہکو دیکہا عبداللہ بن عمرؓ نے جبکہ کہیلتا تہا مین نماز مین پتہرون سے جب نماز سے فارغ ہوا مین توآپنے منع کیا اور فرمایا کہ جو بات رسول اصلعم کرتے تہے وہ کرنا چاہیئے مینے عرض کیا پیغمبر خدا صلعم کیا کرتے تہے فرمایا کہ جسوقت آپ نماز مین بیٹہتے تہے تو سیدہے ہاتہ کی ہتیلی کو سیدہی ران پر رکہتے تہے اور بند کرتے تہے تمام اونگلیون کو اور کلمہ کی انگلی جو انگوٹہے کے پاس ہے اوسسے اشارہ کرتے تہے اور اولٹے ہاتہ کو اولٹی ران پر رکہتے تہے پس محمد نے کہا کہ پیغمبر خدا صلعم کے کام کو ہمنے اختیار کیا اور یہی قول ہے ابی حنیفہ کا اسجگہ تک ترجمہ اوسکی موطا کی عبارت کا ہے بدایع ونہایہ مین لکہا ہے کہ ظاہر کیا امام محمدؒ نے کتاب مشیخہ مین اشارہ کے لیئے اور حدیث لایا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم اشارہ فرماتے تہے اسکے بعد کہا جو کچہہ پیغمبر خدا صلعم نے کیا ہمنے بہی اوسکو اختیار کیا یہی قول ہے ابی حنیفہ کا اور ہمارا اور یہی ذخیرہ شرح زاہدی مین لکہا ہے اور کفایہ اور تاتارخانی مین بروایت امام محمد حدیث آئی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے اشارہ فرمایا ہے اسکے بعد کہا امام محمدؒ نے کہ یہی ہے قول میرا اور ابی حنیفہ کا عنایہ مین ذکر ہے کہ روایت کی محمد بن حسن نے کتاب مشیخہ مین اور حدیث لایا کہ نماز مین پیغمبر خدا صلعم اشارہ فرماتے تہے۔ نیز روایت کی امام احمد اور ابن سکینہ نے یعنی صحاح مین عبداللہ بن عمر سے قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم الاشارة بالاصبع اشد علی الشیطان من الحدید یعنی انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر لوہے سے سخت ہے ۔

لیکن ائمہ شافع نے جو کچھہ روایت کی ہے کتب حدیث مین قریب تواتر کے ہے چنانچہ صحیح مسلم مین عبد اللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ جب نماز مین پیغمبر خدا صلعم بیٹھتے تھے تو سیدھا ہاتھہ سیدھی ران پر اور الٹا ہاتھہ اولٹی ران پر رکھتے تھے اور اشارہ فرماتے تھے کلمہ کی انگلی سے اور انگوٹھہ کو بیچ کی انگلی پر رکھتے تھے ۔

عبد الرزاق نے ابی ہریرہ سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے تحقیق ستر جزو پیغمبری مین سے ایک جزو سحری رمضان مین دیر کرنا ہے دوسرے افطار مین جلدی اور تیسرے نماز مین انگلی اٹھانا ۔ اور روایت کی ہے حاکم نے عقبہ بن عامر سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے نماز مین ہر اشارہ کرنے پر دس نیکیان بمقابلہ ہر انگلی کے لکھی جاتی ہین اشارہ کے تو فضایل اتنے ہین کہ اس مختصر مین گنجایش نہین مگر افسوس ہے اون لوگون پر جو فضایل سے محروم ہین ۔

فصل دوم حنفیہ کے معتبر کتابون سے فقہیہ روایتون مین ابن الہام نے شرح ہدایہ مین بیان کیا ہے کہ نماز مین اشارہ کو منع کرنا عقل و نقل کے خلاف ہے ۔ اور ملتقط مین مذکور ہے کہ کوئی اختلاف علماء مین اشارہ کے متعلق نہین ہے اور خانیہ مین بیان کیا ہے التحیات مین لا الہ الا اللہ پڑھتے وقت اشارہ کرنا بلا اختلاف ہے کفایہ مین لکھا ہے کہ علامہ نجم الدین زاہدی نے کہا ہے جبکہ روایتین متفق ہین ہمارے تمام اصحاب سے کہ اشارہ سنت ہے اور ایسے ہی کوفہ اور مدینہ کے علماء متفق ہین اور بہت سے اخبارون اور آثارون سے ثابت ہے پس اوسکا عمل کرنا بہتر ہے ۔ امام ابن الہام نے شرح ہدایہ مین اور صاحب کفایہ و محقق چلپی نے حقیقة المتہدی مین اور شیخ شمنی نے شرح نقایہ مین بیان کیا ہے کہ تہلیل سے

وقت عقد اشارہ کرے تاکہ عمل دونو طریق پر جمع ہون - امام ابو یوسف نے اپنی امالی مین بیان کیا ہے کہ چھنگلیہ اور دوسری اونگلی کو بند کرے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھی سے حلقہ کرے اور کلمہ کی اونگلی سے اشارہ کرے شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ یون ہی ہمارے علما کے نزدیک بھی ہے - صاحب ہدایہ نے مختارات النوازل مین بیان کیا ہے لا الہ الا اللہ پڑھتے وقت اشارہ کرنا اچھا ہے اور زینۃ المصلی مین ہے کہ جس وقت دونون کلمون پر پہونچے اوسوقت کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرے -

فصل سوم منع کرنے والون کے دلیلون اور اون کے جواب مین - بعض کہتے ہین بہتر یہہ ہے کہ اشارہ نکرین اور اسی پر فتوی ہے کسواسطے کہ بنا نماز سکینہ اور وقار پر ہے یعنی سکوت اور آہستگی پر اور اشارہ مین اطمینان و وقار نہین ہے . **جواب** یہہ دلیل نہ آیت و حدیث سے ہے اور نہ اسپر اجماع ہے بس قیاس ہے اور قیاس و اجماع باوجود صحیح حدیث کے باطل ہوتا ہے ظاہر ہے کہ منع کرنے والے کو صحیح حدیث اور روایات فقیہہ حنفیہ نہین معلوم تہین ورنہ جو شخص فعل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خلاف سکینہ و وقار کے بتلاے خصوصاً نماز مین تو تمام مسلمانون کے نزدیک وہ کافر ہے - صلوۃ مسعودی مین لکھا ہے کہ یہہ سنت متقدمین علما کی ہے متاخرین منع کرتے ہین بس منسوخ ہوئی اور نیز اسلئے کہ یہہ قول رافضیونکا ہے (**جواب ۲**) اول تو یہہ دلیل اصول امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے برخلاف ہے کسواسطے کہ یہہ دلیل قیاسی ہے اور قیاس و اجماع برخلاف حدیث صحیحہ کے باطل ہے دوسرے یہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نسخ روا نہین ہے تیسرے مخالفت رافضیون کی اون کے بدعتون مین کرنا چاہیئے نہ سنت مین گوا وسپر وہ بھی عمل کرتے ہون ایسی مخالفت تو مین مخالفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی - کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ رافضی درود بہیجتے ہین اور بسم اللہ سے شروع کرتے ہین اور

سید ہے یا تعمہ ہے کہاتے ہین او سلئے سے استنجا کرتی ہین غرض تسمیہ و تحمید
و ثنا اور وضو مین موالات (موالات کے کام کو پے درپے کرنے کو کہتے ہین)
اور ناخن ترشوانا بغل اور زیر ناف کے بال اصلاح کرانا یہہ سب رافضی کرتے
ہین - پس اگر سنتون کو رافضی کی مخالفت کے لئے ترک کرنا ضرور ہے تو سنیون
کو چاہیئے کہ اکثر سنتیں اور عادت و عبادت کو ترک کرین اور مخالفت پیغمبر صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم تو ادا کرین اور پہر اپنے آپکو سنی کہین واہ رے غرور شیطانی
اور تعصب - محیط مین لکہا ہے کہ اشارہ امام ابو حنیفہ اور محمد رح کے قول سے
بنیاد پر سنت ہے اور ایسے ہی دوسرے کتابون مین لکہا ہے اگر سب بیان
کرین تو موجب طوالت ہے بہر حال دلیل یا گمان سے اگر کوئی شخص پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور امام مذہب کی مخالفت کرے اور پہر اپنے آپ کو سنی
جانے تو سواے جہالت و نادانی یا تعصب نفسانی کے دوسری بات نہین ہے
سُنی وہ ہے جو سنت کا کام کرے رافضی وہ ہے جو ترک کرے
اور امام مذہب کی مخالفت کرے فقط کتبہ عبد العزیز عفی اللہ عنہ
تمام ہوا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(سوال) صحیح مسلم اور دوسرے صحاح مین جو بارہ خلیفہ سے لکھے ہین اون سے کون کون مراد ہین اہل سنت کے علماء نے کیون اس حدیث کے ایک معنی اور مراد پر اتفاق نہین کیا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیون اس حدیث کی معنی مفصل نہین فرماے جس سے امت کو اوسکی معنی اور مراد مین اختلاف پڑا اور ہر ایک فرقہ نے دوسرے کے زعم پر گمراہی اور ضلالت اختیار کی ۔
(جواب) اس سوال کی عبارت اضطراب و اختلال سے خالی نہین ہے سوال کے پہلی جملہ سے ظاہر ہے کہ سائل علماء اہل سنت کے مراد اور دلیلون سے بارہ خلیفہ کے متعلق جو ایک حدیث صحیحہ مین اون کے نزدیک ظاہر ہے لاعلم ہے اسواسطے اوسکو دریافت کرتا ہے اس صورت مین بناء سوال خلفا کی متعلق دریافت کرتا ہے اور دوسرے جملہ مین جیسا کہ بیان کیا ہے کہ علماء اہل سنت کیون اس حدیث کے معنے مین متفق نہین ہین اس سے پایا جاتا ہے کہ اون کے مرادون سے سائل بالتفصیل مطلع ہے اور سوال تعین دلایل اور کیفیت اختلاف خلفاء سے متعلق کرتا ہے پس اس صورت مین بناء سوال ایک قول مین فرق اور عدم اتفاق کا دریافت کرنا ہوگا۔

بہر حال اگر مقصود اوسکا سوال سے خلفا کے نسبت علماء اہل سنت کے مراد
دریافت کرنا ہے جیسا کہ اوپر کا سوال دلالت کرتا ہے۔ لیکن جو کچھ کہ معلومات سے ظاہر
ہوتا ہے اور مختار بعض ائمہ فن شریف حدیث مثل تورپشتی و قاضی عیاض اور اونکے
متبع لوگوں سے جیسے کہ شیخ محقق عبدالحق دہلوی وغیرہم سے ظاہر ہوتا ہے نیز خواہش
امام نووی کے شرح صحیح مسلم میں اسی طرف معلوم ہوتی ہے کہ مراد اون خلفا سے بارہ ہیں
اور ان خلفا کا سلسلہ ایک دوسرے کے بعد ہونا لازم نہیں ہے بلکہ خلافت راشدہ
سے قرب قیامت تک یہہ عدد تمام ہونگے پس ان خلفا میں سے بعض مثل خلفاء اربعہ
اور حضرت امام حسن و عمر بن عبدالعزیز ہو چکے ہیں لیکن پورے تو قرب قیامت تک
ہی ہونگے اور اکثر طریق اس حدیث کے اور دوسری حدیثیں اسکے موید ہیں اون سب میں
سے جو کچھ صحیح مسلم میں وارد ہے یہہ ہے کہ لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ و یکون
علیہم اثنا عشر خلیفۃ یعنی دین ہمیشہ قائم رہیگا یہانتک کہ قیامت قائم ہو اور میری
امت میں بارہ خلیفہ ہونگے اور اسی کتاب میں وارد ہے کہ لایزال الاسلام
عزیزا منیعا یعنی اسلام ہمیشہ غالب رہیگا اور لوگ اوسکی اتباع کرتے رہینگے
اور حدیث جحیفہ میں بزار اور طبرانی کے نزدیک یہہ ہے لایزال امر امتی صالحا
یعنی میری امت کا کام ہمیشہ اچھا رہے گا چنانچہ ابن حجر نے فتح الباری میں بھی نقل
کیا ہے اور سنن ابی داود میں واقع ہوا ہے کہ کلہم تجتمع علیہ الناس یعنی میرے
امت کے لوگ میرے سے حکم کی تعمیل کرینگے۔ اور طبرانی میں لکھا ہے کہ لا یضرہم عداوۃ
من عاداہم یعنی میری امت کو دشمنوں کی دشمنی سے کچھ ضرر نہ پہونچیگا۔ اور احمد و بزار
نے حدیث ابن مسعود سے یہہ اخراج کیا ہے کہ انہ سئل کم یملک ہذہ الامۃ من
خلیفۃ فقال سالنا عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اثنا عشر کعدۃ نقباء
بنی اسرائیل یعنی ابن مسعود سے کسی نے سوال کیا کہ اس امت میں کتنے خلیفہ ہونگے

فرمایا کہ یہہ بات ہمنے رسول اللہ سے عرض کی تہی آپنے ارشاد فرمایا کہ بارہ بنی اسرئیل کے نقیبون کی گنتی کے برابر ہون گے۔

شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین ابن جوزی سے نقل کی کہ مسند الکبیر مین طریق ابی بحران سے سند لکہا ہے کہ لا تھلک ھذہ الامۃ حتی یکون فیھا اثنا عشر خلیفۃ کلھم یعمل بالھدی ودین الحق الخ یعنی یہہ امت ہلاک نہوگی یہانتک کہ اسمین بارہ خلیفہ ہون گے اور سب کے سب ہدایت اور دین حق کے موافق عمل کرین گے ابوداؤد نے بطریق اسود بن سعید جابر بن سمرہ سے اخراج کرکے اسپر اضافہ کیا ہے فلما رجع الی منزلہ اتتہ قریش فقالوا ثم یکون ماذا قال الھرج اخراج البزار ہذہ الزیادۃ من وجہ فقال فیھا ثم رجع الی منزلہ اتبعہ فقلت ثم یکون ماذا قال الھرج کذا فی فتح الباری یعنی جسوقت کہ اپنے مکان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو جماعت قریش نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ پہر کیا ہوگا یارسول اللہ ارشاد فرمایا ہرج بزار کی روایت مین اتنی اور زیادتی کے ساتہ بیان ہے کہ حضرت تشریف لائے مکان کی طرف اور گروہ قریش پیچہے آپکے آئے اور پوچہا کہ بس کیا ہوگا یارسول اللہ فرمایا کہ ہرج یہہ روایت فتح الباری مین لکہی ہے۔

ہرج کازمانہ قریب قیامت کے ہوگا چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح مین شقیق ابن سلمہ سے روایت کی کہ کہا کنت مع عبد اللہ وابی موسیٰ فقال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان بین یدی الساعۃ ایاما ینزل فیھا الجھل ویرفع فیھا العلم ویکثر فیھا الھرج القتل یعنی کہا اونہون نے کہ مین عبد اللہ اور ابی موسیٰ کے ساتہ تہا پس دونون نے کہا فرمایا نبی نے کہ قیامت کے قریب پہیل جائیگی جہالت اور جاتا رہیگا علم اور بہت ہوگا ہرج یعنے قتل و قتال۔ ابن جوزی نے ہرج کو جو بارہ خلفاء کے متعلق حدیث مین واقع ہے اسی ہرج کو قریب قیامت ہوگا بتلایا ہے۔ چنانچہ

شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین تصریح کی ہے حیث قال المراد بقولہ ثم یکون الهرج ای القتل المودیۃ بقیام الساعۃ ھذا جواب السوال علی طبق ما یفہم من صدر المقام فان اختلج فی روع السائل علی ھذہ الارادۃ المرضیۃ شیئ من الاوھام الفاسدۃ فعلیہ بالبیان وعلینا ردہ بالبرھان یعنے مراد ہرج سے قتل وقتال ہے جو قیامت کے پہلے ہونیوالا ہے اور یہہ جواب اوسی سوال کی خبر ہے جو صدر مقام سے سمجہاجاتا ہے پس اگر سایل کے دل مین کوئی بات وہم کے سبب سے کہٹکے تو اوسکو لازم ہے کہ اپنے وہمی خیالات کو ظاہر کردے اور ہمارا کام یہہ ہے کہ اوسکے توہمات کو دلیلون سے دفع کرین - اگر اوسکا مقصود سوال سے دریافت کرنا اختلاف علمارکا مراد حدیث کے متعلق ہے تو ہم کہتے ہین کہ جوشخص عقل وعلم رکہتا ہے اوس سے پوشیدہ نہین ہے لیکن چونکہ بظاہر سایل کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ علمی استعداد نہین رکہتا ہے لہذا اجمالاً اوسکا بیان کیا جاتا ہے - جاننا چاہیئے کہ اس حدیث مین بہت احتمالات ہین اور جو حدیث کہ اس قسم کی ہو اوسمین علمارکا اتفاق نہین ہوتا ہے بلکہ ہر عالم کی راے اون احتمالات کی طرف ہوتی ہے جو اونکے قرین قیاس ہوتے ہین کوئی ایسا مذہب نہین ہے جسمین اس قسم کی حدیثین نہون اور اسمین اوس مذہب کے علمارنے اختلاف نکیا ہو - چونکہ ہمارے اس دعوے کی تائید مین کثرت سے نظیرین موجود ہین اسلئے چندان بیان کی ضرورت نہین ہے لیکن تاہم وہم متعصبین کے مٹانے کے لئے ہم اجمالاً بیان کرتے ہین کہ شریف مرتضیٰ نے نہج البلاغہ مین جناب امیر المومنین سے نقل کیا ہے ھذا بلاء فلان فلقد قوم الاود الخ (اسکا ترجمہ اسلئے نہین کیا گیا کہ اوسی کی شرح آگے ہے) اور ابن ابی الحدید نے اوسکی شرح مین بیان کیا ہے المکنی عنہ عمر ابن الخطاب وقد وجدت عن النسخۃ اللتی بخط الطهری وتحسب فلان عمر حدثنی بهذا الشیء مختار

بن معد الموسوی الاودی الشاعر وقال الراوندی فی شرحہ انہ مدح لبعض
اصحابہ بحسن السیرۃ وان الفتنۃ ہی اللتی وقعت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من الاختیار والاثرۃ وقال الجاحظ انہ کلام فی امر عثمان کما یمدح
الآن الامیر المیت فی ایام الامیر الحی بعدہ فیکون ذلک تعریضاً انتہی
مختصراً یعنے کتاب اوس سے عمر ابن الخطاب کی طرف سینے یا یا ایک طری حفظ کی
نسخہ مین اور فلان ،، سے گمان گیا ہے عمر،، کو اور مجہہ سے بیان کیا تھا بن معد الموسوی
الاودی شاعر نی اور راوندی سنے اسکی شرح مین کہا ہے کہ وہ تعریف ہے لبعض صحابہ
کی حسن سیرت کی اور جو فساد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد واقع ہوا وہ اختیار
کے سبب سے ہین اور جاحظ نے بیان کیا ہے کہ فلان سے مراد حضرت عثمان
ہے جیساکہ زمانہ امیر الحی کے بعد امیر المیت نے اپنی تعریف مین انہین کا اشارہ کیا
ہو پس یہہ تعرض کا محل ہے انتہا - پس ہم معترض نہ سمجھتے ہین کہ علماء شیعہ سنے کیون
نہ اس حدیث کی ایک معنی پر اتفاق کیا بہرحال سوال معترض سے پایا جاتا ہے کہ وہ علم
دینیہ اور مذہب اہل سنت امامیہ سے نابلد ہے اور اوسنے جو یہہ کہا ہے کہ پیغمبر
خدا نے حدیث کی معنی بیان نہین فرمائے جس سے امت کو اوس حدیث کے تعین
مراد مین اختلاف ہوا تو ہم کہتے ہین کہ یہہ کلام خللون سے خالی نہین ہے اور ان سبکے
تعرض کرنا ہی موجب طوالت ہے لیکن بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ یعنی
جو چیز سمجہہ مین نہ آسے اوسکو چھوڑنا بھی نہ چاہیئے - لہذا یہان تین خلل کے لکھنے پر
کفایت کیجاتی ہے اول تو یہہ کہ اس کلام سے لازم آتا ہے کہ شارع کے کلام مین
اقسام خفی و مشکل و مجمل و متشابہ جو بمقابلہ ظاہر و نص و مفسر و محکم کے ہین انمین سے
کوئی بھی واقع نہو حالانکہ انکا وقوع شارع کے کلام سے اہل علم پر مخفی نہین ہے
دوسرے - یہہ کہ کلام اللہ مین جب ایسے اقسام واقع ہوسے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم ترجمان حق اور شارح معنی کلام اللہ کے تھے انکو لازم تھا کہ آپ انکی تفرقات
شرح فرماتے اور آنکی حقا اور اشکال اور اجمال اور تشابہ کو رفع فرماتے حالانکہ آپنے
بعضے افراد اقسام ثلثہ بلکہ کل اقسام رابع جو قابل بیان تھے اونکی بھی تفریح نہین فرمائی
تیسری وجہ یہہ کہ یہہ اشکال بھی مشترک البیان ہونے سے مخالفین کی قیل و قال کا
موقع ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے زعم پر نامربوط تقریرین اکثر حدیثون کے معنی مین
پیش کرتے ہین مثلاً نہج البلاغت کی نسبت مخالفین کو یہہ زعم ہے کہ کہی بعد فلان جو
حدیث لفظاً ظاہراً ان مین واقع ہے اوسکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جناب امیر المومنین کے طرح کیون نہ اشارہ فرمایا جس سے لوگ اوسکے تعین مین
مختلف الرائے ہوکر اپنے زعم مین ایک دوسرے کو گمراہ بتلاتے ہین (سورۂ
نساء مین) جیساکہ آیہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربٰع
مین تکرار لفظی کے خیال سے از دواج اٹھارہ عورتون سے جایز سمجھتے ہین اور دوسرے
چار کو جایز خیال کرتے ہین (دوسرے سے مراد سنی ہین) پھر دونون اپنے
اپنے زعم مین ایک دوسرے کو گمراہی سے نسبت دیتے ہین اسیطرح سے بعض
لوگ اپنی غلط فہمی سے حدیث کی معنی مین اختلاف کرتے ہین بھلا ان اختلافات
سے کیا خلل آسکتا ہے سوائے اسکے کہ ایک فریقہ اپنے زعم مین ایک معنی کو تعین
کرکے طرف ثانی کو گمراہی کی نسبت دیتے ہین ایسے حالت خلاف قیاس ہے کیونکہ کوئی
عالم اہل سنت مین سے حدیث مشتمل المعانی سے ایک معنی کو ترجیح یعنے اختیار کرنے
سے وہ ہرگز گمراہ نہین ہوسکتا اگر مراد سائل کی یہہ ہے کہ فرقہ علماء امت یعنی مراد
سب سے ایک دوسرے کو اپنے نزدیک گمراہ سمجھتا ہے جیساکہ شیعہ سنی انمیں
اپنے زعم مین ایک دوسری کو گمراہی کی نسبت دیتے ہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ
تعین معنی حدیث کی نسبت ہم ہرگز اونکو گمراہ نہین کہہ سکتے بلکہ جملات مشتبہہ

ایسی حدیثوں سے معنی پر قیاس نہیں کر سکتے ہیں مگر ایسی صفت پر وہ قیاس کرتے جو طرق ان احادیث سے سمجھی جاتی ہے اور ایسی صفت کو وہ ائمہ اطہار سے نقل کرتے ہیں ان باتوں سے ہم ان کو ہرگز گمراہ نہیں کہہ سکتے جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کی تقریر ختم ہوئی۔

مسئلہ۔ قراءت قرآن پر جو اجرت لیجاتی ہے اوسکی چند صورتیں ہیں اور ان کو جدا جدا اپنے ذہن میں تقسیم کرکے ایک کو دوسرے میں نہ ملانا چاہیئے مثلاً ایک صورت اسکی یہہ ہے کہ نقد وغیرہ بعوض قراءۃ قرآن لیجاتی ہے یہہ نزدیک اجماع اہل سنت کے بالکل باطل ہے ہان البتہ یہہ صورت امامیہ کے نزدیک رائج اور مشہور ہے جسکے بطلان کی دلیل یہہ ہے کہ اس قسم کی اجرت لینا بمنزلہ بیع ہے اور بیع میں طرفین سے مال کا مبادلہ ہوا کرتا ہے اور ثواب طاعت کے مقابلہ میں کوئی مال نہیں ہے بلکہ درحقیقت پڑھنے والے کو محض وعدۂ الٰہی پر ثواب کا ملنا موقوف ہے لیکن آخرت میں اس ایفائے وعدہ کا پر مزور ہے اور بیع حقوق خواہ وہ دینی ہو یا اخروی مثل حق الولاء والارث باطل ہے۔ دوسری صورت اسکی یہہ ہے کہ اگر کسی کو ثواب کے لئے ختم قرآن پر نوکر رکھا جاوے تو یہہ صورت نبی حنفیہ متقدمین کے نزدیک باطل ہے اور علماء شافعیہ کے نزدیک اس صورت میں بہت سے قیل و قال ہے دلیل بطلان نزدیک حنفیہ متقدمین کے یہہ ہے کہ انکے بطلان کے لئے ایک قاعدہ کلیہ ہے جیسا کہ شرح وقایہ وغیرہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ الاصل عندنا انہ لا یجوز الاجارۃ علی الطاعات وعلی المعاصی لکن لما وقع الفتور فی الامور الدینیۃ یفتی بصحتہا لتعلیم القرآن

والفقہ تحرزا عن الاندراس یعنی کتب فقہ مین اصل اصول یہہ ہے
کہ طاعت اور معصیت پر اجرت لینا جایز نہین لیکن جب کہ دین کے
کامون مین بہت سستی اور فتور واقع ہوا تو یہ خیال جاری رکھنے
اس کار خیر کے اسیر علماء متاخرین نے حکم جواز کا دیا لیکن اس مسئلہ
اجرت طاعت مین ایک باریکی یہہ ہے کہ مثلاً شخصے کہ مباشر طاعت
یعنی جس شخص نے طاعت کی ہے تو بحکم وعدہ الٰہی وہ مستحق اجراخروی
ہوگا پس اگر اجر دنیوی مخلوق سے طلب کرے تو ایک آدمی کے
ایک فعل کے حق مین دو عوض اور دو اجر لازم آوین گے مثلاً ایک
شخص کسیکے خاص کام کے لئے باجرت مقرر ہوا تو اب اوسکو نہین
چاہیئے کہ اسی مدت مین دوسرے کا مزدور بنے ۔ کذا فی الہدایہ
وقولہ علیہ السلام اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ مثل ان یستاجر
رجلا لیقراء علی راس قبر قیل ھذہ القرائۃ لا یستحق بہ الثواب
لا المیت ولا القاری انتھی ترجمہ اسیطرح ہدایہ مین ہے لکھاہے
اور فرمایا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکہایا کرو تم اجرت
قرأۃ قرآن سے جیسا کہ قبر پر قرآن خوانونکو مزدور رکہتے ہین اوس کے
ثواب کا مستحق نہ میت اور نہ پڑہنے والا ہوتا ہے انتہی ۔
تیسری صورت یہہ ہے کہ کوئی شخص خدا کے واسطے اپنے پڑہے
ہوے کا ثواب کسیکو بخشنے یا اوسکو ثواب پہونچنے کے مقصد سے
شروع کرے اور معاوضہ پانے یا لینے کا خیال دلمین نہو وہ شخص
جس کے لئے یہہ پڑہتا ہے خود بخود بطور مکافات پڑہنے کے بعد یا اثناء
پڑہنے مین اوسکو کوئی چیز دے یا احسان کرے یا کسی شخص پر

ایک شخص ہمیشہ سے انعام یا اکرام کرتا ہے اور وہ اوس کے
معاوضہ مین قرآن و کلمہ تہلیل یا مثل اس کے اور کچھ اوس کے لیئے
پڑھ کر اوسکو ثواب بخشتا ہے تو یہہ صورت بلاشبہ جایز ہے بلکہ مستحب
ہے کیونکہ احسان کا بدلہ احسان جایز ہے و فی الحدیث من صنع الیکم
معروفا فکافئوہ الحدیث یعنے اگر کوئی تمہارے ساتھ نیکی کرے تم اوس سے
بھلائی کرو لیکن یہان بھی غور کرنا چاہیئے کہ اگر پڑھنے والی کی نیت
احسان کے مکافات کی ہے تب تو جایز و مستحب ہے اور اگر اسس
نیت سے پڑھے کہ اوس کے ذمہ مکافات ثابت کرون پس وہ
درحقیقت اجارہ ہو جائے گا گو مکافات جان لینا تو مضر نہین ہے
لیکن فرق میں تو البتہ تامل کرنا چاہیئے ۔

چوتھی صورت یہہ ہے کہ اگر کوئی طالب علم تحصیل علم دینی یا حفظ قرآن
یا کوئی اور عبادتی شغل کرنا چاہتا ہے لیکن اپنے تنگدستی اور قلت
معاش سے ان شغلون مین نہین مشغول ہو سکتا ہے تو ایسی حالت مین
اگر کوئی ذی مقدور ذمہ دار کھانے پینے کا ہو جاتا تو وہ بفراغت عبادت
مین مشغول ہو اس صورت مین ہر طاعت کا اجر کامل دونون حاصل
ہوتا ہے قال اللہ تعالی للفقراء الذین احصروا الی آخرہا عـه یہہ آیت
سورہ بقر مین ہے ۔ طاعت کی اعانت کے متعلق جا بجا حدیثون
مین تعریف واقع ہے وہ درحقیقت یہی ہے ۔ ایسی صورت کو اجرت

عـه اس آیت سے اشارہ ہے اہل صفہ اور ان صحابہ کی طرف کہ جنھون نے
اپنے گھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت پکڑی تھی علم سیکھنے اور جہاد کرنیکو ۔

کہنے کا اختیار ہے ۔

پانچویں صورت یہ ہے کہ کوئی شخص قرآن شریف کو بخیال طاعت نہیں بلکہ بہ قصد مباحی پڑھنا اور اوسکی اجرت لیتا ہے مثلاً کوئی آسو ولتو یز و ختم بعض سور قرآن بعض مطالب دنیوی کے پورا ہونے یا غلامی گو ریا زندہ و عودہ کی انسبیت کے لئے پڑھتا ہے تو یہ قسم بھی جایز ہے اور یہی اس حدیث کا منشا ہے ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ اور سانپ وغیرہ کے کاٹے ہوئے کا سورہ فاتحہ پڑھکر زہرا وتارنا اور اوسپر اجرت لینا بھی اسی قبیل سے ہے ان تمام صور تونکو جدا جدا ان کے احکام کے ساتھ یاد رکھنا چاہیے اسی تفصیل سے ثابت ہوا کہ مختلف حدیثوں میں اس بات میں کوئی تعرض نہیں ہے مثلاً حدیث عبادہ بن الصامت میں قال قلت یا رسول اللہ رجل اہدی الی قوسا کنت تحت ان تطوق طوقا من نار فاقبلہا رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ یعنی عبادہ بن الصامت کہتے ہیں کہ مین نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ایک شخص نے مجھے ایک کمان ہدیہ بھیجی ہے جو میں اوسے قرآن سکھایا تھا اور حالانکہ مجھے مال نہیں ہے میں اوس سے تیراندازی کرتا ہوں راہ خدا میں آپنے فرمایا کہ اگر تو دوست رکھتا ہے کہ تیرے لئے گلے میں طوق نار کا بن جائے تو اوسکو قبول کر روایت کی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ۔ اور یہ اوس صورت میں ہے کہ پڑھانے والا طلب مکافات کا خیال رکھتا ہو اور اوسی نیت سے تعلیم دیتا ہو علی ہذا القیاس دوسری احادیث بھی ہیں واللہ اعلم بالصواب

سوال - حافظ شیرازی کی بیت کا -

بیت

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ | چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

جسکا جواب شعروں سے اور مستزاد کا ٹکڑے جو بطور شرح کے ہیں ظاہر ہوتا ہے -

ہفتاد و دو فرقہ در رہ پوشیدند	اے سنئے مانند
گم کردہ تراجسہ طرف می جویند	ہر گردانند
سر رشتۂ حق بدست یک طائفہ ایست	در دیشانند
باقے بہ تکلف سخنے می گویند	ایشانند

رسالہ عورتون کی نماز کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عورتون کی نماز کی بہی وضع بطور مردون کے ہے لیکن فرق اتنا ہے
کہ اول تو عورتون کو تمام جسم ایسے موٹے کپڑے سے چہپانا چاہیئے
جس سے بدن کا رنگ یا بال معلوم نہون اگر رنگ معلوم ہو تو وہ بدن
چہپانے مین نہین داخل ہے اس صورت مین نماز نا درست ہے۔
پوشش کامل جسقدر ہو بہتر ہے یہان تک کہ ہاتہہ اور پاؤن سب بالکل
چہپے رہین تو اچہا ہے لیکن نمبر ا طریق سے۔ بند کیا جانے کہ سجدہ گاہ وہ کہلا
دے۔ دوسرے یہہ نہ اذان واقامت جسکو تکبیر کہتے ہین عورتون کو
نہین کہنا چاہیئے ان کے لئے یہی سنت ہے کہ بلا اذان واقامت یہہ نماز
ادا کرین۔ تیسرے یہہ کہ شروع نماز کے وقت اللہ اکبر کہکر کانون تک
ہاتہہ نہ لے جائین بلکہ کندہے تک زیادہ نہ اٹہائین چوتہے دونون ہاتہہ
ناف کے نیچے نہ باندہین بلکہ پستان کے نیچے رکہین پانچوین کسی وقت
کی بہی نماز مین زور سے قرارت نہ پڑہین نہ تکبیرات بلکہ سب کو آہستہ
آہستہ کہین کہین پر بہی آواز کو بلند نکرین سلام پہیرنے تک سب جز

آہستہ آہستہ کہین جیسے جسوقت سجدہ خواہ التحیات کے لئے بیٹھیں
تو اپنے پیر کے بل مردونکی طرح سے نہ بیٹھین۔ بلکہ دونون پیرون
کو سیدہی طرف نکالین اور الٹی طرف کے چوتڑ کے بل بیٹھیں
ساتوین سجدہ کرتے وقت چوتڑونکو بلند نکرین بلکہ سجدہ کے وقت
اوس کا پیٹ رانون سے ملا رہے ایسی صورت مین خوامخواہ سر
زانون کے پاس رہیگا زانون سے فاصلہ پر مردونکی طرح نہ ہوگا۔

سوال۔ یہ مسلمان کو کفن کا کپڑا اپنے پاس رکھنا مسنون ہے یا نہین
اور بعض لوگ کہتے ہین کہ کفن کا کپڑا سال بہر کے بعد بدل ڈالنا چاہیے
یعنی پہلے کپڑا کسیکو دیدے اور دوسرا نیا لیکر رکھ لے۔

جواب اگر اپنے کفن کے لئے مسلمان کپڑا خریدکر یا کسی سے لیکر اپنے
پاس رکھے تو مضائقہ نہین۔ بخاری مین سہیل نے روایت کی ہے کہ
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین ایک عورت نے بنی ہوئی
حاشیہ دار چادر لاکر عرض کیا کہ اسکو مین نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے
اور اسلئے لائی ہون کہ جناب کو پہناؤن چنانچہ پیغمبر خدا صلعم نے اوسے
لے لیا اور باہر اپنے یارون کے پاس تشریف لائے اپنے اوس چادر
کی اپنی لنگی بنائی ایک شخص نے اوسکی بہت تعریف کی اور کہا یہ تو
بہت اچھی ہے مجھکو عطا ہو لوگون نے کہا تمنے اچھا نہ کیا پیغمبر خدا صلعم
کو جب کہ اوسکی ضرورت تھی اور پھر بھی تمنے سوال کیا تم جانتے ہو کہ وہ عالم
کسی کے سوال کا رد نہین فرماتے ہین اوس شخص نے جواب دیا کہ واللہ
مین نے اسلئے نہین سوال کیا تھا کہ اسکو مین پہنون بلکہ اسلئے سوال
کیا تھا کہ اس کا اپنا کفن بناؤن۔ سہیل کہتے ہین کہ وہ ہی چادر آخر اوس

شخص کا کفن بھی

سوال۔ چونکہ رشوت وغیرہ ممنوع و ناجایز ہے اگر اوس سے کوئی حویلی بناے یا گانون خریدے اور ایک زمانہ تک اوسپر قابض رہکر اوس گانون یا حویلی کو فروخت کرے تو اوسکی قیمت شرعاً حلال ہے یا نہین۔

جواب جو مال رشوت سے لیا وہ بلاشبہ حرام ہے لیکن اوس مال کو جب تغیر کیا یعنی حویلی بنائی تو اوس کا وہ مالک ہوا ایسی حالت مین اوسکا بیچنا گو جایز ہے لیکن وہ مال خبث رکھتا ہے اس لیئے کہ کسب حرام سے حاصل ہوا تھا بہر حال بیع و شرا ملکیت پر منحصر ہے کراہت اور پاکیزگی حلت کسب و حرمت کے تابع ہے تو اسکی ملک مین تغیر ہوا ہو لیکن جب کمائی وجہ حرام سے ہے تو مال بھی حرام ہی ہوگا مثلاً برہمنون اور کاہنونکی مزدوری یعنی جو انہی موجودہ اور انہو اسلے مال کو بو جھنے کے لئے اونکے سامنے نذر لیجا تے ہین یہہ سچ ہے کہ اگر وہ مال قرضدارون یا اور معاملہ دار ونکو دیا جائے تو اون کے لئے بیشک حلال ہے لیکن اوس کے لئے تو وہی خبیث رہے گا لیکن احیاء العلوم کی روایت کے موافق جو وقت اوس نے توبہ کر لی تو البتہ حلال ہوگا بشرطیکہ مال برضامندی لیا گیا ہو اور کسی کا حق تلف نہ کیا گیا ہو ورنہ جس شخص کا مال کہ غصب کیا گیا ہو اوسکی رضامندی شرط ہے واللہ اعلم

سوال قرض جو شرعاً جایز ہے اگر کوئی ایسے قرض سے مسجد بناے اور اوس کے بعد رشوت وغیرہ جو غیر جایز ہے اوس سے وہ قرض ادا کرے تو شرعاً ایسی مسجد کا بنانا درست ہے یا نہین۔

جواب اس قسم سے مسجد بنانا درست ہے کیونکہ بامید ثواب

مسجد بنائی جاتی ہے اور اوس مسجد کو قرض لیکر بنایا گو اوسے قرض کے
وقت اوسنے خبیث مال سے قرضہ ادا کیا تو اوسکی خبثیت اوس مال مین جو
قرض لیا تہا تاثیر کریگی واللہ اعلم۔

سوال اگر شخص نکاح کرنے والا سنت المذہب اور جس عورت سے
نکاح کیا جاے وہ مذہب امامیہ کی ہو تو ایسے مرد اور عورت مین اہل سنت
جماعت کے یہان نکاح جایز ہے یا نہین۔

جواب سنی مرد اور شیعہ عورت مین نکاح کرنا مبنی تکفیر و عدم تکفیر پر
ہے اور یہہ فرقہ مذہب حنفی مین موافق روایات مفتی بہ کے مرتد ہے
جیساکہ فتاوی عالمگیری مین لکہا ہے پس ایسی عورت سے نکاح کرنا
درست نہین ہے اور مذہب شافعی مین دو قول ہین بروے ایک
قول کے تو یہہ فرقہ کافر ہے اور بروے دوسرے کے فاسق جیساکہ
صواعق محرقہ مین لکہا ہے اسکے قطع نظر ایسے میان بی بی کا نکاح بہت
سے فسادون کا باعث ہے یعنی عورت و اولاد کا بدمذہب ہونا محبت
کی ناموافقت وغیرہ وغیرہ بہی باتین ہین جس سے پرہیز ہی کرنا واجب ہے
واللہ اعلم

سوال نماز پڑہتے جسوقت کہڑے ہون تو اوسوقت آیات قرآنی
مین سے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی یہہ آیت سورۂ بقر مین
ہے وغیرہ اور استغفار پڑہنا درست ہے یا نہین۔

جواب آیات انی وجہت وجہی الخ کا پڑہنا دعا کے ضمن مین جسمین استغفار
بہی ہے ثابت ہوا ہے بعض روایتون مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تکبیر اول کے بعد مذکورۂ بالا آیات پڑہتے تہے اور بعض

روایتون مین یون آیا ہے کہ نماز پر کھڑے ہوتے وقت اور اتخذوا
من مقام ابراهیم مصلی جو نماز کے بعد طواف کعبہ پڑہی جاتی ہے
اوس نماز کے دونون رکعتون سے پہلے پڑہنا البتہ ثابت ہے۔
چنانچہ مشکوۃ شریف مین یہہ دونون روایتین موجود ہین۔ اور وہ دعا
یہہ ہے جو سورۂ انعام مین لکھی ہے۔ انی وجهت وجهی للذی فطر
السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی و
محیای ومماتی لله رب العالمین لا شریک له وبذلک امرت وانا
اول المسلمین اللهم انت الملک لا اله الا انت وانا عبدک ظلمت
نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی جمیعا انه لا یغفر الذنوب الا
انت واهدنی لاحسن الاخلاق لا یهدی لاحسنها الا انت لبیک
وسعدیک والخیر کله فی یدیک والشر لیس الیک انابک والیک
تبارکت وتعالیت استغفرک واتوب الیک۔
سوال۔ حصول مطالب دنیوی کے لئے کیا پڑہنا چاہیئے۔
جواب۔ حسبنا الله ونعم الوکیل پانسو بار اول وآخر درود دس
دس مرتبہ پڑہنا چاہیئے۔ اور حکام کے قلوب پر قابو پانے کے لئے
یا مقلب القلوب بالخیر دو سو مرتبہ بعد نماز عشا کے پڑہنا چاہیئے
اور کسی کام کے لئے سو مرتبہ یا قاضی الحاجات بھی پڑہنا مجرب
ہے اگر ختم خواجگان کو حصول مہم کے لئے پڑہنے کا اتفاق پڑے تو
یا قاضی الحاجات کا بھی پڑہنا بہتر ہے۔
سوال۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے خلاف مرضی گھر سے باہر جائے
اور خاوند کا کہنا کچھہ خیال مین نہ لاوے اور نافرمانی سے اپنے خاوند

کو تکلیف پہونچائے تو ایسے عورت کا حق مہر و نفقہ مرد پر باقی رہتا ہے
یا نہین۔ علمائے بنارس نے تو لکھا ہے کہ مرد کے گھر سے عورت کو
باہر جانے مین مہر و نفقہ و کسوت سکنی مرد پر سے باطل ہو جاتا ہے
کما فی تحفۃ الفقہاء المراۃ اذا خرجت عن البیت
بغیر اذن زوجہا یبطل مہرہا و نفقتہا وکسوتہا
و فی الذخیرۃ اذا خرجت المراۃ مع المحارم
بغیر اذن الزوج و دخلت فی بیت الوالدین وغیرہم
یبطل مہرہا ونفقتہا وکسوتہا وسکناہا
نقل من الحسامیۃ اذا خرجت المراۃ
من البیت مع غیر محرم بغیر اذن زوجہا بطل مہرہا ونفقتہا و
کسوتہا و سکناہا وعن الطحاوی فی قول محمد بن الحسن الشیبانی
الفتوی علیہ کذا فی فتاوی الصدر الشہید و فی النہایۃ شرح
الہدایۃ اذا خرجت المراۃ من بیت زوجہا عاصیۃ بلا اذن زوجہا
وصاحبہا و ذہبت من قریۃ الی قریۃ اخری سقطت نفقتہا ومہرہا
من ذمۃ زوجہا ہذا النقل من التجنیس فی شرح الہدایۃ من الذخیرۃ
المراۃ اذا خرجت من بیت زوجہا مع غیر المحرم و بغیر اذن الزوج
و دخلت بیت الوالدین او غیرہما بطل مہرہا ونفقتہا وکسوتہا
وسکناہا فی المحیط وعلیہ الفتوی کذا فی المضمرات۔ ترجمہ
جیسا کہ تحفۃ الفقہاء مین لکھا ہے کہ جس وقت عورت گھر سے بغیر اذن اپنے
خاوند کے نکلے تو اوسکا مہر اور نفقہ اور کسوت باطل ہو جاتا ہے
ایسے ہی ذخیرہ مین لکھا ہے کہ جس وقت عورت گھر سے نکلے اپنے

محرم کے ساتھہ بغیر اذن اپنے خاوند کے اور پہونچ گئی اپنے والدین کے گھر یا کسی دوسرے کے تو باطل ہو جاتا ہے اوس کا مہر اور نفقہ اور کسوت اور سکنی ایسا ہی لکھا ہے حاشیہ مین کہ جس وقت عورت گہر سے نکلے ساتہہ کسی غیر محرم کے بغیر اذن اپنے خاوند کے تو باطل ہو جاتا ہے اوسکا مہر اور نفقہ اور کسوت اور سکنے۔ اور طحاوی سے جو ایک قول منقول ہے محمد ابن الحسن شیبانی سے اوس سے سمجہا جاتا ہے کہ فتوے ایسے پر ہے جیسا کہ فتا وے صدر الشہید سے سمجہا جاتا ہے۔ اور نہایہ شرح ہدایہ مین لکہا ہے کہ جسوقت نکلے عورت گہر سے اپنے خاوند کے واسطے خرید و فروخت کے بغیر اذن اپنے خاوند کے اور نکل گئی ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن تک تو ساقط ہو جاتا ہے اوس کے خاوند کے ذمہ سے نفقہ و مہر اوسکا۔ ایسا ہی تجنیس مین لکہا ہے۔ اور صاحب شرح ہدایہ ذخیرہ سے نقل کرتے ہین کہ عورت نکلے اپنے خاوند کے گھر سے اپنے محرم کے ساتہہ بغیر اذن اپنے خاوند کے اور پہونچ گئی اپنے ماں باپ کے گھر یا دوسرے کسی کے تو باطل ہو جاوے کا مہر اور نفقہ اور کسوت اور سکنے اوسکا۔ ایسا ہی محیط مین ہے اور ایسے پر فتوی ہے جیسا کہ مضمرات مین لکہا ہے۔

جواب۔ بغیر حکم مرد کے عورت کو گہر سے باہر نکلنا جس سے مہر ساقط ہو جاوے یہہ فقہیہ روایتین مین نے دیکہین مگر مہربان من یہہ روایتین مفتی بہا نہین ہین خلاف قواعد ہے کیونکہ مہر کو دین صحیح لکہا ہے (دین اوسکو کہتے ہین جو قرض بہ تعین وقت ہوتا ہے کہ فلان وقت

ادا کرینگے اور جب وہ اوسوقت نہ ادا ہوا تو وہ قرض ہی رہا)
اور ینہ لکہا ہے کسا یر الدیون لا یسقط الا بالاداء او بالابراء
فقہا کے مقام تعلیل مین لکہا ہے کہ پورا مہر پہلے مرتبہ دولہن سے ہم
بستری کرنیکا معاوضہ ہے جب کہ ایک مرتبہ دولہن کے پاس سویا تو
گویا اسپنے تمام حق سے فائدہ مند ہوچکا تو مہر جو اوس حق کی قیمت
ہے واجب الادا ہوئی اب اسکے بعد اگر دوسرے مرتبہ وطی یا
دوسرے خدمات وہ عورت ادا کرے یا مکان مین نرہے تو مہر
مین کوئی قصور نہین پڑتا بلکہ عورت کے زنا وغیرہ کرنے سے بہی
مہر ساقط نہین ہوتا یہہ سچ ہے کہ نان و نفقہ گہر مین رہنے کا معاوضہ
ہے اگر بلا حکم گہر سے عورت نکلے تو البتہ نفقہ وکسوت واجب نرہیگا
قاعدہ فقہ مین نفقہ قید کا معاوضہ ہے مثلاً کوئی کسی خدمت پر مامور
کیا جاے تو نفقہ اوس کا بعوض اوسے خدمت صاحب خدمت
سے لیا جاویگا جیساکہ ذکوۃ کے عملون کی ماہوار مال ذکوۃ ہی مین
سے دیا جاتا تہا ایسے ہی قاضی ومفتی ومحتسب کی ماہوار خزانہ لاوارث
کوئی ہو اہل اسلام سے دیا جاتا تہا۔

سوال - ترکیب دفع آسیب وسحر کی عنایت ہو۔

جواب ترکیب دفع آسیب کی یہہ ہے کہ سرسونکا تیل ایک تانبے
کے برتن مین لیکر آیت قطب یعنے ثم انزل علیکم من بعد الغم
بذات الصدور تک پڑہے اور یہہ آیت پارہ لن تنالوا البر
اور سورۂ آل عمران کی ہے اس آیت کریمہ کو چودہ بار پڑہی جاے
اور ہر دفع پڑہ کر اوس تیل مذکور پر دم کیا جاے جب چودہ بار

پورے ہو جاوین تو اس تیل کو آسیب زدہ کے تمام بدن پر بقدر
مالش کی جاوے کہ کوئی جگہ بال برابر بہی خشک نرہے اور احتیاط
اسمین یہہ ہے کہ اس تیل کو زمین پر نرکہا جاوے اور ہاتہہ بہی اس
مین ہرگز نہ ڈالا جاوے اور جس شخص سے اول روز مالش کیا جاوے
وہی شخص روز مالش کرے اور جسوقت اول روز مالش کیا جاوے
روز اوسی وقت مالش کرنی چاہیئے اس مین کوئی دقیقہ فروگذشت
ہو خدا نے چاہا تو آسیب دفع ہو جاوے گا۔ دفع سحر کے واسطے سورتین
یعنے سورۂ قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق
اور ایات سحر لکہی جاوین اور ایک کورہ ٹہلیہ مین پانی جاری خواہ
گنگا یا دریا کا ہو اوس مین اور اوس ٹہلیہ مین تعویذ مرقوم ڈالدیا جاوے
اور اس پانی مین سے تہوڑا تہوڑا اوس مسحور کو پلایا
جاوے اور ممکن ہو تو اس پانی سے اوسکو غسل بہی کرادیا جاوے
لیکن اس عمل کو ایک شنبہ کے روز کرنا چاہیئے اسیطرح
یہہ عمل روز مذکور کئی بار کیا جاوے خدا نے چاہا تو بہت جلد
آرام ہو جاوے گا۔ آیات سحر یہہ ہے۔ فوقع الحق وبطل
ما کانوا یعملون فغلبوا ھنالک وانقلبوا صاغرین

سورۂ اعراف
سورۂ یونس
سورۂ طہٰ

ترجمہ
یہہ آیات سورۂ اعراف کی جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ پس: ثابت ہوا حق اور باطل ہوا جو کچہہ تہے کرتے
پس مغلوب ہوے اس جگہ اور پہر گئے ذلیل اور ڈالے گئے جادوگر سجدے مین بولے کہا اونہون نے ایمان لائے ہم ساتہہ
پروردگار اپنے کے پروردگار موسیٰ کے اور ہارون کے پر جب ڈالا اونہون نے کہا موسیٰ نے جو کچہہ لائے تم ساتہہ اوسکے
جادو ہے تحقیق اللہ شتاب باطل کرتا ہے تحقیق اللہ نہین سنوارتا کام مفسدون کا اور ثابت کریگا اللہ حق کو ساتہہ باتون اپنی کے

والقی السحرة ساجدین قالوا امنا برب العالمین رب موسی وهارون ۝ فلما القوا قال موسیٰ ما جئتم به السحر ان الله سیبطله ان الله لا یصلح عمل المفسدین ویحق الله الحق بکلماته ولو کره المجرمون ۝ انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتیٰ ۝

سوال ۔ اصول شریعت مین بیعت کسے کہتے ہین اور اسکی ثبوت نص سے ہے یا کسی حدیث سے ۔

جواب بیعت کہ اصل معنی لغت مین عہد اور پیمان کے ہین اور اصطلاح متکلمین مین بیعت کہتے ہین ہاتہہ دینا کسی قول و قرار کے باتون پر اور صوفیہ کرام کے اصطلاح مین بیعت کی معنی دست عقیدت کو ارشاد مرشد پر منعقد کرنیکو بیعت کہتے ہین پس اگر غرض سائل کی اس استفسار سے بیعت کلامی ہے تو جو بیعت صحابہ کرام سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلافت مین خلفاء راشدین کے واقع ہوئی ہے مراد اوس بیعت سے دست توسیق اور عہد کا دینا خلافت خلفاء راشدین کے اسی معنی پر آیت یبایعونك تحت الشجرة دلالت کرتی ہے اور اگر سائل کی غرض استفسار سے مراد بیعت صوفیہ کرام اور پیران طریقت سے جو مشہور ہے تو دست عقیدت کا دینا ارشاد مرشد پر بیعت کہتے ہین اور یہہ سلسلہ یکے بعد دیگرے حضرت علی مرتضیٰ پہونچتا ہے اور حضرت علیؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک اس سلسلہ کا ثبوت اور اصل اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی سے سمجھنا چاہیئے ۔

سوال - نکاح کے وقت ایمان مجمل و مفصل کے زور سے تعریف کیون پڑہتے ہین مقصود اوس سے تلقین ہوتا ہے یا نکاح کی مضبوطی اوس سے متصور ہے -

جواب - از روے شرع کے کافر و مسلمان کا نکاح نہین ہوتا ظاہر ہے کہ اکثر لوگون سے لاعلمی یا سہو سے کلمات کفر نکل جاتے ہین اور اونکی اونکو خبر تک نہین ہوتی تو ایسی حالت مین نکاح ایسے دولہ دولہن کا نہین ہوسکتا اسلئے علماء متاخرین بہ نظر احتیاط ایمان مجمل و مفصل کے صفت دولہ دولہن کے سامنے پڑہتے ہین اور اون سے پڑہواتے ہین تاکہ نکاح بحالت اسلام ہو -

فی الحقیقت علماء متاخرین نے اس احتیاط کو نکاح مین بڑہائی ہے لیکن یہہ خالی اسلامی برکت سے نہین ہے - جو شخص اسلام سے بہرہ نہین رکہتے ہین وہ اسکے لطف کو کیا جانین - اکثر فرقہ خلاف مین مردہ کو تلقین جائز ہے مگر معلوم نہین کہ اسکی وجہ اونکے نزدیک کیا ہے کیون کل اسلامی فرقہ متفق ہین کہ ایمان بعد البعث درست نہین ہے اور بعث انتقال روحانی کو کہتے ہین -

سوال - امت کی شفاعت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے یا اصحاب کبار بہی شفیع ہوسکتے ہین اور انکی اطاعت وعداوت مین کیا فائدہ و نقصان ہے -

جواب الشفاعة فیما یتعلق باموراالدنیا والآخرة هو السوال فی تجاوز عن الذنوب والحرام یعنے جیسا شفاعت کا تعلق امور دنیا اور آخرت سے ہے اوس سے مراد ہے

بخشایش گناہ اور حرام ہے۔
ازروے لغت کے لفظ شفاعت عام ہے شفاعت جرمی
وشفاعت ذنوبی۔ شفاعت جرمی وہ ہے جو ایک سے دوسری
کے تابع یا متبوع ہو سکے۔ اور شفاعت ذنوبی وہ ہے کہ
بواسطہ و بلا واسطہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے متحقق وثابت
ہے تو اس صورت مین مرشد اپنے مرید کے لیئے اور معلم
اپنے شاگرد کے لئے باعث شفاعت ہو سکتا ہے اور اطاعت
اصحاب کبار بحکم آیۂ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم و بمصداق حدیث صحیح اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم۔
پس ان کی اطاعت اطاعت وعدہ انھم یدخلون الجنة اور عداوت
انکی موجب وعدہ انھم یخلدون فی النار ہے۔
سوال۔ امام اعظم وغیرہم کی عبارت اور مفتیون کے اقوال
مین اختلاف کا کیا سبب ہے۔
جواب۔ علماء مین اختلاف کا یہہ سبب ہے کہ بعض تو آیت وحدیث
کے ظاہری حالت کو معمول بناتے ہین اور بعض تاویل سے پس
یہہ اختلاف اصول مین نہین ہے بلکہ مفہوم کلام سلف اختلاف
العلماء رحمۃ ہے واسطے امت کے ہر ایک راہ صواب پر ہین۔
بخلاف خلافیہ فرقہ کے کہ ان کے علماء مین اصولی اختلاف ہے
کیونکہ ایک تو ہمارے پیغمبر خدا صلعم کے نبوت کے دوسرے
حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیغمبری کے اور بعضے اون کے
الوہیت کے قایل ہین۔ ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

والسلام علی من اتبع الهدیٰ۔
سوال۔ جو حدیث کا منکر ہو اوسکی نسبت کیا حکم ہے۔
جواب انکار حدیث شریف مین چند احتمال ہین۔ اول صورت تو یہہ ہے کہ تمام احادیث سے انکار کرنا اور ایسی صورت سے کفر لازم آتا ہے دوسری صورت یہہ ہے کہ احادیث متواترہ کے تاویلات سے انکار۔ اس سے بہی کفر لازم آتا ہے تیسری صورت یہہ ہے کہ حدیث صحیح جو قسم احاد سے ہو عام ازین کہ ہوائے نفسانی سے یا منافی طبع یا کسی خلاف مصلحت دنیوی سے اگر کوئی انکار کرے تو یہہ گناہ کبیرہ ہے بلکہ ایسے منکر کو مبتدع بدعت سیئہ کہا جاویگا۔
چوتہی صورت یہہ ہے کہ کسی حدیث کو بہ سبب نہونے قوت دوسری حدیث کے یا بہ جہت نہونے اعتماد قول راوی کے اگر کوئی اوسکو حدیث تصور نکرے اور منشا انکار ہوائے نفسانی اور کسی غرض دنیوی سے نہو اور خود پسندی تقریر اور کوئی غرض اغراض فاسدہ سے مقصود نہو بلکہ بنا بر قواعد اصول حدیث یا مخالفت حدیث کے سبب سے کسی آیت قرآنی کی نسبت بدظن ہو کر حدیث کا انکار کرے تو ایسی صورت مین کفر لازم نہین آتا ہے۔
سوال۔ اگر کوئی کسی فقیہ کی کتاب کا انکار کرے شرع شریف سے اوسکی نسبت کیا حکم ہے۔
جواب اس سوال مین بہی چند احتمال ہین اول یہہ کہ اگر وہ شخص مثلاً شافعی المذہب ہے اور حنفیہ کی کتاب سے منکر ہے تب تو چندان قباحت نہین ہے۔ دوسرے یہہ کہ اگر کسی کتاب غیر معتبر یا غیر مشہور

کا انکار کرے تو بھی اس مین چندان قباحت نہین۔ تیسرے یہہ ہے کہ اگر علوم دینیہ کے کتاب سے جان بوجھہ کر انکار کرے تو اس صورت مین البتہ کفر لازم آتا ہے۔ چوتھی یہہ ہے کہ اگر اس بات کے خیال سے کہ یہہ کتاب فقہ اہل سنت کی ہے تو ایسا شخص منسوب باہل ہوا اور بدعت ہوگا کیونکہ اوسکا انکار کتاب کی حقیقت کی نسبت عدم اعتقاد سے ہے بخلاف انکار شافعیہ کے کیونکہ شافعیہ کے انکار سے فقط مذہب حنفیہ پر اپنے مذہب کو ترجیح دینا مقصود ہوگا نہ بطلان اصول و فروع حنفیہ۔

سوال ۔ اگر کسی نے کلمہ کفر زبان سے کہا اور اوسکی معنی اور مطلب سے ناواقف ہو تو ایسے شخص پر کیا حکم ہے۔

جواب ایسے شخص کی طرف حکم کفر کے کرنے مین علما کو بہت اختلاف ہے۔ خزانۃ الروایات وغیرہ کتب فقہ مین اسکا مفصل حال مذکور ہے بہر حال ایسے شخص کو توبہ اور استغفار لازم ہے۔

سوال ۔ علم اور علما کی اہانت پر کیا حکم ہے۔

جواب ۔ اگر کوئی اہانت علما اور دین کی اس خیال سے کرے کہ یہہ دین موجب راہ حق اور یہہ علما پابند راہ شریعت ہین اور یہہ علم محض قضایا اور حق تلفی کے لئے موضوع ہے تو شریعت ایسا شخص کافر ہے مگر علم نجوم کے انکار اور اہانت سے کفر لازم نہین آتا ہان البتہ جو علم معین اور مددگار علم شریعت ہے اوسکی اہانت ممنوع ہے لیکن اس کے بھی چند مراتب ہین اگر علم شریف ہو مثلاً علم صرف و نحو تو ایسے علوم کی اہانت ممنوع ہے اور جو کوئی علم

اسس مرتبہ کا نہین تو اوسکی اہانت بہی اسس مرتبہ ممنوع نہو گی۔
سوال۔ مان باپ اگر اپنے کسی اولاد کو عاق کر دے تو وہ بخشا جاوے گا یا نہین۔
جواب۔ عوام مین یہہ مشہور ہے کہ مان باپ کے عاق سے اولاد فرزندیت سے خارج ہو جاتی ہے اسکا ثبوت شریعت سے تو کہین نہین ہے کیونکہ اس عاق بے اصل سے لڑکا ثبوت نسب اور احکام مثل حقوق وراثت سے خارج نہین ہو سکتا۔ اور اصطلاح شرع مین عقوق والدین کے معنی والدین کو تکلیف اور ایذا پہونچانے کے ہین اور اسس قسم کا فعل گناہ کبیرہ مین داخل ہے۔ مذہب اہل سنت وجماعت کے نزدیک کوی شخص جو مرتکب گناہ کبیرہ ہے ہمیشہ دوزخ مین نہین رہے گا بلکہ بسبب عفو مان باپ اولا ہو یا بعد خشم عفو از جناب باری یا بسبب شفاعت رسالت پناہی یا بعد مبتلاے عذاب ءستحق بخشا جاوے گا واللہ اعلم بالصواب۔
سوال۔ دار الاسلام دار الحرب ہوسکتا ہے یا نہین۔
جواب۔ معتبر کتابون مین لکہا ہے کہ تین شرطون سے دار الاسلام دار الحرب ہوسکتا ہے چنانچہ درمختار مین لکہتا ہے لا تصیر دار الاسلام دار الحرب الا بامور ثلثة باجراء احکام اہل الشرك وباتصالها بدار الحرب وبان لا یبقی فیها مسلم او ذمي امنا بالامان الاول علی نفسه ودار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام اهل الاسلام فیها انتهی یعنے دار الاسلام سواے تین شرطون کے دار الحرب نہین ہوسکتا۔ اول احکام اہل شرک کے

دارالاسلام بن جاریسے ہونا۔ دوسرے شامل ہونا دارالاسلام کا دارالحرب مین۔ تیسرا نذرہ سکے دارالاسلام مین کوئی مسلم نہ ذمی امان اول سے اور دارالحرب مین جب احکام اسلام کے جاری ہوستے ہین تو وہ دارالحرب دارالاسلام بن جاتا ہے انتہی۔ اور کافی مین ہے ان المراد بدار الاسلام بلاد یجری فیہا حکم امام المسلمین ویکون تحت قہرہ وبدار الحرب بلاد یجری فیہا امر عظیمہا ویکون تحت قہرہ انتہی۔ صاحب کافی فرماتے ہین دارالاسلام وہ شہر ہے کہ جسمین شریعت کے احکام حاکم مسلمان جاری کرسکے اور وہ شہر اوس کے تحت تصرف مین ہو۔ اور دارالحرب وہ شہر ہے جسمین احکام شریعت جاری نہو سکین اور وہ شہر کفار کے ماتحت ہو اور یہہ ملک (مراد ہند) اسمین احکام اور قانون شریعت جاری نہین ہین بلکہ گورنمنٹ انگریزی کے قانون جاری ہین اور جاری ہونے احکام کفر سے یہہ مراد ہے کہ ملک داری اور بندوبست رعایا اور لینا خراج اور عشور (محصول اموال) اور سیاست راہزن اور چور چکار اور فیصلے خصومات وغیرہ جو حاکم کفار اپنے قوانین سے کرے گو بعض احکام اسلام مثل نماز جمعہ وعیدین واذان وذبح بقر وغیرہ سے تعرض نکرے کیونکہ ایسے امور بخیال انتظام ریاست نظر انداز کرتے ہین لیکن بلحاظ اپنے قوانین کے بہتیرے مساجد کو بہی بے تکلف منہدم کر دیتے ہین کوئی مسافر بغیر راہداری اور اجازت حکام وقت اس ملک مین (ہند) وارد نہین ہوسکتا اور بر تقدیر اپنی منفعت کی غرض سے کسی مسافر

اور سود اگر سے تعرض بھی نہین کرین لیکن مثل اسکے دوسری بات یہہ ہے
کہ شجاع الملک اور ولایتی بیگم بغیر اجازت گورنمنٹ انگریزی کے
اس ملک مین اسکتے بلکہ یہان سے کلکتہ تک عملداری گورنمنٹ
انگریزون کی ہے مگر بعض بلاد مثل حیدرآباد دکن اور لکہنو رامپور وغیرہ
مین بہ سبب معاہدہ حکومت گورنمنٹ انگریزی و مصلحت وقت سے
بالاستعاب پورے طور سے جاری نہین ہے اور جہانتک حدیث اور
صحابہ کرام کے برتاؤ پر خیال کیا جاتا ہے تو یہی امر اوس سے سمجہا جاتا
ہے کیونکہ فقط انکار اداے زکوۃ کے اپنے خلافت مین جناب
صدیق اکبرؓ نے مقام یربوع کے نسبت دار الحرب کا حکم فرمایا ہے
حالانکہ اوسمین جمعہ و عیدین و اذان وغیرہ احکام شریعت جاری تہے
بلکہ آپ نے اوس کے اطراف کے بلاد کی نسبت بہی دار الحرب
کا حکم دیا ہے حالانکہ اوس بلاد مین اہل اسلام موجود تہے اسیطرح
آپ کی خلافت مین یہی حکم جاری رہا بلکہ باوجود مقام فدک اور
خیبر مین اہل اسلام کی بود و باش ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ان دونون مقام کی نسبت دار الحرب کا حکم دیا ہے
حالانکہ وادی القری مین اکثر لوگ مشرف باسلام تہے اور مقام
فدک اور خیبر بہی مدینہ منورہ سے نہایت ہی قریب تہے باقی رہا
یہہ مسئلہ کہ حریت اور رقیت کفار حربی کی نسبت کیا حکم ہے اس
مسئلہ مین علما کے مختلف اقوال ہین لیکن اکثر فقہا اسپر متفق ہین کہ
اگر دار الحرب کو مسلمانون نے لڑائی سے فتح کر لیا ہو تو وقت
کارزار کے جس پر مسلمان قابض ہون کے اوسپر مسلمانون کے

ملکیت ثابت ہوگی اور بعض فقہا کہتے ہین کہ اگر حربی بعہد خیال
غلبہ اہل اسلام اپنی اولاد یا اقارب کو بیع کردین تو اسیر مسلمانون
کی ملکیت ثابت ہوگی اور وہ ان کے غلام بن جائینگے بشرطیکہ یہہ بیع
اہل حرب کے یہان مروج ہو اور یہی قول اکثر حدیث سے قوی معلوم
ہوتا ہے اسواسطے اس [illegible] کی بیع اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ مین ہوئی ہے مثل بیع زید بن [illegible] اور سلمان فارسی وغیرہ
جو اسی قسم کے تھے اور آپ نے [illegible] جامع الرموز
مین لکھا ہے ویتملك بما ای بالاستیلاء واحراز حرهم ای استیلاء
على مباح فلو اهدى ملك من اهل الحرب الى [illegible] هدية من
احرارهم ملكه الا اذا كان ذي قرابة له ولو دخل دارهم مسلم
بامان ثم اشترى من احدهم ابنه ثم اخرجه الى دارنا قهرا ملكه
واكثر مشايخ على انه لا يملكه في دارهم وهو الصحيح وعن
محمد انه يملكه حتى يجبر على اخراجه وعن ابي يوسف يجبر و[illegible]
الكرخي ان كانوا يرون جواز البيع فالبيع جائز والا فلا كما
في المحيط وفيه اشعار بان الكفار في دارهم احرار وليس
كذلك فانهم ارقاء فيها وان لم يكن ملك لاحد عليهم
على ما في عتاق المستصفى وغيره یعنے جامع الرموز مین لکھا
ہے کہ اہل حرب پر اس صورت مین ملکیت ثابت ہو جاتی ہے
جبکہ اہل اسلام کا غلبہ اور حفاظت اہل حرب مین مباح ہو یا والی
دار الحرب اپنے کسی حربی کو ہدیہ بھیجے مسلمان کو تو اسپر بھی ملکیت
ثابت ہوگی لیکن وہ حربی مسلمان کی قرابت سے ہو اور جو کوئی

مسلمان امان لیکر دارالحرب مین گیا اور وہان پر کسی حربی کو خریدا اور
اوسکو جبراً دارالاسلام مین نکال لایا تو اسصورت مین بھی اوسپر
ملکیت ثابت ہوجائیگی صحیح روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ دارالحرب
مین اکثر مشائخ کے نزدیک یہ ملکیت ثابت ہوگی لیکن امام محمد
رحمۃ اللہ فرماتے ہین کہ نہ یہ مالک ہوجائیگا اور نکال لایا
جائیگا اوسکو جبراً اور امام ابویوسف کی بھی یہی راے ہے امام
کرخی کہتے ہین کہ اگر اسقسم کی بیع اہل حرب کے یہان جایز ہے تو
یہہ بیع جایز ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے تھا مرزا ان اقوال سے
سمجھا جاتا ہے کہ حربی اپنے ملک مین ہین اگر یہ نہین بلکہ وہ اپنے ملک
مین غلام ہین اور ہو نیز وہی والی نہین تو اوسکا حکم جیساکہ مستصفی
وغیرہ مین لکھا ہے ویسا ہی ہوگا ۔

سوال ۔ جو شخص کہ بد بختی و فسق سے مشہور ہے اور نیز مرتکب
کبائر ہے ہو ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے ۔

جواب ۔ ایسے مسئلہ مین جواب کی کوئی ضرورت نہین ہے اسواسطے
کہ قرآن ایسے جواب کے لئے کافی اور شافی ہے قال اللہ تعالی
یا نوح انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح یعنے نوح علیہ
السلام کی بیتی جو ہلاک ہوگئے ورا ونکا بیٹا رہگیا اور خدا سے اپنی
اولاد کے لئے درخواست کی تو اوسوقت خداوند تعالے نے
ارشاد کیا کہ اے نوح یہہ تیرے اہل سے نہین ہے اس نے
برے کام کئے ہین اور مشکوۃ کی ایک حدیث مین آیا ہے ان آل
ابی فلان لیسوا باولیای انما ولی اللہ یعنی آل ابی فلان میرے

دوست نہین ہین میرا دوست اللہ ہے اور دوسرے حدیث مین وارد ہے ان اولیای الا لمتقون یعنے میرا دوست کوئی نہسین ہے مگر پرہیزگار۔

سوآل۔ تحفہ اثنا عشریہ مین لکہا ہے کہ منکر ضروریات دین کا فر ہے حالانکہ علو، درجہ ایمان اور اعتقاد رکہنا حضرت علی کی نسبت اور جنتی ہونا انکا اور لایق خلافت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا از روے حدیث بلکہ آیات قطعیہ متواترہ سے ثابت ہے پس منکر ان امور کا کافر ہوتا ہے چنانچہ خوارج احکام اخروی مین کافر ہین انکی لئے نہ دعاے مغفرت کرنی چاہیئے اور نہ جنازہ کی نماز پڑہنی چاہیئے اس صورت مین شیعہ بہی کافر ہین اسواسطے نصوص قطعیات حق مین صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظم کے زیادہ تر جناب امیر سے وارد ہوئی ہین اور خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز اوس شخص کی نہین پڑہی ہے جو حضرت عثمان رضہ عنہ سے عداوت رکہتا تہا پس شیعہ کے کفر مین اہل سنت کا سبب اختلاف کا کیون ہے۔

جواب۔ خوارج درحقیقت ایک مذہب رکہتے ہین اسی جہت سے علماء کے اختلاف نہین ہے کیونکہ خوارج چند اوصاف متعددہ کے بابت ہے حضرت امیر کی طرف عدم بہشتی اور عدم قابلیت و لیاقت خلافت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ اوصاف کی نسبت دیتے ہین بخلاف شیعہ کے کہ وہ مذاہب مختلفہ رکہتے ہین بعض ان مین سے تفضیلی ہین کہ جناب امیر کو شیخین کی فضیلت پر ترجیح دیتے ہین اور اولویت خلافت حضرت امیر کے قابل ہین اور بعضے انمین سے

شیخین رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ کرام کی طرف سے نسبت خطا
کی کرتے ہین اور بعضے ان مین سے بسبب فسق اور عناد یہانتک
کہ ان کی طرف نسبت کفر کی کرتے ہین اسی سبب سے انکی
نسبت علماء کا اختلاف ہے بہر حال ان کے عقاید متعددہ
کے باعث سے اکثر علماء انکی طرف نسبت شیعہ کی کرتے ہین لیکن اس
مسئلہ مین اکثر علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہہ بہی مثل خوارج کے احکام اخروی مین کافر ہین
اور تحفہ اثنا عشریہ مین جو کلام مرقوم ہے بلحاظ اوسکی توجیہ کے یہہ کہا جاسکتا ہے کہ خوارج احکام اخروی
مین بالاتفاق کافر ہین اور احکام دنیوی کی لحاظ سے انکے اسلام کے بعض علما قایل ہین یہانتک
کہ نکاح اونسے جایز ہے اور توارث بہی درمیان اونکے اور اہل حق کے جاری ہوسکتا ہے اور
جو اختلاف شیعہ کی نسبت ہے وہ بہی احکام دنیوی ہی مین ہے
نہ احکام اخروی مین پس اس توجہ سے ان دونون مین کوئے
فرق نہین رہا۔

سوال۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز وجوب الاداءنتہی
کیونکہ واجب کی تعریف یہہ ہے کہ جو دلیل ظنی سے ثابت
ہو وہ واجب اور سجدۂ سہو ہے پس اس سے تو لازم آتا ہے
کہ اگر کوئی رکن ارکان واجبات مین سے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم سے ترک ہوجائے تو آپ پر سجدہ سہو لازم نہوگا حالانکہ
احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ
سہو دو تین مرتبہ ادا فرمایا ہے۔

جواب۔ مسلم کی شرح مین مذکور ہے کہ بعض امور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر بمرتبہ وجوب کے تہے اسواسطے اہل سنت

کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اجتہاد ثابت ہے
اس بنا پر بعضے احکام اجتہاد یہہ بہی آپکی نسبت ظنی تھے۔ بان
یغلب علی ظنہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الآیۃ تدل علی کذا
مع احتمال ان یکون معناہ غیر ھذا وبان یغلب علی ظنہ
ان الفرد الفلانی داخل فی مفہوم الایۃ نظرا الی مشارکتہ
فی اکثر الامور مع احتمال ان یکون غیر داخل نظرا الی الفارق
الخفی یعنے بعضی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال
کسی آیت کے ایک ہی معنی پر ہوا کرتا تہا حالانکہ وہ آیت دوسرے
معنی کا بہی احتمال رکہتی تہی باین طور کہ اکثر امور مین مشارکت کی
نظر سے آپ خیال فرماتے تھے کہ فلان فرد داخل ہے مفہوم میں اس
آیت کی حالانکہ فرق خفی کے نظر سے وہ آیت دوسرے احتمال
پر بہی دلالت کرتی تہی پس اس معنی پر مرتبہ وجوب کی نسبت
آپ کی طرف متحقق ہوسکتی ہے قطع نظر اسکے سجدۂ سہو جو ترک
فرض یا واجب پر لازم ہوتا ہے وہ محتمل اس امر کا ہے کہ جس امر
کو ہم واجب سمجہے ہین آپ کے نزدیک وہ فرض یا سنت ہو اور
اسی بنا پر اوسکے لئے آپ نے سجدۂ سہو ادا فرمایا ہو اور ہم جس
خیال سے کہتے ہین کہ سجدہ سہو ترک واجب سے آتا ہے نہ یہہ
خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل کلام یہہ ہے کہ اس
مسئلہ میں مذہب حنفیہ کے نزدیک ترک واجب سے
دو سجدۂ سہو لازم آتے ہین اور شافعیہ کے نزدیک ترک فرض
یا سنت پر پس اس قاعدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

خیال بہی خارج ہوا اصول حنفیہ سے جیسا کہ شافعیہ کے اصول حنفیہ کے اصول سے خارج ہے۔

سوال۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث قدس سرہ نے خلافت کو نص سے ثابت فرمایا ہے حالانکہ خلافت کے وقت جب سب مہاجر اور انصار سقیفۂ بنی ساعدہ مین جمع ہوے اور اس بارے مین بہت قیل وقال ہوئی تو صحابۂ کرام نے نص ایٔمہ قریش سے انصار کو تسلی دی۔ اسوقت حضرت صدیق اکبر رضہ نے سب لوگون کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس خلافت کے لایق عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ بن الجراح ہین ان دونون مین سے کسیکو تم خلیفہ اختیار کر لو پس اگر اس بارہ مین کوئی نص ہوتی تو حضرت صدیق اکبر رضہ اسطرح کیون فرماتے اور حضرت عمر فاروق نے اپنی شہادت کے وقت چہہ شخصون پر خلافت کا کیون حصر فرمایا اور حضرت زبیر اور طلحہ نے جناب امیر کی خلافت کے وقت طوعاً وکرہاً بیعت کیون اختیار کی پس اگر صحت خلافت اجماع پر موقوف ہو تو صحت خلافت جناب امیر کی روشن ہے کیونکہ حضرت ابان جو کہ وصف اجتہاد سے مشہور تھے اونہون نے تمام عمر بیعت نہین کی اور بہت سے صحابہ جناب امیر سے آزردہ ہو کر معاویہ پاس چلے گئے تہے اور حضرت سعد وقاص وغیرہ صحابہ کرام بہی جناب امیر کی لڑائی مین شریک نہوئے۔

جواب۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے جو ثبوت خلافت نص سے فرمایا ہے مراد اوس سے یہہ ہے کہ نفس الامر مین نصوص متواترہ خلافت پر علی الترتیب واقعی دلالت کرتے ہین نہ یہہ کہ وقت انعقاد

نص سے ثابت ہی اسواسطے وقت انعقاد خلافت کے ہر شخص جو اسوقت حاضر تھے ایک راے اپنی اپنی ظاہر کرتا رہا اسی عدم فرصت اور تنگی وقت کے باعث سے تتبع نصوص کا اوسوقت نہو سکا اور حضرت ابوبکر نے خلافت کے وقت جو لوگون سے کہا کہ ان دونون مین سے کسی ایک کو اختیار کرلو اوس سے مقصود اظہار انصاف تھا نہ یہہ کہ اپنی خلافت کے لئے دعوے اظہار نص کا تہا کیونکہ یہہ امر یابی اللّٰہ والمومنین الا ابا بکر سے واضح ہے کہ آپ کو بہی خیال تھا کہ یہہ امر ایسا ہی ہوگا اسکے لئے یعنی اپنی خلافت کے لئے دعوی نص کی کوی ضرورت نہین ہے اور حضرت عمر فاروق نے جو اپنی شہادت کے وقت خلافت کو چھہ آدمیون مین منحصر کردیا تہا اوس سے مراد یہہ ہے کہ تعین خلافت کا بار اپنے پر گوارا نہین فرماتے تھے ورنہ بارہا آپنے خلافت کو علی الترتیب ختنین کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور حضرت زبیر اور طلحہ نے جو وقت خلافت جناب امیر کلمات اکراہ یعنے سخت گوئی ظاہر کی اوس کا سبب کہ اسوقت بیعت قاتلان حضرت عثمان سے زبردستی سے لیگئی ورنہ حقیقت مین لایق اور مستحق خلافت جناب امیر ہی تھے اور یہہ امر جو لوگون مین مشہور ہے کہ صحت خلافت اجماع پر منحصر ہے اوسکی معنی یہہ ہین کہ اجماع اکثر اہل حل اور عقد کا ہونا ضرور ہے اگر اس اجماع کی کوئی مخالف بہی ہو تو کچہہ مضایقہ نہین کیونکہ بقول للاکثر حکم الکل ہے چنانچہ وقت انعقاد خلافت حضرت ابوبکر رض سعد بن عبادہ اجماع مین شریک نہین تھے اور ابان ابن عثمان جو مجتہدین صحابہ مین سے تھے عمر بہر بلکہ مصر کی

خلافت تک کسی مین شریک نہین ہوے اور بعض صحابہ جو حضرت امیر سے آزردہ ہوکر معویہ کے پاس چلے گئے تھے وہ شمار سے دو تین ہی آدمی تھے جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ وغیرہ سے تھے صحابہ متعددہ مین سے کوئی بہی نہین تہا اس کے سوا سبب سخت کوئی کے آزردگی بہی تہی اور یہی اس آزردگی کا باعث تہا نہ وجہہ عدم لیاقت خلافت کیونکہ بہت سی روایتین اونہین لوگون سے جناب امیر کی مناقب مین وارد ہین۔ ہان البتہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور محمد بن سلمہ اور اسامہ بن زید اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ صحابہ کرام بنظر احتیاط جناب امیر کے ساتہہ جنگ اہل اسلام مین شریک نہین ہوے اور جناب امیر نے بہی انکو معذور فرمایا اور انکی نسبت یہہ ارشاد فرمایا کہ هؤلاء قعدوا عن الباطل ولم یقوموا مع الحق یعنی یہہ لوگ باطل سے باز رہے اور راہ حق کو نہ لیا۔ باین ہمہ جناب امیر کے مناقب اور نشر فضایل مین سب کے سب ایک زبان ہین اور بروقت انعقاد بیعت فرد فرد اتفاق بہی مسلمات سے نہین ہے بیعت کے منعقد کے لئے فقط جماعت واحد کا اتفاق کافی ہے بہر حال اس وقت اسقدر نصوصات مجتمع ہین کہ بلاشبہ چارون خلافتون کے ثبوت خلافت کے لئے وہ سب نصوصات کافی ہین گو وقت انعقاد خلافت ان نصوصات سے خلافت ثابت نہوئی ہو کیونکہ یہہ امر قرین قیاس ہے کہ شاید اس وقت یعنے بروقت انعقاد خلافت بہ سبب تنگی وقت

اور باعث ترددات اور حادثات کے ان نصوصات سے
تتبع کا اتفاق نہوا چنانچہ اس قبیل کے مسایل بہت سے ہین
کہ اب بدلایل نصوصات ثابت ہوتے ہین اور ابتداءً مجتہدین
نے اپنے قیاس اور اجتہاد سے ان کو اخراج کیا ہے یہہ مسئلہ
بہی اوسی قبیل مین سے ہے۔

سوال۔ ایک شخص فرقۂ نواصب مین سے اس امر کا قایل ہے
کہ جناب امیر کو جب ملک فارس اور خراسان پر حکومت ہوئی تو
آپ سے دنیاے ناچیز کی نمایش پر دعوے الوہیت بہی صادر ہوا
اور فرعون وغیرہ نے بہی اپنی اپنی حکومت مین دعوی الوہیت
کیا ہے پہر ان دونون دعوے مین کیا فرق ہے۔

جواب۔ ناصبی جو اس امر کا قایل ہے کہ جناب امیر سے دعوے
الوہیت صادر ہوا یہہ سراسر دروغ اور بہتان ہے اہل اسلام
مین سے تو کوی اس امر کا قایل نہین اگر کسی کو دعوے ہے اس
امر کو دلیل اور برہان سے ثابت کرے اور اگر مراد سایل کی یہہ
ہے کہ وقت سکر و وجد کے اولیاے کرام سے ایسے کلمات جو صادر
ہوے ہین کہ انا منشئ الارواح انا باعث من فی القبور انا ید اللہ
انا وجہ اللہ انا القران الناطق تو اس سے چندان گرفت نہین ہوسکتی
ان الفاظ سے الوہیت ثابت کرنا سراسر حماقت ہے اسواسطے کہ سواے
مظہریت باری تعالے اولیاے کرام کو اس سے اور کچہہ مقصود
نہین ہوتا اور یہی اقوال اولیاے کرام کا مدعا ہے اس جگہ ہم
چند آیات سایل کے رفع شکوک کے لئے پیش کرتے ہین جس سے

سایل کو بخوبی اطمینان حاصل ہو جائیگا انی انا اللہ رب العالمین۔
ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ۔ ید اللہ فوق
ایدیھم ۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ۔ یہہ نصوص
بہی اسی قبیل سے ہین ان کے مفہومات پر غور کرنے سے سائل
کو بخوبی اطمینان ہو سکتا ہے رہا فرعونی دعوے تو فرعون کے دعوے
سے یہہ مقصود نتھا بلکہ اوس کا یہہ مقصود تہا کہ سوا میرے
دوسرا کوئی خدا نہین چنانچہ اوسکا قول انا ربکم الاعلی اس پر دلالت
کرتا ہے اور مفہوم کلمات انی انا اللہ رب العالمین وغیرہ اس معنی پر
دلالت نہین کرتا ہے بلکہ مفہوم ان کلمات سے ایک معنی اتحاد کے
جو سمجھے جاتے ہین اسپر دلالت کرتا ہے ۔
سوال ۔ باوجود صحت حدیث خلافت کہ الخلافۃ بعدی ثلثون
سنۃ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بہی بہ خیال معنی اس
حدیث کے خلافت کو منظور نفرمایا پس حضرت امام حسین رضی اللہ
عنہ مکہ معظمہ سے اگر دشت کربلا مین کس دعوے پر شہید ہوے
حالانکہ حدیث متوار مشکوۃ وغیرہ مین وارد ہے کہ اکثر پادشاہ ظالم
ہون گے اون سے بہت ظلم وفساد سرزد ہوگا ۔ صحابہ نے عرض کیا
کہ اسوقت مسلمان ان ظالم سے تعرض نکرین گے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانون کو نچاہیئے کہ اپنے پادشاہ وقت
سے مخالفت کرے بلکہ اس مخالفت سے ظالم اور باغی قرار
پائینگے پس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے پادشاہ وقت
سے کیون فرمایا یزید کی شوکت وسلطنت تو روشن ہی تہی ۔

جواب جاننا چاہیئے کہ بعد گذرنے تیس سال کے خلافت راشدہ پیغامبر علیہ السلام کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مکہ سے سفر کرنا دعوے خلافت کے لئے نہین تہا بلکہ دفع ظلم ظالم کے لئے تہا جو اوسوقت رعایا پر ایک عالم گیر ہو رہا تہا کیونکہ اعانت مظلوم واجبات سے اور مشکوۃ وغیرہ مین جو حدیث وارد ہے اوس سے مراد یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے اوس بادشاہ سے تعرض کرنا منع فرمایا کہ جسکا تسلط بلا مزاحم اور ظلم سے ہوا ہو حالانکہ اوسوقت یزید پلید کے تسلط پر اہل مکہ اور اہل مدینہ وکوفہ راضی نہین تہے اور مثل حضرت امام حسین اور عبد اللہ بن عباس وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن زبیر وغیرہ رضی اللہ عنہم نے اوس پلید سے بیعت بہی نہین کی تہی حاصل کلام مکہ سے آپکا سفر فقط واسطے دفع ظلم کے تہا نہ اپنا تسلط جانے کا اور حدیث مین جو مخالفت بادشاہ کی نسبت ممانعت آئی ہے اوس سے مراد رفع تسلط ہی چنانچہ کتب فقہ وغیرہ سے فرق رفع و دفع کا ظاہر اور واضح ہے۔

سوال۔ اگر کسینے یہہ نیت کی کہ اگر میرا فلان کام بر آوے تو مین گائے سید احمد کبیر یا بکری شیخ سدو کی نذر کرونگا اور اسی نیت پر گائے بعد انجاح مراد ذبح بنام خدا کیا اور حدیث مین آیا ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ وان اللہ لا ینظر الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم ونیۃ المومن خیر من عملہ بہی وارد ہے پس اس صورت مین اکل اوس گائے کا درست ہے یا نہین۔

جواب۔ اول اس امر کو جاننا چاہیئے کہ مدار حل اور حرمت کا

ذبح کرنے والے کی نیت اور نصب پر منحصر ہے اگر ذبیحہ کرنے
والے کی نیت تقرب الی اللہ یعنے اوس کا ثواب اور بدلہ خدا
سے مطلوب ہو تو اس قسم کے ذبیحہ کا گوشت حلال ہے۔
قال تفسیر النیشاپوری تحت قوله وما اهل به لغیر الله
قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب
الی غیر الله صار مرتدا وذبیحة ذبیحة مرتد انتهی تفسیر نیشاپوری
مین جو اس آیۂ کریمہ سے علماے کرام نے اپنے راے ظاہر کی
ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کسی ذبیحہ کو تقرب الی غیر اللہ کی نیت سے ذبح
کیا تو خود ذبح کرنے والا مرتد اور اوس کا ذبیحہ حرام ہے۔ وفی الدر
المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من العظماء یحرم لانه
اهل به لغیر الله ولو ذکر اسم الله تعالی ولو ذبح للضیف لا یحرم
لانه سنة الخلیل درالمختار کی اس عبارت سے واضح ہے کہ اگر
کسی امیر وامرا کی ورود وغیرہ کی جہت سے کوئی جانور ذبح کیا
جاوے تو یہ حرام اور جو کسی مہمان کے لئے ذبح کیا جاوے تو
حلال ہے کیونکہ مہمانداری یہ فعل سنت ابراہیم خلیل اللہ کی ہے دوسرے
وجہ یہ ہے کہ اکرام مہمان کی وہ درحقیقت خدا ہی کا اکرام ہے
فرق ان دونون صورتون مین یہ ہے کہ اگر ذبح نیت مہمانداری
کیا جاوے تو روا ہے خواہ وہ جانور مہمان کے لئے ہو
یا ولیمہ کے لئے بہر حال سے خالی نہوگا اور جو بہ نیت
تعظیم اور رو داری کسی امیر امرا کے لئے ذبح کیا جائے تو حرام
ہے اب فی رلہا ذبیحہ کرنے والے کیطرف تکفیر کی نسبت ہو سکتی ہے یا نہین

اس مین دو قول ہین جیسا کہ بزازیہ مین لکھا ہے - اور صید المدینہ
مین لکھا ہے - انہ یکرہ ولا یکفر لانا لا نسئی الظن بالمسلم انہ یتقرب
الی الادمی بہذا النحو ونحوہ فی شرح الوہبانیہ عن الذخیرۃ
خلاصہ اس عبارت مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ ذبیحہ کرنے والا کافر
نہین ہے بلکہ ذبیحہ مکروہ ہے کیونکہ بقول اہل المومنین خیرہم
یقینا کسی مسلمان کے طرف ایسے گمان ہین کرسکتے کہ اوس نے
ذبح لتقرب غیر اللہ کیا ہو ایسے ہی شرح وہبانیہ مین ذخیرہ سے
منقول ہے اسی مطلب کو کسی شاعر نے اپنے شعر مین یہی ادا
کیا ہے لنظمہ فقال ہ وفاعلہ جمہورہم قال کافر
وفضل اسمعیل لیس یکفر . یعنے ایسے ذبح کرنے والے اکثر
علماؤن کے نزدیک کافر ہے لیکن فضل اور اسمعیل اسکی تکفیر
کے قائل نہین ھکذا فی مطالب المومنین والاشباہ والنظایر
وفی الحدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ رواہ احمد یہ حدیث
بہی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ غیر اللہ کے نام سے ذبح کرنے
والا مستحق لعنت ہے اور نیز دوسری حدیث ملعون من ذبح
لغیر اللہ اسی معنے پر دلالت کرتی ہے - وفی غرائب الی عبید
ولبستان الفقیہ وکنز العباد انہ لا یجوز ذبح البقر والغنم عند
القبور لقولہ علیہ السلام لا عقر فی الاسلام یعنی عند القبور
ھکذا فی سنن ابی داؤد یعنے غرائب اور بستان اور کنز العباد
مین لکہا ہے کہ قبرون کے پاس گائے وبکری وغیرہ جانور ذبح کرنا
روا نہین اسیطرح حدیث مین بہی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبروں کے پاس کوئی جانور ذبح نکیا جاوے کہ یہ حدیث ابوداؤد سے مروی ہے ھکذا لایجوز سے قبلے البناء جدید و عند شراء الدار لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ذبائح الجن بناء علی انہم یکرموا نہا فابطل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونہی عنہ۔ اسیطرح بعض لوگوں کا یہ طریقہ رہا کہ کسی عمارت کے بنانے پر یا کسی مکان کے خریدنے کے بعد جانور ذبح کیا کرتے تھے اور مراد یہیں اون کی غرض تعظیم جنات وغیرہ ہوا کرتی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ھکذا فی الکتاب الشافیہ کما قال النووی فی شرح صحیح مسلم فی تفسیر ما اخرجہ عن قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ من لعن والدہ ولعن اللہ من ذبح لغیر اللہ اما الذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح باسم غیر اللہ کمن ذبح للصنم او للصلیب ولموسے وعیسی علیہما السلام او للکعبۃ ونحو ذالک فکل ھذا حرام ولا تحل ھذہ الذبیحۃ سواء کان الذابح مسلما او نصرانیا او یہودیا کما نص علیہ الشافعی رح واتفق اصحابنا فان قصد مع ذلک تعظیم المذبوح لغیر اللہ والعبادۃ لہ کان ذلک کفرا فان کان الذابح مسلما قبل ذالک صار بالذبح مرتدا یعنی کتب شافعیہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح صحیح مسلم میں تفسیر حدیث مذکورۂ بالا کی نسبت تشریح فرمائی ہیں جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ خدا لعنت بھیجتا ہے۔ وس شخص پر جو اپنے باپ پر لعنت بھیجتا ہے اور لعنت ہے خدا کی اوسپر

جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے لیکن مراد ذبح لغیر اللہ سے یہ
ہے کہ ذبح کرنے والا ذبح کرے کسی بت یا صلیب کے نام سے
یا حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے نام سے یا کعبہ وغیرہ کے
نام سے پس اس قسم کا ذبیحہ بالکل حرام ہے اور نہ اس قسم کے
ذبیحہ کا گوشت کھانا حلال ہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا نصرانی یا یہودی
کسی کا بھی ذبیحہ حلال نہیں امام شافعی علیہ الرحمہ کا بھی اسی پر اتفاق
ہے اور ہمارے آئمہ حنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے اور جمہور علما کا بھی اتفاق
اسی پر ہے کہ اگر ذبح کرنے والے بقصد تعظیم اور اوس کی عبادت
کے لئے بوجہ غیر اللہ کو ذبح کرے تو یہ کفر ہے پس ذبح کرنے والا
ذبح سے پہلے اگر مسلمان تھا تو اب وہ اس ذبح کی جہت سے مرتد
ہوگیا اور ذکر الشیخ ابراہیم المروزی من اصحابنا ان یذبح عند
استقبال السلطان تقربا الیہ انہ افتی اہل بخارا بتحریمہ لانہ اہل
بہ لغیر اللہ شیخ ابراہیم مروزی کا قول ہے کہ اگر ذبح کیا جائے بقصد
تقرب اور تعظیم کسی امیر کے تو اسپر علمائے بخارا کا قطعی حرمت کا قول
ہے ۔ وقال الرافعی ہذا انما یذبحونہ استبشارا بقدومہ
فہو کذبح العقیقۃ لولادۃ المولود ومثل ہذا لا یوجب تحریمہ
التحریم واللہ اعلم فان قیل قولہ تعالیٰ وما لکم الا تاکلوا مما ذکر اسم
اللہ علیہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ وکذا قولہ
تعالیٰ وکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بایاتہ مومنین
عام بتناول ما قصد بہ التقرب الی اللہ وغیرہ فیکون الکل حلالا
اگر اس جگہ اعتراضاً یہ کہا جائے کہ آیات مذکورہ بالا سے عام حکم

سمجھا جاتا ہے کہ خواہ قصد تقرب الی اللہ ہو یا غیر اللہ دونون طریق
سے ذبیحہ حلال ہے کیونکہ آیات اول سے عام سمجھا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد
فرماتا ہے اور کیا ہے واسطے تمہارے یہ کہ کھاو اوس
چیز سے کہ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اور مفصل بیان کر دیا ہے جو چیزین
تمہارے لئے حرام ہین مگر وہ چیز جو تم اوسکے طرف ناچار اور مجبور رہو
دوسری آیت سے بھی عام حکم سمجھا جاتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے
اگر تم سچے ایماندار ہو تو اون چیزون کو کھاؤ جن پر اللہ کا نام پکارا گیا
ہے الغرض اگر کوئی ان آیات سے عام حکم کا خیال کرے تو اوس کا
جواب یہ ہے کہ یہ آیات اگرچہ عام ہین لیکن دوسرے آیات
سے یہ خاص ہو گئین جیسا کہ ان آیات سورۂ مائدہ مین بالکل
حکم ہے کہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ
لغیر اللہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما
اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب فلو ان رجلا
خنق شاۃ وذکر اسم اللہ علیہا لا تحل مع انہ ذکر اسم اللہ
علیہا وکذا لو ذبح شاۃ علی النصب من الانصاب او علی
قبر من القبور وقصد بہ التقرب الی صاحب القبر او صاحب
النصب وذکر اسم اللہ علیہا لا تحل بنص النص الصریح ودلالۃ
کل ذلک علی قصد التقرب علی غیر اللہ وبغیر الطریق المشروع
فی ذبحہ من استعمال الالۃ المحددۃ ونحو ذلک فعلمنا
ونصا الی قولہ وقد فصل لکم ما حرم علیکم ما ذکر فی الآیات
الاخر کالمائدۃ وغیرہا وکان سبب نزول ہذہ الآیۃ

شبهة المشركين حيث كانوا يقولون للمسلمين بطريق الالزام انتم لا تاكلون الميتة وقد قتلها الله وتاكلون ما تقتلون بايديكم فغض رجحتم مقتولكم على مقتول الله فاجاب الله تعالى عن ذلك بان الميتة لم يذكر معها اسم الله فلذلك حرمت وكذا الموقوذة والمنخنقة والمتردية لم تقتل على الوجه المأذون فيه من الله فحرمت وما قتلناه بايدينا انما صار حلالا لان قتلها وقع باذن الله تعالى وبالوجه المشروع بحيث خرج منه الدم المسفوح مع ذكر اسم الله فتحليل هذا وتحريم ذلك عين التعظيم لامر الله

جسکا مطلب یہ ہے کہ حرام کیا گیا ہے تم پر میت اور خون اور سور اور جو سوائے اللہ کے نام کے ذبح کیا ہو یا گلا گھونٹا ہوا اور لاٹھی سے مار گیا ہو یا اوپر سے گر پڑا ہو یا سینگ مارا ہوا ہو اور جو درندہ نے کھایا ہو مگر جو اس کو ذبح کر لو تو تم یا جو چیز کہ ذبح کی جاوے اوپر تھانوں کے وہ بھی حرام ہے ۔

بس اس سے واضح ہے کہ اگر کوئی خدا کا نام لیکر بکری کا گلا گھونٹے تو یہ ذبیحہ بالاتفاق حرام ہے حالانکہ خدا کے نام پر گھونٹا گیا ہے ایسے ہی اگر کوئی جانور نصب کے نام پر یا قبر کے پاس ذبح کیا جاوے اور صاحب قبر سے قصد تقرب ہو تو یہ بھی بالاتفاق حرام ہے غرض کہ مدار حلت اور حرمت کا قصد اور نیت پر منحصر ہے اور جو طریقہ کہ خلاف سنت مشہورہ ہے وہ بھی حرام ہے

بس اس تشریح سے واضح ہے کہ یہ سورۂ مائدہ کی آیات مذکورہ آیات کی تشریح میں جن سے ذبیحہ کا حکم عام طور سے سمجھا جاتا ہے

اور ایسے ہی سبب نزول آیات سے بھی مفہوم ہوتا ہے کیونکہ جب مشرکین الزام مسلمانون سے یہ کہنے لگے کہ تم اللہ کے مارے ہوئے کو نہین کہاتے ہو تو اپنے ہاتہہ کا مارا ہوا تو کہو یا تم اپنے مارے ہوئے کو خدا کے مارے ہوئے پر ترجیح دیتے ہو پس خداے پاک اس خیال باطل کے جواب مین ارشاد فرماتا ہے کہ یہ تو پر چونکہ خدا کا نام نہین لیا گیا ہے اسوجہ سے وہ حرام کیا علی ہذا القیاس گلا گہونٹے اور لاٹھی مارے اور اوپر سے گرا ہوا چلکہ بہ حسب طریق ماذون من اللہ ذبح نہین کیا جاتا اسوجہ سے وہ بھی حرام ہے اور مسلمان جو اپنے ہاتہہ سے ذبح کرتے ہین وہ بطریق مشروع اور بموجب اذن خدا ذبح کرتے ہین۔ اسوجہ سے یہ حلال ہے اسواسطے اس صورت مین جو احتمال حرمت خون کا تہا وہ بہ سبب ذبح خون کے خارج ہوجاتا ہے اور بوقت ذبح خدا کا نام بھی پکار آجاتا ہے اما حدیث القتل فمغالطة لان الکل مقتول اللہ سواء کان بایدینا و بایدی غیرنا او ما نشحنف انفہا اذ لا موت عندنا الا باذن اللہ۔

لیکن حدیث مین جو قتل کا لفظ وارد ہے اوس سے حکم عام کا خیال کرنا صریح مغالطہ اور ایک وہم ہے کیونکہ خدا کا مارنا خواہ ہمارے ہاتہہ سے ہو یا دوسرے یا از خود بغیر حکم خدا کے تو موت کسی کی نہین ہو سکتی کما قال اللہ تعالی یتوفی الانفس حین موتہا یعنے ہر ذی روح کی موت اسکے [illegible] پر ہوتی ہے ولذلک اجمع اهل السنة [illegible]

المقتول میت لاجلہ واللہ اعلم اور اہل سنت وجماعت کا بھی یہی مذہب ہے کہ مقتول اپنی ہی موت پر مرتا ہے وما ماوقع فی البیضاوی وغیرہ من التفاسیر انہم قالوا وما اھل بہ لغیر اللہ ای رفع الصوت بہ عند ذبحہ للصنم فمبنی علی جری عادۃ المشرکین فی ذالک الزمان ولذا لم یفرق ائمۃ التفاسیر لقدیمہ بین ما ذکر اسم غیر اللہ وبین ما قصد بذبحہ التقرب الی غیر اللہ ترجمہ تفسیر بیضاوی وغیرہ میں جو لکھا ہے کہ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے بعنی وقت ذبح کے بت وغیرہ کا نام پکارا جاوے جیسا کہ حسب عادت اوس زمانہ کے مشرکین ایسا ہی کیا کرتے تھے اسی بنا پر اوس زمانہ کے مفسرین نے درمیان ذکر اسم غیر اللہ اور وقت ذبح تقرب الی غیر اللہ کے کچھ فرق بیان نہیں کیا اگر فرق بیان کردیتے تو اب کوئی محل شک باقی نرہتا کیونکہ قدیم زمانہ کے مشرکین کا اعتقاد زیادہ تر کفر ہی کا تھا اسوجہ سے وقت ذبح کے قصد تقرب غیر اللہ سے کرتے تھے بخلاف مشرک المسلمین فانہم یخلطون بین الکفر والاسلام فیقصدون التقرب بالذبح الی غیر اللہ ویذکرون اسم اللہ علیہا وقت الذبح بخلاف مسلمان مشرک کے کہ یہ کفر واسلام غلط کر دیا کرتے ہیں اور وقت ذبح قصد تقرب غیر اللہ کرتے ہیں اور ذبح کے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں پس اول صورت میں کفر صریح ہے اور دوسری میں کفر صورت اسلام میں چھپے

وكانوا يعتقدون ان لا طريق للذبح الا هذا سواء كان لله او لغير الله وقد يجري هذه العادة في زماننا

اور انکا اعتقاد یہی تھا کہ طریقہ ذبح کا سواے اسکے اور نہین برابر اللہ کے لئے ہو یا غیر اللہ کے اور یہی عادت ہمارے زمانہ مین جارے ہے ایضاً فانہم یشتہرون

فلان یذبح بقرۃ لاجل السید احمد کبیر مثلا سواء کان ذکروا اسم اللہ علیہا عند امرار السکین اولا

اسی وجہ سے لوگ مشہور کرتے تھے کہ فلان سید احمد کبیر کیلئے گائی ذبح کرتا ہے برابر ہے وقت چہری چلاے گے خدا کا نام لئے یا نہ لئے واما ما وقع فی الہدایۃ

وغیرہا ان یذکر مع اسم اللہ تعالے شیئاً اٰخر وہو ان یقول عند الذبح اللہم تقبل من فلان وہذہ ثلاث مسائل۔

بہرحال ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین جو وارد ہے کہ وقت ذکر خدا کے دوسری شئی بہی اوسکے ساتھ مذکور ہو یعنے باین طور کہا جاے اللہم تقبل من فلان اسکی تین صورتین ہین احدہا ان یذکر موصولا لا معطوفاً فیکرہ

ولا یحرم الذبیحۃ وہو المراد بما قال۔ ایک یہہ صورت ہے کہ اللہ کے نام کے ساتہ ہی دوسری شئی کا ذکر ہو لیکن ذکر عطف کے طور سے نہو اس صورت مین ذبیحہ مکروہ ہے نہ حرام یہی مراد ہے صاحب ہدایہ وغیرہ کی۔

ونظیرہ ان یقول بسم اللہ محمد الرسول اللہ لان الشرکۃ
لم توجد واقعا الا انہ یکرہ لوجود القران صورۃ یعنی
مثال اسکی یہہ ہے بروقت ذبح یون کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ
اس صورت مین واقعی شرکت نہین پائی جاتی ہے لیکن
چونکہ مشابہت شرکت ہے اس وجہ سے مکروہ ہے والثانی
ان یذکر موصولا علی وجہ العطف والشرکۃ بان یقول بسم
اللہ واسم فلان او یقول بسم اللہ وفلان او بسم اللہ
ومحمد رسول اللہ بکسر دال فیحرم الذبیحۃ لانہ اہل بہ لغیر اللہ
دوسری صورت یہہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتہہ ہی دوسرے
کا بہی ذکر کرے بطور عطف اور شرکت کے مثلاً اسطرح کہے
بسم اللہ واسم فلان یا یون کہے بسم اللہ وفلان یا یون کہے بسم
اللہ ومحمد الرسول اللہ محمد کی دال کو زیر کے ساتہہ کہے تو اس
صورت مین ذبیحہ حرام ہے کیونکہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام
پکارا گیا ہے ۔
والثالثۃ ان یقول مفصولا عنہ صورۃ ومعنی بان یقول
قبل التسمیۃ وقبل ان یضجع الذبیحۃ او بعد الذبح وھذا
لا باس بہ لما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بعد
الذبح اللھم تقبل ھذہ من امۃ محمد ممن شھد لک
بالواحدنیۃ ولی بالبلاغ ۔ تیسری صورت یہہ ہے کہ
دوسرے کا نام خدا کے نام کے ساتہہ ہی نہ ذکر کیا جاے
بلکہ تہوڑی دیر کے بعد لیا جاے باین طور کہ پہلے ذکر بسم اللہ

اور ثانے ذبیحہ کے یا بعد ذبح کے دوسرے کا نام اگر لیوے
تو یہہ مضایقہ نہین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بعد ذبح کے فرمایا ہے اللھم تقبل ھذہ من امتہ
محمد ممن شھد لک بالوحدانیۃ یعنے آپ نے
بعد ذبح کے فرمایا اے بار خدا قبول کر اس ذبیحہ کو محمد کی
امت کی طرف سے مجھکو سواے ابلاغ کے اسمین کچھہ دخل نہین
ہے ــ والشرط ھو الذکر الخالص المجرد علی ما قال
ابن مسعود رض جردوا التسمیۃ انتھی ما فی الھدایہ یعنی
ذبح کے وقت خالص نیت کی شرط ہے جیسا کہ ابن مسعودؓ
فرماتے ہین کہ خالص کرو بسم اللہ کو وقت ذبح کے ختم ہوا ہدایہ
کے مطلب صریح فیما ذکرنا من ان قصد التقرب الی غیر اللہ
محرم للذبیحۃ سواء کان بطریق الاستقلال او بطریق الشرکۃ
یعنے صاف طور سے ذکر دیا ہے کہ قصد تقرب الی غیر اللہ
یہہ بالکل حرام ہے برابر ہے کہ ذبح استقلال سے ہو یا بطریق
شرکت یہہ حرام ہے نعم لو ذکر امجردعن غیر قصد
التقرب الی غیر اللہ ففیہ تفصیل فان ذکر موصولا معطوفا
یکرہ مثلا ان یقول بسم اللہ محمد رسول اللہ واللھم
تقبل منا فلان لا یحرم الذبیحۃ لعدم قصد التقرب
الیہ وانما کرہ لاجل المشابھۃ فی ذلک بذکر اسم
غیر اللہ بقصد التقرب ہان البتہ اگر خدا کا نام لیا جاوے
اس طرح سے کہ قصد تقرب الی غیر اللہ سے خالی ہو تو اسمین

کئی صورتین ہین ایک صورت یہہ ہے کہ خدا کے نام کے
ساتھہ ہی نام دوسرے کا لیا جاوے لیکن بطور عطف کے
نہو تو یہہ مکروہ ہے مثلاً یون کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ و
اللہم تقبل من فلان تو اس صورت مین ذبیحہ حرام نہین ہے بسبب
نپایا جانے قصد تقرب غیر اللہ کے اور مکروہ ہونے کا سبب
یہہ ہے کہ چونکہ یہہ صورت مشابہہ قصد تقرب غیر اللہ کے
ہے اس وجہہ سے مکروہ ہے۔ ولو ذکرہ معطوفاً یحرم ایضاً
وان لم یکن فیہ معنی التقرب لکنہ صریح فی الشرکۃ
والصریح لا یحتاج الی النیۃ اگر ذکر کیا خدا کے نام کے
ساتہہ دوسرے کا نام بطور عطف کے تو یہہ حرام ہے
اگرچہ اس صورت مین معنی تقرب نہو کیونکہ یہ صریح ہے
اور جہان صراحۃً اطلاق کیا جاوے تو وہان نیت کا کچہہ اعتبار
نہین واذا ذکر مفصولاً لا بطریق العطف ولا بطریق الوصل
لا یکرہ ولا یحرم لانتفاء المشابہۃ صورۃ و معنی مثلاً
ان یقول بسم اللہ و توقف ثم قال محمد رسول اللہ من
قصد التقرب الی غیر اللہ پس اگر ذکر کیا اسم غیر اللہ کو علحدہ
یعنی بطریق عطف ذکر نکیا اور نہ بطریق وصل تو یہہ نہ مکروہ
ہے نہ حرام بسبب نہونے مشابہت کے مثلاً یون کہے بسم اللہ
اور تھوڑی دیر کے بعد کہا محمد رسول اللہ بغیر قصد تقرب الی غیر اللہ
کے واذا عرفت معنی ھذا الکلام عرفت ان صاحب
الھدایہ وضع المسئلۃ فیما اذا لم یکن المذکور مقرونا

بقصد التقرب الی الغیر ذکراً مجرداً فهو معزل من مسئلتنا
الموضوعۃ فیما قصد التقرب الی غیر اللہ فانہ حرام مطلقاً
پس جب کہ معنی اس کلام کے پہنچانا تو ضرور ہے کہ جہان
صاحب ہدایہ نے اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے اوسکا مطلب بھی پہچان
گیا ہوگا کیونکہ صاحب ہدایہ کے بھی یہی مراد ہے کہ جہان قصد
تقرب الی غیر اللہ ہو وہان نیت خالص ہو پس ہمارا اور صاحب
ہدایہ کا ایک مسلک ہے یعنے جس صورت مین قصد تقرب الی غیر اللہ
ہوگا وہ مطلقاً حرام ہے وعرفت ایضاً ان ما وقع فی التفسیر
الاحمدی من تفریع قولہ علی ما وقع فی الہدایہ ونقلہ
فی ذلک التفسیر کما ذکرنا اور نیز اس سے تفسیر احمدی کا مطلب
بھی واضح ہو گیا کہ جہان تفسیر احمدی والے نے اپنی تفسیر مین تفریعاً
صاحب ہدایہ کا قول نقل کیا جیسا کہ ہمنے اوپر صاحب ہدایہ کا قول
کی تشریح کی۔ وھو لہ ومن ھھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء
کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ وقت
الذبح وان کانوا ینذرونہا لہم انتھی یعنے اس جگہ سے یہہ امر
واضح ہے کہ جو گاے نذر مانی جاے اولیاء کرام کے نام سے جیسا
کہ ہمارے زمانہ مین رسم ہے وہ حلال اور پاک ہے اسواسطے
نہین ذکر کیا جاتا ہے اسم غیر اللہ کا وقت ذبح کے اگرچہ حسب
عادت لوگون نے نذر مانی ہو اولیاء کرام کے نام سے مبنی عن
الغفلۃ عن قول صاحب ھدیہ وھو قولہ یہہ توجیہہ کرنا
منشاء غفلت صاحب ہدایہ کے قول سے ہے صاحب ہدایہ کا یہہ

مطلب نہین ہے جیسا کہ اسکی تشریح ہمنے اوپر کی ہے والثالثة ان یقول مفصولا عنہ صورة ومعنی فان الانفصال المعنوی کیف یتصور اذا کان النذر للاولیاء فانہ عین التقرب الیہم ونیتہم دائمة الی وقت الذبح فلا انفصال معنی اصلا لما تقرر فی قواعد الفقہ من استدامة النیة الی اخر العمل تیسرے صورت اسکی یہہ ہے کہ خدا کے نام کے ساتھہ اسم غیر اللہ کا ملا کر نہ کہے صورۃً نہ معناً کیونکہ انفصال معنوی کیونکر متصور ہو سکتا ہے جب کہ نذر اولیاے کرام کی اور یہہ عین تقرب ہے طرف اونہین اولیاے کرام کے اور نیت اونکی دوام وقت ذبح کے ہونی ہے پس انفصال معنی کا لحاظ اصلا نہین ہو سکتا جیسا کہ یہہ امر اصول فقہ سے ثابت ہے کہ دارومدار نیت کی آخر عمل پر موقوف ہے وایضا علی عدم الفرق بین الذکر المجرد الذی وضع صاحب الہدایة المسئلة فیہ وبین ما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ الذی وضعنا المسئلة فیہ واین ہذا من ذلک - اور نیز یہہ امر فرق درمیان اوس مسئلہ کے ہونے پر مبنی ہے جہان صاحب ہدایہ نے ذکر مجرد یعنے نیت خالص کی قید لگائی ہے اور درمیان اوس مسئلہ کے کہ جہان قصد تقرب الی غیر اللہ کا ہو جو ہمنے بیان کیا ہے کجا آن و کجا این -

سوال - قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستفترق امتی ثلثة سبعین کلہم فی النار الا واحدة فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو جاوینگے سوا
ایک گروہ کے تمام دوزخی ہون گے - تمام فرقون کو دوزخ مین
ہونے سے اگر ہمیشہ کے لئے مراد ہے تو آیات و احادیث قطعیہ
کے خلاف ہے کیونکہ اسلام کے فرقون مین سے کوئی فرقہ ایسا
نہین ہے جو ہمیشہ دوزخ مین رہے اور اگر مراد دوام سے نہین
بلکہ چند مدت سے ہے پس اوسکو ہم تسلیم کرتے ہین لیکن اس سے
لازم آتا ہے کہ فرقہ ناجیہ مین سے کوئی بہی دوزخ مین نہوگا حالانکہ احادیث
قطعیہ مین وارد ہے کہ مومنین فاسق کو چند مدت دوزخ مین رہنا ہوگا
جواب یہہ شبہہ بڑا شبہہ ہے اور علما پانچ چہہ جواب اس کے
متعلق لکہے ہین جیسا کہ شرح عقاید ملا جلال اور حواشی مین مذکور
ومسطور ہین جنکے یہہ تین جواب منتخب ہین -
جواب اول - کہ جو قابل ترجیح و قوی ہے وہ محقق دوانی کا ہے
جو شق ثانی پر مبنی ہے ماحصل اوسکا مراد دخول ہے لیکن دخول
من حیث الاعتقاد یعنے حیثیت اعتقاد سے - فرقہ ناجیہ
ہرگز اعتقاد کی حیثیت سے داخل دوزخ نہوگا - گو تقصیرات
عمل سے داخل ہون جو اس جواب مین ایراد کیا ہے کیونکہ اضمار
من حیث الاعتقاد جو لفظ حدیث کلہا یا کلہم فی النار
مین واقع ہے بدون قرینہ کے ہے اور اضمار بدون قرینہ کے
جایز نہین اس وجہ سے وہ خیال اس جگہ سے مدفوع ہے
ضمیر سے مراد لفظ کلہا اور کلہم کے ہا اور ہم سے ہے باوجود
اس جگہ چار قرینہ اس تخصیص پر موجود ہین اول یہہ کہ مستغرق

متی ثلثۃ سبعون ارشاد ہوا ہے مگر افتراق علی اس عدد
مین منحصر نہین ہو سکتا ہے خواہ تنہا لیا جاوے یا مع الاعتقاد
جیسا کہ یہہ امر ظاہر ہے کیونکہ ریش تراشی اور حریر کے پہننے
والے اور تارک صلوۃ و صوم اور مانع زکوۃ اور تارک حج
اور مرتکب گناہ کبیرہ مثل زنا لواطت - شراب خوری - قمار -
سرقہ - راہ زنی - وغیرہ اقسام گناہ کبیرہ سے ہین اور جدے
جدے ہین پس مراد اس حدیث سے سواے افتراق من حیث
الاعتقاد کے متصور نہین پس لامحالہ دخول نار سے مراد وہی اعتقاد
فاسدہ ہی متصور ہے -
دوسری صورت یہہ ہے کہ حدیث مین جو لفظ استثناء الا واحد
وارد ہے یہہ دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ منشاء نجات اس
فرقہ کا ایک ایسے امر ہے جو وہ امر مشترک ہے اس فرقہ
کو اور یہہ امر مشترک تمام اس فرقہ کے ہر ہر فرد کو نہین
ہو سکتا ہے مگر کل فرقہ کا اعتقاد ہر فرد کا عمل فی الواحد ہو
تیسری یہہ ہے کہ تعریف فرقہ ناجیہ کی جو حدیث مین وارد ہے
کہ الذین ھم علی ما انا علیہ و اصحابی یہہ دلالت کرتی ہے
ایسے امر پر جو وہ مشترک ہو اس فرقہ اور رسول اللہ اور جمیع
صحابہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اور یہہ امر ظاہر ہے کہ ایسا
امر سواے عقاید کے نہو گا -
چوتھی صورت یہہ ہے کہ صدر اس حدیث کے روایات صحیحہ
اس طور سے وارد ہوے ہین کہ افترقت الیھود علی احدی

وسبعين فرقة وافترقت النصاری علی ثنتین
وسبعین فرقة وستفترق امتی علی ثلثة وسبعین فرقة
یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہود اکہتر
فرقہ ہوجاوینگے اور نصاریٰ بہتر فرقہ اور قریب ہے
کہ میری امت تہتر فرقہ ہوجائیگی پس ظاہر ہے مراد اس حدیث
سے افتراق بسبب اعتقاد اور عقاید سے ہے اور امت
محمدی کے نسبت سے بہی وہی عقاید منظور ہوگا اور منشاء
دخول نار سے بہی وہی افتراق جو بسبب عقاید کے مراد
ہے۔
جواب دوم۔ یہہ ہے کہ اس مسئلہ کا جواب وہی مختار
ہے جو حجة الاسلام امام غزالی رحمة اللہ نے فرمایا ہے اور
اوس کو محققین محدثین نے بہی پسند کیا ہے چنانچہ وہ یہہ
ہے کہ مراد فرقہ ناجیہ سے وہ لوگ ہین جنکو دخول نار
مطلقاً نہین نہ من حیث الاعتقاد نہ من حیث العمل ہے یعنی
بغیر سبقت عذاب وہ لوگ بہشت مین داخل ہونگے خواہ اونکی
معصیت عفو الٰہی سے بخشی جاوین یا ہول قیامت یا قبر کی
سختی پر اکتفا کیا جاوے یا بہ شفاعت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یہہ لوگ بخشے جاوین لیکن یہہ فرقے وہی ہونگے
جو خاص اہل سنت سے ہونگے اور کبہی راہ بدعت عقیدةً وعملاً نہ
چلے ہون اگرچہ احیاناً تقصیرات فرعیہ ان سے صادر ہوں پر
تقدیر پر تفسیر اس فرقہ کی الذین ہم علی ما انا علیہ واصحابی

نہایت ہی چسپان ہے کیونکہ عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ کرام کے نہ کبھی عقیدہ اور نہ عمل مین کسی کے
بدعت نے رواج پایا ہے اگرچہ بعضون سے طاعت مین قصور
اور ارتکاب محظور وقوع مین آیا ہے۔ امام حجۃ الاسلام غزالی
رحمۃ اللہ نے اس جواب مین تقییدات زیادہ بیان کئے ہین
اور فرمایا کہ مراد فرقہ ناجیہ سے وہ لوگ ہین جو بے
حساب اور بغیر شفاعت بہشت مین داخل ہون گے لیکن اس
تقدیر پر دایرہ نجات بہت ہی تنگ معلوم ہوتا ہے اور الذین
هم علی ما انا علیه واصحابی بھی اس تقدیر پر ایک
نوع تنفر رکھتا ہے کیونکہ جمیع صحابہ کا بلا حساب اور بغیر
شفاعت دخول بہشت کا سمجھنا دلائل عقلیہ سے خلاف ہے
اسلئے علماء متاخرین محققین نے امام غزالی رحمۃ اللہ کے جواب
پر بنظر اصلاح جواب تقریر سابق کو ثابت رکھا ہے
پس اس صورت مین کوئی اعتراض وارد نہین
ہوتا ہے۔

تیسرا جواب۔ اسکا یہ ہے کہ معنی کلها فی النار
کل واحد من افراد کل فرقة فی النار یعنی معنی
کلها فی النار ہر فرقہ کا ہر ہر افراد نار مین ہے اس
سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ حکم مین ایجاب کلی کے ہے
اور حدیث مذکور مین جو استثناء الا واحدۃ واقع ہوا ہے
وہ رفع ایجاب کلی کا مفید ہے۔

اور رفع ایجاب کلی بر تقدیر صدق جزی کے بہی متصور ہے
چنانچہ یہہ امر واضح ہے پس ضرور ہے کہ معنی الا واحدة
کے اسطور سے ہوسکتے ہین کہ ہر ہر فرد اس فرقہ کا داخل
نار نہوگا گو بعض فرد بہ سبب تقصیرات اعمال داخل نار ہو
اس صورت مین رفع اعتراض ہوسکتا ہے۔ اور وجہ امتیاز
درمیان فرقہ ناجیہ اور فرقہ غیر ناجیہ اسیطرح سے
ہوسکتا ہے کہ فرقہ غیر ناجیہ کلہم نار مین داخل ہونگے اور دوسرا
فرقہ کا ہر ہر فرد دوزخ مین داخل نہوگا لیکن امتیاز اس
فرقہ اور دوسرے فرقہ مین نہین ہوسکتا ہے بہ سبب اشتراک
ہونے کل مین مگر اسکا کوئی سبب نہین سواے صحت عقاید کے
پس لامحالہ اس جواب کا رجوع جواب اول کی طرف کرنی
چاہیئے بہتر جوابات سے ایک معقول جو کہ کسی کتاب اور نہ
کسی حواشی مین ہے اور موافق استعمال قدیم عرب کے
بہی ہے اور اسپر حدیث نبوی بہی شاہد ہے جسکا خلاصہ جواب یہہ ہے
کہ کلہا فی النار کے مفہوم سے مراد بطلان ہے جیسا کہ کہا
کرتے ہین فلانی چیز آگ مین ہے اس سے اوس چیز کا
باطل ہونا مقصود ہوتا ہے جیسا کہ اس قسم کے الفاظ صحیح
حدیث مین بہی آئے ہین العلاء فی النار یعنے زبان درازی
باطل ہے اور فرمایا اللہ تعالے نے ان الذین یاکلون اموال
الیتامی ظلماً یاکلون فی بطونہم نارا یعنے جو لوگ یتیمون
کا مال ظلم سے کہاتے ہین اون کے پیٹ مین وہ آگ سے

مراد اس سے مال باطل کہلاتے ہین کیون کہ یہہ امر واضح ہے کہ مال یتیمون کا حقیقت مین آگ نہین اور اسکا قیاس بلحاظ اول مجاز آ غیر ممکن ہے کیونکہ اکل فی البطن کی نسبت مجاز کے طرف منصور نہین ہو سکتی - پس معنی کلام کے اسطور سے ہو سکتے ہین کہ فرقہ باطلہ بسبب عمل اور عقیدہ باطلہ کے ہے خواہ وہ بطلان ایک عمل اور عقیدہ کی جہت سے ہو یا کثرت اعمال سے اور فرقہ ناجیہ وہ ہین جو کہ باطل عمل اور عقیدہ پر نہین لیکن فرقۂ ناجیہ خاص وہ لوگ ہین جو کہ عمل اور عقاید بدعت کے نہین رکھتے ہین اور یہی جواب ثانی کا خلاصہ ہے یا بطلان کی وجہ سے فقط بلحاظ عقیدہ کے ہے اس تقدیر پر جواب اول پر نظر انداز کرنی چاہیئے وہی جواب کافی ہے اس لئے صدر کلام مین اسی کے طرف اشارہ کر آئے ہین یعنی جس جگہ پر ہمنے یہہ اشارہ کیا ہے کہ جواب اول یہی راجح اور قوی ہے -

سوال حربی کو سود دینا جایز ہے یا نہین -

جواب - فقہ کی کتابون مین اسکی نسبت عام حکم آیا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے حربی سے لینا اور اوسکو دینا دونون جائز ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین لکہا ہے لا ربو بین المسلم والحربی فی دار الحرب - دار الحرب مین درمیان حربی اور مسلم کے ربوا نہین ہے - قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے رسالہ توجیہ مین سود کا دینا بہی جائز لکہا ہے اسوقت مجہکو یاد نہین ہے لیکن یہہ امر واضح ہے کہ حربی سے سود لینا اس وجہ سے

حلال ہے کہ حربی کا مال مسلمانون کے لئے مباح ہے لیکن جواز
کی صورت یہی اوس تقدیر پر ہے کہ جس تقدیر پر درمیان مسلم
اور حربی کے کوی معاہدہ نہو اور معاہدہ کی صورت پر جائز نہین
اور جس صورت پر حربی سود خود ہی دیتا ہو تو حلال ہے اور حربی
کو سود دینا اس وجہ سے جائز ہے کہ مسلمان اپنی شریعت
کی رو سے حرام خور نہین اور حربی حرام خور ہین اس لئے سود کر
طور سے اگر اون کو کچھہ دیا جاسے تو اس سے زیادہ نہ سہی حرام
ہی کہا سے گا اور ذمی اگرچہ کافر اور حرام خور ہین لیکن اس وجہ سے
اوسکو سود دینا حرام ہے کہ دار الاسلام مین سود دینے کا رواج
پڑجائے گا اور دار الحرب مین یہہ وجہ مفقود ہے اسلئے دار الحرب
مین مباح ہے اور زیادہ تر تحقیق اس مسئلہ مین یہہ ہے کہ درحقیقت
سود کا دینا بالتبع حرام ہے اسلئے کہ اسمین مال کسی سے
نہین لیا جاتا ہے بلکہ اپنا ہی مال دیا جاتا ہے اپنے مال کے دینے
مین گو ظاہرا ایک نوع کا نقصان ہے خاص کر رفع حاجت وظلم
کے مباح ہے پس اس مین وجہ حرمت دو ہین ایک یہہ کہ غیر کو
حرام مال کا کہلانا مثل قاضی اور حاکم کو رشوت دینا۔ دوسرے
معاملہ حرام کا دار الاسلام مین رواج دینا اسی بنا پر فقہا نے
دار الاسلام مین حالت اضطراری کے سود کا دینا بھی جائز رکھا ہے
غرض کہ سود کے دینے اور لینے مین فرق بہت ہے گو ہر دو اصل
گناہ مین شریک ہین۔

سوال۔ ایک مکان جسمین متعدد قطعات ہین اوسکی بیع کی جاتی ہے

اوسکے حق شفع کی اجازت سب شفیع نے دیدی مگر ایک شفیع کی اجازت نہین بلکہ وہ اپنے حق شفع کا دعوے کرتا ہے۔ لیکن تمام قطعات نہین خریدتا ہے بلکہ اوس قطعہ کو خریدنا چاہتا ہے جو اوسکی زمین سے متصل ہے اور مشتری تفریق بیع سے راضی نہین ہے بلکہ شفیع سے کہتا ہے کہ یا تو تمام مکان خریدکر یا اپنے حق شفع سے دست بردار ہوجا ایسی صورت مین شفیع کو تمام مکان خریدنا چاہیئے یا اوس قطع کا جو اوسکی زمین سے متصل ہے۔

جواب۔ اس مسئلہ مین اختلاف ہی مختار الجوابات مین لکہا ہی کہ شفیع کو حق شفعہ پہونچتا ہے اور تفریق بیع کیجائیگی جیسا کہ مختار الجوابات مین وارد ہے رجل باع ارضین وبعض کل من الشفیعین ملازق باحد الارضین کان للشفیع ان یاخذ الارض اللتی تلازق ارضہ دون الاخری اذا کان الاخر یطلب شفعتہ ما کان تلزق ارضہ وان کان لا یطلب یقال ہذا الطالب اما ان تاخذ الکل او تدع الکل اذا لم یرضی المشتری بتفریق الصفقۃ ہذا قول ابی حنیفۃ رح الاول اما علی قولہ الاخر وہو قولہما ان یاخذ ما کان شفعتہ بہ یفتی مختار الجوابات مین لکہتے ہین کہ ایک شخص نے چند قطعات زمین بیع کی جو اوس مین سے بعض کو حق شفعہ بہی پہونچتا ہے تو شفیع کو حق شفع سے پہونچتا ہے کہ خریدے اوس قطع کو جو اوسکی زمین سے متصل ہے نہ کل قطعات کو جبکہ وہ فقط اوس قطعہ کو خریدنا چاہتا ہی

اور جس صورت مین شفیع حق شفعہ کا دعوے نکرے تو اوس سے کہا جاوے گا کہ یا تو کل قطعات خریدے یا اپنے دعوے سے دست بردار ہوجا یہہ اوس صورت پر ہے جبکہ مشتری تفریق بیع پر راضی نہو یہہ اول قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے اور دوسرا قول امام صاحب کا یہہ ہے جو اسپر صاحبین کا بہی اتفاق ہے کہ شفیع اوس قطعہ کو خریدے جو اوسکی زمین سے متصل ہے اسی قول پر فتوے ہے

سوال - حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو بعیت کے وقت من فی الصحیفۃ وان کان عمر فرمایا ہے یہہ کلام دلالت کرتا ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اولی بامر خلافت نہین تھے جیسا کہ کہا جاتا ہے اکرمت زیداً وان کان جاھلاً اس قسم کی مثالین بہت ہین -

جواب اس عبارت مین اطاعت اور انقیاد کے بارے مین مبالغۃ حضرت عمر فاروق کیطرف وصف تشدد کی نسبت جناب امیر نے کی ہے اور بلحاظ عزیمت اطاعت ایسے صفت کے آدمی کی متابعت کرنی دشوار اور مشکل ہے اس قسم کے

عـ۱ اوپر کے صفحہ کی عبارت مین وان کان عمر سے سائل نے جو حضرت عمر کی اولویت کم سمجہا ہے یہہ بالکل خلاف ہے بلکہ آپکی افضلیت حضرت علی کے قول ہی سے سمجہی جاتی ہے کیونکہ وان کان عمر سے مراد حضرت علی کی یہہ ہے کہ اگرچہ عمر ہم لوگونکی نسبت دینی مسئلہ مسائل کے اجرا مین سخت طبیعت کے ہین مگر تا ہم عمر سے بعیت کرنا ہمکو پسند ہے جیسا کہ عبارت اخیر ان علیہا الخ اسپر دلالت کرتی ہے۔

الفاظ حدیث مین بہی وارد ہوے ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کلام کے معنی بہی اسی قبیل سے ہین چنانچہ والدین کی اطاعت کی نسبت حدیث وارد ہے کہ لا تعقن والدیك وان امراك ان تخرج عن اهلك ومالك آنحضرت کا ارشاد ہے کہ والدین کو ایذا نہ دو اگرچہ وہ تمکو اہل اور مال سے چہوڑنے کا حکم کرین۔ اسیطرح دوسری حدیث آئی ہے کہ لا تشرکن باللہ وان حرقت او قطعت یعنی خدا کے ساتہہ کسیکو شریک نکر و اگرچہ تو جلایا جاے یا کاٹا جاے۔ دوسری وجہ یہہ ہے کہ بالائی عبارت صحیحہ مین جو لفظ وان کان عمر واقع ہے یہہ لفظ حدیث کی کسی معتبر کتاب مین نہین ہے بلکہ اوس کے خلاف وارد ہوا ہے جیسا کہ وہ عبارت یہہ ہے ان علیا لما اتی بالصحیفۃ[عہ] من قبل الصدیق رض لیبایع من فیها قال لا نرضی الا ان یکون عمر فقال الصدیق رض وهو علی مشربته کانه[عہ] عمر هکذا فی اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابۃ فی ترجمۃ عمر رض یعنے جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس صحیفہ جناب صدیق کے جانب سے لایا گیا تاکہ اوس

عہ سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت مین جو لفظ صحیفہ واقع ہے اس سے صحیفہ علی جو مشہور ہے وہ مراد نہین بلکہ بعیت کے وقت آپ نے جو خط ملفوظ لکہین ہین وہ مراد ہے۔

عہ کانہ عمر اس سے اشارہ صدیق اکبر نے انکساری سے اپنی ذات کے طرف فرمایا یعنے جب حضرت علی نے فرمایا کہ مین کسیکی بعیت سے راضی نہین الا عمر سے پس صدیق اکبر نے فرمایا کہ اس صحیفہ مین جو شخص ہے وہ مثل عمر ہی کے ہے۔

شخص سے بیعت کیجائے جو کہ اس صحیفہ مین ہے اسوقت حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین کسی سے راضی نہین مگر عمر سے
اس کے جواب مین جناب صدیق اکبر رضؓ نے فرمایا جو اوسوقت
اپنے بالاخانہ پر تھے کانہ عمر سے یعنے صحیفہ مین جو شخص ہے
وہ مثل عمر کے ہے ایسی ہی اسد الغابۃ معرفت صحابہ ترجمہ
حضرت عمر مین مذکور ہے۔

سوال۔ رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر

کلام نبوی ہے یا کسر نفسی سے یہ کلام وارد ہوا ہے ایک صاحب
کسی عالم سے نقل کرتے ہین کہ یہ کلام وقت مراجعت اوطاس
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور رجعت کو
جہاد اصغر جانتے تھے۔

اس قسم کا کلام صوفیہ کرام کی کتب مین بہت مستعمل ہے اور اونکے نزدیک
یہ کلام کلام نبوی ہے بلکہ بعض علما محدثین کے کلام مین مقام اشتہار فضیلت
جہاد نفس کے بارہ مین دیکھا گیا ہے لیکن کسی حدیث کی کتاب مین نہین دیکھا
بہر تقدیر مراد جہاد اکبر سے جہاد نفس و شیطان ہے نہ مراجعت اور یہ معنی
بھی صوفیائے کرام کے کلام کے مطابق ہین اس کلام کا شاہد حدیث صحیح متفق علیہ
ہے کہ المجاهد من جاهد نفسه فى طاعة الله یعنے کامل مجاہد

عه مثنوی مولانا روم مین مذکور ہے اور تفسیر بیضاوی مین بھی نقل کیا ہے اور کنز العمال مین بھی حدیث
موصوف مذکور ہے جامع الصغیر مین اسطرح وارد ہے قدمتم خیر مقدم آئے تم بہتر آنا اور قدمتم من
الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر اور آئے تم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کیطرف مجاهدة العبد
هواه جہاد نفس کا کامل جہاد ہے عن جابر فی باب القاف یعنی یہ روایت مروی ہے جابر سے قال
العزیزی فی السراج المنیر شرحه اسناده ضعیف عزیزی نے کہا اپنی شرح سراج المنیر مین کہ اسکی
اسناد ضعیف ہے ایسی ہی در المنتشرہ فی باب الراء سیوطی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۲۹ اعلی حاشیہ فتاوی
الحدیثیۃ لابن حجر ۱۲ خلیل الرحمن برناپوری۔

وہ ہے جو کہ مغلوب کرے اپنے نفس کو خدا کی اطاعت مین
کما لا یخفی علیکم ان تعریف المسند الیہ فی امثال ھٰذہ
المقامات انما یکون لحصر الکمال کیونکہ یہہ امر واضح ہے کہ تعریف
مسند الیہ سے ایسے مقامات مین فائدہ حصر ہی کا ہوتا ہے کما فی
نظایرہ مثل المسلم من سلم المسلمون والمہاجر من ھاجر ما نھی عنہ
نظیر اسکی یہہ ہے کہ پورا مسلمان وہ ہے جس سے مسلمان کو ایذا
نہ پہونچے اور کامل مہاجر وہ ہے جو برے کامون سے باز رہے
با وصف مخالفت راے جمیع علما مراجعت کو جہاد اکبر قیاس کرنا
سلیقہ کتاب دانی اور عبارت شناسی سے بہت ہی بعید ہے
اسواسطے کہ اس جگہہ مراجعت مدلول ہے رجعنا اور جہاد اصغر
غایت ابتدا ہے اور جہاد اکبر غایت انتہا ہے اور دونون غائت
غیر ذی غایت ہین اور دونون جہاد غیر مراجعت کے ہین بہر حال مقام
غور طلب ہے ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہین مسئلہ وحدت الوجود کی نسبت کہ ایک
شخص عاقل بالغ مسلمان شریعت نبوی مین یہہ اعتقاد ہمہ اوست پر اعتقاد
رکھتا اور کہتا ہے یعنے ذات باری کو ہر شئے اور ہر شئے مین ہونے
کا معتقد ہے اس قسم کا کلام اور اعتقاد کفر ہے یا نہین بینوا
توجروا ۔

جواب ۔ ظاہر معنی اس کلام کے خلاف شرع ہین اس کلام
کا قایل حلول حق تعالے ہر اشیاء مین یا اتحاد اشیا ہونا اوس
ذات مقدس سے اگر یہہ اعتقاد رکھتا ہے تو یہہ کفر ہے او جو

یہہ اعتقاد رکہتا ہے کہ میری مراد اس سے یہہ ہے کہ ہرشئی مین اوسکے صفات کا ظہور ہے مثل ظہور صفات رائی نیستی دیکہنے والے کی ضؤ آئینہ مین تو اس قسم کا اعتقاد موجب کفر نہین لیکن اس قسم کے کلام کا ترواج دینا خلاف شرع ہے مخل اور بالخاص مین خاص کر مجمع عوام مین جو بات کی تحقیق کو نہین پہونچ سکتے مین بہت ہی بڑا ہے فی البخاری فی کتاب العلم عن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ موقوفًا وروی فی بعض الکتب مرفوعًا حدثوا الناس بما یعرفون اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ بخاری مین کتاب العلم مین جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے موقوفًا اور بعض کتب مین مرفوعًا یہہ حدیث وارد ہے کہ کلام کرو لوگون سے اسطرح جو وہ سمجہہ سکین کیا تم دوست رکہتے ہو اسبات کو کہ خدا اور خدا کا رسول جہوٹہلائے جا مین مسئلہ وحدت کی نسبت شرع مین صراحتہً کوئی امر نہین آیا ہے نہ کتاب اور نہ حدیث مین حضرات صوفیہ نے تائید کشف اور شہود جو مدار اس مسئلہ کا کتاب اور سنت سے اوسکی طرف اشارہ کیا ہے مثل الا انہ بکل شیئ محیط، وکل شیئ هالك الا وجهه، الا کل شیئ ما خلا اللہ باطل - وانکم لو دلیتم الی الارض السابعۃ السفلی لهبط علی اللہ واذا صلی احدکم فلا یبزقن امامه فان اللہ قبل وجهه یعنی مثال اسکی یہہ ہے - نہین ہے مگر خدا ہرشیئ مین محیط ہے - اور ہرشی ہلاک ہونے والی ہے مگر خدا کی ذات - نہین ہے کوئی مگر سواے خدا کے سب باطل ہین - اگر تم پہرو ایک رسی لیکر نیچے کی جانب ساتوین زمین تک

تو پہونچو گے خدا ہی کے پاس - جب تم نماز پڑہو تو نہ تہو کا کر و اپنے سامنے کی طرف کیونکہ خدا تمہارے سامنے ہے - لیکن یہہ امر واضح ہے کہ یہہ اشارات دلیل صریح نہین ہو سکتی بلکہ علماء ظاہر نے ان اشارات کا مطلب برعکس ثابت کرکے صوفیہ معانی کو الزام دیا ہے اور آیات مذکورۂ بالا کی توجیہہ اس طرح کی ہے کہ بالکل شئی محیط غیریت پر صریح دلالت کرتے ہے کیونکہ یہہ امر واضح کہ محیط غیریت اور محاط مین غیریت ہے محیط جدی شئی ہے اور محاط جدی ایسے ہی کل شیئ هالك الا وجهه سے دلالت سے زمانہ آیندہ مین نہ بالفعل جیسا کہ کل نفس ذائقة الموت صریح اسی معنی پر دلالت کرتی ہے غرض کہ اس قسم کے دلائل بہت مین مثل فنجینا موسیٰ و من معه اجمعين ایسے ہی آیات کم اهلکنا من القرون من قبلهم یعنے خدا کریم ارشاد فرماتا ہے کہ ہمنے موسی اور اون کے ساتہیون کو نجات دی ہے اور پہلے زمانہ مین بہت سے ہلاک کئے ہین یہہ آیات بہی اوسی قبیل سے ہین اور ایسے ہی کل شیئ ما خلا الله باطل سے مراد بطلان سے بطلان عبادت ہے نہ بطلان ذات مراد ہے کیونکہ آیات ربنا ما خلقت هذا باطلا صریح اسی معنی پر دلالت کرتی ہے فانه يدل على انه لا شيئ من المخلوق باطل اسوا شطحی یہہ امر واضح ہے کہ مخلوق سے کوئی شئی باطل نہین ہے ایسی ہی آیات لیحبط على الله دلالت اس معنی پر کرتی ہے کہ تا بعد در حقیقت وہ جبل ہے جو سوائے اللہ کے ہے ایسی ہی فان الله قبل وجهه کی توجیہہ ہے فان المبنى على التوحيد الوجودي

کون اللہ تعالیٰ امامہ وخلفہ و فوقہ وتحتہ لا اختصاص لبقبل الوجہ اسواسطے منشا رتوحید وجودی سے یہہ ہے کہ خدا کی موجودی کا خیال سامنے اور پیچھے اور فوق اور تحت سے ہے نہ کوئی تخصیص سامنے کی ہے حاصل کلام یہہ اشارات مثبت مدعا صراحتہ نہیں ہو سکتی بلکہ حضرات صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کا مدار ثبوت اس مسئلہ کا فقط کشف اور شہود پر ہے اور علما محققین نے اس مسئلہ کو بطور تقریر بیان فرمایا ہے کہ کوئی وجہ مخالف شرعیت کی نہین ہے اس لئے وجود مطلق کو جو کہ عین ذات حق تصور کرتے ہین اوس کے لئے مرتبہ واجب مین چند مراتب ثابت کرتے ہین اور مرتبہ ممکن اور حادث و قدیم و مجرد و مادی مومن و کافر و سگ و خوک ان سے فی حد ذاتہ وہ مبرا ہے بسبب نقص ان قیود سے ملوث نہین ہو سکتے مثلاً حقیقت جسم کہ ایک جوہر قابل ابعاد ثلثہ یعنے قابل تقسیم ہے ایسے سگ اور خوک مین بلحاظ نجس ملوث نہین ہو سکتا اسی معنی پر یہہ شعر بھی دال ہے۔ ~~~ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر فرق مراتب نکنی زندیقی ٭ پس اگر مخاطب عوام مین سے ہے اور فرق مراتب نکر سکتا ہو تو اوسکے سامنے ایسے مسئلہ کا بیان کرنا الحاد اور زندیقیت سے خالی نہوگا ایسی مقام پر اجتناب واجب ہے جیساکہ حدیث معاذ بخاری کے کتاب العلم باب من خص باب العلم قوما دون قوم مین حضرت انس بن مالک سے مروی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعاذ ردیفہ علی الرحل

فقال یامعاذ بن جبل قال لبیك یارسول الله وسعدیك قال یامعاذ قال لبیك یارسول الله وسعدیك ثلاثا قال ما من احد یشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه الاحرمه الله علی النار قال یارسول الله افلا اخبر به فیستبشروا قال اذا یتکلوا ؛ حدیث بخاری جو حضرت انس بن مالک سے مروی ہے اوسکا ترجمہ یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار تہے اور آپ کے ساتہہ معاذ بن جبل بہی تہے آپ نے معاذ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا یامعاذ بن جبل معاذ نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ وسعدیک یعنی حاضر ہون یارسول اللہ پہر ارشاد ہوا یامعاذ انہون نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ وسعدیک اسی طرح معاذ سے آپ نے تین بار ارشاد فرمایا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی صدق دل سے گواہی دیوے کہ سوائے خدا کے نہین ہے کوئی معبود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق رسول اوسکا ہے اوسپر خدا دوزخ کی آگ حرام کرتا ہے معاذ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ سنادون لوگون کو یہہ بات تاکہ خوش ہوجائین آپنے فرمایا کہ سب چہوڑکر لوگ اسی پر تکیہ کر بیٹہین گے

تاویل قصیدہ بانت سعاد المراد بسعاد فی اول القصیدۃ الدنیا بما لہا وجمالہا ولذائذہا وصفہا باوصاف تعریف الحبیبۃ باقصی ما یمکن وصفہا وہی مرغوبۃ لکل عاقل فی الابتداء یعنے سعاد کی نسبت جو قصیدہ منسوب ہے اوسکے اول مین دنیا کی تعریف جو مال اور جمال اور اوسکے لذائذ کے ساتہہ کی ہے

گویا وصف اوسکا اوصاف معشوقہ حبیبہ سے کیا ہے اور اس
قسم کے اوصاف ابتداءً ہر عاقل کے مرغوب الطبع ہے ثم شرع
فی بیان عیوبها التی تظهر للعاقل بعد التجربۃ وهذا من قوله
اکرم بها خلته الخ پھر شروع کیا بیان کرنا اوسکے اون عیوبات
کو جو بعد تجربہ کے صاحب عقل کو روشن ہین اور وہ اسی قول سے
واضح ہے اکرم بها خلته یعنی اوسکی تعظیم کر محبت سے ثم شرع فی
بیان الشوق الی السعادۃ الابدیۃ الحقیقیۃ وهی کمال المعرفۃ
والوصول الی التجلیات الوریۃ تجلیات نوریہ کے ہے بقوله امست سعاد بارض
پھر بیان کیا اوس شوق سعادت ابدیہ حقیقیہ کا جو کمال معرفت
اور وصول طرف تجلیات نوریہ کے ہے اور اس قول سے واضح
ہے امست سعاد بارض یعنے سعاد نے شام کی ایسی زمین پر وشرط
فی طلبها شروطاً اور بیان کی اوسکی طلب مین چند شرطین۔
فمنها ان یکون نجیبا کریم الاصل ذا النفس الشریفۃ یعنی بعض شرطون
مین سے ایک یہہ ہے کہ اوسکے طالب نجیب اور کریم الاصل اور
صاحب شرافت ہو ومنها ان یکون مع ذلك قوی البدن حامل
الکد والتعب فاشار الی الاول بقوله لاتبلغها الخ والی الثانی بقوله
ولن تبلغها الا عذافرۃ تیسری شرط یہہ ہے کہ طالب قوی البدن
اور متحمل تعب ورنج کے ہو اسی معنی کے لئے کہا لا تبلغها یعنی
اوسکی طرف نہین پہونچ سکتا ہے تو اور ایسا ہی دوسرے قول
ولن تبلغها الا عذافرۃ کی طرف اشارہ کیا یعنی ہرگز اوسکی طرف
تو نہین پہونچ سکتا ہے مگر صبح کی تیز رفتاری سے ومنها ان یکون

ذاهمة عالية چوتهی شرط یہہ ہے کہ اوسکے طالب صاحب ہمت
ہو اسی مضمون کو اپنے قول وذلك بقوله عرصتها الطامس الا
علام مجہول مین اداکیا یعنی اوسکے میدان اس قسم کا ہے کہ مثانیوالا
علامتون کا اور بے نشان ہے ومنها ان يكون حديد البصر في الكشوف
والواقعات پانچوین شرط یہہ ہے کہ ہو وہ صاحب بصارت کشف
اور واقعات مین اس مضمون کا اشارہ کیا ساتہہ قول اپنے
وذلك بقوله ترمى الغيوب بعيني مفرد لهق یعنے ڈالتا ہے غیوبات
کو اپنی آنکھہ سے اکیلا وهكذا الى اخر الابيات یعنی اسیطرح اس
مضمون کو آخر ابیات تک اداکیا ثم شرع في بيان وارد الجذب
الالهي المهيج لله اشواقا والمشير للوجد والحال فانه من شروط الطلب
پہر شروع کیا شوق سے بیان کرنا جذب الہی کو جو کہ وصول معرفت
کی طرف ترغیب دینے والا ہے اور مشیر ہے وجد اور حالکے اسواسطے
یہہ امر شروط طلب سے ہے ولذلك قيل ؎ مستی دوله شرط
طریق افتادہ است ٭ بے مست شدن کار کسے نکشادہ است ٭
یعنی محبت الٰہی مین موٹھہ کی آو زیر راہ مین پڑا ہوا ایک مست
کیونکہ اس راہ مین بغیر مستی کام کسیکا نہین کہلا۔ وذلك بان
شبه سعي الناقة بحركات النعامة التي مأت بكرها وفوضها
في عين اشتداد الحر في النهار یہہ مثال ہے قریب اوس
ناقہ کے کہ نعامہ دہوپ کی تیزی سے عین دوپہر کو جب سختی سے
مرنے لگا تو اوسکے تڑپنے کی آواز سے ناقہ مستی مین آکر بہڑک گیا
اوس مثال سے مقصود اشارہ کرنا حرمطلوب کے طرف

وختم ذلك بقوله عن تراقيها رجائل اورختم کردیا اس مضمون کو اپنے قول عن تراقیہا سے یعنے چھوڑنا اس راہ مین پاؤن سے یعنے بغیر محنت اور ریاضت دشوار ہے ثم شرع فی بیان ما یعرض للسالك من صرف التقصير فی اداء حقوق الشريعة والطريقة وعدم نفع احد من الاقارب والاصدقاء پہراون امور کا بیان کرنا شروع کیا جو سالک کو پیش آتے ہین اداے حقوق شریعت اور طریقت مین اور عدم نفع اقارب اور دوستون کے اور اسی کو اشارہ کیا اپنے قول نسعی الوشاة خبابیہا اور کل خلیل کنت امله سے وما یعرض للسالك فی هذا الوقت من التوكل العظيم والالتجا الى الشيوخ الكمل وتجديد الاستغفار والتوبة اور جو امور سالک کو اسوقت توکل عظیم اور التجا شیخ کامل کیطرف ہوتا ہے اور تجدید استغفار اور توبہ سے پیش آتے ہین سب کو بیان کیا اور اسی کے طرف اشارہ کرکے کہا انبئت ان رسول الله الخ وفقد اتیت رسول الله متعذر ثم اشار الی مراعاة الادب مع الشیخ پہر اشارہ کیا شیخ کی مراعات ادب کی طرف اور کہا لقد اقوم مقاما لویقوم به یعنی مین ایسا مقام پر ہون اگر کہڑا ہوکوئی اسیر واشار الی تجدید البيعة اور اشارہ کیا تجدید بیعت کیطرف اور کہا حتی وضعت یمینی الخ یعنی کہا مین نے داہنی ہاتھہ کو۔ ثم اشار ان مراعاة الشيخ اذا كان رسولا جامعا لاحكام الشريعة والطريقة اشد واهم مراعات حقوق الشيخ اذا كان وليا فقط پہر اشارہ کیا طرف اوس شیخ کے جو نہایت

کامل ہون احکام شریعت اور طریقت مین اور اہم مراعات حقوق شیخ کی جب شیخ موصوف ہون ساتہہ اوصاف ولایت کے اور اسی مضمون کو ادا کیا ساتھ قول اپنے لذات اھیب سے واشار الی الشیخ اتو لی بقولہ من خاور من لیوث الخ اور اشارہ کیا شیخ ولی کے طرف ساتہہ قول اپنے کے من خاور من لیوث سے کانہ اشار الی علی اسد اللہ گویا یہہ اشارہ طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فانہ شیخ الولایۃ المطلقۃ المحمدیۃ کیونکہ آپ کی ذات اقدس شیخ ولایت محمدیہ کی ایک منبع ہے وانما ذکرہ بلفظ خادر ووصفہ بالاختفاء لان اہل الولایۃ مبطن وانہم تحت القباب اور ذکر کیا اونکو ساتہہ لفظ خادر کے اور وصف اونکا اختفاء کے ساتہہ اسلئے امور ولایت باطنی ہین اور صاحب ولایت مخفی ہوا کرتے ہین واشار الی شروط الشیخ من قولہ یغذو فیلحم ذریعا تین ای الروح والقلب اور اشارہ کیا طرف اوصاف شیخ کے کہ وہ غذا کہاتے ہین جس سے حاصل ہو دو ضرع یعنے روح وقلب کو قوت بخشے فان الشیخ یربیہما معا یقطع العلائق من العشائر والاخوان کیونکہ شیخ اون دونون کو اس غرض سے پرورش کرتا ہے جس سے ترک علائق عزیز و اقارب ہو ومن شروط الشیخ انہ اذا ساور قرنا نفی لہ ہمتہ فی دفع الوساس والخطرات والشبہات اور شرط شیخ مین یہہ ہے کہ جب اونکو پریشانی ہوتی ہے تو دفع کر دیتی ہے اوسکو

ہمت اونکی جو لاحق ہوتی ہے بہ سبب وسواس اور خطرات وغیرہ کے ۔

وقولہ منہ تظل سباع الجو ضامرۃ یعنی لایقدر شیاطین الانس والجن علی لاضلال من دخل فی طریقتہ اور شیخ کامل کے اوصاف مین سے یہہ بہی ہے کہ اسکی حفاظت درندہ کرتے ہین حتی کہ اوسکے سلسلہ مین جو داخل ہوتا ہے شیاطین انس اور جن اوسپر قادر نہین ہوسکتے واما قولہ ولا یمشی بوادیہ الا راجیل یعنے اوسس وادی مین سواے محنت وریاضت کے چلنا دشوار ہے اسی کی طرف اشارہ کیا فاشار الی ان من شرط المرید ان یکون عالی الھمۃ لا راجیل یعنے راہ معرفت کے لئے مرید کو عالی ہمت لازم ہے واشار الی فناء النفس بقوۃ الشیخ اور اشارہ فناء نفس کے طرف ساتھہ قوت شیخ کے ساتہہ قول اپنے ولا یزال بوادیہ اخو ثقتہ مطرح البزانح جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ معرفت کے وادی مین ہمیشہ مستعد رہنا ضروری ہے ثم عاد الی ترجیح الرسول علیہ السلام پہر رجوع کیا طرف ترجیح رسول علیہ السلام کے ساتہہ قول اپنے ان الرسول لنور یستضاء بہ ۔ مہند من سیوف اللہ مسلول یعنے آن حضرت کی ذات اقدس ایک نور ہے جس سے حاصل کیجاتی ہے روشنی اور ایک شمشیر برہنہ ہے خدا کے سیوف مین سے ۔ ثم اشار الی رفقاء الطریقۃ وجلساء الخانقاھات پہر اشارہ کیا رفقاء طریقت اور جلساء خانقاہ کے طرف اور کہا فی عصبۃ من قریش قال قائلہم

یعنے وہ گروہ عظیم ہین وصفہم بصفات عظیمتہ اور اونکی وصف کی صفت عظیم کے سا تھ منہا ان قائلھم ببطن مکۃ ای من جانب الغیب لما اسلموا ای دخلوا فی الطریقۃ و بایعوا الشیخ ان مین سے بعض قایل ہین ببطن مکۃ یعنی جانب غیب سے جبکہ انہون نے اسلام قبول کیا یعنے داخل طریقت اور شیخ سے بیعت ہوئے نزلوا ای اترکوا المال والجاہ والاوطان والعشائر بالترک والتجرید و قطع العلائق وھی الھجرۃ الحقیقۃ یعنے اس امر کے قایل ہین کہ ترک کرد و مال اور جاہ اور وطن اورا قارب کو تجرد کیلئے اسی ترک علایق کا نام ہجرت حقیقی ہے لکنہم ما جبنوا وما زالوا عند لقاء الاعداء من النفس والشیطان والخلق بل قویت ہمتہم علی الجہاد لہ لیکن اجتناب اور کنارہ کشی دشمن یعنے نفس اور شیطان و خلق سے مجادلہ پر اون کی ہمت قوی ہو جاتی ہے و منہا انہم شم العرانین الابطال لا یبالون بمخاصمۃ النفس اور بعض اوصاف مین سے اون کے یہہ ہے کہ شم عرانین باطلہ سے مخاصمت نفس سے پروا نہین کرتے ہین ثم اشار الی انہم لبسوا لباس التقوی والشریعۃ پہر اشارہ کیا اونکے لباس کیطرف اور کہا کہ اون کا لباس تقوے اور شریعت کا ہوتا ہے اس مضمون کو اپنے قول لبوسہم نسیج مین ادا کیا کہ اونکا لباس بافتہ ہوا کرتا ہے داشار

الی عزائم الشرع اور یہہ اشارہ کیا عزائم شرع کے
طرف ساتہہ قول اپنے بیض سوابغ یعنے لباس اونکا
سفید فراخ ہوتا ہے واشار الی نفی العجب اور اشارہ
کیا نفی عجب کا ساتہہ قول لایفرحون الخ کیطرف یعنے وہ
لوگ عیش وعشرت سے نہین رہتے ہین والی الصبر عنی
مشاق الطریقۃ اور شوق طریقت کے صبر سے اشارہ
کیا ساتہہ قول اپنے کے ولیسوا مجازیعاً الخ اونکو رنج و
ملال مسافت وادی سے نہین ہے واشار الی النشاط
فی الطریقۃ اور نشاط فی الطریقت سے اشارہ کیا طرف
قول اپنے یمشون مشی الجمال الزہر سے یعنی وہ چلتے ہین
مشی جمال زہر کے واشار الی فناء نفوسہم بسیوف
المحبۃ اور اشارہ کیا فناء نفوس اونکے ساتہہ سیوف
محبت سے ساتہہ قول اپنے لایقع الطعن الا فی نحورہم
یعنے برچہا نہین واقع ہوتا ہے مگر اون کے حلق پر وعند
ذلک ینتہی السلوک الکسبی ویبقی الوہبی اس مرتبہ تک
سلوک کسبی منتہی ہو جاتا ہے اور رہجاتا ہے فقط وہبی۔
سوال۔ ہنڈوی شریعت سے جایز ہے یا نہین۔
جواب کتب فقہ مین ہنڈوی کو سفتجہ اور سفاتج کہتے ہین اسکو
مکروہ لکھتے ہین چنانچہ شرح وقایہ مین لکھا ہے دیکرہ السفتجۃ
وہی اقراض لسقوط خطر الطریق یعنے شرح وقایہ مین لکھتے ہین
مکروہ ہے ہنڈی اور وہ ایک قسم کا قرض کا ہے واسطے دفع

تر دو راہ سے کے و فی المغرب السفتجہ بضم السین و فتح التاء ان یدفع مال بطریق الاقراض لیدفع الی صدیقہ فی بلد اخر وانما یقرضہ لسقوط خطر الطریق اور کتاب المغرب مین لفظ سفتجہ سین کے پیش اور تے کے زبر کے ساتھہ آیا ہے جسکی معنی یہہ ہین کہ دفع کرے مال کو بطریق قرض تا کہ دوسرے شہر مین اپنے دوست کے پاس پہونچ جاوے اور قرض یہ دینا فقط رفع خطر راہ کیلئے ہے بہر حال اس ہنڈوی کی تین صورتین ہین ایک یہہ صورت ہے کہ مبلغ کو نہ کم نہ زیادہ لکھتے ہین دوسری صورت اسکی یہہ ہے کہ کم لیتے ہین اور زیادہ لکھتے ہین تیسری صورت اس کے برعکس ہے یعنی زیادہ لیتے ہین اور کم لکھتے ہین صورت اول مین شبہ ربا کا نہین ہے ۔ اور دونون صورت دوسری مین ربا صریح ہے یا دینے مین یا لینے مین لیکن طریقہ حلال کرنے اس ربا کا بہت آسان ہے مثلاً اگر سو روپیہ کی ہنڈوی کرین اور دس روپیہ ہنڈیاون دینا لازم آتا ہے تو دو کم سو روپیہ ساہو کو دین اور دو روپیہ کا عوض کرا کر بعوض بارہ روپیہ کے بیچین کہ بسبب غیر جنس ہونے کے عوض دو روپیہ کا حلال ہوتا ہے اور مشکوۃ مین حدیث صحیح وارد ہے کہ ایک شخص خیبر سے آیا اور بہت عمدہ اور نفیس خرما لایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکل تمر خیبر ھکذا کیا تمام خرماے خیبر کے ایسے ہی ہوتے ہین عرض کیا کہ یا رسول اللہ انما ناخذ ھذا صاعا بصاعین

یعنے تمام خرما غیر کے اسطرح کی نہین ہوتے ہین اس قسم کے خرما
کو ہم ساتہہ دو چندے کے خرید کرتے ہین یعنے ایک صاع ساقطہ دو صاع
کے خریدتے ہین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
عین الربوا لا تفعل ھذا یعنے یہ عین ربا ہے ایک جنس کو ساتہہ
ہم جنس کے زیادہ اور کم مت خرید و بلکہ بع الجمیع بالدراھم
ثم ابتع بالدراھم جنیبا یعنے خرماے ناقص کو ساتہہ دراہم کے
بیچ اور ساقطہ اوس درہمون کے خرماے جید کو خرید کر
اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ توسیط (یعنی درمیان آوردن چیزے)
غیر جنس کے تفاضل کو حلال کرتی ہے اور اگر ساہو کا
کچہہ سو روپیہ سے واپس دیتا ہے جسکو ہندی مین بھرت کہتے
ہین تو علاج اوسکا بہی یہی ہے مثلاً اگر سو روپیہ کے
ہنڈی کرائین اور پانچ روپیہ اوس مین واپس دیتے ہین
پس چاہیئے کہ نو ذر روپیہ نقد دین اور پانچ روپیہ کے پیسے
کرا کر بعوض دس روپیہ کے دین اور دس روپیہ اپنے لیلین
علما نے دفع کرتے ہین کراہت سفاتج کے ایک تدبیر
لکہی ہین کہ پہلے ساہوکار کو روپیہ بغیر شرط ہنڈوی کے
قرض دین پہر بعد اوسکے کہین کہ یہہ قرض فلان شخص کو
فلان شہر مین دے اور ساہو اس مضمون کا نوشتہ دے
تو پس کراہت ہنڈی اس جہت سے ہے کہ ساقطہ
اس قرض کے منفعت حاصل کرتا ہے یعنے اپنی خطر
راہ سے بچا ہتا ہے اور جب وقت کہ اوس منفعت

اوس آدمی کی شروط ہو شبہ ربا کا رکہتا ہے جب منفعت مشروط نہو یہہ معنی متحقق نہوا واللہ اعلم۔

سوال - تمام ملک نصاری کا بالاتفاق دار الحرب ہے یا نہین - اگر ہے تو اہل اسلام کو اون سے سود لینا جایز ہے یا نہین -

سوال دوسرا - بعد ادا کرنے جمعہ کے دیار معمولہ کفار مین فرضیت فرض ظہر کی ساقط ہوتی ہے یا نہین -

سوال تیسرا - اہل اسلام بسبب کسی ضرورت کے کفارون سے روپیہ سود کے لیتے ہین یعنے کفارون کو روپیہ دیتے ہین اور سود لیتے ہین یا روپیہ قرض لیتے ہین اور سود دیتے ہین جایز ہے یا نہین -

جواب - وہ شرطین کہ دار الحرب مین بیچ روایات فقہ کے مذکور ہے ملاحظہ چاہیے کرنا چنانچہ تہوڑا تہوڑا اونمین سے لکہا جاے گا اس ملک مین اون شرطون کو قیاس چاہیے کرنا اگر پائی گئین تو دار الحرب ہوگا اور ساتہہ حکم اذا ثبت الشیئ ثبت بلوازمہ کے جسوقت دار الحرب قرار پایا

جسوقت ثابت ہوے شئے تو ثابت ہوے ساتہہ لوازم اپنے -

تو سود لینا اور دینا کفارون کو اوس جگہہ جایز ہوا کسواسطے کہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ ولا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب یعنے نہین ہے ربو درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب مین اور قاعدہ مقرر ہے کہ الاطلاق فی الروایات نفی عن تعیم

مطلق چھوڑنا روایات مین نفی سے ہے اوسکے عام کرنے سے
پس دونون صورت یعنے سود لینے اور دینے کی نفی مین
داخل ہوے لیکن مسلمان کو چاہیئے کہ حربی کو سود دینے مین
احتیاط کرے بغیر ضرورت کے ندے اگر طرف سے کفار
کے والی کسے مکان مین مقرر ہو تو اذن سے اوسکے نماز جمعہ کے
ادا کرنا درست ہے اور نہین تو مسلمان کو چاہیئے کہ ایک آدمی
کو امانت دار اور دیانت دار ہو رئیس قرار دین کہ اجازت
اور حضوری سے اوسکے اقامت جمعہ و اعیاد و انکاح من
لا ولی من الصغار و حفظ مال غیب و ایتام و قسمت ترکات
متنازع فیہا موافق سہام ترجمہ قایم کرنا جمعہ اور نماز عیدین
اور نکاح چھوٹے لڑکے کا جسکا ولی نہین ہے اور حفاظت کرنا
مال غائب اور یتیم کا اور تقسیم کرنا ترکون کا جسمین جھگڑا ہو
موافق حصہ کے کیا گیا ہو۔ بغیر اسبات کے کہ امور ملکی مین تصرف
اور مداخلت کرے اور اگر ان امور سے کوئی ایک پایا نہ جاے
تو چاہیئے کہ بعد پڑھنے نماز جمعہ کے چہار رکعت فرض بنیت
نیت آخر ظہر ادرکت وقتہ ولم اصلہ کے ادا کرے
تا ذمہ فرض سے یقیناً باہر آوے فی الہدایہ لا ربوا بین
المسلم والحربی فی دار الحرب خلافاً لابی یوسف والشافعی
لہما ان الاعتبار بالمستامن منہم فی دارنا ولنا قولہ
علیہ السلام لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب و
لان مالہم مباح فی دارہم فبای طریق اخذہ المسلم

اخذ مالا مباحاً اذا لم يكن فيه غدر بخلاف المستامن منهم لان ماله صار محظورا لعقد الامان انتهى وفى العالمگيرية من باب استيلاء الكفار اعلم ان دار الحرب تصير دار الاسلام بشرط واحد وهو اظهار حكم الاسلام فيها قال محمد فى الزيادات انما تصير دار الاسلام دار الحرب عند ابى حنيفه بشرايط ثلاث احدها اجراء احكام الكفار على سبيل الاشتهار وان لا يحكم فيها بحكم الاسلام والثانى ان يكون متصله بدار الحرب لا يتخلل بينهما بلدة من بلاد الاسلام والثالث ان لا يبقى فيها مومن ولا ذمى امنا بالامان الاول الذى كان ثابتا قبل استيلاء الكفار للمسلم باسلامه والذمى بعقد الذمة وصورة المسئلة على ثلثه اوجه اما ان يغلب اهل الحرب على دار من دارنا او ارتد اهل مصر وغلبوا و اجروا احكام الكفر او نقضى اهل الذمة العهد وتغلبوا على دارهم ففى كل من هذه الصور لا تصير دار الحرب الا بثلاث شرايط وقال ابو يوسف ومحمد بشرط واحد لا غير وهو اظهار احكام الكفر وهو القياس انتهى ايضا فى العالمگيرى من باب الجمعة بلاد عليها ولاة كفار يجوز للمسلمين اقامة الجمعه ويصير القاضى قاضيا بتراضى المسلمين ويجب عليهم ان يلتمسوا واليا مسلما كذا فى المعراج

ترجمہ نہین ہے ربو درمیان مسلمان اور حربی کے دارالحرب
مین خلاف ابی یوسف اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے
ان دونون امام کے اعتبار مستامن کا ہے او نہین ہے بیچ ملک
ہمارے اور واسطے قول اونکا اوپر اون کے مستند نہین ہے
ربوا درمیان مسلم اور حربی کے دارالحرب مین اسواسطے کہ مال
اونکا مباح ہے ملک مین اون کے کسیطرح لیا ہو اوسکو مسلمان
نے لیا مال مباح جسوقت نہو اوس مین غدر خلاف مستامن کے
اون مین تحقیق مال اوسکا ہوا ممنوع عہد سے تمام ہوی روایت
اور عالمگیری مین باب غلبۂ کفار کہ لکہا ہے کہ جان تو تحقیق دارالحرب
ہوجاتا ہے دارالاسلام ساتہہ شرط واحد اور وہ اظہار
حکم اسلام کا ہے بیچ اوسکے کہا محمد رح نے زیادات مین جزا اینسیت
کہ ہوجاتا ہے دارالاسلام دارالحرب نزدیک ابی حنیفہ رح ساتہہ
تین شرطون کے ایک امنین کا جاری کرنا احکام کفار کے روبرو
طریقہ شہرت کے اور یہہ کہ نہین حکم کرتا ہے بیچ اوسکے ساتہہ
حکم اسلام کے اور دوسری یہہ کہ ہو نزدیک دارالحرب کے نہ
درمیان مین آوے اون دونون کے کوی شہر شہران اسلام سے
اور تیسرے یہہ کہ نہین باقی رہتا ہے بیچ اوسکے مومن اور نہین
دے امن والا ساتہہ امن اول کے وہ جو تہا ثابت پہلے غلبہ کفار
کے واسطے مسلمان کے بسبب اسلام اوسکے اور وہ شخص جو
عقد کیا ذمہ کا اور صورت مسئلہ کے اوپر تین وجہون کے سبب
یہہ کہ غالب آئے اہل حرب اوپر ملک کے ملکون ہمارے سے یا مرتد

ہو جاوین اہل شہر اور غالب ہوجاوین اور جاری ہوجاوے حکم
کفر کے اور توڑنا اہل ذمہ کے عہد کو اور غالب آجاوین اوپر دریم دار کو
کے پس بیچ ان کل صورتون مین نہین ہوتا ہے دار الحرب مگر ساتھ
تین شرطون کے اور کہا ابو یوسف اور محمد نے ساتھہ شرط
واحد کے نہ غیر کے ساتہہ اور ظاہر کرنا احکام کفر کا حال یہہ ہے
کہ وہی قیاس ہے تمام ہوئی روایت بہی عالمگیری مین بیچ باب جمعہ
کے مرقوم ہے کہ شہرین کہ اوپر اون کے والی کفار ہے جائز ہے
مسلمین قایم کرنا جمعہ کا اور ہوجاوے قاضی خوشنودی مسلمانون
کے اور واجب ہے اوپر اون کے یہ کہ ڈہونڈہین والی مسلمانکو
ایساہی معراج الدرایہ مین ہے۔

سوال۔ ایک بت پرست مدد بُت سے چاہتا تہا ایک عالم
نے منع کیا کہ شرک مت کر بت پرست نے کہا کہ اگر ہم شریک
خدا جانکر پرستش کرین البتہ شرک ہے اور اگر ہم مخلوق جانکر پرستش
کرین تو کیونکر شرک ہوگا عالم نے کہا کہ کلام مجید مین لیے ورد
آیا ہے کہ سوا ے خدا کے قسمت مانگو بت پرست نے کہا کہ انسان
ایک دوسرے سے کسواسطے سوال کرتے ہین عالم نے کہا کہ انسان
زندہ ہے اس سے سوال کرنا منع نہین ہے اور بتین تمہار رکہنیا وکالکاوغیرہ
مردہ ہین قدرت کسی چیز پر نہین رکھتے ہین بت پرست نے کہا تم
بہی تو اہل قبور سے مدد اور شفاعت طلب کرتے ہو چاہیئے کہ تم
پر بہی شرک عاید ہو۔ الغرض جو کچہہ مقصد اور مراد تمہارا اہل قبور
سے ہے اسی قسم سے مقصود و مراد ہمی تصویر کہنیا اور کالکا سے ہے

بحسب ظاہرہ قوت اہل قبور رکہتے ہین نہ بت اور اگر کہو تم
کہ ساتھہ قوت باطن کے اہل قبور کشائیش حالات کی کرتے
ہین تو بہت جگہہ بتون سے بہی روا ہے حاجتین ہوتے ہین
اور اگر یہہ کہتے ہو کہ ہم اہل قبور سے کہتے ہین کہ تم واسطے میرے
خدا سے شفاعت چاہو تو مین بہی بتون سے ایسی ہی استدعا
رکہتا ہون پس جبکہ مدد چاہنا اہل قبور سے ثابت ہوا تو بعض
مسلمین ضعیف الاعتقاد نوسجنے سے مبتلا اور مسائے
وغیرہ کے کیونکر باز آئین گے ۔

جواب ۔ اس سوال مین کئی جگہہ مغالطہ واقع ہوا اولاً اوس
چند جگہہ سے خبردار ہونا چاہیئے بعد اوسکے فضل اللہ سے
جواب سوال کا بخوبی سمجہہ مین آئے گا ۔

اول یہہ کہ مدد چاہنا دوسری چیز ہے اور پرستش کرنا
دوسری چیز ہے عوام مسلمین خلاف حکم شرع کے اہل قبور
سے مدد چاہتے ہین اور پرستش نہین کرتے اور بت پرست
مدد بہی چاہتے ہین اور پرستش بہی کرتے ہین ۔ پرستش عبارت
اوس شے سے ہے کہ سجدہ کرے خواہ طواف کرے خواہ نام
اوسکا بطریق تقرب کے ورد کرے یا جانور نام پر اوس کے
ذبح کرے یا اپنے کو بندہ فلانے کا سمجہے اور جو کوئی مسلمان جاہل
اہل قبور سے یہہ چیزین طلب کرے اوسی وقت کافر ہوتا ہے
اور مسلمانی سے باہر ہو جاتا ہے ۔

دوسری یہہ کہ مدد چاہنا دو طور پر ہوتا ہے ایک یہہ کہ

مدد چاہنا انسان کا انسان سے جیسے نوکر یا فقیر اپنے کامون
مین امیر یا پادشاہ سے مدد چاہتے ہین اور عوام الناس اولیا
اللہ سے چاہتے ہین کہ جناب الٰہی سے فلان مقصد ہمارا طلب
کرو اس قسم کی مدد چاہنا زندہ یا مردہ سے شرع مین جایز ہے
تیسرے یہہ کہ باستقلال وہ چیز کہ خصوصیت جناب الٰہی سے
رکھتی ہے جیسے دینا فرزند یا برسانا مینھہ یا دفع کرنا مرضون کا
یا درازی عمر کی اور مانند ان چیزون کے بغیر یہہ کے دعا اور
سوال جناب الٰہی سے نیت مین منظور ہو کسی مخلوق سے چاہی
تو یہہ قسم حرام مطلق بلکہ کفر ہے اور اگر کوئی شخص مسلمانون
مین سے اپنے مذہب کے اولیا مین سے خواہ زندہ ہون یا
مردہ اس قسم کی مدد چاہے تو حلقہ مسلمانون سے خارج ہوتا ہی
بخلاف بت پرستون کے کہ اسی قسم کی مدد جھوٹے معبودون
سے اپنے چاہتے ہین اور اوسکو جایز رکھتے ہین اور وہ جو کچھہ کہ
بت پرست نے کہا کہ ہم بھی بتون سے اپنی شفاعت چاہتے ہین
جیسا کہ تم پیغمبرون سے اور اولیاؤن سے شفاعت چاہتے ہو پس
اس کلام مین بھی مکر و فریب ہی کس واسطے کہ بت پرستان
ہرگز شفاعت نہین چاہتے ہین بلکہ معنی شفاعت کے مطلقا
نہین جانتے ہین اور نہ دلمین اپنے تصور کرتے ہین معنی
شفاعت کے سفارش کے ہین اور سفارش اوسکو کہتے
ہین کہ کوئی شخص کسی کے مطلب کو غیر سے آپ ساتھہ عرض اور
معروض کے ادا کرے اور بت پرستان وقت چاہنے مطالب

اپنے بتون سے یہہ بات نہین سمجھتے ہین اور نہین کہتے ہین کہ
سفارش ہمارے نزدیک پروردگار جل وعلا کے کرو اور
مطلب ہمارا درگاہ سے اوسکے برلاؤ بلکہ بتون سے اپنا مطلب
چاہتے ہین اور وہ جو کہتے ہین کہ جو کچھہ مقصد ہمارا اہل قبور سے
ہے اوسی قسم کا مقصود میرا بھی تصویر کنہیا اور کالکا سے ہے
اسمین بہی خطا در خطا ہے کسواسطے کہ روح کو تعلق ساتھہ
بدن اپنے کہ قبر مین دفن کیا گیا ہے البتہ رہتا ہے کسواسطے
کہ بہت زمانہ تک اس بدن مین رہی ہے اور یہہ لوگ یعنی
کفار قبور معبودون کو اپنے تعظیم نہین کرتے ہین بلکہ اپنی طرف
سے صورتین اور پتھرین اور درختین اور دریاؤن کو قرار
دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ صورت فلانے کی ہے بغیر یہہ
کہ اوس چیز کو تعلق ساتھہ ارواح کے ہو یا جلا ہوا بدن
اونکا اوس جگہہ پر ہو جہان جلاتے ہین اس قرارداد
افترای کا کچھہ اثر نہین ہے ہان حاجت روای بندون کی
خالق اکبر طریقہ رحمانیت سے اپنے فرماتا ہے خواہ مسلمان
ہو خواہ کافر کافر سمجھتے ہین کہ طرف سے بتون کے یہہ
فائدہ حاصل ہوا حق تعالے کے جاننے والا عالم غیب اور مخفی
احوال بندونکا اپنے جانتا ہے اور تا زندگانی حاجت روای
اون کی منظور ہے جس کسی سے مطلب اپنا چاہین اللہ تعالے
اونکو دیتا ہے جیسا کہ باپ مہربان حاجت اپنے بیٹے کے
کہ چھوٹا ہے چاہتا ہے اور اوس کو قبضہ کہ لڑکا عدم ہمت کا

یا دایہ سے اپنی کوئی چیز مانگے خدمتگار یا دایہ دیتی ہے حالانکہ یہہ ہر دو ملازمین ہین قدرت نہین رکھتے ہین ایسا ہی ہے حال بتون کا بلکہ حال اہل قبور کا بہی موافق قاعدے اہل اسلام کے ہے اور وہ جو کچھہ کہ لکھا گیا۔ پس جبکہ جواز مدد چاہنے کی اہل قبور سے ثابت ہوئی تو بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد پرستش سیتلا اور مسانی وغیرہ سے کیونکر باز آئین گے پس فرق درمیان مدد چاہنے اہل قبور اور پرستش سیتلا اور مسانی کے ساتھہ کئی وجہہ سے ہے۔

اوّل۔ یہہ کہ اہل قبور جنکا ذکر معلوم ہو چکا صالحون اور بزرگون سے ہوے ہین اور سیتلا اور مسانی محض ایک امر موہومی ہے وجود اوسکا اصلا معلوم نہین ہے بلکہ ظاہر مین خیال بندی اون لوگون کی ہے۔

دوسری یہہ کہ بر تقدیر قرار دینے وجود سیتلا اور مسانی کے بہی قسم ارواح خبیثہ شیاطین کے ہین کہ کمر ایذا پہونچانے پر خلق کے باندہے ہین انہون کو ساتھہ ارواح طیبہ انبیا و اولیا کے کیا نسبت۔

تیسرے یہہ کہ مدد چاہنا اہل قبور سے بطریق دعا کے ہے کہ جناب الٰہی سے عرض کر کے مطلب بر لائین اور پرستش ان چیزون کی جو مذکور ہوئین اور اعتقاد استقلال اور قدرت کے ہے یعنی یہہ لوگ یقیناً جانتے ہین کہ کہنیا اور کالکا وغیرہ کو

ہمارے مقصد بر لانے کی بالذات قدرت حاصل ہے اور یہہ محض کفر ہے۔

سوال۔ ایک شخص پرہیزگار کا بعد وفات اوسکے نام لیکر کہتے ہین کہ فلان ولی ہے یہہ امر خلاف عقیدہ اہل سنت کے ہے یا نہین ساتھہ حکم امساك عن الشہادتین کہ دس خصلت عقیدۂ اہل سنت وجماعت سے ہے۔

جواب۔ مرد صالح اور بزرگ کو زندگی مین اور بعد مرنے کے ولی کہنا اوس صورت مین ہے کہ افعال واقوال ولی کے اوس سے صادر ہوتے تھے اور صفات ولی کے بجسب ظاہر اوسمین پیدا تھے اور اعتقاد بہشتی ہونے کا اوسکے یقین نہیں کرنا کہ مخالف عقیدہ اہل سنت وجماعت کے ہے کسواسطے کہ احوال باطن اور خاتمہ کا اوسکے کسی کو بغیر خدا کے معلوم نہین ہے اور یہی ہے معنی امساك عن الشہادتین کی کہ قطعاً اور یقیناً شہادت بہشتی ہونے اور دوزخی ہونے کسیکی نہ چاہیئے دینا ہان اسقدر کہنا چاہیئے کہ فلان کام بہشتی ہونے کا کرتا تھا اور فلان کام دوزخی ہونے کا واسطے اوسکے ہم امید نجات کی رکہتے ہین اور واسطے اسکے خوف عذاب کا جیسا کہ بیچ حدیث شریف کے حق مین عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ہے کہ ام العلاء مین ادہکے گواہی قطعی بہشتی ہونیکا دیتا تہا یہی شہادت ارشاد ہوا۔

سوال۔ لفظ لاارحم فاعلین کہ حدیث مین ان تومر وعلیا و لا

لا اراکم فاعلین وار دہے زبان پر مخالفین کے مذکور ہوتا ہے
اور جواب اوسکا خوب دلمین نہین گذرتا ہے شاید جواب
لا اراکم کا یہہ ہو کہ علیؓ کو بلا فصل کے خلیفہ کرین۔

جواب - لفظ لا اراکم فاعلین کے تین معنی ہین اوّل یہہ کہ اہل
کلام نے کہا ہے کہ لا اراکم تستخلفون المفضول مع وجود
الافضل اعنی الشیخین فان خلافۃ المفضول مع وجود
الافضل وان جاز عند البعض لکنہ ترك الاولی فلا
تقدموا علیہ ترجمہ نہین دیکہتا ہون مین کہ خلیفہ بناؤ تم کم درجے
والے کو ساتھہ باوجود پائے جانے کے اعلی درجے والے کے یعنی
شیخین کے پس تحقیق کہ خلافت کم درجے والے کی مع پائے جانے
اعلی درجے والے کے اگرچہ جائز ہے نزدیک بعض کے لیکن ترک
تراولی ہے پس نہ مقدم کرو اوپر اوسکے۔

دوسرے شراح حدیث نے کہا ہے کہ لا اراکم تستخلفون
علیاً مع صغر سنہ وحداثۃ عمرہ لان ترجیح الاکبر علی
الاصغر مع تساوی العلم والقراءۃ والھجرۃ امر معلوم لکم
فی الامامۃ الصغری فتقیون علیہ الامامۃ الکبری۔
ترجمہ نہین دیکہتا ہون مین کہ خلیفہ بناؤ تم علی کو ساتھہ چہوٹے ہونے
سن اوسکے اور نئی ہونے عمر اوسکے اسواسطے تحقیق ترجیح بڑائی کی
اوپر چہوٹے کے ساتھہ برابر علم اور قراءۃ اور ہجرت کے
امر معلوم مین تمکو بیچ امامت دنیا کے پس قیاس کرو اوپر اوسکے
امامت دینے کو۔

تیسری حضرت شیخ سے اپنے وقت پڑھنے کے یہہ حدیث سنا ہون
مین وہو ۱۸۱ س رابع عندی یعنی اور وہی قوی تر ہے نزدیک ہمارے
اور وہ یہہ ہے کہ یہہ حکم اشارہ کا ہے بسبب نہونے اجتماع امت
کے ساتھہ وجود استحقاق کامل کے کسواسطے کہ اہل شام قاطبۃ
اور طلحہ اور زبیر اور اصحاب جمل اتباع پر آنجناب کے مجتمع
نہوے واللہ اعلم ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہین علماے دین اس معنی مین کہ مقابر اولیا
کہ دیار ہندوستان مین ہین دیہات اور اراضی واسطے مصارف
درگاہ اور خرچ اوترنے والون درگاہ کے مقرر ہو فرزندان اور
متولی درگاہ کے اگر دیہات اور اراضی کو چاہین تقسیم کرکے
بطور فرایض حصہ کر لیے سکتے ہین یا نہین اور اگر تقسیم نہ کر سکین
تو پہر کون آدمی مقرر اور متولی اوسکا ہو اور جو کچہہ آمدنی
ہر روزہ نذر و نیاز درگاہ کے ہو اوسمین فرایض جاری ہو سکتا
ہے یا نہین اور اگر فرزندون مین سے کوئی لڑکے یا لڑکا حقیقی
یہان واسطے سجادہ نشینی کے کہ اوسکو خلافت کہتے ہین آپسمین
جہگڑا کرین تو کون شخص انمین سے استحقاق سجادہ نشینی کا رکہتا ہے
دعوے سجادہ نشینی اور خلافت کا قاضی وقت سماعت
کر سکتا ہے یا نہین اور اگر قاضی اس دعوے کی سماعت نکرے
توکیونکر رفع نزاع انہون کا کیا جاے اور سجادہ نشینی کس شخص
کے واسطے مقرر کیجاے ۔

جواب ۔ دیہات اور اراضی کہ واسطے مصارف درگاہ اور

صحیح وارد درگاہ سے کے مقرر ہے فرزندون کو بطور فرایض تقسیم کرنا اور حصہ لینا نہین پہونچتا ہے بلکہ ایک آدمی کو اپنی طرف سے متولی قرار دین تا موافق حاجت کے تقسیم کرے ہان اگر اولاد محتاج ہین اور کل خادمون اور متعلقان درگاہ مین داخل ہین پس اونہون کو بہی حصہ ہے بقدر حاجت اور اگر بسبب تنازع غیرہ ایک شخص کو مقرر نکرین حاکم عادل کو چاہیئے کہ متولی واسطے وقف کے ایک آدمی کو اونہون سے کہ عادل اور امانت دار ہو اپنی طرف سے مقرر کرے اور نذر اور نیاز ہر روزہ کہ درگاہ مین آتا ہے بقدر حاجت اولاد اور خادمون کو چاہیئے دینا اور متولی جمع اور تقسیم کا ایک آدمی امین مقرر کرین اور تقسیم اوس احیا پر اولاد اور خادمون سے کرین مثل تقسیم خمس کے ذوی القربی پر ہان جو لوگ کہ حاجت زاید رکہتے ہین یا خدمت زاید درگاہ کے کرتے ہین یا باعث رجوع ہونے خلایق کے ہوتے ہین کوئی خوف نہین ہے ترجیح دینے مین اونہون کے قیاساً اوپر نفل کے خمس سے اور سجادہ نشینی اور خلافت کے دو معنی ہین ایک یہہ کہ ریاست جمع اور تقسیم اور موقوف اور مقرر کرنا نوکرون کا اور تقدیم و تاخیر مصلحتون کے اور یہہ معنی موروثی نہین ہے بلکہ موقوف اتفاق پر اوس جماعت کے ہے اور اگر اتفاق نکرین تو موقوف رائے پر حاکم عادل کے ہے۔

دوسرے۔ لینا بیعت اور تلقین اذکار اور اقامت جمعہ

اور جماعات اور ترتیب خلقہ ذکر اور اشغال یہہ بات بہی البتہ موروثی نہین ہے بلکہ موقوف اس کام کی لیاقت پر ہے اور بیچ شناخت لیاقت اس کام کے تین طریقے ہین از روے قیاس کے اوپر خلافت کبرے کے اول یہہ کہ سجادہ نشین سابق نے اوسکو خلیفہ اپنا کیا ہو اور واسطے لینے بیعت اور تلقین اور اذکار اور وظیفہ کے سامنے اپنے اذن اور اختیار دیا ہو۔

دوسرے یہہ کہ اتفاق اور اجماع خلیفہ اور مریدون بزرگ اور پیرون کا اسکی خلافت اور سجادہ نشینی پر ہو۔

تیسرے شورا یعنے کئی شخص مردمان تجربہ کار اور اصحاب اوس طریقہ کے آپس مین مشورہ کرکے ایک آدمی کو اولاد یا خلیفون مین سے اوس بزرگ کے اس خدمت پر مقرر کرین اور دعوے اس سجادہ نشینی اور خلافت کا قاضی ابتدا نہ سنے بلکہ منتظمان اوس جماعت کو تاکید کرے کہ درمیان اونکی اوس شخص کو جو زیادہ لایق اس کام کا ہو خلیفہ کرین یا کئی آدمی اون تین سے چن کر اس امر مین شورا کرے لیکن بعد اوس سے کہ ساتہہ ایک کے طریقہ تین سے کوئی شخص واسطے سجادہ نشینی اور خلافت کے مقرر ہوا ہو اور شخص دوسرا اوسکے ساتہہ اس امر مین جہگڑا کرے البتہ اس وقت مین دعوے شخص اول کا سنے اور رفع نزاع کا ساتہہ قایم کرنے گواہون معتبر کے اون پر ثبوت سجادہ نشینی اور خلافت کے ایک طریقون تین سے کرین اور اگر شخص دوسرا دعوے

نااہلیت شخص اول اور تغیر و تبدل خصلت نیکی ظاہر اوسکی کرتا ہے پس جھوٹ اور ہیچ اوسکا دریافت کرنے کے اگر چاہے شخص اول کو معزول کرنے اور ربیع قایم کرنے خلیفہ دوسرے کے ساتھہ ایک کی طریقون تین سے متمسک ہو حاصل یہہ کہ ان امور مین وارث جانی نہین ہے محض اشیاء مملوکہ مین اوس میت سے کہ آخر حیات مین مالک اوسکا تھا اور اگر دونون آدمی دعوے تعین خلیفہ سابق کا کرتے ہین یا دونون آدمی دعوے موافق منتظمان یا اہل شورے کے کرین تو قاضی ساتھہ طلب گواہون اور پاک کرنے اوس کے دفع نزاع کر دے ۔

سوال ۔ روپ داس گسائین نے کئی بیگہ زمین اپنی باقی شاہ کے پاس رہن رکھی اس اقرار سے کہ مین منافع اوس زمین اور پھل اون درختون کا خوشی سے اپنی بغیر اکراہ اور اجبار کے مرتہن کو دیا مین نے اور یہہ کیا مین نے اسوقت تک کہ اوس مرہونہ کو مرتہن سے نہ چھڑائین سو اب بعد تمام ہونے بارہ برس کے مین کہ راہن ہون مین مرتہن مسطور سے طلب کرنا منافع زمین مذکور کا مع پھل اوس درخت کے کرتا ہون مین شرع شریف مین کیا حکم ہے بیان کرو اجر پاوگے ۔

جواب ۔ حکم یہہ ہے کہ وہ زمین مرہونہ اور پھل مع منافع اور درختان راہن کو پہونچتا ہے اور مرتہن کا کوی حق منافع اور پھل مین اوسکے نہین ہے اور یہہ منافع اور پھل کا غیر صحیح ہے

کسو اسطے کہ ہبہ معدوم ہے اور ہبہ معدوم کی غیر صحیح ہے
مر وھبۃ لبن فی ضرع وصوف علی غنم وزرع ونخل
فی ارض وثمر فی النخل کالمشاع یعنے اور ہبہ دودہ کا بیچ پستان
اور صوف اوپر وجود بکرے کے اور زراعت اور درخت
بیچ زمین کے اور کہجور اوپر درخت کے مانند مشترک کے ہے
ش لا یجوز ھذہ الہبات۔ یعنے نہین جایز ہوتے ہین اس
قسم کی ہبائین۔ مر ونماء الرھن کولدہ ولبنہ وصوفہ وثمرہ
للراھنہ کذا فی شرح الوقایہ (ترجمہ) اور بہہ وستے رہن کے
مانند بیٹی اوسکے ہے اور دودہ اوسکا اور صوف اوسکا
ایسے ہی شرح وقایہ مین ہے۔ لفظ ہبہ پر نظر کرکے موافق
سمجہہ ظاہری کے جواب درست لکہے ہین لیکن نزدیک
فقیر کے تحقیق یہہ ہے کہ ان صورتون مین موافق رواج وعادت
لفظ ہبہ کا معنی مین اباحت یعنے پروانگی نفع لینے کی سمجہنا چاہیے
پس روپ واس گوسائین کہ باقی شاہ کو منافع زمین مرہونہ
کا اپنے محصول اور پہل سے دیا اور ہبہ کیا معنی اوس کے
یہہ ہین کہ پروانگی منافع کے ساتھہ محصول اور پہل اوس زمین کے
دیا اور دلیل اول یہہ کہ قاعدہ فقہ کا مقررہ ہے کہ العادت
محکمۃ یعنے عادت قوی ہے جیسا کہ اشباہ النظایر مین موجود
ہے اور عرف اور عادت مین ہے کہ راہن خاص مرتہن کو
منافع مباح کردیتا ہے پس اوسی عادت پر محمول چاہیے رکہنا
دلیل دوسری یہہ کہ یہہ بہی قاعدہ مقررہ فقہ کا ہے

العبرة فی العقود للمعانی دون الالفاظ یعنے اعتبار خرید و فروخت
مین معانی کا ہے نہ لفظ کا - ولہذا ہبہ بالعوض کو حکم مین
بیع کے رکھتے ہین اور کفالت کو ساتھہ شرط برات اصیل
کے حوالت کہتے ہین پس روپ داس گسائین نے جبکہ
لفظ ہبہ کا ساتھہ محصول اور رہیل کے متعلق کیا اور بات ظاہر
ہے کہ محصول اور رہیل منافع متجددہ ہے ہر سال نیا پیدا ہوتا ہے
کوئی چیز موجود نہین ہے کہ ہبہ اوسکا صحیح ہو اور معدوم
معین بہی نہین ہے تا کہ ہبہ باطل ہو جیسے دودہ پستان
مین اور صوف پیٹھہ پر بکرے کی اور بچہ حمل مین پس ضرور لفظ
ہبہ کو اباحت پر حمل چاہیے کرنا جیسا کہ عورت حرہ کسی مرد
سے کہے کہ مین نے اپنے نفس کو تجکو ہبہ کیا اور بخشا مین نے
نکاح ثابت ہو جاتا ہے اور ہبہ حقیقی نہین ہوتا ہے کذا الهذا
ایسا ہی یہان پر بہی یعنے مقام ہبہ مین - اب اس بات پر
آیا مین کہ جب کہ یہہ بیع مباح ہوی پس حکم اوس کا یہہ ہے
کہ جب تک روپ داس اباحت کو فسخ نکرے اور اوسی
پہر نجاسے مطالبہ محصول اور رہیل سے اوسنے خاموشی اختیار
کیا پس نفع لینا ساتھہ محصول اور رہیل کے میان باقی شاہ کو
مباح اور جائز ہے اور مباح ہونے مین ذمہ دار نہین ہوتا ہے
اور اگر روپ داس درمیان بارہ برس کے اباحت کو
فسخ کرتا تو اوسکو پہونچتا کہ واسطے عاریت اور اباحت مین
مدت لازم نہین ہوتی ہے ذہن مین فقیر کے یہہ پہونچتا ہے

واللہ اعلم - روایت اباحت کی درمختار مین اسطرح مذکور ہے
اباح الراھن للمرتھن اکل الثمار او سکنی الدار او لبن
الشاۃ المرھونۃ فاکلھا لم یضمن و لہ منعہ انتھی یعنے
مباح کیا راہن نے واسطے مرتہن کے کہانا پہل کا اور رہنا
گھر کا اور دودہ بکری مرہونہ کا پس اگر کہایا اوسنے نہیں ضامن
ہوگا اور واسطے اوسکے منع ہے اور کتاب خزانۃ المفتین
مین لکھا ہے ولو رھن شاۃ واباح للمرتھن ان یشرب
لبنھا کان للمرتھن ان یشرب لبنھا ولا یکون ضامنا و
علی ھذا جمیع الثمار والزیادۃ انتھی یعنے اگر رہن
کیا بکری کو اور مباح کیا واسطے مرتہن کے یہہ کہ پیا دودہ
اوس کا جائز ہے واسطے مرتہن کے یہہ کہ پیئے دودہ اوسکا
اور نہوگا ذمہ دار اور اسی طرح پر ہے حال سب پہل کا -

سوال - استعمال راگ کا قبر پر جائز ہے یا نہین -

جواب - استعمال راگ کا ہمراہ شاہنائی اور ساز
اور آلات لہو کے ممنوع اور حرام ہے قبر پر یا غیر قبر پر ہو
اور حرمت ان چیزوان کی یعنی شاہنائی اور ساز اور
آلات لہو کی کتب حدیث اور فقہ مین شرح اور تفصیل
کے ساتہہ موجود ہے فقط آواز راگ یا ہمراہ دف کے
سوا قبور کے جایز ہے اور قبر پر بدعت ہے پرہیز کرنا
اس سے بہتر ہے -

سوال - مقرر کرنا ایک روز بعد ایک سال کی واسطے

زیارت قبور بزرگون کے جایز ہے یا نہین ۔

جواب ۔ جانا قبر پر بعد ایک سال کے ایک دن مقرر کرکے اسکی تین صورت ہے اوّل یہہ کہ ایک دن مقرر کرکے ایک شخص یا دو شخص بغیر جاورے کے بہت آدمی قبر پر محض واسطے زیارت اور استغفار کے جائین تو اسقدر از روے روایات کے ثابت ہی اور تفسیر منثور مین لکہا ہے کہ ہر شروع سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقبرون پر تشریف لیجاتے تہے اور دعا واسطے مغفرت اہل قبور کے فرماتے تہے اسقدر ثابت اور مستحب ہے دوسرے یہہ کہ ساتہہ ہیئت اجتماعیہ کے بہت آدمی جمع ہون اور ختم کلام اللہ کرین اور فاتحہ شیرینی یا طعام پر دلاکر حاضران مجلس کو تقسیم کرین یہہ قسم معمول زمانہ پیغمبر خدا وخلفاے راشدین مین نتہا اگر کوی اس طور سے کرے خوف نہین ہے اسواسطے کہ اس قسم مین کچہہ برای نہین ہے بلکہ زندون اور مردون کو فائدہ حاصل ہوتا ہے ۔ تیسرے طور جمع ہونے کا قبرون پر یہہ ہے کہ سب آدمی ایک دن مقرر کرکے اور کپڑے اچہے اچہے پہن کر مانند دن عید کے خوش ہوکر قبرون پر جمع ہوتے ہین ناچ اور گانا اور باجا اور دوسری بدعتین ممنوعہ جیسے سجدہ اور طواف کرنا قبرون کا کہ عمل مین لاتے ہین بے شک یہہ قسم حرام اور ممنوع ہے بلکہ بعضے حد کفر کو پہونچتے ہین اور یہی ہے محل یہہ دو حدیث ولاتجعلوا قبری عیدا

جیسا کہ مشکوۃ شریف مین موجود ہے اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد یعنے اے میری مت بنا قبر کو میری بت کہ پوجتے ہین یہہ حدیث بہی مشکوۃ شریف مین ہے۔

سوال۔ افترار کرنا غلامی کا نسبت بزرگان اور خواجگان سے یعنے یہہ کہنا کہ اے بزرگ واے خواجہ مین تمہارا غلام ہون درآن حالیکہ زرخرید نہین ہین یہہ جایز ہے یا نہین۔

جواب۔ لفظ غلام کا دو معنی پر استعمال کیا جاتا ہے ایک معنی مین مملوک زرخرید کے دوسرے معنی مین خادم کے پس نسبت کرنا ساتہہ مالک کے بیچ معنی اول کے ہے اور نسبت کرنا ساتہہ بزرگون بیچ معنی اول کے جہوٹ ہے اسواسطے کہ بزرگون نے اس شخص کو ہرگز خرید نہین کئے ہین ہان ساتہہ معنی دوم کے کہہ سکتے ہین لیکن جب لفظ موہم ہو تو اہل اسلام کو اس قسم کا لفظ استعمال کرنا نچاہئیے کسواسطے کہ شرک جسطرح عبادت اور قدرت اللہ تعالے مین ہوتا ہے اسی قسم کا شرک نام مین بہی ہوتا ہے اور اس قسم کا نام رکہنا شرک فی التسمیہ ہے اس سے بہی پرہیز کرنا ضرور ولازم ہے جیسی کہ ترجمہ مین قرآن مسمی بہ فتح الباری کے تحت مین آیت فلما آتاهما صالحا جعلا له شركاء فيما آتاهما فتعالى الله عما يشركون کے مذکور ہے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ شرک فی التسمیہ ایک قسم ہے شرک سے جیسا کہ اس زمانہ مین لوگ نام رکہتے ہین کہ غلام فلان وعبد فلان

سوال۔ کوئی شخص گاے یا گوسفند یا مرغ کسی شہید یا ولی کے نام سے ذبح کرے یا صرف مالیدہ یا شیربرنج بہ نیت نیاز کسی بزرگ کے پکانے اور لوگون کو کہلاے تو ان دونون کی نسبت کیا حکم ہے نیز نذر و نیاز کا کھانا فقیر اور مساکین کو بہی کہانا جایز ہے یا دولتمندون کو بہی اسکی نسبت کیا حکم ہے۔

جواب۔ کسی جانور کا اللہ کے نام کے سواے پیغمبر یا ولی یا شہید خواہ کوئی ہون کسی انسان کے نام سے ذبح کرنا حرام ہے اگر بہ قصد تقرب ان لوگون کے نام سے ذبح کیا جاے تو وہ سب حرام ہے اور ذبح کرنے والا مرتد ہو جاے گا ایسا افعال سے منع کرنا چاہیئے تفسیر کبیر اور تفسیر نیشاپوری اور دیگر تفاسیر مین مرقوم ہے قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحہ و قصد بذبحہ التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا و ذبیحہ ذبیحہ مرتد انتہی اگر مالیدہ و شیربرنج واسطے فاتحہ کسی بزرگ کے اون کی روح کو ثواب پہونچانے کے خیال سے پکار کر کہلا دے کوئی مضایقہ نہین ہے اور طعام نذر اللہ دولتمندون کو کہانا حرام ہے اور طعام نذر اللہ یہہ ہے کہ کوئی نیت کرے کہ فلان بیمار درست ہو جاوے یا فلان مسافر میرا آوے یا فلان کام میرا ہو جاوے تو اسقدر کہانا اللہ کے نام کہلا دونگا یہہ نذر اللہ ہے اور اگر فاتحہ کسی بزرگ کے نام پر دے تو دولتمند کو بہی کہانا جایز ہے واللہ اعلم۔

سوال۔ بیع انسان جایز ہے یا نہین۔

جواب۔ بیع و شرع مین تین طرح سے جایز ہے اول یہہ کہ جو کفار

کہ مطیع بادشاہ کے ہون اور جزیہ اور خراج دینے سے انکار
کرین اور عورت بچہ اون کے پکڑلاوین مرہٹے یا سکہہ یا راجپوت
اور دور رہنے والے کوہستانی لوگ یہہ بیع بلاشبہہ اور
بالاتفاق جایز ہے۔ دوم یہہ کہ پہاڑ کے رہنے والے کافر
یا دور رہنے والے دیگر طوایف اپنے اولاد بیچڈالین اور
سوداگر خرید کر لائین اس قسم بیع مین اختلاف ہے بعض علماء
جایز رکہتے ہین اور بعض ناجایز لیکن صحیح واقوی یہہ ہے کہ یہہ
قسم بیع بہی جایز ہے جیسا کہ حضرت ہاجرہ کنیز حضرت ابراہیم
علیہ السلام جو بادشاہ مصر نے قبطیون سے خریدا تہا اور حضرت
سارہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کیا تہا وہ بہی ایسی طرح
کا معاملہ تہا یہہ دونون قسم سے کوئی کنیز کسی کے پاس اور شخص
اجنبی سے نکاح کردیوے جو بچہ اوس کنیز سے پیدا ہوگا کنیز کے
مالک کی ملک متصور ہوگا اور فروخت کرنا اور ہبہ کرنا اوسکا جایز
ہے اگر اپنی اولاد سے یا برادر سے نکاح کردیوے باوجود اپنے
تصرف مین لاوے اور بچہ پیدا ہو تو وہ بچہ آزاد ہے بیع اور ہبہ
اوسکا جایز نہین ہے دو طور دوسرے بہی ہین بعض علما جایز رکہتے
ہین اور اکثر متنع کہتے ہین۔
ایک یہہ ہے کہ قحط کے زمانہ مین کوئی مسلمان اپنی اولاد بیچڈالے
کوئی اوسے خرید کرے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ مین
لوگون نے اپنے کو یوسف علیہ السلام کے ہاتھ بیچڈالا تہا اس قسم کو
ملا الہ داد شارح ہدایہ جایز رکہے ہین اور نقل کتاب محیط سے لاے

ہین لیکن اکثر مسلی اسکو جائز نہین رکھے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ معاملہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے واسطے خاص تھا اور اب موقوف ہے دوم ہندو یا دوسرے کفار جو دار الاسلام مین رہتے ہین اور بادشاہ وقت کے مطیع ہین وہ لوگ اپنی اولاد کو بیچ ڈالین اسطرح کی بیع امام شافعی کے پاس جائز ہے مذہب حنفیہ مین جائز نہین ہے۔

مسئلہ حالت جنابت مین کہانا پینا جائز ہے بہتر یہہ ہے کہ وضو کرکر کہاوین۔

مسئلہ۔ پایجامہ اور لنگ اور ازار مرد کو ٹخنے نیچے کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ جو بال لب پر پیدا ہوں اور نیچے گرکر منہہ مین آجاوین تو اوسکا کاٹنا نہایت ضرور ہے بلکہ قریب واجب کے ہے اگر لب سے نیچے نہین گرتے ہین اور اوپر ہی رہین کاٹنا اون کا واجب نہین ہے مگر بخوف اسبات کے کہ منہہ مین نہ آجاوین۔

مسئلہ بردہ حلال شرع مین مذہب صحیح تین قسم پر ہے اول یہہ کہ جماعت مسلمین جو کہ کفار کے ملک مین نہین رہتے ہین تاخت وتاراج کے طور پر دوڑ مارین اور کافرون کے ملک سے اونکی اولاد گرفتار کرلائین۔ دوم یہہ ہے کہ کافران حربی اپنی اولاد کو بیچ ڈالین اور مسلمان لوگ اوس سے خرید کر لائین اس شرط سے مالک اوسکا بیچے۔ سیوم یہہ کہ اسی دونون قسم کے بردہ بے نکاح حلال نہین غیر مالک سے لڑکا یا لڑکی پیدا ہو وہ مالک کے ملک متصور ہوگا اور اوسکو بے نکاح حلال ہے۔ قسم چہارم

مختلف فیہ ہے بعض علماء کے پاس حلال ہے اور بعض علماء حلال نہین کہتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ مسلمان لوگ کسی مخمصہ مین یا بزمانہ قحط مین اپنی اولاد بیچڈالین تو صاحب محیط کے پاس موافق نقل ملا الہ داد شارح ہدایہ اسقسم کا بردہ بھی ملک مین آجاتا ہے لیکن فتوے اس قول پر نہین ہے اصح یہ ہے کہ اوس بردہ کو قصد ثواب سے خرید کرے یا عذاب گرسنگی سے خلاصی ہو لیکن اوسکو اپنا بردہ متصور کرے لیکن غلام و کنیزک کے طرح معاملہ اون کے ساتھہ جاری نکرے اور اوسکی بیع و شرا بھی درست نہین ہے نہ بے نکاح جائز ہے۔

مسئلہ - قال فی شرح العقاید والجمع بین قولہم لا یکفر احد من اہل القبلہ و قولہم یکفر من قال بخلق القران یعنے کہا شرح عقاید اور جمع دونو قول مین انکے نہین کفر کرتا ہے کوی اہل قبلہ سے - قول اوسکا کفر کرتا ہے شخص قایل ہو ساتہہ خلق قران کے) واستحالتہ الرویا او سب الشیخین اور لعنہما و امثال ذلک مشکل انتہی یا استحالہ رویا یا برا کہنا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو یا لعنت کرنا ان دونون صاحبون پر اور مثال اسکے آخر ہوا لا یخفی ان الجواب الاول تخصیص و تقیید للکلام بلا دلیل و الجواب الثانی مبنی علی اختلاف القایلین بالقولین وہو خلاف الواقع - اور دوسرا جواب مبنی ہے اوپر اختلاف دو قول کے جو کہتے ہین دو قول اور وہ خلاف واقع ہے بل القایلون تلک العلماء

هم الذین یکفرون بخلق القران وسب الشیخین وقدم العالم ونفی العلم بالجزئیات ای غیر ذلك بلکه وه که قایل هین سا تهه اسس قاعده کے وهی لوگ هین جو کفر کرتے سات خلق قران بسب شیخین اور قدیم هونا عالم کا اور نفی علم جزئیات کا قال السید فی شرح المواقف اعلم ان عدم تکفیر اهل القبلة موافق لکلام الشیخ الاشعری و الفقها کما مر لکنها اذ فتشنا عقاید فرق الاسلامیین وجدنا فیها ما یوجب الکفر قطعا کالعقاید الراجعة الی وجود اله غیر الله سبحانه او الی حلوله فی بعض اشخاص الناس او الی انکار النبوة محمد صلی الله علیه وسلم او الی ذمه او استخفافه او الی استباحة المحرمات و اسقاط الواجبات الشرعیه انتهی کها سید نے شرح المواقف مین جانو تحقیق که عدم تکفیر اهل القبله موافق کلام شیخ اشعری اور فقها جب که حکم حکم هوا جب که فتنه واقع هوا عقاید فرقه اسلام مین پایے هم اوس سے وه چیز که جس سے واجب هوتا هے کفر قطعی مانند عقاید راجعه الی وجود اله غیر الله سبحانه کے یا داخل هونا اوسکا بعض آدمیون مین اور انکار نبوت محمد صلی الله علیه وسلم اور تخفیف بدلیل کفر اوسکے اور مباح هونا محرمات کا اور گرجانا واجبات شرعیه کا تمام شد بل التحقیق ان المراد باهل القبلة فی هذه القاعدة هم الذین لا ینکرون ضروریات الدین لا من یوجه وجهه الی القبلة فی الصلوة بلکه تحقیق مراد اهل قبله سے اس قاعده مین وه لوگ هین که نهین انکار کرتے هین ضروریات دین سے

وہ لوگ مراد نہین ہین کہ جو لوگ نماز پڑہتے ہین قبلہ کی طرف
قال اللہ تعالی لیس البر ان تولو وجوھکم قبل المشرق
والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاخر فرمایا
خدا ے عزوجل نے نہین نیکی یہہ کہ پہیرو تم منہہ اپنے طرف
مشرق یا مغرب کے ولیکن نیکی وہ ہے کہ ایمان لاوے اوپر
خدا ے عزوجل اور روز آخرت کے الخ ممن انکو من ضروریا
الدین لم یبق من اھل القبلۃ یعنے جو انکار کرے ضروریات
دین سے وہ نہین باقی رہتا ہے اہل قبلہ سے لان ضروریات
الدین منحصرۃ عندھم فی ثلاثۃ تحقیق کہ ضروریات دین
منحصر ہین نزدیک اونکے اوپر تین طرح کے مدلول الکتاب
بشرط ان یکون نصا صریحا لا یمکن تاویلہ کتحریم الامہات
والبنات وتحریم الخمر والمیسر واثبات العلم والقدرۃ
والارادۃ والکلام لہ تعالے وکون السابقین الاولین
من المہاجر والانصار مرضیین عند اللہ تعالی وانہ
لا یجوز اہانتھم والاستخفاف بھم یعنے دلیل کتاب
کی ساتھہ اس شرط کے کہ ہو نص صریح نہ ممکن ہو بیچ اوسکے
تاویل مانند تحریم امہات اور بنات کے اور تحریم شراب اور
جوے کے اور اثبات علم اور قدرت اور ارادہ اور کلام
واسطے اللہ تعالے کے اور یہی سابقین اولین مہاجر اور
انصار نیک ہین نزدیک اللہ تعالے کے تحقیق خدا ے عزوجل
نہین تجویز کرتا اہانت انکی اور ذلت اونکی و مدلول السنۃ

المتواتر لفظاً او معناً سواء كان من الاعتقاد او من عمليات وسواء كان فرضاً او كان نفلاً كوجوب المحبة اهل بيت من الازواج والبنات والجمعة والجماعة والاذان والعيدين والمجمع عليه اجمالاً قطعياً كخلافة الصديق والفاروق ونحو ذالك ولاشبه ان من انكر امثال هذه الامور لم يصح ايمانه بالكتاب والسنة اذ في تخطيه الاجماع القطعي تضليل لجميع الامة فيكون انكاراً لقوله تعالى كنتم خير امة اخرجت للناس وقوله تعالى ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المومنين و بقوله عليه السلام لاتجتمع امتي على الضلالة وهو متواتر المعنوي فلا يكون منكر هذه الامور من اهل القبلة وقد عرف بعضهم ضروريات الدين بانها امور ليشترك في معرفتها المتدين بدين الاسلام وغير المتدين به وبالجملة قولهم لا نكفر احدا من اهل القبلة كلام مجمل باق على عمومه لكن له تفصيل طويل والشان في معرفته من هو من اهل القبلة ومن ليس منهم فلم بعض الفقهاء قد بالغوا في تكفير من ينكر لبعض المسائل الاجتهادية المشهورة عند قوم دون قوم كحرمة لبس المعصفر ونحو ذلك وهو مذهب ركيك جدا واما من يفرق بين الاصول والفروع فكفر في احدهما دون الاخرى فان اراد فنون الاعمال فنعم ومرحبا وان اراد اعتقاد وجوبها وسنيتها فلا اذ لا شبهة

فی ان من انکر وجوب الزکوۃ او وجوب الوفا بالعہد
او وجوب الصلوٰۃ الخمسۃ او کون الاذان مسنونا فقد کفر
کما یدل علیہ قتال مانعی الزکوۃ فی صدر الاسلام
نعم فی بعضہا یکون کفرا تاویلیا لکن التاویل غیر مسموع فی
امثال ہذہ الامور الجلیۃ کما لم یسمع تاویل مانعی الزکوۃ
متمسکین بقولہ تعالی ان صلوتک سکن لھم کما لم یسمع تاویل
الحروریۃ فی انکار التحکیم متمسکین بقولہ تعالی ان الحکم الا للہ وما
التکفیر بخلق القرآن او انکار الرویۃ او انکار العلم بالجزئیات
علی وجہ الجزی مع القول بثبوت العلم علی وجہ کلی فلا ینبغی الاقدام
علیہ اذ لیس مخالف ہذہ الاحکام منصوصا نصا جلیا
لا فی الکتاب ولا فی السنۃ المتواترۃ ہذا واللہ اعلم

یعنے اور دلیل کیے گئے سبب متواترہ سے لفظاً معناً برابر ہے
اعتقاد اور عملیات سے اور برابر ہے فرض یا ہو نفل مانند واجب
ہونے محبت اہل بیت کے ازواج اور بنات اور جمعہ اور جماعت
اور اذان اور عیدین جسپر اجماع قطعی ہو چکا ہے مانند خلافت
حضرت صدیق اکبر یا فاروق علیہما السلام سے اور مانند اسکے
اور نہین شبہ اسمین کہ جو انکار کیا مانند ایسے امور کے نہین
صحیح ہوا ایمان اوسکا ساتھ کتاب اللہ اور نبیون کے اسواسطے
خلفائے اجماع قطعی مین باعث ہوتا ہے گمراہی جمیع امت کے
پس سے وہ انکار کرے والا قول خدا سے عزوجل جیسا کہ فرمایا
، تم خیر امت نکالے گئے واسطے لوگون کے و قولہ تعالیٰ

جو پیروی نہین کرتا رسول اللہ کی بعد اسکے کہ بیان کئے گئے
واسطے ہدایت اور پیروی کرتا ہے خلاف راہ مومنین کے
اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے میری امت کا
اجماع گمراہی پر نہوگا - اور یہہ متواتر ہے معنی مین پس نہین
باقی رہتا منکر ایسے امور کا اہل قبلہ سے اور تحقیق پہچانا
ہین بعض اون کے ضروریات دین کو کہ یہہ امور مشترک
ہین پہچانت مین متدین بدین اسلام اور غیر متدین کے
فی الجملہ قول اونکا کہ نہین کافر ہوتا کوئی ایک اہل قبلہ
سے کلام مجمل ہے باقی رہتا ہے عمومیت پر لیکن
واسطے اسکے ایک لمبی چوڑی تفصیل ہے اوس کی
پہچانت مین جو اہل قبلہ سے ہی یا اون سے نہین ہے پس
تسلیم کئے ہین بعض فقہا جو بڑے ہوئے ہین تکفیر مین اوس شخص کے جو انکار
کیا بعض مسایل اجتہادیہ مشہورہ سے نزدیک قوم کے سوائے
قوم کے مانند حرمت لبس المعصفر کے اور مانند اسکے اور
وہ مذہب رکیک ہے اور جو فرق کرتے ہین درمیان
اصول اور فروع کے پس کفر کرتے ایک مین سوائے
دوسرے کے پس اگر ارادہ کرتے ہین نفس اعمال سے
تو نعم اور مرحبا ہے اور اگر ارادہ کرتے ہین اعتقاد واجب
ہونا اوس کا پس جب شبہ نہین ہے اسمین کہ جو شخص انکار
واجب ہونے سے زکوۃ کے اور وفاے عہد سے اور
وجوب پنجوقتہ نماز سے اور اذان سے پس تحقیق کفر کیا

جیسا دلیل کہ گئی اوپر اوسکے جیسا کہ اسپر دلالت کرتا ہے مانع زکوۃ کے بیچ ابتداء صدر اسلام کے ہان بعض جاسے مین کفر کی تاویل کیجاتی ہے لیکن تاویل غیر مسموع ہے ایسے امور مین جیسا کہ نہین سنے گئے تاویل مانع زکوۃ کی جو تمسک کرتے تھے ساتھہ قول الٰہی کے ان صلوتك سکن لہم یعنی اور جیسا کہ نہین سماعت ہوئی تاویل ضروریہ کے جو تمسک کرتے ہین ساتھہ قول الٰہی ان الحکم الا للہ کے مگر تکفیر ساتھہ خلق قرآن اور انکار علم جزئیات اوپر وجہ جزئی کے ساتھہ قول ثبوت علم کے اوپر وجہ کلی کے پس نہین لایق ہے پیش قدمی اوپر اسکے اسلئے جب نہین ہے مخالف اہل احکام کے ساتھہ نص صریح کے نہ کتاب مین نہ سنت متواترہ مین واللہ اعلم

فان قیل ما الدلیل علی ان المراد من اهل القبلة هم المصدقون بجمیع ضروریات الدین دلالته بلفظ اهل القبلة یعنے اگر سوال کیا جاسے کہ کیا دلیل ہے اوپر اسکی کہ مراد اہل قبلہ سے وہی لوگ ہین جو تصدیق کرتے ہین تمام ضروریات دین کو اور دلالت کرنا لفظ اہل قبلہ کے ساتھہ قلنا الدلیل علیه ان الکفر یتقابل الایمان مقابل العدم و الملکة اذ الکفر عدم الایمان والمتقابلان بالعدم و الملکة لا یکون بینهما واسطه بالنظر الی خصوص الموضوع وان امکن بینهما واسطه بالنظر الی الواقع کالعمی و البصر فان الذی من شانه البصر لایخلو عن احدهما ولا شبهة ان الایمان مفهومه الشرعی المعتبر به فی کتب الکلام والعقاید والتفسیر والحدیث هو تصدیق النبی صلی الله علیه وسلم

فيما علم مجيئه ضرورة عما من شانه ذلك ليخرج الصبي والمجنون والحيوانات والكفر عدم الايمان عما من شانه ذلك التصديق فمفهوم الكفر هو عدم تصديق النبي صلى الله عليه وسلم فيما علم مجيئه ضرورة وهو بعينه ما ذكرنا ان من انكر واحدا من ضروريات الدين اتصف بالكفر نعم عدم التصديق له مراتب اربعة فيحصل الكفر ايضا اقسام اربعة الاول كفر الجهل وهو تكذيب النبي صلى الله عليه وسلم صريحا فيما علم مجيئه به مع العلم بكونه عليه السلام كاذبا في دعواه وهذا هو كفر ابي جهل واضرابه۔

والثاني كفر الجحود والعناد وهو تكذيبه مع العلم بكونه صادقا في دعواه وهو كفر اهل الكتاب بقوله تعالى الذين اٰتيناهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون ابنائهم وقوله وجحدوا بها استيقنتها انفسهم ظلما وعلوا وكفر ابليس من هذا القبيل والثالث كفر الشك كما كان لاكثر المنافقين والرابع كفر التاويل وهو ان يحمل كلام النبي على غير محمله او على التقية ومراعاة المصالح ونحو ذلك ترجمہ ہم کہتے ہین کہ دلیل اوپر اسکے یہہ ہے کہ کفر مقابل ایمان کے ہے اور یہ تقابل عدم وملکہ ہے اسلئے کہ کفر عدم ایمان کو کہتے ہین اور تقابل عدم و ملکہ مین کوئی واسطہ نہین ہوتا ہے بلحاظ خصوصیت موضوع کے اگرچہ واقع کی نظر سے ممکن ہو۔ جیسے کہ عمی اور بصیر اور نہین شبہ ہے کہ ایمان معنی اوسکے شرعی ہے جسکا اعتبار کتب کلام اور عقاید اور حدیث و تفسیر مین سے ہے وہ یہہ ہے کہ عاقل اور بالغ کو اقرار اور تصدیق کرنا اون امور کا جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونشاد فرمائے اس سے کم عمر اور دیوانہ اور

جانو خارج ہین اور کفر عدم ایمان ہے اوسکے لئے کہ جسکی شان سے ہی یہہ تصدیق
لبس مفہوم کفر کا وہی عدم تصدیق ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اوس چیز مین کہ سکہاے انہون نے ضروریات دین سے بعینہ
جیسا کہ ذکر کئے ہم نے جو انکار کرے ضروریات دین سے
متصف ہوا ساتھ کفر کے ہان عدم تصدیق کے
بہی چار مراتب ہین اور کفر بہی چار قسم کے ہے
اول کفر جہل ہے اور وہ صریح تکذیب ہے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی وہ چیز جو لاے ہین وہ ساتھ علم اوسکے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ کہ کاذب ہین اپنے دعوے مین یہہ
کفر ابی جہل اور اوسکے لوگون کا ہے۔
دوسرا کفر یہہ ہے کہ نہ ایمان لانا اور دشمنی کرنا اور تکذیب
کرنا حالانکہ جانتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہین
اپنے دعوے مین یہہ اہل کتاب کا کفر ہے موافق قول آلہی کے
الذین اٰتینٰاھم الکتاب یعنے جن لوگون کو دی ہے ہمنے
کتاب وہ لوگ آنحضرت کو ایسا پہچانتے ہین جیسا کہ اپنی
اولاد کو وقولہ وجحدو بہا الخ یعنے انکار اونکا ظلم اور تکبر
سے حالانکہ دل مین سچ جانتے تھے جیسا کہ کفر ابلیس ہے
تیسرا کفر شک جیسا کہ تہا اکثر منافقین کو۔
چوتھا کفر تاویلی جیسا کہ قیاس کرنا کلام نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو غیر محل اور تقیہ پر اور مثل اسکے۔

ولما كان التوجه الى القبلة من خواص معنى الايمان سواء كانت شاملة او غير شاملة عبر عن الايمان باهل القبلة كما ورد فى الحديث نهيت عن قتل المصلين والمراد المومنين مع ان نص القرآن على ان اهل القبلة هم المصدقون بالنبي صلى الله عليه وسلم فى جميع ما علم مجيئه وهو قوله تعالى وصد عن سبيل الله وكفر به والمسجد الحرام واخراج اهله منه اكبر عند الله فليتامل يعنے جب کہ سے توجہ کرنا طرف قبلہ کی خواص معنی ایمان سے برابر اگر ہو شامل اوسکے یا غیر شامل اوسکے تعبیر کیا گیا ہے ایمان سے اہل قبلہ کے ساتھہ جیسا کہ آیا ہے حدیث مین مانع ہوا مین قتل نمازیکے کہ مراد نمازیون سے مومنین ہین باوجودے کہ نص قرآن اسپر دلالت کرتا ہے کہ اہل قبلہ وہی ہین جو کہ تصدیق کرنیوالے جمیع احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ وہ قول اللہ تعالے کا ہے کہ روکنا اللہ کے راہ سے اور کفر کرنا اس سے اور نکالنا اہل حرم کو حرم سے بہت برا ہے اللہ کے نزدیک۔

پس خوب غور کیا جاوے۔

سوال۔ اخرج ابن ابی عاصم فی السنة عن حسن بن علی انه قال لمعاویه انت الساب لعلی اما والله لترد علیه الحوض وما اری ان ترده فتجد مشمر الازار عن ساق یذودعنه الحدیث

جواب ترجمة الحديث هكذا قال لمعاويه انت لسابّ لعلي اما والله لترد علي الحوض یعنے فرمایے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما و یہ ہے کہ تو بدگوی کرتا ہے علی رض کی خبر دار ہو قسم ہے خدا ے عزوجل کی البتہ تجکو جانا پڑے گا آگے علی رضی اللہ عنہ کے اور پر حوض کوثر کے حاصل اسکا یہہ ہے کہ تجھے اون سے کام پڑے گا اور تو محتاج ہوگا بسبب تشنگی کے اور واسطے درخواست پانی کے اون کے پاس جانا پڑے گا تکو مناسب نہین ہے وما اری ان ترده مین گمان کرتا ہون کہ تو حوض پر نجات کیگا فتجده مشمرا زارہ پس پاوے گا اونکو یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو دامن سمیٹے ہوے۔

یذود عنه یعنے وہ دور کرتے ہون گے لوگون کو منہ قوله تعالى ووجد من دونهم امراتين تذودان اور اسی محاورہ مین یہہ آیات شریف ہے کہ پایا اوسنے الگ اون سے دو عورتون کو جو کہ اونٹون کو دور کرتی تہین پانی امنافقین سے یعنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسوقت اسی سعی مین رہین گے کہ حوض پر کوئی منافق نہ آنے پاوے یہہ قول ہے صادق المصدوق کا اور خواری اور ذلت مین رہتا ہے بہتان باندہ والا یہہ حدیث تناقض لفظی اور معنوی سے خالی نہین ہے جیساکہ جملہ انا واللہ لترد علیہ الحوض مین اور جو کہ جملہ ما اری ان ترد کا ہے اس سے صریح تناقض واضح ہے علاوہ اسکے کہ اس حدیث کو ابو الاعلی کہ محدث غیر معتبر ہے

بیان قصہ عورہ

اپنی مستند مین روایت کی ہے اور اسمین ایہام یعنی اشارہ
طرف معاویہ کے ہے اور ذہن بھی سبقت کرتا ہے طرف
امیر شام کے حالانکہ اوسمین موجود نہین ہے بلکہ اوس
روایت مین معاویہ بن حدیج[1] کا نام مذکور ہے پس بموجب
اسکے نسبت سب کی طرف امیر شام کے درست نہین
ہوسکتی اور ایسا ہی جو الفاظ کہ خلاف قاعدہ عربیت کے
ہین مثل مسااري اوسمین موجود نہین بہرحال اکثر اشکال اس
روایت سے مندفع ہوگئی اور روایت مین ابوالعلیٰ کے اسطرح
وارد ہے کہ علی بن طلحہ مولی بنی امیۃ قال حج معاویۃ
بن ابی سفیان وحج معہ معاویۃ بن حدیج وکان
من اسب الناس لعلی قال فمر فی المدینۃ وحسن بن
علی ونفر من اصحابہ جالس فقیل لہ ھذا معاویۃ
بن حدیج الساب لعلی قال فاتاہ رسول الحسن فقال

---

[1] حدیج کے ح پیش کے ساتھ ہے جیساکہ تقریب مین ہے اور خدیج
کے خ پیش کے ساتھ بہی آیا ہے جیساکہ مغنی مین ہے ۔

[2] اس روایت مین ایک نوع اشتباہ ہے کیونکہ سیوطی نے تاریخ خلفاء مین لکھا
ہے کہ معاویہ نے حج کیا ۵۰ھ مین اور تاریخ وفات امام حسن رضؓ مین بقول معتبر ۴۱ھ
یا ۴۹ھ مین بموجب مرقومہ سر الشہادتین اور صواعق محرقہ کے اس تقدیر پر حج معاویہ
کا بعد وفات امام حسن رضؓ کے واقع ہوا لیکن ایک روایت ضعیف مین سال وفات
امام حسن کے بعد واقع ہوا ہے اوس تقدیر پر یہہ امر ممکن ہے ۱۲

اجب قال من قال الحسن بن علی یدعوك فاتاه فسلم علیه فقال الحسن انت معاویة بن حدیج قال نعم قال فرد ذلك علیه قال انت الساب لعلی قال فكانه استحی فقال له الحسن اما واللہ لئن وردت علیه الحوض وما اراك ترده لتجدنه مشمر الازار عن ساقیه ودعنه رایات المنافقین ذود غربیة الا بل قول الصادق المصدوق وقد خاب من افتری انتهی۔

ترجمہ علی بن طلحہ مولی بنی امیہ سے روایت ہے کہ کہا انہون نے کہ حج کیا معاویہ بن ابی سفیان نے اور حج کیا ساتھ اونکے معاویہ بن حدیج نے اور معاویہ بن حدیج بدگوئی کیا کرتا تھا حضرت علی کی شان مین پس وہ آیا مدینہ منورہ مین اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور چند آدمی بیٹھے ہوے تھے اسوقت کہا گیا حضرت امام حسن رضہ سے کہ معاویہ بن حدیج جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بدگوئی کرتا ہے وہ یہہ ہے پس حضرت امام حسن رضہ کے قاصد اوسکے پاس آیا اور کہا کہ تمکو بلاتے ہین کہا کس نے بلایا کہا حسن بن علی تمکو بلاتے ہین پس آیا معاویہ بن حدیج حضرت امام حسن کے پاس اور آپ کو سلام کیا حضرت حسن رضہ نے اوس سے کہا کہ تو معاویہ بن حدیج ہے کہا ہان مین ہون اور اسی بات کو حضرت حسن رضہ نے مکرر فرمایا اور فرمایا کہ تو حضرت علی کی بدگوئی کرتا ہے اوسوقت حیا کیا اور کچھہ جواب نہین دیا پس فرمایا حضرت حسن رضہ نے کہ قسم ہے

خدا کی کہ تو حوض کوثر پر ہرگز نہین جا سکیگا اور نہین دیکھتا ہون مین تجکو
کہ جسوقت وارد ہوگا تو حوض کوثر پر البتہ پاوے گا تو حضرت علی رضہ کو
دامن سمیٹے ہوے ساق تک دور کرتے ہوے لوگون کو تاکہ نہ آوین
حوض پر کوئی منافق جیسا کہ دور کیا کرتے ہین اونٹون کو یہہ ارشاد
ہے مخبر صادق کا۔

سوال۔ دفع تعارض مین جو روایت لکہی گئی ہے اختلاف
محل حکم مختلف آیا اور یہہ واقعی اوربجا ہے بلکہ فقیر کی خاطر مین
یہہ آتا ہے کہ بغیر اختلاف محل بہی تعارض نہین ہے اسواسطے
کہ وجہ عطا ہر روایت مین مختلف ہے روایت جواز بیع وشرا
مقید بانعام موبد واقع ہے سواء کان التابید حقیقتہ
کما اذا صرح فی المنشور بالتابید او حکما کما فی صورۃ
السکوت اور روایت منع بیع وشرا مین عطا بوجہ ادرار اور
استحقاق سے مقید کیئے گئی ہے ظاہر ہے کہ یہہ تقید منافی ہے
تابید کی پس اگر امام وقت ایسے زمین کہ جو ملوک بیت المال ہو
کسی وجہ سے ہو بطریق انعام موبد کسی ایک شخص کو بخشے وہ زمین
ملوک ہوتی ہے اور اگر اوسی زمین کو بوجہ ادرار و استحقاق کسی
کو دیوے وہ اوسکے پاس عاریت ہے پس دفع تعارض بسبب
اختلاف وجہ عطا کے ہے اگرچہ ایک ہی محل ہووے وعلی ہذا التقریر
یتصور بحسب احتمالات العقلیۃ اربع صور الاولی ان
یعطی الامام ارضا مملوکا لبیت المال علی وجہ التابید
حقیقتہ او حکما والثانیۃ یعطیہا علی وجہ الادرار

والاستحقاق والثالثة ان یعطی الامام ارضنا مملوکہ لذمی او مسلم علی وجہ التابید والرابعة ان یعطیہا الامام علی وجہ الادرار والاستحقاق اما صورة ثالثہ محض احتمال عقلی ہے خلاف شرع ہے پس باقی رہ گئی تین صورتین ایک صورت مین رقبہ زمین مملوک اوس شخص کا ہوتا ہے اور باقی مین محض حق خراج یا عشر لیکن مشکل یہہ ہے کہ یہہ تمام قواعد جو اس ملک مین جاری ہین مطابقت نہین دے سکتے ہین کیونکہ اسواسطے کہ زمیندار لوگ ہمارے زمین مالکیت کا دعوے کرتے ہین پس ایسی زمین جو بیت المال کی مملوک ہو اس ملک مین موجود نہین ہے اور ایسی زمین جو اپنی لاوارثی کے سبب بیت المال مین داخل ہوئی ہو یا بیت المال کے مال سے خریدا ہو متحقق نہین ہے اور اگر ہو بھی تو ممیز نہین ہے پس اس حکم کو جاے معین مین جاری کرنا ممکن نہین ہے مگر اس بنا پر کہ جو حضرت شیخ جلال تہانیسری قدس سرہ نے اپنے رسالہ مین اختیار کئے ہین کہ زمین ہندوستان کی ابتداے فتح مین مانند سواد عراق کے جو وقت مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتح ہوئی تھی اور بیت المال کی مملوک ہے اور زمینداروں کو حق تولیت و زراعت و حفظ کے سواے کوئی حق نہین ہے اور لفظ زمیندار سے بھی اسی بات پر صریح اشارہ ہے پس اس صورت مین زمینداروں کا تغیر و تبدل و عزل و نصب اور انکا نکالدینا اور مقرر کرنا اور اقرار بعض کو عطا کرنا زمینداری کا اور عطا بعض اراضی بعض

افغان اور بلوچ اور سادات کو اور قدردانیان کو اسبات پر صریح اور صاف دلیل ہے پس اس صورت مین تمام زمین ہندوستان کی بیت المال کی ملکیت ہے اور ساتھ عقد مزارعت نصف یا کم اوس سے قبضہ مین زمینداروں کے ہے پس ہر قطعہ بادشاہ وقت لطریق تابید حقیقی یا اور کسیطرح سے اگر کسیکو دے تو اوسی کی ملک ہوگی اور جس قطعہ کو بوجہ ادرار اور استحقاق کے طور پر دیوے وہ زمین عاریت ہے ہان اب احکام اور اسناد پادشاہان قدیم کے دیکھنا چاہیئے جو بطور تابید دیئے ہین۔ دوسرے قسم سے متمیز اگر یہہ تابید معافی خراج کے ساتھ ہے تو خراج کا لینا بھی واجب نہین ہوتا اسواسطے کہ اس صورت رقبہ ارضی ملکیت مین دیگئی ہے اور خراج کو بھی تنخواہ کر دئے ہین اگر محض تملیک ارضی ہے سوائے خراج کے تو خراج واجب ہے صورت اول مین امام لاحق کو پہونچتا ہے کہ خراج وصول کرے کسی طرح ہو بہر حال یہان بھی شبہہ ہے اگلی سلاطین کے وجہ عطا بھی ظن سے خالی نہین واللہ اعلم اور بعض معتبر سے سنا گیا ہے اکثر قصبات مین جو زمین کہ اکثر شرفا کے ہاتھ مین ہے اوسکا نام محدود ہے یہہ زمین احیا ہی ہے (یعنے برا اور وہ زمین حاکم کے حکم سے گوان لوگون نے آباد کیا ہے) اور اوسکے مالک ہوگئے ہین اسکی دلیل یہہ ہے کہ وہان زمیندارون کو دخل نہین ہے بلکہ وہی شرفا مختار ہین اگر چاہین ذات سے زراعت کرین یا کسی رعیت سے زراعت کروا دین پس وہ زمین اپنے رقبہ کے ساتھ البتہ قابل بیع وشرا ہوسکتی ہے

اور خراج اوسکا امام وقت کے حکم پر موقوف ہے حکم حاصل کرنا اور استحقاق اور غیر استحقاق اور مہر مین دینے سے منع کرنا اور ترجیح دینا بعض وارثون کو بعض وارثون پر جو معمول پادشاہان تیموریہ کا ہی صریح دلالت کرتا ہے اوپر عدم مالکیت اسی زمین کے -

سوال - کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین کہ کوئی شخص نیت کرے اگر یہہ کام حسب نیت میرے برآوے تو سید احمد کبیر کی گاۓ یا شیخ سدو کا بکرا وغیرہ وغیرہ دونگا اور بعد برآنے حاجت کے گاے کو اللہ کے نام سے ذبح کیا حالانکہ نیت تو سید احمد و شیخ سدو کی کرے اور حدیث انما الاعمال بالنیات ناطق ہے اور ان اللہ لا ینظر الی الصورکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم (یعنی تحقیق خدا عزوجل نہین دیکھتا ہے طرف تمہاری صورتون کے لاکن دیکھتا ہے طرف دل تمہارے اور نیتین تمہارے) اسبات پر گواہ ہے اور ونیت المومن خیر من عملہ نیت مومن کی بہتر ہے عمل سے اور سکے اس دلیل پر نیت کو دخل ضرور ہے پس اس صورت مین کہانا گاے وغیرہ کا درست ہے یا نہین - بینوا توجروا -

جواب - بعض علماء کے پاس گاۓ وغیرہ جیساکہ ذکر ہوا ہی حلال ہے اور کہانا موافق شرع شریف کے درست ہے خصوصا ذبح کرتے وقت ذابح غیر ناوی ہو ایسا ہی مقرر ہے ذبح مین گاے سید احمد وغیرہ مین اما ثبوت اوسکے حلال ہونے اور کہانے کا کتاب اللہ سے فقولہ تعالیٰ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ

سورہ انعام

ان كنتم بآياته مومنين وما لكم الا تاكلوا مما ذكر اسم الله
عليه وقد فصل لكم ما حرم عليكم لانه عام قد خصص
منه البعض وهو الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به
والمنخنقة والموقوذة والنطيحة وما اكل السبع وما ذبح على
النصب وما قصد به تقرب الى غير الله والعام المخصص يتناول
افرادها الباقية ولو ظنا والذبيحه فى الصورت المذكورت
ليست داخلة فى شيئ من المخصصات اما عدم دخولها فيما
سوى ما قصد به التقرب الى غير الله فظاهر واما عدم دخولها
فيما قصد به التقرب الى غير الله فلانه عبارة عن الذبيحة التي
لم يقصد بذبحها اكل لحمها بل قصد به الدفع الى الغير كما سياتى
وههنا ليست كذلك واما بالسنة فحيث الذبيحة للضيف
والوليمه والاعراس والعقيقه والتجارة كذبيحة القصاب
مثلا فانه لا شك ان الذبيحة فى الصورة الاولى والصورة
المذكورة اهل باسم الله بنية غير الله والفرق تحكم واما بقول الفقها
فقول السراجية والكتابى اذا ذبح باسم المسيح لا يحل ولو ذبح باسم الله
واراد به المسيح عليه السلام يحل ترجمه پس قول الله تعالے
پس کہا و تم اوس سے جو ذکر کیا گیا ہے نام اللہ تعالے کا اوپر اوسکے
اگر تم خدا کے آیات پر ایمان رکھتے ہو کیون نہین کہاتے سو تم اوس
چیز کو کہ جسپر ذکر کیا گیا نام اللہ کا اور حالانکہ بیان کیا گیا واسطے تمہارے
جو چیزین حرام ہین اور یہہ عام ہے۔ جس چیز سے خاص کیا گیا وہ یہہ ہے
کہ مردہ اور خون اور گوشت خوک کا اور وہ چیز کہ پکارا جاوے ساتھ

اوسکے غیر اللہ کا نام اور جو کہ گلا گہونٹا گیا اور خود مرا ہوا اور درندے
کے کہایا ہوا مثل شیر و پلنگ اور ذبح کیا ہوا انسان پر تیرون کے جو کہ
قصد کیا گیا اوس سے تقرب غیر اللہ کا اور جو عام خاص کیا گیا ہے وہ
شامل ہے باقی افراد کو جو کہ ظنا ہو پس ذبیحہ صورت مذکور مین داخل نہین
ہے کسی شئی خاص سے لیکن عدم دخول اوسکا اوس چیز مین قصد کیا
گیا ہو سوائے غیر اللہ کے پس ظاہر ہے لیکن عدم دخول ازسکا بیچ اوس
کہ قصد کیا گیا ہو اوس سے تقرب غیر اللہ کا پس مراد اوس سے وہ
ذبیحہ ہے جس سے ارادہ نکیا گیا ہو اوسکے ذبح سے کہانے اوسکے
گوشت کا بلکہ ارادہ کیا گیا ہو دفع کا طرف غیر اللہ کے جیسا کہ اس کا
بیان آوے گا مگر یہان پر ایسا نہین لیکن موافق سنت کے پس حدیث
مین جو ذبیحہ مہمان اور ولیمہ اور عرس اور عقیقہ اور تجارت کے ہے
جیسا کہ ذبیحہ قصاب مثلا پس اس مین کوئی شبہ نہین ہے کہ ذبیحہ مسنون
اولی اور صورت مذکور مین پکارا گیا اللہ کے نام ستے بہ نیت غیر اللہ
کے مگر فرق اس صورت مین مشکل ہے لیکن اس مین قول فقہا کا جیسا
کہ قول سراجی کا کہ اگر کتابی نے ذبح کیا بنام مسیح کے تو نہین حلال ہے
اور اگر ذبح کیا اللہ کے نام ستے اور ارادہ کیا اوس سے مسیح علیہ السلام
کا تو حلال ہے اور اس عبارت سے دفع ہوتا ہے قول اون قائلین
کا جو کہتے ہین نیت اگرچہ ذبح مین شرط نہین ہے مگر نیت فاسد اور
خبیثہ سے ذبیحہ حرام ہوگا اور قول ہدایہ کا والثالثۃ ان یقول مفصولا
عنہ صورۃ ومعنی بان یقول قبل التسمیۃ وقبل ان یضجع الذبیحۃ اوبعدہ
وھذا لاباس بہ الی قولہ والشرط ھو الذکر الخالص المجرد لان المراد

بالذکر الخالص المجرد الذکر باللسان فقط کما یدل علیہ قولہ
بان یقول قبل التسمیہ الخ فی تفسیر قولہ صورۃ ومعنی قول عنایہ
فی شرح قول الہدایہ ھذا والماموریہ ھٰھنا الذکر علی الذبح
والمراد بالذکر المتعدی بعلی الذکر باللسان کما تقرر واحتج بہ
المالک م فی حرمت متروک التسمیہ ناسیاً فلاتدخل
الذبیحہ تحت قولہ تعالی ولاتاکلوا مما لم یذکر اسم اللّٰہ علیہ ایضاً
واما قول المفسرین فقول العالم العارف فی تفسیر الاحمدیہ
ان البقرۃ المنذورۃ کما ھوالرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم
یذکر اسم غیر اللّٰہ وقت الذبح وانکانوا ینذرونہا لہم انتہی والحق
المبین ما قالہ مولانا محمد مبین فی رسالتہ فی النذر اور قول
ہدایہ کا والثالثہ یہہ کہ کہے مفصول یعنے علحدہ اوس سے ساتھ
ظاہر اور باطن کے اسطور سے کہ اللہ کے نام سے پہلے اور
ذبحہ کے لٹانے سے پہلے یا بعد اوسکے نہین ہے کوئی خوف ساتھ
اسکے جیساکہ والشرط ذکرا خالص المجرد اس سے یہ امر واضح ہے مراد
ذکر خالص سے مجرد ذکر لسان سے ہے جیساکہ دلالت کرتا ہے اوسپر
قول قبل التسمیہ الخ تفسیر قول صورۃ ومعنی کی قول عنایہ شرح
ہدایہ مین ہے اور ماموربہ اس جگہہ ذکر علی الذبح کا اور مراد سات
ذکر متعدی کے اوپر ذکر لسانی کے جیساکہ ثابت ہے اور اسی پر دلیل
پکڑی امام مالک نے حرمت ذبح متروک التسمیہ ناسیہ کی اس دلیل
سے نہین داخل ہوتا ذبیحہ تحت قولہ تعالی کے ولاتاکلوا مما لم یذکر
اللہ علیہ مت کہاؤ تم اوس چیز سے کہ نہین ذکر کیا گیا نام اللہ کا اسپر

لیکن قول مفسرین کا جیسا کہ صاحب معالم کا جو کہ مشہور ہے تفسیر احمدی
مین کہ گائی نذر کی جو ہی جیسا کہ ہمارے زمانہ مین رسم ہے وہ حلال
اور پاک ہے اسلئے کہ نہین ذکر کیا جاتا نام غیر اللہ کا وقت ذبح کے
اگرچہ اوسکی نذر کرین انتہی الحق سین جیسا کہ فرماے مولانا محمد مبین نے
رسالہ نذر مین کہ نذر شیخ سدو اور مثل اوسکے حرام ہے کہ شیخ سدو
کے نام سے ذبح کرین اگر وقت ذبح کے نام شیخ سدو کا لیا جاوے تو
گوشت مردار ہو جاتا ہے کہانا اوسکا جایز نہین ہے جیسا کہ فرمایا اللہ
تعالے نے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق اور
نہ کہاؤ جسپر نہ لیا گیا ہو نام اللہ کا اور وہ فسق ہے اگر اللہ کے نام
پر ساتھ بسم اللہ اللہ اکبر کے ذبح کیا گیا ہے اگرچہ نیت فاسد ہو
ظاہرا اوسکا کہانا حلال ہے لیکن متقی و پرہیزگار نہ کہاوے ۔
ورنہ جاہل لوگ گمان کرینگے کہ یہہ نذر بہی حلال ہے پہر گمراہ ہونگے
انتہی ۔ لیکن جو لوگ کہ قول اونکے موافق افعال اون کے نہون
مثلاً فرقہ شیعہ کہ بالاجماع کافر مطلق کہتے ہین اور قولہ ولا تنکحوا
المشرکین حتی یومنو ولعبد مومن خیر من مشرك ولو اعجبکم
الآیہ یعنے نہ نکاح کرو تم مشرکین سے یہانتک کہ ایمان لاوین و ماور
غلام مومن بہتر ہے مشرک سے اگرچہ پسند آوے تمکو الآیۃ
اس آیت کو پس پشت ڈالکر لڑکیون کی شادی وغیرہ شیعہ لوگون سے
کرتے ہین اور اپنے مسکن کو دار الحرب قرار دیتے ہین کہ ہجرت
اوس سے فرض ہو اور قولہ تعالی ان لم یکن ارض اللہ واسعہ
فتہاجروا فیہا الآیہ اس آیت سے خلاف کرکے وہین پڑے

رہتے ہین اور اپنے بزرگون کا عرس اپنے اوپر فرض سمجھتے ہین سال
بسال قبرون پر اجماع کرکے شیرنی وغیرہ وہان تقسیم کرتے ہین قبرونکی
پرستش کرتے ہین اور فتوی گانی وغیرہ کا بہت تعجب ہے نہین سمجھتے
ہین کہ حربی کو مسلمانون کے فتوے سے کیا کام ہے بلکہ نسبت فتوی
مذکور کے فضلوا واضلو کثیرا سب گمراہ ہوتے ہین لان الذبیحۃ
لتعظیم غیر اللہ واکرامہ حرام والذابح مرتد وامراتہ بانتہ قد
اجمع الفقہاء فی الفرق بین الذبیحہ لتعظیم غیر اللہ واکرامہ وھو ما
اھل لغیر اللہ وبین الذبیحۃ للہ تعالی سبحانہ انہ ان قد مہا لیاکل
منہا کان الذبح للہ والمنفعۃ للضیف وغیرہ ولھذا احل ذبیحۃ
القصاب وولیمہ وغیرھما کما فی البزازیہ وان لم یقدمہا لیا
کل بل لید فعہا غیرہ کانت لتعظیم غیر اللہ فیحرم ولذا حرمت الذبائح
العظام فی درالمختار والبزازیہ یعنے تحقیق کہ ذبیحہ واسطے تعظیم
غیر اللہ کے اور بزرگی اوسکے حرام ہے اور ذبح کرنے والا مرتد ہے
اور عورت اوسکی چھوٹ جاتی ہے تحقیق اجماع ہے فقہا کا فرق درمیان
ذبیحہ وتعظیم غیر اللہ واکرام اوسکے اور وہ وما اھل بہ لغیر اللہ ہے
اور درمیان ذبیحہ واسطے اللہ تعالی جوکہ واسطے کہانے کے یا مہمان
کیلئے ہے اور جو کہانے کہلانے کے واسطے نہین ہے بلکہ فقط دفع غیر
بہ خاطر کسی امید امیر کیلئے ہے اس قسم کا ذبیحہ تعظیم ہی کے لئے ہوتا ہے
یہہ حرام ہے اسلئے حرام ہے ذبائح عظام کے جیسا کہ درالمختار مین مذکور
ہے پس اس تقدیر پر فتوی دینا باوجودیکہ ذبیحہ حرام ہے پس بہ سبب
تحریم حال مصداق گمراہی کے ہوا پس بموجب فتوی نا ذرنے ذبیحہ سے کہا

نہ غیر اوسکے اس صورت مین ذابح مرتد ہوا اور نیت کو فسادِ اعمال وصحت اوسکی سواے عبادت الٰہی لصہ سواے اسلام مثلاً حلال وحرام مین اشیا کے دخل نہین ہے خاص ایسے امور مین کہ جو مامور اوسمین فقط ذکر لسانی ہو لما فیہا نحن فیہ وقد مر کیون کہ نکاح بغیر نیت یا بہ نیت سفاح حرام نہین ہوتا ہے اور زنا بہ نیت ولد صالح اور ذابح عبادت حلال نہین ہوتا ہے مثلاً شراب کا استعمال واسطے قوت نماز وغزا کے حلال نہین ہے والحدیث محمول علی حذف المضاف مثلا ای ثواب الاعمال او علی التخصیص کما تقرر فی الاصول والفروع فلیرجع الیہما ان شئت یعنے اور حدیث محمول اوپر حذف مضاف مثلاً ثواب اعمال خاص جیسا ثابت ہے اصول اور فروع مین پر چاہیئے کہ ملاحظہ کرین اون دونون کو۔

جواب اور اعتراضات اس جواب پر مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے قولہ ذبح کرنے والا غیر ماذونی ہو الخ ذبح کرنیوالا نہوگا مگر وکیل اور نائب اوسکا پس نیت موکل اور منیب کی حلال وحرام مین اوسکے تاثیر کریگی جیسا اضحیہ مین قولہ وما قصد بہ التقرب الی غیر اللہ الخ تخصیص ھذا الفرد لم یثبت بالکتاب الا اذا حمل قولہ وما اھل لغیر اللہ بہ علیہ فیکون ذکرہ تکرارا ولا بالسنۃ الا اذا احمل قولہ ملعون من ذبح لغیر اللہ علی ھذا لکن فیہ انہ لا یدل علی حرمت المذبوح بل حرمت الذبح کما اذا ذبح شاۃ مغصوبۃ وضمن قیمتہا قولہ والعام المخصص یتناول افرادہ الباقیۃ ولو ظنا لکن یجری فیہ التخصیصات الاخر بالدلائل الظنیہ مثل الاخبار الاحاد

وقیاسات المجتهدین المودیه الی تحریمها فلا تفید تلاوة الآیته
والتمسك بها فی معارضة قیاساتهم قوله اما عدم دخولها فیما
سوی ما قصد به التقرب الی غیر الله الخ فظاهر هذا مخدوش لان
ما اهل به لغیر الله ان حمل علی ما قصد به التقرب الی غیر الله فعدم
دخولها فیه لیس بظاهر قوله فلانه عبارة عن الذبیحة التی
لم یقصد بها الی آخره هذا لیس بمدلول لغوی لقوله ما قصد به
التقرب لغیر الله فلیبین وجه دلالة هذا اللفظ علی هذا المعنی
والا فهو مردود علی قائله کیف والاضحیة یقصد بها التقرب
الی الله ویقصد اکل لحمها ایضا فاذا اجتمع قصد التقرب وقصد
الاکل فی التقرب الی الله فنفی التقرب الی الغیر اولی قوله بل قصد
هذا الذبح الی لغیر الخ ماذا اراد بالغیر فلیبین حتی تکلم علیه قوله
بنیة غیر الله لکن لایبینه التقرب به الی ذلك الغیر بل نیت اکله
وانتفاعه باللحم فعلم ان منشاء اشتباه هذا السائل انه لایفرق
بین الذبح بمعنی اراقة الدم وبین المذبوح بمعنی اللحم والشحم
فمتی کان اراقة الدم للتقرب الی غیر الله حرمت الذبیحة ومتی
کان اراقة الدم لله والتقرب الی الغیر بالاکل وانتفاع حلت
الذبیحه لان الذبح عبارة عن الاراقة لا عن المذبوح ای الذی
یحصل بعد الذبح من اللحم والشحم وعلی هذا قلنا لو اشتری لحما
من السوق او ذبح بقرة او شاة لاجل ان یطبخ مرقا وطعاما لیطعم
الفقراء ویجعل ثوابها بروح فلان حلت بلاشبه وعلامه هذه
الارادة ان لایعین بقرة خاصة باسم ذلك المیت ولایعلمها

بشي بل يكون عنده كل البقر سواء بنيه في ذالك ان اللحم المشتري من السوق والحاصل بعد ذبح البقرة سواء في وفاء النذر قوله والفرق تحكم قد علمت وجه الفرق فان نهاك اراقة الدم باسم الله من غير نية التقرب الى الغير بتلك الاراقة بل ايصال ثواب الله بالطعام للفقراء او ايصال نفع الله بالاكل كما في الولايم والاعراس وفي صورة النزاع الاراقة نفسها عما يتقرب به الى ذالك الغير قوله والكتابي اذا ذبح باسم المسيح لا يحل ولو ذبح باسم الله واراد به المسيح يحل هذا عين مذهب القايل بالحرمة فانه يقول لو قال رجل بحضرة الناس اني نذرت ان اذبح بقرة لله واراد بالله السيد احمد كبير على اعتقاد الحلولية يحل اذ بيحة لاخلل في نيته بل هو اخلص النية لله لكن اخطاء الاعتقاده حلول الله في السيد احمد كبير كالنصراني يعتقد حلول الله في المسيح حيث يقول ان الله هو المسيح ابن مريم فخطاء في المعنون دون العنوان فعنونه احق ومعنونه باطل بخلاف ما لو قال اني نذرت ان اذبح بقرة للسيد احمد كبير فانه اخطاء في العنوان والمعنون معا كما لو ذبح النصراني باسم المسيح **ترجمہ** اور جو کہ قصد کیا جاوے تقرب غیر اللہ کا الخ تخصیص اس فرد کی نہیں ثابت ہے کتاب سے مگر بر تقدیر حمل وما اہل لغیر اللہ بہ کے لیکن اس تقدیر پر تکرار ذکر لازم آتا ہے اور نہ تخصیص فرد کی سنت سے ہے مگر جبکہ تمسک کیا جاوے قول ملعون من ذبح لغیر اللہ اپر اسکے لیکن اس صورت میں نہیں دلالت کرتا ہے اوپر حرمت مذبوح کے بلکہ حرمت ذبح کے جیسا کہ ذبح کیا جاوے بکری مغصوبہ اور اوسکی قیمت کے تاوان دی ہو

اور قول اوسکا عام المخصص جو کہ شامل ہوا ہے افراد باقیہ کو اور ہے اس صورت مین جاری ہوتی ہین اسمین تخصیصات دوسرے دلایل ظنیہ سے ہے مثل اخبار احاد اور قیاسات مجتہدین کے جو کہ موودی ہین اوسکی تحریم کو پس نہین مفید تلاوت آیات اور نہ تمسک اوس سے موضع معارضہ اون کے قیاس کے اور قول اوسکا عدم دخولہا سواے اون اشیاء کے جو کہ قصد کیا جاے اوس سے غیر اللہ کے نام پر ظاہر ہے یہہ مخدوش ہے اسلئے کہ ما اھل بہ غیر اللہ کو اگر حمل کیا جاے اوپر یا قصد بہ التقرب الی اللہ کے پس اسمین عدم دخول اوسکا نہین ہے ظاہر اور قول اوسکا جو فلانہ عبارۃ عن الذبیحۃ التی لم یقصد بہا الخ یہہ نہین ہے مدلول لغوی بقولہ ما قصد بہ التقرب لغیر اللہ کا پس چاہیئے کہ بیان کیا جاے کوی وجہ جو کہ دلالت کرے یہہ لفظ اوپر اس معنی کے ورنہ یہہ رد کیا جائیگا اوپر قایل کے اسلئے کہ اضحیہ مین قصد کیا جاتا ہے تقرب الی اللہ کا اور بہی قصد کیا جاتا ہے اکل لحم اوسکے کا پس جبکہ مجتمع ہوتا ہے قصد تقرب اور قصد اکل تقرب الی اللہ مین پس تقرب غیر مین اولی ہوگا اور قول اوسکا جو بل قصد ھذا الدفع الی غیر اللہ الخ اس غیر سے کیا ارادہ کیا گیا ہے چاہیئے کہ صاف بیان کیاجاتا کہ کیا جاے اوپر اور قول اوسکا جو کہ بہ نیت غیر اللہ لکن لا بہ نیۃ التقرب الیہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منشاء سائل کا کہ وہ فرق نہین کرتا ہے درمیان ذبح جو کہ معنی مین اراقۃ الدم اور مذبوح مین جو کہ معنی مین لحم اور شحم کے پس جبکہ ہوگا اراقۃ الدم واسطے غیر اللہ کے تو حرام ہو

ذبیحہ اور جب کہ اراقۃ الدم ہوگا واسطے اللہ کے اور تقرب غیر اللہ کا واسطے اکل اور انتفاع کے تو حلال ہے ذبیحہ اسواسطے ذبح سے غرض ہے کہ نکل جانا خون کا مذبوح سے اور یہہ حاصل ہوجاتا ہے بعد ذبح کے اور اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بازار سے گوشت خریدنا اور گائی بکری ذبح کرنا واسطے کھلانے فقراء کے یا اوسکا ثواب بخشنا کسی کی روح کیلئے بلاشبہہ ذبیحہ حلال ہے علامت اس ارادہ کی یہہ ہے کہ معین کرنا گائے کو کسی میت کے نام پر اور نہ غرض ہو اوسکے کسی شئی کی بلکہ اس کام کیلئے نزدیک اوسکے سب گاے برابر ہیں خواہ بازاری گوشت ہو یا ذبح گاے کے وفا و نذر کے لئے سب برابر ہیں قولہ والفرق تحکم قد علمت وجہ الفرق فان ثمالث اراقۃ الدم باسم اللہ من غیر نیتہ التقرب الی الغیر بتلک الاراقۃ بل ایصال ثواب الیہ باطعامہ للفقراء اور ایصال نفع الیہ بالاکل کما فی الولائم والاعراس وفی صورۃ النزاع الاراقۃ نفسھا عما یتقرب بہ الی ذکر الغیر قولہ والکتابی اذ اذبح باسم المسیح لایحل ولو ذبح باسم اللہ وارادبہ المسیح یحل ھذا عین مذھب القایل بالحرمۃ فانہ یقول لو قال رجل بحضرت الناس انی نذرت ان اذبح بقرۃ للہ واراد باللہ السید احمد کبیر علی اعتقاد الحلولیۃ یحل ذبیحتہ لاخلل فی نیتہ بل ھو اخلص النیۃ للہ لکن اخطا فی اعتقادہ حلول اللہ فی السید احمد کبیر کالنصرانی یعتقد حلول اللہ فی المسیح حیث یقول ان اللہ ھو المسیح ابن مریم

خطناء فی المعنون دون العنوان فعنوانه حق ومعنونه باطل بخلاف
ما لو قال انی نذرت ان اذبح بقرة للسید احمد کبیر فانه اخطا فی
العنوان والمعنون معاً کما لو ذبح النصرانی باسم المسیح ترجمہ
قول قایل کا والفرق محکم یعنی مشکل ہے البتہ جان لیا تو نے
وجہ فرق کی اسلئے کہ اوس جگہہ اراقۃ الدم اللہ کے نام سے
بغیر نیت تقرب غیر سے ہے بلکہ بغرض ایصال ثواب طعام فقراء
کے یا کہلانا واسطے ایصال ثواب یعنی نفع اپنے کے لئے ہے
جیسا کہ ولیمہ اور اعراس کے اور صورت نزاع وہ ہے کہ اراقۃ
الدم ہو بغرض تقرب غیر کے اور قول اوسکا والکتابی یعنی کتابی
اگر ذابح کرے مسیح کے نام سے تو حلال نہین اور جو اللہ کے نام
سے ذبح کیا اور مراد رکہے مسیح سے تو حلال ہے یہہ عین مذہب
قایل حرمت کے قایل ہے اسلئے کہ قایل کا قول یہہ ہے کہ
اگر کوئی لوگون کے سامنے یہہ کہے کہ نذر کئے مین نے ذبح بقر
واسطے اللہ کے اور ارادہ کیا اوس سے سید احمد کبیر کا اوپر
اعتقاد حلولی کے تو ذبیحہ حلال ہے اوسکی نیت مین کوئی خلل نہین
بلکہ نیت خالص ہے اللہ کی لیکن خطنا کی اعتقاد مین کہ خدا کو حلول
ہونا جانا سید احمد کبیر مین جیسا کہ نصرانی اعتقاد رکہتے ہین حلول
ہونا خدا کا مسیح مین جیسا کہ اون کا قول ان اللہ ھو المسیح ابن مریم لیس
خطا اوسکی معنون یعنی اعتقاد مین نہ عنوان یعنی ظاہر مین لیس
عنوان اوسکا حق ہے اور معنون باطل ہے بخلاف اوس صورت
کہ اگر کہا کہ نذر کی مین نے ذبح بقر کی واسطے سید احمد کبیر کے

اسواسطے اس صورت مین خطا کی اوسنے دونون مین یعنے عنوان
اور معنون مین جیسا کہ اگر ذبح کرے نصرانی مسیح کے نام سے
اور قول اوسکا جو یہ ہے کہ اس عبارت سے قول قاصران
مندفع ہو جاتا ہے حالانکہ اونکا قول اس سے مندفع نہین ہوتا ہے
اسلئے کہ مراد اون کی نیت خبیثہ سے جو کہ عنوان مین خطا واقع ہو
نہ معنون مین جیسا کہ ذبیحہ معتزلی کہ خدا کو خالق افعال نہین جانتا ہے
اور رافضی کہ علیؓ کو خدا کے برابر تجویز کرتے ہین اونکی ذبیحہ
حلال ہے اسلئے کہ خطا اون کی معنون مین نہ عنوان مین قوله
الهدایه والثالثة ان یقول مفصولا عنه صورة ومعنی هذا
لاتعلق له بمحل النزاع فانه فی ذکر اللسان المجرد عن نیته التقرب
ولااختلاف فی حله اذا سبق لسانه بذکر الغیر ولم یقارن
الذبح کما سیجی انشاالله تعالی فمحل النزاع ما اذا ذکر به نیته
التقرب الی الغیر ولم یذکروا نوی التقرب الی ذلك الغیر وقد
اعترف حیث قال قوله لان المراد بالذکر الخالص المجرد
الذکر باللسان فنقط فیه خلل ظاهر لان مراده بالذکر
الخالص المراد وان کان الذکر باللسان لکنه اراد بالخلو
والتجرد عدم ذکر الغیر لاخلوعن النیه واما قول العنایه
فی شرح قول الهدایه فلاتعلق له به محل النزاع اذلایشك
عاقل فی ان المامور به عند الذبح هو الذکر اللسانی الخالص
المجرد عن ذکر الغیر نعم محل النزاع ما اذا ذکر اسم الله تعالی
للسان واراد به التقرب الی الغیر قوله وهذا قول المفسرین

فقول العالم الخ هذا القول يعارضه اقوال الجم الغفير من الفقهاء كما سيجئ فكيف يجتمع بقول هذا القايل وحده مع مخالفته باقوال العلماء الكبار ومع هذا فقوله حلال طيب محل اشكال اذ لاشك فی وقوع اختلاف فی حل هذه الذبيحة ويعارض الادلة ومتی کان کذالک کان محلا شبهه ومن قاعدة الفقهاء انه اذا اشتبه الحل والحرمة غلبت جانب الحرمت احتياطاً وقد قال رسول الله صلی الله عليه وسلم الحلال بين والحرام بين وبينهما امور مشتبهات لا يعلمها کثير من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرا لدينه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام کراع يرعی حول الحمی يوشك ان يواقعه ترجمه قول قايل جو کہ ہدایہ کا ہے والثالث یعنے کہے فصل دیکر کلمہ اول سے ازروے صورت اور معنی کے اسکا کوئی تعلق محل نزاع سے نہین ہے اسلئے کہ وہ ذکر لسان سے ہے خالی ہے نیت تقرب سے اور اسمین کوئی خلاف نہین ہے حلال ہونمین اوسکے جسوقت کہ سبقت کرے زبان ساتھ ذکر غیر کے اور نہ متصل ہو ذبح کے جیسا کہ قریب بیان کیا جائے گا پس محل نزاع وہ ہے کہ جسوقت ذکر کیا جاے نیت تقرب سے طرف غیر کے یا نہ ذکر کیا اور نیت کیا تقرب الی الغیر کی جیسا کہ کہا گیا ہے اور قول قایل کا جو یہہ ہے کہ مراد ذکر خالص سے جو مجرد ذکر ہو زبان سے اس مین ظاہراً ایک نوع خلل ہے اسواسطے مراد اوسکی ذکر خالص مجرد ہو ذکر اوسکا زبان

مراد اوس سے خلوص اور تجرد ہو عدم ذکر غیر سے نہ یہہ مراد کہ خالی
ہونا اوسکا نیت سے اور قول قایل عنایہ کا یہہ کہ شرح قول
ہدایہ کے ہے اوس قول کا محل نزاع سے کوئی تعلق نہین اسواسطے
کسی عاقل کو اسمین کچھہ شک نہین کہ عندالذبح ذکر لسان جو خالی
اور خالص ہو ذکر غیر سے ہان البتہ محل نزاع یہہ ہے کہ ذکر کرے
خدا کا نام اور اس سے مراد رکہی ہو تقرب غیر کی اور قول اوسکا
جو قول مفسرین کے ہے پس قول عالم کا الخ کہ یہہ قول معارضی ہے
اقوال فقہاء غیر کے جیسا کہ اسکا بیان قریب ہوتا ہے پس
کیونکر تسلیم کیا جاے قول ایک اس قایل کا باوجود مخالف ہونے
علماے کبار کے اسپر کہنا اوسکا کہ حلال طیب محل نزاع واشکال
مین اسواسطے وقوع اختلاف ایسے ذبیحہ کی حلت مین شک نہین
اور تعارض دلائل مین بہی شک نہین اور جب اسطور سے ہو تو
ہوگا محل شبہ کا اور قاعدہ فقہا سے یہہ امر واضح ہے کہ جہان
کہین حلال اور حرام مین شبہہ ہو تو احتیاط کے لحاظ سے غلبہ
حرمت کا ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے کہ حلال اور حرام دونون ظاہر ہے درمیان ان کے جو شئی
ہے وہ مشتبہہ ہے نہین خیال کرتے مین اوسکو بہت سے لوگ
جو اس سے بچا اپنے دین اور آبرو کو پاک کیا اور جو گرا اس مین
پس گرا حرام مین جیسا کہ چرواہی بکری چرواے نزدیک کہیت کے
تو البتہ ایک دن بکری کہیت مین جا ہی پڑتی ہے قولہ اور اگر
خدا کے نام سے بسم اللہ اللہ اکبر الخ اس عبارت مین لفظ ظاہر اس

ذبیحہ کے حلال ہونے شک ہونے پر دلالت کرتا ہے اسواسطے
پرہیزگار آدمی کو اوسکے کہانے سے منع کیا ہے اور فقہا کی
بڑی جماعت کے قول جو آخر مین نقل کئے ہین بے شک حرمت پر
دلالت کرتے ہین پس اوسی کا اختیار کرنا اولی ہے جیسے شک
کرنے والے کا کوئی قول نہین **قولہ شیعہ کو کافر مطلق بالاجماع الخ**
یہہ عبارت غلط ہے اسلئے کہ شیعہ کو بالاجماع کوئی کافر نہین کہتا بلکہ
اسمین اختلاف ہے حنفیہ علما ماوراءالنہر نے کافر کہا ہے اور
مصر کے حنفیہ نے کافر نہین کہا بلکہ مبتدع وضال ٹہیرایا اور علما نے
شافعیہ نے بہی انکا کفر ثابت نہین کیا بلکہ مبتدع وضال قرار دیا۔
قولہ تزویج لڑکیون وغیرہ کی کرتے ہین لڑکیون کی تزویج یہہ
ہے کہ یہہ شخص عورت کا ولی یا مالک ہو اور اوسکا کسیکے ساتھ
نکاح کردے اگر یہہ اوس عورت کے کسی امر کا ولی ہے نہ مالک
بلکہ عورت اوسکی قرابت ہے جیسے نواسی ہے اوسکا باپ زندہ
ہے یا چچا یا ماموں کی بیٹی جسکے دوسرے ولی ہین اور ولایت
اسکا اوس عورت اور اوسکے اولیا پر نہین ہوسکتا تو اوس عورت
کی تزویج کی نسبت اس شخص کی خطا ظاہر ہے اسواسطے کہنے والے
نے کہا بنونا بنوابنائنا وبناتنا سے ابناء الرجال
قولہ اپنے مسکن کو الخ اس سے دارالحرب مراد ہے جس سے ہجرت
کرنا فرض ہے وہ دارالحرب ہے جہان مسلمان اپنے دین سے نماز
کرنے اور روزہ نماز جمعہ اور جماعتون اور اذان سے اور ختنہ کرنے
سے وہان کے لوگ منع کرین اگر ایسا نہین بلکہ وہان مسلمان بغیر دغدغہ

اپنے دین کا اظہار کرنے جمعہ جماعت قایم رکھتے ہین اور اپنے دین کا
بے تکلف بیان کرسکتے ہین تو اوس دارالحرب سے ہجرت فرض
نہین اور جس تقدیر پر کہ وہان سے ہجرت واجب بھی ہو تو فی الفور
نہین ہوتی بلکہ جب کوئی پناہ کی اور چلے جانے کی جگہ پائی جاوے
اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تیرہ برس قیام پذیر
رہے باوجودیکہ مکہ معظمہ کے کافر دعوت دین کے ظاہر کرنیسے مانع آتے تھے
اور مارنے گالیان دیتے تھے اور مسجد حرام مین نماز نہ پڑھنے دیتے
تھے پس حق تعالی نے جبکہ انصار کو تیرہ سال بعد حضرت کا ناصر و
معین کیا اور مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفا رہنے کی جگہ ٹھیری تو حضرت نے
ہجرت فرمائے تو اسمین بالکل کوئی طعن نہین ۔

قولہ عرس اپنے بزرگون کا الخ یہہ طعن مبنی ہے اون لوگون کے
حال کے خبردار نہونے سے جن پر طعن کیا ہے اسواسطے کہ شرعی
فرضون کے سوا جو فرض کئے گئے ہین کوئی کسی کو فرض نہین جانتا
ہان صالحین کے قبرون سے تبرک حاصل کرنا اور زیارت کرنا اور
اونکی امداد بامداد ثواب و تلاوت قرآن و دعاے خیر اور کھانا تقسیم
کرنا اور شیرینی بانٹنا تحسین اور اچھے امور ہین اسپر علماء کا اجماع ہے
اور عرس کے دن کی تعین اسلئے ہے کہ وہ دن ان کے انتقال کا
اس عالم سے اوس عالم کو یاد دلانے والا ہے ورنہ یہہ عمل جس دن
کیا جاوے فلاح و نجات کا موجب ہے اور خلف کو اپنے سلف سے
ساتھ اس قسم کا احسان اور اونکے ساتھ ایسی نیکی کرین جیسا کہ
حدیثون مین آیا ہے کہ [illegible]

تلاوت قرآن اور ثواب بھیجنے کو عبادت ٹھہرانا بڑی نا سمجھی ہے دلالت
کرتا ہے ہان اگر کوئی سجدہ اور طواف اور دعا کو یا بن طور کہ اے
فلان ایسا کر ایسا کر عمل مین لاوے تو البتہ بتون کے پوجنے والون
سے مشابہت ہو جاوے گی اور جب ایسا نہین ہے پہر طعن کا کیا
موقع در منثور سیوطی سے لکہا ہے ابن منذر و ابن مردویہ نے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس
ہر سال آتے اور دہانہ کوہ مین آکر شہیدون کی قبرون پر سلام کرتے
اور فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور ابن
جریر بن محمد بن ابراہیم سے روایت کی کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہر سال کے شروع مین شہدا کی قبرون پاس آتے
اور فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور ابو بکر
وعمر وعثمان بہی ایسا کرتے انتہی تفسیر کبیر سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ ہر سال کے شروع مین قبور
شہدا پر آتے اور فرماتے سلام علیکم بما صبرتم عقبی الدار
اور چارون خلفا بہی ایسا کرتے تھے انتہی۔

قولہ اسواسطے کہ ذبیحہ الخ یہ بعینہ قایل حرمت کا مذہب ہے معترض
حق کی طرف پلٹ گیا اور اوسکا اعتراف کر لیا یا اوسکی زبان
سے نکل گیا اس حال مین کہ اوسے اسبات کا شعور نہوا۔

قولہ وما اہل لغیر اللہ الخ یہہ بہی قایل حرمت کے مذہب کی طرف
رجوع ہے جو گائے نذر مانی گئی وہ ما اہل لغیر اللہ مین داخل ہے
اسے یاد رکھو۔

قولہ قد اجمع الفقہاء الخ اجماع کے دعوے سے فقہا کا اجماع نقل کرنا ضروری ورنہ دعوے کون سنتا ہی۔ قولہ اگر اوسی کہانے کیواسطے ذبح کیا اگر کہانے سے ذبح کرنے والے کا کہانا مراد ہی تو قصاب بلکہ اکثر ولیمون اور عرسون کے ذبیحہ اس سے نکل جائیگا اسواسطے کہ ذابح کا کہانا اس سے مقصود نہین ہوتا نہ اسکا معمول ہے تو قول اوسکا کہ پہر ذبح اللہ کے لئے اور منفعت مہمان کیلئے ہوگی یہہ بہی سہو ظاہر ہے اسواسطے کہ مہمان کا کہانا ذبح کرنے والے کا کہانا نہین اس صورت مین قصاب اور ولیمون اور عرسون کا ذبیحہ محرم اور اس قسم مین داخل ہونا لازم ہوا۔ پہلی قسم مین اور اگر کہانے سے غیر کا کہانا مراد ہے تو لازم آتا ہے کہ مذبوح اجزیہ محظورات احرام اور نذورمین مقصود اللہ کے واسطے ہون اسیطرح جنایات کی کفارون مین بہی منہیات محرمات ہون پہر دوسرے کو دیڈالنا اگر حلال ہوگا تو یہہ ذبیحہ کیسے حرام ٹہیرے گا اور اگر حرام ٹہیرا تو اوسی حکم شرعی کا مدار کیشے قرار دینگے اسواسطے کہ حرام درجۂ اعتبار سے گرا ہوا ہے قولہ ولذا حرمت الذبائح للعظام اس سے دو طور کا تعجب ہوتا ہی ایک یہہ کہ سید احمد کبیر عظام مین داخل ہین تو ذبح کی ہوئی گائے منجملہ محرمات کے کیون نہوئی حالانکہ تفسیر احمدی سے اسکا حل لکہا گیا اور اوسی بہی شرح فتوی مین علت کا جواب دیا ہے اور اگر سید احمد کبیر کو عظام مین داخل نہ کیا تو عظام کا کیا حال تمام اونکی نذر کی ذبائح محرمہ ہوجائینگی اور سید موصوف کا یہہ حال تو چہوٹون کا کیا حال ہوگا کہ اونکی نذر ذبائح حلال ہونی بالجملہ یہہ کلام تو خبط ظاہر ہے دوسرے یہہ غلط سید احمد کبیر کی تعظیم کے لئے جو گائے ذبح کیگئی اور اوسکا گوشت

کھانے بجا نیوالونکو دیا گیا اور بعض کا سالن پکا اور ذبح کرنے والے نے اوس سے کہایا تو محرمہ کیسے ہوگا باوجود اسکے کہ ذبح کرنے والا اوسکے گوشت کہانے مین آپ شریک ہے۔

قولہ پھر جب ذبیحہ کا فتوی دیا الخ اس کلام پر نقض آتا ہے باین طور کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ نے جب سوسمار کے حرمۃ کا فتوی دیا کہ وہ شافعی کے نزدیک حلال کے حرام قرار دینے سے ضالین کے مصداق ٹھیرے اور امام شافعی نے جب طاؤس کے حرمت کا فتوی دیا تو حنفی کے نزدیک شافعی ضالین کے مصداق ٹھیرے اسمین جو تمہارا جواب ہوگا وہی ہمارا جواب ہے۔

قولہ اور زینت کو اس قول تک کہ حل وحرمت اشیا مین کوی دخل نہین اس شخص سے عجب ہے کہ باوجود دانش وعلم کے دعوے رکھنے کے مختصرات اصول کو نہ دیکھا اور مثال ضرب الیتیم تادیبا وایذاء کو نہ سنا اور حنفیہ کی کتابون مین تقویا اور تلہیا نبیذ پینے سے جو فرق بتایا ہے اوسے نہ دیکھا۔ مولوی نور محمد صاحب کے خط کا جواب فقیر عبد العزیز سلام مسنون پہنچانے کے بعد التماس کرتا ہے کہ رقیمہ کریمہ استفسار مسئلہ توحید وجودی و توحید شہودی اور میان رمضان شاہ کی وحشت ناک باتون کے باب مین جو تھا وہ پہونچا میرے مہربان حقیقت الامر یہہ ہے کہ صوفیہ علیہ قدیم سے اس مسئلہ کے اشارات اس وجہ سے فرماتے آتے ہین کہ جس تاویل کا احتمال ہے کبھی حکایت سے تاویل کرسکتے ہین اور کبھی سکر پر محمول کرسکتے ہین چنانچہ آپنے خود چند بزرگون سے نقل کیا ہی لیکن صوفیہ کے اگلے طبقہ گذر جانے اور ہجرت نبویہ کے پانسو سال گذرنے کے بعد یہہ لوگ دو فرقے ہوگئے بہت سے آدمیون نے اشارات کو حقیقت پر محمول کیا اور اس بات کے

[illegible] بندہ کو واجب الامکان اور قدیم و حادث اور مجرد و جسمانی اور مومن و کافر
اور مجموع مظاہر کے مرتبون مین واحد کا ہونا ظاہر ہے لیکن ہر مظہر کا جدا حکم ہے
اور مظاہر کے احکام مین فرق ضرور ہے مومن کو نجات کا حکم ہے کافر کو قتل اور قید کا
علی ہذا القیاس سب صفات متضادہ مین چنانچہ ہین بیت ہر مرتبہ از وجود
حکمی دارد گر فرق مراتب نکنی زندیقی ؎ اور اسی فرق سے ظاہر شریعت کے
احکام لگے ہوے ہین کیونکہ زن منکوحہ حلال ہے اور اجنبیہ حرام ہے باپ
واجب التعظیم ہے کافر معاند واجب التحقیر اور جو احکام مین فرق نکرے اور
محض وحدۃ وجود کو دیکھتا رہے شرع کے خلاف اور الحاد اور زندقہ ہے
اسی طرح وجود جو ذات حق کا عین ہے باوصف اسکے کہ مظاہر مختلفہ مین ظہور
مرتبہ احدیت صرف مین پاک اور نقائص سے منزہ ہے اور کمال کے ساتھ متصف
جانے اور یہہ بات بھی جانے کہ مراتب کثرت کا نقصان اوسکی طرف عاید نہین
ہوتا جیسے سورج کی چمک پلیدیون پر پڑتی ہے اور خود پلید نہین ہوتی ہے
اور انسان کی حقیقت کلی نے باوجودیکہ مسلمان و کافر اور صالح و فاسق اور
عالم و جاہل مین ظہور کیا اور خود نقصان قبول نہین کرتی اور اسی مذہب کو
اکثر حضرات صوفیہ اور علماے نامدار نے اختیار کیا ہے اور اسمین بہت
سے رسالے اور کتابین لکھی ہین انمین عمدہ قادریہ مین سے شیخ اکبر محی الدین
بن العربی اور شیخ صدر الدین قونوی اور شیخ عبد الکریم جیلی اور شیخ عبد الرزاق
جھنجھانوی اور شیخ امان پانی پتی اور کبرویہ مین سے مولانا جلال الدین رومی
اور شمس الدین تبریزی اور سہروردیہ مین سے شیخ فرید الدین عطار
اور چشتیہ مین سے سید محمد گیسو دراز اور سید جعفر مکی اور نقشبندیہ مین سے
حضرت خواجہ عبد اللہ احرار اور ملا نور الدین جامی اور [illegible] الغفور [illegible]

حضرت خواجہ باقی باللہ کابلی اور علی ہذا القیاس شیخ عبد الرزاق کاشی
اور شمس الدین فنازی و قیصری و سعید الدین فرغانی وغیرہ گذرے ہین
اور ان سب بزرگون کی تصنیفین موجود و مشہور ہین اور دوسری جماعت
نے اس اشارات کو تاویل حکایت یا سکر پر محمول کیاہے انکار وحدت
وجود کا کیا اور کہا کہ وحدت وجود بعضی اوقات ہین سالک کی نظر مین دکھائی
دیتی ہے بغیر اسکے کہ حقیقت ہو جیسے سورج کی روشنی مین ستارے بے نور
ہو جاتے ہین اور نہین دکھتے حالانکہ نفس الامر ہین موجود ہوتے اور نور
بھی رکھتے ہین لیکن بہار کے وقت مین غلبہ نور آفتاب کی وجہ سے مٹ
جاتے ہین مشعل کے آنگے چراغ کا بھی یہی حال ہے پس جو لوگ توحید صرف
کی طرف گئے ہین انکی توحید شہودا و نظر مین ہے بغیر اسکے کہ وجود مین ہو
شیخ علاء الدولہ سمنانی اور قوم امام کی دوسری جماعت اور مذہب امام
ربانی اور اونکی اتباع کا ہے اور یہہ سب لوگ اس عقیدہ کے اثبات ہین رسالے
اور مصنفات ہین چنانچہ آپکو معلوم ہوگا پس ہم لوگ جو اس اختلاف کے بعد
ہوے دونون طرفون مین سے کسی ایک کا یقین نہین ہو سکتا اب اسکی
سبیل یہہ ہے کہ جیسا مذاہب اربعہ مین جن کو دائر جانتے اور کہتے ہین مثلاً
حنفی مذہب صواب پر ہے جسمین خطا کا احتمال ہے اور دوسرے مذہب مثلاً
شافعی یا مالکی خطا محتمل صواب سے ہین ایسا ہی ان مذہب کے توحید وجودی
اور توحید شہودی مین ایک دلیل پر نظر رکھکر دیکھو تو ایک طرف راجح ہوتی
ہے اس سے دوسرے کو ضلال و گمراہی نہ سمجھنا چاہیئے اس سے علماء و مشائخ
کی بڑی جماعت کی تضلیل اور تکفیر لازم آتی ہے ہان اگر ایک طرف کی تقلید میں
غلو ہو گیا اور فرق مراتب کا لحاظ نہ رکھا اور اعتدال سے پانون باہر

خیال کیا عابد کو معبود حادث کو قدیم اور ملوث کو منزہ اور حرام کو حلال
اور نجس کو طاہر جانے تو بیشک ملحدون اور زندیقون مین گنا جائیگا
حاصل کلام یہہ کہ جو اختلاف سنی اور رافضی و خارجی کے درمیان
ہے وہ ایسا نہین کہ دونون مین سے کسی ایک طرف کی گمراہی قطعاً
یا کافر بنانے کا موجب ہو بلکہ چارون مذہب کے اختلاف کی طرح ہے
ہان توحید وجودی کے قبول کرنے والون مین سے جسنے جادۂ
اعتدال سے پاؤن باہر رکھا البتہ وہ گمراہ ہوگا ایسی ہی توحید شہودی
کے قبول کرنے والون مین سے جو اعتدال سے باہر ہوا وہ ایک
بڑی جماعت علما و صوفیہ کی تضلیل و تکفیر کرتا ہے اسپر طعن و ملامت
عاید ہوگی اسباب مین حاصل یہی ہے اب میان رمضان صاحب
کا حال ملاحظہ فرمانا چاہیئے اگر شریعت کی قید رکھین اور لوگون کو
نماز روزہ تلاوت قرآن و ذکر و خوف و رجا و تقوے و صلاح
کی دعوت کرتے ہین تو وہ ملحد و زندیق ہونے سے بہت دور ہین
اور اگر معاذ اللہ احکام شریعت کی قید نہین رکھتے اور لوگون کو
اباحت اور زندقہ کی دعوت کرتے ہین تو البتہ تضلیل و تکفیر کے قابل
ہین اور فقہہ کی کتابون مین لکھتے ہین کسی مسئلہ مین اگر چند وجوہ
موجب کفر ہون اور ایک وجہ عدم کفر کی ہو تو بس فتوی دینے والا
کو عدم کفر پر میلان کرنا لازم ہے مگر اوس صورت مین کہ قائل نے
خود وجہ کفر کی تصریح کی ہو۔ فتاوے عالمگیری مین لکھا ہوا ہے
جب کسی مسئلہ مین کفر کی چند وجہ ہون اور مانع کفر ایک وجہ ہو تو مفتی کو
اسی وجہ کی طرف میل چاہیئے الا اوس وقت کہ اوسنے اوسی ارادہ کو

تصریح کردی جو موجب کفر ہے اب اسوقت تاویل نفع نہ دیگی
اگر قایل کی نیت وہ وجہ ہو جو مانع کفر ہے تو وہ مسلم ہی اور اگر اوسی
وجہ کی نیت کی جو موجب کفر ہے تو مفتی کا فتوی کچھہ نفع نہ دیگا۔
جواب نامہ حافظ مہدی صاحب میان محمد رمضان صاحب اور میان
نور محمد صاحب کے درمیان توحید وجودی و انکار توحید وجودی مین جو
مناقشہ تھا اسکے باب مین آپکا خط پہونچا۔ مہربان من توحید وجودی
کے قائل اکثر اولیاء اللہ خاص اہل سنت سے ہر ہر طریقہ مین گذرے
چنانچہ اس سے پہلے جو خط مولوی نور محمد صاحب کیلئے لکھا گیا اوسکے
اندر بعضون کے نام لکھے ہین بس جو توحید وجودی کا قایل ہوگا اوسکو
کافر کہنا اور اوسکے پیچھے نماز پڑھنے سے بچنا اور اوسکے مناکحت
نہ کرنا اونکا ذبح کیا ہوا جانور نہ کہانا ہرگز جایز نہین بلکہ اونکو مسلمان
اور اہل سنت جاننا چاہیئے اور اونکے ساتھہ مسلمانون کا معاملہ برتنا
چاہیئے جیسا سلام کی ابتدا جواب سلام چھینک کا جواب بیمار پرسی
نماز جنازہ کو آنا مغفرت ورحمۃ کی دعا ہان توحید وجودی کا اعتقاد
ضروریات اسلام کے اندر داخل نہین اگر کوئی اسکا اعتقاد نہ رکھے
اوسے نہ جانا تو اسلام مین اسکے کوئی نقصان نہین مگر جو اولیاء اللہ
توحید وجودی کے قایل ہوے ہین اونکی تحقیر و اہانت اور تکفیر و
تضلیل نہ کرنا چاہیئے اور عوام الناس کے حق مین اولی یہہ ہے کہ
اس مسئلہ کے ہونے نہونے مین بات ہی نکرین خاموش رہین اور
اسکی بحث و تکرار مین مشغول نہون کہ ہر آدمی کی عقل اوسکو نہین سمجھہ
سکتی تو فساد عقیدہ کا موجب ہوتا ہے اور کتاب جلیل بانزغ ...

الفاظ بے ایسے الفاظ پر مشتمل ہین جیسے الفاظ مولانا جلال الدین رومی اور
شیخ فرید الدین عطار اور فخر الدین عراقی کے کلام مین ہین اور دوسرے
بزرگون نے بھی اسکی مثل کہا ہے مگر اس قسم کے الفاظ عام لوگون کے مجمع
مین نقل کرنا نہ چاہیے تاکہ انکی کم فہمی سے اسی سنکر فتنہ مین نہ پڑین
اور حقیقة الحقایق کا لفظ بھی اگلے صوفیہ کے کلام مین آیا ہے جو شرع
مین نہین آیا اور اہل سنت کے ہر فرقہ کی ایک اصطلاح ہو گئی جسکا شرع
مین اطلاق وارد نہین جیسے واجب الوجود عرف متکلمین اہل سنت مین ایسے لفظ
وجود مطلق عرف صوفیہ اہل سنت مثل قیصری و فرغانی و مولانا جامی مین
بہت آیا ہے اور شرع مین وارد نہین پس ان الفاظ کا اطلاق ہرچند که
بدعت ہے مگر بدعت سیئہ نہین کیونکہ اتنے علماے دیانت دار و پختہ
نے اسکا استعمال کیا ہے اور شاہ محمد رمضان صاحب که لوگون کو نماز
و روزہ مین مشغول رکھتے ہین اور لڑکیون کے قتل کرنے اور تحریم نکاح اقارب
وبنی اعمام اور ذبح لغیر اللہ اور رسوم کفر سے باز رکھتے ہین بوجہ سبب
خیر و صلاح ہے اوسمین مانع نہونا چاہیئے بلکہ ایسے احکام کے رواج دینے
مین کوشش کرنا چاہیئے که احیاے سنت اور بدعت کے دور کرنے
مین بڑا ثواب ہے والسلام۔

سوال محققان احوال کتاب و سنت و اجماع امت اولاد شیخین اور
اولاد اعمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی تفضیل مین کیا
کہتے ہین ہرچند کہ ہمارے نزدیک تفضیل ثابت ہے مگر فضل اولاد
مین سوال ہے اور ہرچند کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ہے پر یہ
بات نسب کی فضیلت مین کہی جاتی ہے بیٹھا اولاد شیخین کو اولاد اعمام پر

فضیلت دیتے ہین اسپر اصول ثلثہ سے کونسی دلیل لاتے ہین حالانکہ لفظ ذی القربی مین اولاد اعمام بالاجماع داخل ہے اور صحیح حدیثون مین عباس بن المطلب رضی اللہ عنہ کے حق مین وارد ہے عباس مجھ سے ہے اور مین عباس سے اور اونکی اولاد کے حق مین آیا ہے یہہ میرا چچا ہے یہہ میرے اہل بیت ہین مین انہین لوگون سے چھپاتا ہون جیسے اون لوگون کے لئے اپنے کو چھپاتا ہون اسکو سوا بہت سی صحیح حدیثین ناطق ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد عباس بن عبد المطلب کیلئے اہل بیت کا لفظ تعبیر کیا ہے اور عبد اللہ و فضل بن عباس اور محمد و عبد الرحمن فرزندان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم کے حق مین بیٹے اور دوسری قرن والے صحابہ و تابعین کیا کہتے تھے ہر قرن مین بلاد اسلامیہ عجم مین ہندوستان کے سوا اولاد عباس سے فقط سادات سے تعبیر ہوتی آئی ہے اور اس حدیث کے اعیان زکوۃ و خمس کے مسئلہ مین کیا کہتے ہین کہ تمام امت کے اجماع سے اس اصل اجماعی شرعی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور اعمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے اتحاد قطعی ابدی ہے اور فضیلت خلفاے راشدین کا مسئلہ اور قطعیت و غیر قطعیت اور اجماعیت اور غیر اجماعیت اور اوس فضیلت کے معنی اور صحابہ و تابعین اور علماے مجتہدین کے اقوال پورے پورے کتب عقاید مین مذکور ہین اوس فضیلت کا اس مد سے کیا لگاو ہے اوس کی یہہ دلیل نہین جو حق بات ہے باعتبار اصل واقع کے اور اصول ثلثہ سے یقینی نکلے جیسے دونون جانب مین سے کسی کی حمایت نہو بیان فرمایئے اللہ تعالی اوسکا اجر دیگا۔

جواب تفضیل دو قسم کی ہے ایک تفضیل انواع و اصناف کی ایک

دوسرے پر اور تفضیل اشخاص کی ایک دوسرے پر پہلی قسم اولاد شیخین اور اولاد نامی بزرگوارین جاری ہو سکتی ہے اور تفضیل اشخاص کی آپس مین قطعی الانقطاع ہے بلکہ تفضیل اشخاص غیر چند آدمیون کی خاصکر ثابت ہے۔ اب پہلی قسم سے بحث کرنا چاہیے تفضیل باعتبار ثواب ورجات آخرت کے موافق نصوص قطعیہ کے دائر نسب پر نہین بلکہ تقوی اور تورع کا تابع ہے بموجب آیہ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ اور بموجب احادیث مشہورہ کہ لوگ سب کے سب فرزند ن آدم ہین اور آدم مٹی سے تھے کسیکو کسی دوسرے پر فضل نہین مگر دین اور تقوی سے ہے اور ممکن ہے کہ ارذال کی اولاد کو اشراف کی اولاد پر دین و تقوی سے تفضل ہو جاوے کیا خوب کسینے کہا ہے ع حسن زبصرہ بلال از حبش صہیب از روم ز خاک مکہ ابو جہل این چہ بوالعجبی است ✦ اور جو تفضیل شرع مین معتبر ہے یہی تفضیل ہے اور اس جگہ تفضیل کے قسمین اور ہین اور بعض شرعی احکام ہین اونکا اعتبار واقع ہوا۔ ایک نکاح کی کفاءت اس مین سب قریش برابر ہین جیسا کہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہوا اور مشہور ہے کہ قریش ایک دوسرے کے کفو ہین اور غیر قریش کفو قریش کے نہین۔ دوسرے اعتبار شرف رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریب انتساب سے ہوتا ہے۔ اس مین بنی ہاشم دوسرون سے تفضیل رکھتے ہین۔ اسی جہت سے خمس سے ذوی القربی کا سہم انہین لوگون پر صرف ہونا ٹھہرا اور ان پر زکوۃ حرام ہوئی۔

اب رہے بنی عبد المطلب اونہین دوسرون پر ایک اور شرافت ہے جو حدیث میں آئی جس کسیکو ولد عبد المطلب مین سے کسی پر ملک حاصل ہو تو قیامت کے دن اوسکی مکافات کرونگا۔ ان لوگون کو شفاعت کا دوسرون پر

اسمٰعیل

تقدم سب ہے بموجب پہلی حدیث کے سب سے پہلے جو میری امت کی شفاعت
کریگا وہ میرے اہل بیت سے ہے پھر اقرب فالاقرب قریش سے اور ظاہر ہے کہ
قرب میں اولاد عبد المطلب کے برابر کوئی نہیں ہوسکتا اولاد شیخین پر
عمین پر جو تفضیل دیتا ہے اگر اوسکو بہی وہی مراد ہین تو اوسکا بطلان
ظاہر ہے اور اگر دوسرے معنی ہین تو اوسے بیان کرے جس سے محل
نزاع معین ہوجائے اور دعاے خاص اولاد حضرت عباس کے حق میں
بہی آئی ہے جیساکہ مستفتی کے سوال مین مذکور ہے ظاہراً تنازع فیہ تفضیل
شیخین بموجب قول تفضیل اولاد شیخین کے ہے یہہ بہی صریح البطلان
اسواسطے کہ افضل کی اولاد کو افضل ہونا لازم ہے مگر اوس صورت
مین کہ تفضیل باعتبار قرب نسب کے ہو وہ یہان ایک سرے سے نہین
مسئلہ سرود اور غنا کے مقدمہ مین اگرچہ دف کے ساتہہ ہوا مین حنفیہ
کے روایات مختلف ہین مگر ارجح اور اقوی دلائل اور بہت ہی مشہور حدیثون
کے مطالعہ سے یہی امر ہے کہ سرود اور غنا مجرد مزامیر سے مباح
ہے اور دف تمام مزامیر مین سے مستثنی ہے اسواسطے کہ اوسکا
سماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق صحیح ثابت ہے پس
عالم محقق کو چاہیئے کہ انہین روایات پر فتوے دے اور اولیاء اللہ
خصوصاً کبار چشتیہ نے اسی غنا کو سماع کیا ہے جسمین مزامیر و آلات نہ تہے
شیخ الانام ابن الہمام نے کہا حرمت تغنی کی مقید ہے اوس صورت کے
ساتہہ ہے جب لفظ مین ایسی چیز ہو جو حلال نہین مثل مرد کی تعریف
اور گائن کا عورت خوبصورت ہونا اور شراب کی تعریف جس سے
دل للچائے اور دائریات اور الحانیات اور مسلمان یا امی کی ہجو مگر جب نہ

شعر پڑھ دینا استشہاد کے لئے ہو یا فصاحت و بلاغت سکہانے کو ہان یہہ جب
ہے کہ بہ کہا جای تو منع ہوگا اگرچہ تغنی اور حکمت کے لئے ہو نہ اس تغنی کے لیے انتہی
شرح کنز الدقایق مین کہا تغنی مجرد مین اختلاف ہے بعض نے کہا مطلقاً حرام ہے
بعض نے کہا استفادہ قوافی و فصاحت کے لیے تغنی کا مضائقہ نہین بعض نے دفع
وحشت کیلئے جایز رکہا بشرطیکہ تنہائی مین ہو اور بطور لہو کے نہو اسی کیطرف سرخسی
گیا ہے انتہی بدایع مین کہا سماع سرور کی اوقات مین تاکید سرور کے لئے جو اسی کیلئے
مباح ہے بہ تنہا وہ سرور بہی مباح ہو جیسے غنا در ایام عیدین اور عرس مین اور
غائب کے آنے کے وقت اور ولیمہ اور عقیقہ اور بچہ کے پیدا ہونے اور ختنہ
کرنے اور ختم قرآن کے وقت انتہی۔

سوال۔ آیہ وما اھل بہ لغیر اللہ کے کیا معنے ہین اور اس آیت کا مصداق کون چیز ہے۔

جواب۔ اللہ تعالی کا قول وما اھل بہ لغیر اللہ یعنے دوسرے وہ جانور جو پکارا گیا اور شہرت دیا گیا کہ غیر خدا کے لئے ہے خواہ وہ غیر خدا کوئی بت ہو یا کوئی خبیث روح ہو کہ بہوگ کے طور پر اوسکے نام سے دیتے ہین خواہ وہ جن ہو یا کسی گھر یا سرا پر مسلط ہو کہ وہان کے رہنے والے بغیر جانور بہ کے جان دینے اوس جن کی ایذا سے محفوظ نہین رہ سکتے یا تو سب کو نہین جانے دیتا خواہ کوئی پیر ہو یا پیغمبر ہو جس کے لئے کوئی جانور زندہ مقرر کر رکہا ہو یہہ سب حرام ہے صحیح حدیث مین وارد ہے جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا وہ ملعون ہے یعنی جانور ذبح کرنے سے غیر اللہ کیطرف جو تقرب ڈہونڈ وہ ملعون ہے خواہ ذابح جانور کے وقت خدا کا نام لے یا نہ لے اسلئے کہ جب اوس نے اوس بات کی شہرت دی کہ یہہ جانور فلان شخص کے لئے ہے اب

نام خدا کا ذبح کے وقت ذکر کرنا فائدہ نہ دیگا کیونکہ وہ جانور غیر اللہ کی طرف منسوب ہو گیا اور اوس مین خبث پیدا ہو گیا جو مردار کے خبث سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ مردار نے بغیر اللہ کے نام کے ذکر کیے جان دی۔ اور اس جانور کی جان کو غیر خدا کے لیے قرار دیکر مارا ہے۔ یہ مین شرک ہے جبکہ اس خبث نے اوس مین سرایت کی یہ ذکر نام خدا سے حلال ہو گا کیسی سور کی طرح اگر نام خدا سے ذبح کیے جائین حلال نہون گے۔ اور نکتہ اس مسئلہ کی یہ ہے کہ کسی جان کو جان پیدا کرنے والے کے سوا دوسرے کے لیے نثار کرنا درست نہین اور کھانے پینے کی چیزین اور دوسرے مال کا بھی دنیا اگرچہ از راہ تقرب بغیر اللہ حرام و شرک ہے پر ثواب اون کا بندہ کی طرف پھر جاتا ہے تو دوسرے کے لیے کر دنیا جائز ہوا کیونکہ یہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخش سکتے ہین جیسا کہ اپنا مال دوسرے کو دے سکتے ہین اور اسی جہت سے اپنے مال کا دنیا مستوجب ثواب ہے جس سے لوگ نفع اوٹھاتین اور اس جہان سے جدا ہونے کے بعد مردے مال لینے سے نفع اوٹھانے کے قابل نہین رہتے اون کو نفع پہونچانے کا طریقہ شرع مین یہی قرار پایا کہ اموال مستحقون کو پہونچا کر اوس کا ثواب مردون کو پہونچا دین اور اون کی طرف عاید کر دین اور جانور کی جان زندگی مین نفع اوٹھانے کے قابل نہین تو مرنے کے بعد بھی قابل انتفاع نہو گی۔ ہان مردہ کی طرف سے قربانی کرنا صحیح حدیث مین آچکا ہے۔ لیکن اوسکے یہی معنی ہین کہ جان خدا کے واسطے دین اور اوس کا جو ثواب ہو وہ مردے کو بخشا جاوے نہ یہ کہ جانور مردہ کے لیے ذبح کیا جاوے۔

اور بعضے نادان مسلمان اس جگہ کج فہمی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ گوشت پکا کر

مردون کے نام دنیا بلاشبہہ جائز ہے اور اوس مردہ کے نام ذبح کرنے سے
بھی ہمارا اتنا ہی ارادہ ہوتا ہے۔ ان لوگون کے سمجھانے کو یہی نکتہ بس کرتا
ہے ان سے کہنا چاہیے کہ جب تم کسی جانور کو غیر خدا کے لیے نذر کرتے ہو
اگر اوس جانور کے بدلے اوتنا ہی گوشت خرید کر پکا کر فقیر کو کھلا دینے سے
تمہارے ذہن مین نذر ادا ہوتی ہے یا نہین ہوتی اگر کہتے ہو جاتی ہے تو سچ کہتے
ہو کہ تمہارا مقصود اس ذبح سے سوا مردہ کے لیے گوشت کھلا دینے کے اور کچھ نہین
ورنہ ذبح سے تقرب کرنا اوسکی نذر کا تم نے کیا اس سے صریح شرک لازم آتا ہے
اور اس آیہ کے لفظ مین جو قرآن مجید مین چار جگہ آئی ہے سوچ لینا چاہیے کہ "ما اہل
بہ بغیر اللہ" فرمایا ہے نہ ماذبح باسم غیر اللہ پس جانور کا شہرت دینا اس طور سے کہ
فلان گاے فلان بکری فلان کے لیے ہے اسکے ساتھ مین تمام خدا ذبح کرنا کچھ فائدہ
نہ دیگا اور اوس جانور کا گوشت حلال نہ ہوگا اور اہل کو ذبح کے معنی پر محمول کرنا فقہہ
اور عرف کے خلاف ہے۔ عرب کے لغت اور عرف مین ہرگز اہلال ذبح کے معنی مین
نہین آیا نہ کسی شعر مین نہ کسی عبارت مین بلکہ اہلال لغت عرب مین آواز بلند کرنے
اور شہرت دینے کے معنی ہے جیسے اہلال اہلال کا استہلال طفل تولد کا
اور اہلال تلبیہ حج کا اور سوا اسکے مستعمل ہے۔ اگر کوئی کہے اہللت للہ سے
ہرگز ذبحت باسم غیر اللہ کے معنی نہین سمجھا جائیگا۔
اور بھی اگر اہل کو ذبح پر محمول کرین تو ذبح بغیر اللہ مراد ہوگا ذبح بغیر اللہ کہان سمجھا
جائیگا تاکہ ان لوگون کا مدعا حاصل ہوگا پس اس عبارت مین اہلال ذبح کر لینے پر
غیر اللہ کو باسم غیر اللہ بنانا کلام الہی مین قریب تحریف کرنا ہے تفسیر نیشاپوری مین
کہتا ہے علما نے اجماع کیا ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اوس سے تقرب غیر اللہ
کا ارادہ کیا وہ شخص مرتد ہو جائیگا اور وہ ذبیحہ ذبیحہ مرتد انتہی۔ اور جاہلیت کے زمانہ مین کافر

لوگ گہرون سے نکلنے کے وقت اور رستے مین بتون کے نام آواز کیا
کرتے تھے جب مکہ معظمہ مین پہونچتے خانہ کعبہ کا طواف کرتے یہہ طواف
انکا ہرگز مقبول نتہا اسی واسطے حکم ہوا فلا یقربوا المسجد الحرام بعد
عامہم ھذا بس یہان بہی جب کہا اور شہرت دی کہ یہہ جانور فلانے کا
ہے اور اوسکے نام سے ہے اور اوسکے لئے مین کرتا ہون اور ذبح کے
وقت خدا کے نام سے ذبح کرایا ہرگز موجب اسکا نہوگا کہ علت اوس پر
مرتب ہو اور اسمین بعید کی بات یہہ ہے کہ عوام کے نزدیک ذبح کا جو سا
طریقہ مقرر ہے وہ اسباب کے لئے معین ہے کہ جانور کی جان جس کے
لئے منظور ہو پہونچ جاوے جیسے فاتحہ اور قل اور درود پڑہنا ماکولات
مشروبات کے ارواح کو پہونچانے کے لئے متعین ہے خواہ ارواح
کو ثواب ہی پہونچانے کی غرض سے ہو یا تقرب اور دفع شر و چاپلوسی
وخوشامد کے لئے ہو یہان نام خدا کا ذکر اوس جانور پر جب فائدہ دیگا
کہ غیر خدا کے تقرب کا قصد دل سے دور کرکے اوس کے خلاف شہرت
اور آواز دے اور کہے کہ ہم اس کام سے پہر گئے اب ہم اس بات کے
بیان کرنے پر آئے کہ سورہ مین لفظ بہ لغیر اللہ پر مقدم لائے
ہین اور سورہ مائدہ و انعام و نحل مین لغیر اللہ سے موخر اسکی وجہ یہہ ہے
کہ یہی قاعدہ ہے کہ باے جارہ متصل فعل دوسرے متعلقات سے مقدم
لائے ہین کیونکہ یہان تعدیہ فعل کے لئے ہے مثل ہمزہ و تضعیف پس جہانتک
ہوسکے گا فعل سے ملاصق لاوینگے یہہ قرآن کی پہلی جگہ ہے کہ جہان سے انہ
اوسی اصل پر استعمال کیا اور دوسری صورتون مین جو کچہہ انکار مدار سرزنش
کا موقع ہے کہ غیر اللہ کے قصد سے ذبح مقدم آیا اسیواسطے باے قے

سورہ نحل میں جو سورۂ [illegible] ۱۶ ثم علیہ کو بھی موقوف رکھا کیون کہ اول قرآن
میں مشہور بیان کیا گیا اور یہ چار چیزیں جو مذکور ہوئیں یعنے مردار اور خون اور سور کا
گوشت اور [illegible] جو غیر خدا کے لئے مقرر کیا اوسے ذبح کریں اوسی جنس
سے ہیں جو ہم اوپر [illegible] کر چکے ہیں جو حالتوں میں حرام ہے - اوس قبیل سے نہین
ایک [illegible] فرد پر حلال ہو جیسے زکوۃ اور صدقون کا مال
یا ایک [illegible] دوسری حالت مین حلال ہو جیسے دوائے گرم سمی مضر کہ
محرور مزاج [illegible] حرام ہے اور جب اونکا مزاج برودت پیدا کرے
تو [illegible] ہے [illegible] ی کے وقت ان چیزون کا کہانا باوجود
حرمت [illegible] ہے جیسا اللہ تعالے نے فرمایا فمن اضطر الخ

تسمیہ اور الحمد کے فائدے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فائدہ۔ جابرؓ کی روایت سے ہر کام مین تسمیہ سے ابتدا کرنا برکت کا سبب ہے اور اوسکے اونیس حرف اونیس زبانیہ (موکلان دوزخ) سے نجات کا سبب ہین اور عبد اللہ بن مسعود رضہ کے قول سے تسمیہ کی تعلیم کرنی دوزخ کی آزادی کا سبب ہے اوستاد اور شاگرد اور اوسکے مان باپ کو۔

اور ابن عباس رضؓ کی روایت سے مرفوعًا ثابت ہے کہ جب کوئی شخص کسی ورطہ مین واقع ہوجاوے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے اوس سے رہائی پاویگا۔ اور یہہ حدیث حضرت علیؓ کی روایت سے مرفوع ہے۔ اور حدیث کل امر ذی بال لا یبدأ فیہ ببسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یعنی ہر کام ایک حالت رکھتا ہے پس جس کام مین بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا نہ کیجاوے وہ کام اقطع یعنی مقطوع البرکت ہے۔ یہہ حدیث روایۃ صحیح کے ساتھ ابوہریرہ رضہ سے مرفوع ہے۔ اور عطار رضہ سے مروی ہے کہ رات کو گدہون کے پکارنے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہین۔ اور یہہ بھی آیا ہے کہ بسم اللہ امتعہ (سامان) اور البسہ (پوشاک تن) اور دوسرے نفیس اشیا کے واسطے مہر کا قایم مقام ہے یعنی جن کے استعمال سے سب اشیا محفوظ رہتے ہین اور اوس کے پڑہنے والے کو چار ہزار نیکیان ملتی ہین اور چار ہزار مرتبے حاصل ہوتے ہین اور چار ہزار گناہ عفو کیے جاتے ہین۔

ابو دیلمی اور بیہقی نے شعب الایمان مین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص۔

اپنی اکثر حالت مین بسم اللہ کہنے کو استعمال مین لایا وہ بخشا گیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت مرقوم مین آیا کہ بسم اللہ کی با کو مد سے لکھنا چاہیئے تا کہ شین کے شوشون سے لکھنے مین شبہہ نہو دیلمی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ اپنے کاتب سے فرمایا اے معاویہ قلم کو آڑا رکھ بار کو بڑا کر لکھ سین مین فرق کر میم کو مت کر اللہ کو خوبصورت لکھ الرحمن کو کھینچ الرحیم سنبھال کر لکھ اور ابو داؤد نے ایک کتاب مین روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جگہہ گذر ہوا ایک کاغذ کا ٹکڑا زمین مین پڑا تھا ایک نوجوان سے فرمایا جسنے ایسا کیا وہ ملعون ہے بسم اللہ کو مناسب جگہہ رکھو مراد یہہ کہ احترام کے مقام پر اور خطیب نے انس رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کی ہے جو کوئی وہ کاغذ زمین سے اٹھا ے جسمین بسم اللہ لکھی ہوی ہو تو وہ شخص اللہ کے پاس صدیقین مین لکھا جائیگا اور اوسکے والدین اگرچہ کافر ہون تو اونسے عذاب کی تخفیف ہوگی خواص الحمد للہ الحمد للہ راسی شکر ہے اور اونا ڈر کے قصہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر اسی کلمہ سے ادا فرمایا ہے جیسا کہ طبرانی نے نواس بن سمعان سے روایت کی ہے اور اس کلمہ کے خواص سے ہے کہ یہ قائم مقام دعا کے ہے جیسا ترمذی وغیرہ مین جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا افضل الذکر لا الہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ ونیز اس کلمہ کی خاصیت یہہ ہے کہ میزان کو بھر دیگا ونیز حدیث مین آیا ہے تو یہ جنت کی قیمت ہے اور نعمت کی قیمت ہے ونیز وارد ہے کل امر ذی بال لا یبدء فیہ بحمد اللہ فہو اقطع ونیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جو کوئی چھینک کے وقت الحمد للہ رب العالمین علی کل حال کہا کرے گا اوسکو داڑھ اور کانون کا درد نہوگا ونیز مرفوعا واثلہ بن الاسقع سے آیا ہے جو کوئی چھینک کے وقت الحمد للہ کہنے کی جلدی کرے بیماری اور امراض شکم سے شفا کا موجب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر کر لی تھی کہا نے پر اللہ کا جو حق شکر کا ہے۔

رسالۂ معاد جسمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان الذی خلق الانسان من طین وجعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین ثم سوہ ونفخ فیہ من روحہ فاذا ھو خصیم مبین ولذالک خلقھم وتمت کلمۃ ربک لاملان جھنم فی الجنۃ والناس اجمعین ترجمہ پاک ہے اللہ جس نے پیدا کیا انسان کو ایک مشت خاک سے اور نسل اوسکی پیدا کی حقیر پانی سے پھر اوسکو ہموار کیا اور اوسمین روح پھونکی اپنی طرف سے پھر وہ جھگڑا ہو گیا اور اسی لئے کہ پیدا کیا اونکو اور تمام ہوا کلمہ تیرے رب کا اور البتہ ہم بھر دینگے جہنم کو انسان اور جن سے نحمدہ علی سراء وضراء ونشکرہ فی الشدۃ والرضاء ونصلی علی نبینا سید الانبیاء وآلہ الاولیاء واصحابہ الاتقیاء یعنی ہم حمد کرتے ہین خداے پاک کی خوشی اور غمی مین اور شکر کرتے ہین اوسکا مصیبت وراحت مین اور درود بھیجتے ہین اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ سردار ہین سب نبیون کے اور اونکی آل واولیاء اور اون کے اصحاب واتقیاء پر۔

اما بعد فقد کثر التشاجر فی المعاد الروحانی والجسمانی وزعم کل ما خالج

نفسه واتخذوا ما ثبت بالنص الصادق وراءهم ظهريا بل ظنوه
بمساعدة عقولهم المشوبة ما بوهم امرا فرياً وجسوه محجوباً عن
العقول وشيئاً عنها خفياً ولعمري انه عندي من الامور الظاهرة ثابت
بالدلائل العقلية الباهرة ولست اعني بالعقلية قواعد وضعها قوم على حسب
عقولهم كيف درب دقيقة لم تظهر على نحو لهم بل اريد بها ما كان
مطابقا النفس الامر باعتبار العقل ترجمہ حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو
کہ معاد روحانی اور جسمانی مین البتہ بہت بحث واقع ہوی ہے ہر شخص نے
اپنی سمجھ کے مطابق گمان کیا اور نص صادق سے جو ثابت ہوا اوس سے استدلال
کیا مگر اونہون نے اسمین ایک امر زیادہ گمان کیا ہے وہ یہہ کہ اپنی عقل
سے ایک پردہ اور مخفی سے ٹہرائی ہے حالانکہ ہم اپنی عمر کی قسم کہاکے
کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک معاد بالکل ایک ظاہر بات ہے جو ثابت ہے
دلایل عقلیہ باہرہ سے ہین تو اون قواعد عقلیہ سے نہین اتفاق کرسکتا
جنکو ایک قوم نے اپنی چند زعم وضع کیا ہے اور یہہ امر ہی کیونکر ہوسکتا ہی
کیونکہ بہت سی باتین اون کی عقل کے نزدیک نہین ظاہر ہین مگر انتظام ایسا کیا
گیا ہے جو فی نفسہ بروے عقل کے برابر ہے وبالجملہ فبسط الکلام موقوف علی
تمہید اقوال بسطها سیکالولائی کتبه فمن شاء تفصیل تلک الاصول فعلیه
الی تصانیف المملوة نورا وصدقا اصل حقیقة النفس الانسانیة
عندنا انها برزة للنفس الکلیه مدبرة للنسمة والنسمة حالة فی البدن
مدبرة له عاملة للقوی اصل الفصل القریب للانسان هو الفیض المعتمد
علی الصورة الحیوانیة بهذه القوی ولبواقی کالشروط لوجوده لا تبدلائی
اصل اصل الذي به زید زید او عمرو عمرو عند التحقیق لیس هی المشخصات

بل نحو البرزخ الذي به صار هذہ البرزخ نفس زید وتلك نفس عمرو و
ومن هنا يتبع ان الحركة في الكم موضوعها شخص الانسان المتقوم من
نفس حقيقة واحدۃ مع مادۃ ما بهيمة وانما المادۃ شرط التقوم بها
وتحصلها وظهور احكامها نحو البرزخ باقية والامثال متجددۃ فتامل جدا
فانه دقيق وبالتامل حقيق ترجمہ حاصل کلام یہہ کہ اس بیان کی تشریح
تہوڑی تمہید پر منحصر ہے جسکی تشریح والد بزرگوار نے اپنی کتب مین کی ہے
پس جسکو ان اصول کی تفصیل دیکھنی منظور ہو وہ جناب والد ماجد کی کتب کا مطالعہ
کرین لیکن جاننا چاہیئے کہ اصل حقیقۃ النفس نزدیک ہمارے وہ
واسطے نفس کلیہ کے اور نفس کے لئے مدبر ہے اور داخل اور مدبر بدن ہے
اور وہ حامل قوی ہے اصل فصل انسان کیلئے وہ فیض ہے جو کہ متحد اوپر
صورت حیوانیہ کے ساتھہ اس قوی کے ہے اور باقی مثل شروط کے
ہے واسطے وجود ابتدائی کے اصل الاصل وہ شئی ہی جو کہ زید اور
عمرو کے ساتھہ ہی وقت تحقق کے اور وہ نہین ہے مشخصات سے بلکہ وہ
مثل برزخ کے جو کہ ہوگیا یہہ برزخ نفس زید اور عمرو کا پس اس جگہ سے
واضح ہے یہہ کہ حرکت فی الکم کے موضوع وہ شخص انسان جو کہ متقوی ہے
نفس حقیقتہ واحدہ سے ساتھہ کسی مادہ بہیمیہ کے اور مادہ اوسکے لئے ایک
شرط ہی متقومہ کیلئے - اور حصول اور ظہور احکام اوسکی مثل برزخ باقیہ کے ہی
اور مثال اوسکی بہت ہے پس تامل کر بہت اسلئے کہ یہہ مسئلہ بہت دقیق ہے
لائق تامل کے ہے -
اصل معنى الموت انفكاك النسمة عن البدن انفكاك النفس عن النسمة
فاحفظ. اصل لما كان من خاصية هذہ البرزخ ان تحل في النسمة لا يمكن

ان تصير مجردة محضة ولكن تتقوم بالنسمة فقط وتكون كالانسان الذي قطعت يداه ورجلاه دون الاعضاء الر التي هي معنى صورة الانسان

اصل کم من شيئ تقتضيه الحكمة الالهية في العالم كاستحالة الخلاء فان الانسان اذا مص القارورة فالهواء يخرج منه حتى اذا لم يبق للتخلخل مناع ويكون التخلخل الزايد عليه غير مناسب لحقيقة الهواء فحينئذ يحصل انقصاء القارورة وكذا الكلام في النفخ في القارورة حتى اذا لم يبق للتكاثف حد في حكم الطبيعة الهواء فحينئذ انقصات القارورة ويتفطن من نهاك ان الامراض وان حلت النسمة فانها لا تصل الى البنية حالة لا يمكن للنفس ان يتعلق بها فاذا تخللت بحيث لم يمكن تولد النسمة مات الانسان ولا يصل التحلل الى حد يمنع تعلق النفس بها ان قلت الحيوان الارضي لا يتعلق النسمة ببدنه حتى يكون له غشاء فهل نهاك اغشية قلت لا ادري اكثر من ان كل يا في الطبيعة الكلية ان يكون في حفظ هذه البنية فانه لابد ان يكون من حكم الطبيعة لكثير من النظار ترجمہ اصل یعنی موت کے

یہہ ہے کہ انفکاک ہونا نفس کا بدن سے نہ یہہ معنی کہ انفکاک ہونا نفس کا نسمیہ سے یہہ مسئلہ قابل یاد رکھنے کے ہے اصل جبکہ یہہ امر ثابت ہے کہ خاصیت برزہ کی حلول ہونا نسمہ مین پس نہین ممکن ہو کہ ہو جائے وہ مجرد محض لیکن فقط قایم ہو کا نسمہ سے یہہ مثال اوس قبیل سے ہے کہ مثلا ایک انسان جو کہ کہانے گئے دونون ہاتھ اور پاؤن اوسکے نہ اعضا رئیسہ جو کہ درحقیقت معنی صورت انسان بہت سی شئی کہ مقتضی ہو حکمت الٰہی کو عالم مین جیسا کہ استحالہ خلاء پس انسان جبکہ چوستا ہو قارورہ کو تو نکلتی ہے اوس سے ہوا یہانتک نہین باقی رہتا تو واسطے تخلخل کے

گنجایش اور ہوتا ہے تحلیل زاید اوپر اوسکے غیر مناسب واسطے حقیقت ہوا کے
پس اسوقت پیدا ہوتی ہے واسطے قارورہ کے ایک آواز ایسی نغم سے
صورت مین قارورہ مین یہانتک کہ نہین باقی رہتا ہے واسطے تکاشف کے
کوی حد حکم مین طبیعت ہوا کے اوسوقت ہوتا ہے انفقاوت واسطے قارورہ
کے پس معلوم ہوا بیان سے یہہ کہ امراض اگرچہ محلول ہے نفس مین لیکن وہ
امراض مین پہونچتے ہین طرف بنیہ کے ملول ہوکر اسلئے کہ نہین ممکن ہے
واسطے نفس کے کہ متعلق ہو ساتہہ اوسکے پس جب کہ تحلل ہوگا اسطرح
تو نہین ممکن ہے تولد نفس کا تو مرجائیگا انسان اور نہین پہونچیگا تحلل اس حد
کو جو منع کرے متعلق ہونے نفس کا ساتھ اوسکے پس اگر کہا جائے
کہ حیوان ارضی نہین متعلق ہوتا ہے نسمتہ ساتہہ بدن اوسکے کے یہانتک
کہ ہوا اوسکے لئے غذا پس دیا اگرچہ غذا رہے اوسکے جواب مین یہہ
کہا جائےگا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ اکثر کل وہ شئی جو کہ واجب ہی طبیعت
کلی مین ہو ہیچ حفظ اس بنیت کے اسواسطے ضرور ہے کہ حکم طبیعت کیلئے ہو
بہت سے نظائر - اصل تکون النسمة بعد الموت حالتہ للقوی وھذا کما
قال الشیخان ابو علی وابو نصر ان النفس تتعلق بجسم ھوای حتی یصح بھا
التخیل والتوھم فکذلک نقول بتعلق قوۃ الحس المشترک فی النفس ویحصل
لھا العلوم السمعیة والبصریة بمنزلة الحدث فی النتیجة وبمنزلة الاوھام
الحادثة من مشاھدت القرآن - اصل ما دامت النفس من عالم
البرزخ فانھا تعذب وتنعم بوجوہ بادراک عقلی وھمی فقط و
بانتشاء صور وانتقال تحدث بھا بتخیل شبح المعانی کما یحدث
فی المنام وبالھام الملائکة بجمعت عزلتھا علی انفا معا او ایلا مھا تنزل

من عزیمتہا من تخیل النفس تلک الاشباح حقیقۃ عجیبۃ تسمی بفتح روضۃ
من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفرات النیران ترجمہ ہوتا ہے
نسمہ بعد موت کے حال واسطے قوت کے اسیطرح کہا شیخ ابو علی اور شیخ
ابو نصر نے کہ نفس متعلق ہوتا ہے ساتھہ جسم ہوائی کے یہانتک کہ صحیح ہوتا ہے
اوس سے تخیل اور توہم اسیطرح ہم کہتے ہین کہ باقی رہتی ہے قوت حس مشترک
نفس مین اور حاصل ہوتے ہین اوسکے لئے علوم سمیۃ اور بصیرت عزا زحدس
نتیجہ مین اور بمنزلہ او تام حادثہ کے مشاہدہ قراین سے اصل جب تک عالم
برزخ مین ہوتا ہے اوسکے لئے تعذیب اور تنعیم ہے چند وجہ سے ادراک
عقلی اور وہمی سے ہوتا ہے یا ساتہہ انتشار صور اور اشکال کے حادث ہوتا
ہے اوس سے تخیل اشباح معانی کے جیسا کہ منام مین اور الہام ملائکہ سے
ہوتا ہے پہر جمع ہونے عزیمت اوسکی انتقام اور ایلام پر تولد ہوتا ہے عزیمت
سے اوسکے اور تخیل نفس سے یہہ اشباح حقیقت عجیبہ جسکو روضۃ من ریاض
الجنۃ یا حفرۃ من حفرات النیران کہتے ہین اصل اذا اراد اللہ تعالی بعد اماتۃ
اہل العالم وحدوث القیامت ان یحشر الناس لاسباب خفیۃ لا تکاد تضبط
سیما فی ھذا المختصر فانہ یفیض علی الارواح فیضا جسلیا من قبیل مثال
نوع الانسان وحدوث ھیئۃ فی العالم تفیض قوت فی الارواح وکمالھا
فحینئذ یعود الی الارواح صحتھا وتذاھب السیأت عنھا فیقتضی تمام
اجسامھا فحینئذ یخرج اجسامھا بمنزلۃ شجرۃ قطعت حتی لم یبق منھا
الا الدوحۃ ثم جاء مطر وھواء مناسب فنبتت من الدوحۃ الاغصان
والازھار والاوراق علی الوجہ الطبیعی فان کان ھناک بدن ارضی لہ
نوع مناسبۃ بالنفس الناطقۃ والنسمۃ الھوائیۃ یکون ھو مطیۃ لہا متعلقھا

والانشاء لها بان وسعا بما ناسبا لها اصل اذا حشر واقوى في هذه الاجسام حكم المثال وشبه المثل الانسانية ويغلب حكم انواع فيشا المحاسبات والمناقشات اصل السرهفي انواع التعذيبات والتنعيمات اقتضاء النفس كما لها من كل جهة من القوى الجسمانية والروحانية فيتبع كل قوة ما ملتذ به فيقضي اليه بكل ما تلتذ به كل قوة والله اعلم

اصل الله تعالے جب ارادہ کرے گا بعد موت اہل دنیا اور حدوث قیامت کے اوٹھانا لوگون کے واسطے اسباب حقیقت سے ارواح مین ایک فیض پہونچائیگا از قبیل مثال نوع انسان کے اور حدوث ہیئۃ کے عالم مین ایک قوت پہونچی گی ارواح مین اور کمال اوسکے عود کریگا طرف ارواح کے صحت اونکی سے اور باقی رہینگی سیئات اون سے پس مقتضی ہوگا تمام ہونے اجسام اونکے اوسوقت نکلینگے اجسام اون سے مثل ایک درخت کاٹے ہوے کے اور یہانتک کہ نہین باقی رہیگا اون سے مگر وہ درخت پھر آئیگا پانی اور ہوا جس سے اوگین گے درخت سے شاخین اور کلین اور پتیان اور بروے طبیعت کے پس ہوگا اسوقت جو کہ بدن ارضی ہے واسطے ایک نوع مناسب ساتھ نفس ناطقہ کے اور نسمہ ہوای ہوگا مطیع اور متعلق اوسکے ورنہ پیدا ہوگا واسطے اونکے ایک بدن جو اوسکے مناسب ہو۔ اصل اور جبکہ حشر یعنی داخل ہونگی یہہ قوسے اون اجسام مین ستبہ انسانیہ سے اور غالب ہوگا حکم نوع کا تو پیدا ہون گے محاسبات اور مناقشات آصل سر انواع تعذیبات اور تنعیمات مین اقتضاء نفس یعنے چہانا نفس کا کمال اپنا ہر جہت سے قوت جسمانی اور روحانی سے پس تابع ہوگی ہر قوت اوس چیز کا کہ جس سے حاصل ہو لذت پس مقتضی ہوگی ہر قوت طرف اوس چیز کے جس سے اوسکو لذت حاصل ہو واللہ اعلم۔

رسالہ تفضیل

مسئلہ تفضیل ریاض النضرۃ مین درباب احوال حضرت علی ابن
ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فصل سابع جو کہ بیان افضلیت مین سے
لکھتا ہے یعنی فصل سابع جو کہ بیان افضلیت کے ہے اوس مین لکھتا
ہے کہ تحقیق جمع ہوے علماء اہل سنت سلف وخلف کے اوپر اس بات
کے کہ علی کرم اللہ وجہ افضل الناس ہین بعد عثمان کے اور یہہ امر اوس
قبیل سے ہے کہ اسمین کسی کو اختلاف نہین ہے اور حالانکہ اگر اختلاف
ہے تو حضرت علی اور حضرت عثمان کے باب مین اور اختلاف کئے بعض
سلف نے بیچ فضیلت حضرت علی اور حضرت ابو بکرؓ کے اگر کیا اوسکو
ابو عمرو بن عبد البر نے کتاب الصحابہ مین اور کہا ابو القاسم عبد الرحمن بن
الحباب السعدی نے کتاب الحجۃ لسلف مین کہ انس ابتا مین صدیق
جو کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اس بارے مین ابو عمرو
نے ظاہر اسب کے خلاف کیا ہے اور کون خلاف کرسکتا ہے اسمین
کہ فضیلت حضرت علی کی اوپر ابو بکر کے ہے اور حالانکہ یہہ ذکر کیا اپنی
کتاب مین تعریفاً نہ تصریحاً اور اس قسم کا عقیدہ جو کہ لکھتا ہے وہ ابوشعیب
ہے اور ابو سعید اون مین سے ہے کہ جنہون نے روایت کیا ہے حضرت
علی سے اسبات کو کہ ابو بکر خیر الامت ہین بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سکے اور کیونکر یہہ عقیدہ ہو سکتا ہے کہ حضرت علی بہتر ہین حضرت ابو بکر
سے اور حالانکہ حضرت علی سے یہہ روایت مروی ہے کہ خیر الامة
ابو بکر ہین۔ یعنی جبکہ یہہ امر ثابت ہوا کہ اہل سنت کا اجماع ہے اس امر پر
کہ حضرت ابو بکر خیر الامت ہین تو اس سے معلوم ہوا کہ ابن عمر نے نہین
روایت کی اون حدیث متقدم کو جنکا ذکر ہے باب ثلاثہ مین نفی افضلیت
کی بعد حضرت عثمان کے اور دلالت کرتا ہے یہہ امر اوپر اس بات
سکے کہ بعض طرق حدیث مین آیا ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر سے کہا
کہ یا ابا عبد الرحمن پس علی یعنی علی کس درجہ مین ہین ابن عمر نے کہا
کہ علی اہل بیت سے ہین نہین قیاس کیا جا سکتا ہے کوئی علی ساتھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ مین خدا سے بزرگ کے نزدیک
خداوند تعالی فرماتا ہے کہ جن لوگون نے ایمان لایا ہے اور پیروی
کی اونکی ذریات نے اون کے ساتھ ایمان کے البتہ لاحق کرینگے ہم
ساتھ اون کے ذریات اون کی اور فاطمہ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے درجہ مین اور علی ساتھ فاطمہ کے علیہما السلام روایت
کی اس حدیث کو علی بن نعیم مصری نے انتہی اس عبارت سے
صریح مستفاد ہوتا ہے کہ یہہ کلام ابن عمر کا رد مین کلام اوس شخص کے ہے
کہ وہ نفی تفضیل حضرت علی کی بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سمجھا تہا
لیکن حاصل کلام ابن عمر کا یہہ ہے کہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ تین صحابہ کی تفضیل بترتیب جانتے تہے اور باقی سے کے حق مین سکوت
کرتے سہتے اور حقیقت مین فضیلت بعد عثمان کے حضرت علی کی ہے باقی
صحابہ سے اسواسطے حضرت علی اہل بیت سے ہین اور اہل بیت کو صحابہ

قیاس نہین کر سکتے تھے مرتبہ مین ساتھہ نص تفضیل سواے اون کے پس
چاہیئے کہ اعتقاد اسی پر رکہنا اور دوسرون پر حضرت علی کی فضیلت
چاہیئے جاننا اور بہت سے ایسے مسائل ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے تھے جن سے صحابہ نے کچھہ اوس سے بحث نہین کی ہے یہہ مسئلہ بہی
اوسی قبیل سے ہے ۔
لفظ احد جو بعد لا یقاس ہم کے ہے یہہ ریاض النضر مین موجود نہین ہے
جو کہ جاے تمسک ہو سکے اور جو کچھہ کہ لکھا ہے صاحب رسالہ نے
کہ ہدایت کیا ہمکو طرف منع عظیم شئے متوجہ ہونے اوپر جمیع ادلہ کے
اوپر افضلیت ثلثہ کے اسکی بنا اوپر دو چیز کے ہی ایک وہ ہے کہ لفظ
احد اس جگہہ موجود ہو حالانکہ موجود نہین دوسرا یہہ ہے کہ الفاظ حدیث
ابن عمر مروی اصحاب یا مانند اونکے کے ہون یہہ امر بہی خلاف واقعہ
کے ہے بلکہ اصح الفاظ وہ ہین جو کہ بخاری نے روایت کی ہے کہ روایت
کی یحیی بن سعید نے نافع سے اور نافع ابن عمر سے کہ ابن عمر نے بیان
کیا کہ ہم پسند کرتے تہے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس بہتر
جانتے تہے سب سے ابو بکر اور عثمان کو اور ترمذی مین دونون لفظ واقع
ہین اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ وہ منع وارد نہین ہو سکتا ہے اور یہی اس
قسم کی گفت و شنید ابن عمر کی روایت مین ہے فقط جمیع ادلہ متمسک اس
باب مین ہرگز منع نہین کیا جا سکتا ہے اسواسطے اُن ادلہ مین الفاظ
ناصیہ اور عموم امت کے وارد ہوتے ہین اور اصرح یہہ الفاظ حضرت علی
کی روایت مین وارد ہین روایت ہے عبد خیر سے وہ کہتے ہین کہ
سنا مین نے علی کو اتوی حال پر جو کہ وہ منبر پہ خدا کی حمد اور ثنا بیان کرینگے

تھے کہتے تھے کہ تبلا دیتا ہون تمکو بہتر اس امت کے بعد نبی علیہ السلام
سے ابو بکر ہین اور اونکے بعد عمر ہین اور اگر چاہتے ہو تو بیان کر دون
تیسرے کا بھی نام تو بیان کیا تیسرے کا بھی نام روایت کی اسکو خثیم نے
اور اسی طرح بیان کیا سماک نے ابی موسی سے اور ایک روایت مین
اسطرح آیا ہے کہ حضرت علی نے بعد ذکر حضرت ابو بکر اور عمر رضہ کے سکوت
فرمایا راوی کہتے ہین کہ اس سکوت سے ہمنے جانا کہ حضرت علی نے اپنے
کو مراد لیا ہے جحیفہ سے روایت ہی کہ کہا حضرت علی نے کہ خبر دیتا ہون
تمکو افضل اس امت سے وہ ابو بکر اور عمر ہین پھر بیان کیا دوسرے
شخص کو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ نہین وفات پاے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک پہچان لیا ہم نے اس امر کو کہ افضل ہمارے
سے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر ہین اور نہین وفات پائے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک جان لیا ہمنے اسبات کو
کہ ہمارے مین بہتر بعد ابو بکر کے عمر ہین اور نہین وفات پائی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہانتک کہ پہچان لیا ہمنے بہتر ہمارے کی بعد
عمر کے وہ دوسرا شخص ہے لیکن انکا نام ذکر نہین کیا۔ بیان کیا اس
روایت کو حافظ سلفی نے اور ایسے ہی ریاض النضرہ مین ہے ابن عمر
سے ایک روایت ہی کہ کہا اونہون کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی حیات ہی مین کہا کرتے تھے کہ افضل امت محمد صلی اللہ علیہ و
سلم کے بعد آنحضرت کے ابو بکر ہین پھر عمر اور پھر عثمان روایت کی ہو انے
مین ابو داؤد اور حافظ نے حضرت علی سے مروی ہے کہ کہا اونہون

سے کہ مہاجر اور انصار کا اجماع ہے اس امر پر کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اس امت کے بہتر حضرت ابو بکر ہین اور حضرت عمر اور حضرت
عثمان رضی اللہ عنہما اس بیت سے جو اسوقت ہے ۔
حضرت علی سے مروی ہے کہ کہا اونہون نے کہ ہم حیات مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے اور اصحاب سے تھے آپس مین کہ ہم بیان
کرتے تھے کہ بہتر اس امت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ابو بکر ہین اور عمر اور عثمان ہین پس پہونچی یہہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو پس نہ انکار کیا آپنے اس بات کو روایت کی اوسکی خیثمہ اور
حاکم نے حاصل کلام منع کرنا اسکا اوپر ایک روایت عبد اللہ بن عمر
کے ہے وہ بھی مرجوح ہے اور اکثر روایات اونکے دوسرے لفظ
سے وارد ہوئے ہین جو کہ فائدہ بخش نہین ہے اور روایات دوسرے
صحابہ کے علی الخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کیا جواب ہو سکتا ہے

رسالہ اصول مذہب ابی حنیفہؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس رسالہ مین یہہ امر عجب پر لطف ہے کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے حفظ مذہب سے متاخرین نے جس بات کو اختیار کیا ہے مخالف مذہب اُس سے فتحیاب نہین ہو سکتا ہے چنانچہ چند اصول اس قسم کے ہین کہ متاخرین پر جو اعتراض صحیح حدیث سے ہو سکتے ہین ان اصول سے وہ اعتراض دفع ہو جاتے ہین۔ **قاعدۂ اول** خاص مبین ہے یعنی جنکے بیان کی کوئی ضرورت ہو پس اس تعریف سے دلیل قراءت فاتحہ نماز اور فرضیت اطمینان وغیرہ کی رد ہوگئی کیونکہ لفظ اسجدوا اور اقرؤا خاص مبین ہے اگر اس جملہ مین معنی خاص کا لحاظ کیا جاوے تو البتہ لاحق ہونا لازم آئیگا خاص کر اس صورت پر بیان کرنے سے اپنی پوری تعریف پر باقی نرہیگا۔ اور حدیث مشہور نامی دوسرے قاعدہ یہہ ہے کہ زیادہ علی الکتاب نسخ ہے اور نسخ نہین ہوتا ہے مگر کسی آیت یا حدیث مشہورہ سے۔ تیسرا قاعدہ یہہ ہے کہ حدیث مرسل ہے جو موقوف ہو تے ہے کسی صحابہ کے بیان مین۔ چوتھا قاعدہ یہہ ہے کہ کثرت روایت اور راوی کے باعث سے حدیث کی صحت کی ترجیح نہین دیجاتی ہے بلکہ راوی کی سنفیت اور علم پر حدیث کی ترجیح ہوا کرتی ہے پانچوان قاعدہ یہہ ہے کہ جرح قبول نہین ہوتا ہے تا وقتیکہ اوسکے لیے کوئی مفسر نہو کیونکہ جرح اور تعدیل اکثر اجمالی ہوا کرتی ہے۔ چھٹا قاعدہ یہہ ہے کہ بعض کتب مین ابن الہمام کے قول کو بخاری

اور مسلم نے صحیح نہین کہا پس ہمارے لئے اوسکا قبول کرنا ضرور نہین کیونکہ بہت سے راوی اس قسم کے ہین جو اون کے اجتہاد مین لوگون کو اختلاف ہی دوسری وجہ یہہ ہے کہ جسپر بخاری اور مسلم نے کسی جگہہ پر جرح کرکے اوسکی عدالت ثابت کی ہے وہ ہمارے امام کی نزدیک غیر عادل ثابت ہوا ہے ویسا ہی انہون نے جسکو ضعیف کہا ہے یا غیر ثقہ ثابت کیا ہمکو ضرور نہین کہ ہم بہی اوسکے غیر ثقہ اور ضعف کے قایل ہون کیونکہ بہت سے راوی پر اونہون نے جرح کی ہے حالانکہ وہ عادل اور ثقہ ہین اسوجہ سے اونکے قول پر اعتماد نہین کرسکتے مگر جن امور کو ہمارے امام نے ذکر کیا اسپر ہمکو عمل کرنا ضرور ہے۔

ساتوان قاعدہ یہہ ہے کہ بعض ائمہ کا قول ہے اگر کسی مسئلہ مین ابوحنیفہ اور صاحبین کا قول ہو اور حدیث صحیح بہی موجود ہو تو امام کے قول کا اتباع ضرور ہے نہ حدیث کا اسواسطے کہ ہمکو گمان اس امر کا ہے کہ ابوحنیفہ اور صاحبین نے اعتراض کیا حدیث سے اوسکے صحیح ہونے پر ہم یہہ نہین گمان کرسکتے کہ اونکو یہہ حدیث نہین ملی اسلئے کہ امام صاحب کا زمانہ قریب زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور آپ تمام علوم ملنے سب سے زیادہ تر ماہر بہی تھے۔ آٹھوان قاعدہ یہہ ہے کہ اکثر روایت کرنے والے حدیث کے فقیہہ نہین اور جو حدیث قابل راے ہے اور اس مین راے کو دخل ہو وہ قابل قبول نہین۔ نوان قاعدہ یہہ ہے کہ عام قطعی وہ مثل خاص کے ہے پس عام خاص نہین ہوسکتا آگر کسی خاص سے پس بہ تقدیر خاص لازم آئیگا نسخ عام کا ہان البتہ جس صورت پر عام مخصوص بعض ہو اوس صورت مین یہہ امر متصور ہے حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جو کوئی اس حال مین مرا کہ وہ قایل ہے لا الہ الا اللہ کا تو وہ داخل ہوگا
جنت مین اسکو مسلم نے روایت کیا یہہ حدیث ظاہراً دلالت کرتی ہے کہ
ایمان فقط تصدیق ہی کا نام جیسا کہ یہی مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا بھی
ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وضو خون سے بھی لازم آتا ہی
چاہے وہ خون کیسا ہی ہو یہہ حدیث دلیل ہے حنفیون کے لئے توٹ جانی
وضو کے نکلنے نجس کے دونون راہون سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے کہ جب تم پاخانہ کو جاؤ تو قبلہ کے طرف منھہ نکرو اور نہ اوس طرف
بیٹھہ کرو پھر جاؤ شرق یا غرب کے طرف یہہ حدیث متفق علیہ ہے یہہ حدیث
بھی موافق مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کہ اپنے بعض ازواج سے تقبیل فرماتے تھے اور پھر اوسی حالت مین
نماز پڑھہ لیا کرتے تھے دوبارہ وضو نہین کرتے تھے اس حدیث کو ترمذی
نے اس حدیث سے روایت کی امام ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ مس عورت سے
وضو نہین ٹوٹتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بعد وضو
کے مس ذکر سے وضو رہتا ہے یا نہین آپ نے فرمایا نہین وہ ذکر مگر تیرے
بدن کا ایک ٹکڑا ہے روایت کی اس حدیث کو نسائی اور ابو داؤد اور
ترمذی نے اس حدیث سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ مس ذکر ناقض
وضو نہین فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فجر کی نماز بہت روشنی
کے وقت پڑھا کرو اسمین ثواب عظیم ہے روایت کی اس حدیث کو ترمذی
نے یہہ حدیث بظاہر مذہب امام ابو حنیفہ کے موید ہے اور بڑی حجت
ہے حنفیہ پر۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بارے مین کہ امام ضامن
ہے اور موذن امانت وار ہے اے بار الٰہی راہ ہدایت بتا امام کو اور
مغفرت کر موذنون کو یہہ حدیث تائید کرتی ہے امام ابو حنیفہ کے مذہب
کے اس امر پر کہ مقتدیون کی نماز موقوف ہے امام کی نماز پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نماز دو رکعت نماز مغرب مین
سورہ اعراف پڑہی ہے اس حدیث کو نسائی نے روایت کی ہے یہہ حدیث
دلالت کرتی ہے کہ مغرب کا وقت تنگ نہین ہے یہہ موافق مذہب ابو حنیفہ
کے ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اسلیئے مقرر کیا گیا ہے
کہ تم اوسکی اقتدا کرو جسوقت وہ تکبیر کہے تم بہی تکبیر کہو (مراد اللہ اکبر) اور
جسوقت وہ قرآن پڑہے تم خاموش رہو روایت کی اس حدیث کو ابو داؤد
اور نسائی نے یہہ حدیث تائید کرتی ہے مذہب ابو حنیفہ کے کیونکہ اونکے
مذہب مین امام کے ساتھہ مقتدیون پر قراۃ نہین ہے فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اعتماد کرنے نماز یکا دونون ہاتھہ سے زمین پر جسوقت رکوع
سے سجدہ کو جاوے یہہ حدیث موافق مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے ہے
کیونکہ ہاتھہ سے ٹیکا لگانا مذہب ابو حنیفہ مین منع ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کی نماز پڑہے اوسکو چاہیئے کہ بعد فرض جمعہ
کے اور چار رکعت پڑہے روایت کی اس حدیث کو مسلم نے اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت بعد فرض جمعہ کے چار رکعت ہے اور یہی
مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جو کوئی سو جاوے نماز وتر سے اوسکو چاہیئے کہ پڑہ لیئے جسوقت جاگے
اس حدیث سے امام ابو حنیفہ نے تمسک کی وتر کے وجوب ہونے پر

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی تم مین سے بے حرمتو
ہو جائے اور بیٹھ چکا ہو آخر نماز مین قبل سلام پھیرنے کے پس پوری ہو گئی
نماز اوسکی روایت کی اس حدیث کو ترمذی نے یہہ حدیث موافق مذہب
ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کے ہے کیونکہ اونکے نزدیک لفظ سلام کے ساتھہ
باہر آنا نماز سے فرض نہین ہے علقمہ کہتے ہین کہ مجھسے ابن مسعود نے کہا کہ
تمہارے ساتھہ ایسی نماز پڑہون کہ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے پڑہی ہے پس پڑہی اونہون نے نماز اور رفع یدین نہین کی مگر ایک
مرتبہ شروع تکبیر مین یہہ حدیث مؤید ہے مذہب امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کے
لئے کیونکہ مذہب حنفیہ مین رفع یدین نہین ہے مگر ایک بار شروع تکبیر تحریمہ
کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما
شروع کرتے تھے الحمد للہ رب العالمین کے ساتھہ یہہ حدیث مؤید ہے
حنفیہ کیلئے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ مین داخل نہین ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضہ بھی نماز بسم اللہ ہی سے شروع
کرتے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس نے نماز پڑہی اور اوسمین سورۂ
فاتحہ نہین پڑہی پس وہ نماز ناقص ہے اس لفظ کو تین بار فرمایا یہہ حدیث
مؤید ہے مذہب امام ابو حنیفہ کے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
سورۂ فاتحہ نہ پڑہنے سے لفظ خداج فرمایا ہے یعنی نماز ناقص ہے اس سے
معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ کا پڑہنا فرض نہین ہے اگر فرض ہوتا ہو دوسرا اور
کوئی لفظ فرماتے مثل فساد یا عدم جواز کے پس اس سے معلوم ہوا کہ نماز مین
سورۂ فاتحہ کا پڑہنا واجب ہے نہ فرض اسواسطے یہہ امر واضح ہے کہ ترک نے فرض
کے موجب نقصان صلوۃ نہین بلکہ موجب عدم جواز ہے مذہب ابی حنیفہ

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا جسکو ایک رکعت نماز ملی اوس کو سجدہ ملگیا اور جس سے سورۂ فاتحہ فوت ہوی اس سے فوت ہوگئی خیر کثیر روایت کی اسکو مالک رحمۃ اللہ نے یہہ حدیث دلیل ہے اسبات پر کہ سورۂ فاتحہ نماز مین فرض نہین ہے جیسا کہ یہی مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا ہے ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے سورۂ فاتحہ نماز مین نہین پڑہی وہ نماز نہین یہہ حدیث بہی ہوئی اور موافق مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاصلوۃ اگر اس سے مراد نفی اصل ہے تو لفظ فساد درست نہین ہوسکتا اسواسطے بلحاظ فرضیت زیادہ پڑہنا سورۂ فاتحہ سے کوئی بہی قائل نہین پس اس سے لازم آیا کہ مراد نفی سے نفی کمال نماز کی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے روزہ نفل سے افطار کیا اوسکو چاہیئے کہ قضا کرے اوسکا روایت کی اسکو امام احمد رحمۃ اللہ نے یہہ حدیث دلیل ہے مذہب امام ابو حنیفہ کے کہ نفل روزہ ہو یا نماز لازم ہوجاتا شروع کرنے سے ۔

رسالۂ غنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرمت غنا مین کلام خدا اور احادیث سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا ناطق ہین خداوند تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ بعض لوگ خریدتے ہین لہو حدیث تا کہ گمراہ ہو خدا کی راہ سے معالم التنزیل مین عبد اللہ بن مسعود اور ابن عباس اور حسن اور عکرمہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے نقل کیا کہ مراد لہو الحدیث سے غنا اور مزامیر اور معازف ہی اور مدارک مین آیا ہی کہ ابن عباس اور ابن مسعود دونو قسم کہا کے کہتے ہین کہ لہو الحدیث وہ غنا ہے اور در المعانی مین لکہا ہے کہ لہو الحدیث سے مراد غنا اور مزامیر ہے اور کشاف مین لایا ہی کہ لہو الحدیث غنا اور تعلیم موسیقیات ہی اور معنی مین لکہا ہی کہ لہو الحدیث غنا ہے اور غنا حرام ہے اسکو جایز اور حلال جاننے والا کافر ہے اور تفسیر تعلیمی مین لایا ہے کہ لہو الحدیث غنا و ضرب اور بربط و او تار اور طنبور ہے یہہ سب اسی نص سے حرام ہی اور جس نے اونکو حلال جانا پس وہ کافر ہے وجہ دلالت کرنے حرمت پر اس آیت کریمہ کے یہہ ہے کہ حق تعالی نے غنا کو لہو الحدیث سے ذکر کیا اور اسی لفظ سے اوسکی تعبیر کیا اور لہو سواے تین قسم کے جو مشہور ہے اور سب قسم کے لہو حدیث اور قرآن سے حرام ہی خدا پاک [illegible] فرماتا ہے کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہمنے تمکو عبث پیدا کیا ہی یعنے کہیل کود کے واسطے۔
فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ کل لہو جو انسان اوسکے ساتھ لعب کرتا ہی حرام ہی مگر تیر اندازی اور تعلیم گہوڑے کی گہوڑ دوڑ اور لعب اپنی بیوی اسے یہہ سب حق ہین روایت کی اس حدیث کو

ترمذی اور ابن ماجہ اور داری سے - اور جو لوگ اسکی اباحت کے قائل
ہین اور کہتے ہین کہ یہہ آیت حرمت غنا پر مطلقاً دلالت نہین کرتی ہے
کیونکہ مدلول اس آیت کی حرمت غنا اسوقت ہے کہ غنا بطریق لہو ہو ورنہ
حرام نہین یہہ قیاس باطل ہے اسلئے کہ جب لہو الحدیث غنا کے ساتھ
تفسیر کیگئی ہے تو غنا لہو الحدیث ہی ہے پہر قید مفسر سا تہہ مفسر کوئی
معنی نہین رکھتا ہے ایسی ہی جو لوگ ظاہر آیت سے قید کے خیال سے
کہتے ہین کہ غنا مطلقاً حرام نہین ہے بلکہ جسوقت ہودی با فعال ہو اسوقت
حرام ہے یہہ قیاس بہی باطل ہے اسواسطے جبکہ غنا لہو الحدیث ثابت
اور متحقق ہو چکا تو اوسکی حرمت مین کوئی شک نہین ہے اور قید کرنا مثلاً
کے ساتہہ یہہ وہم اور خیال ہے اس قسم کی قید اوس قبیل سے ہے جو اس
حدیث مین وارد ہے اسواسطے یہہ امر واضح ہے کہ الحاد مطلق اور زنا مطلق
دونون حرام ہین پہر ملل الحاد فی الحرام اور زنا عورت ہمسایہ کے ساتھ
زیادہ تر حرام ہے اور آیت کریمہ مین نہایت تشنیع اوس جماعت کی سبب
ہے کہ لہو الحدیث فی نفسہ حرام ہے واسطے تضلیل کے اوسکو اختیار کیا
ہے حالانکہ اباحت اصل غنا پر دلالت نہین کرتی ہے عالمگیری مین جواہر
الفتاوی سے لکہا ہے کہ سماع اور رقص وغیرہ مزامیر جس پر ہمارے
زمانہ کے صوفیائے کرام کا عمل ہے حرام ہے اوسکی طرف قصد کرنا ناجائز ہے
اور ایسی مجلس مین شریک ہونا بہی جائز نہین ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے
شعبی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لعن اللہ المغنی والمغنی لہ اور طبرانی اور خطیب بغدادی نے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] غنا اور سماع ست

اور سنن الہدی مین ابن عمر رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے منع کیا ہے غنا اور اوسکے سننے سے اور مغنی مین لایا ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غنا اگاتا ہے نفاق کو جیسا کہ
پانی اگاتا ہے گھاس کو احیاء العلوم معاذ بن جبل سے ایک روایت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باطل کر دیتا ہے اسلام کو لہو اور
غنا طبرانی نے امیر المومنین حضرت عمر رض سے روایت کی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی گانیوالی بد ہے اور اوسکا گانا سننا حرام ہے
بیہقی نے شعب الایمان مین ایک روایت جابر سے نقل کی ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غنا نفاق کو ایسا پیدا کرتا ہے جیسا کہ پانی
زراعت کو حقایق مین ہے کہ مجرد غنا اور سننا اوسکا معصیت ہی مضمرات
مین لکھا ہی کہ غنا کو جو کوی مباح سمجھے وہ فاسق ہے اور اختیار الفتاوی مین
لکھا ہے کہ غنا کل ادیان مین منع ہے محیط مین لکھا ہے کہ تغنی اور تصفیق اور سننا
اوسکا حرام ہے اور اوسکا حلال جاننے والا کافر ہے اختیار الفتاوی مین
لکھا ہے کہ مکروہ ہی ترجیع ساتھ قراءت قرآن کے اور مکروہ ہے سننا
ایسی قراءت کا اسلئے کہ یہہ مشابہہ ہے ساتھ فعل فسقا کے اور فسق
اونکا وہ تغنی فی القراءت ہی فتاوی بیہقی مین لکھا ہے کہ تغنی اور سننا اوسکا
اور ضرب دف اور جمیع انواع ملاہی حرام ہے اور جو کوی اوسکو حلال
جانے وہ کافر ہے خدا ہدایت کرے زاہدان اور اون جہال کو جو اس مین
مبتلا مین خوف ہی اونکے کفر کا جامع الفتاوی مین ہے کہ سننا ملاہی کا اور
شریک ہونا اسمین اور رقص اور بجانا مزامیر کا یہہ سب حرام ہی جو کوی
اوسکو حلال جانے وہ کافر ہے حمادیہ مین نافع سے نقل کیا ہے کہ غنا حرام ہے

سب ادیان مین اور نہایہ مین لکھا ہے کہ تغنی اور طنبور اور بربط اور دف
اور جو کچھہ اوسکے مشابہہ ہو سب حرام ہے اور معصیت ہے نص قرآن سے
کہ خدا تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ بعض لوگون مین وہ شخص ہے کہ خرید تا ہے
لہو الحدیث کو تاتارخانیہ مین التتمیہ سے منقول ہے کہ پوچھا گیا امام حلوائی
سے کہ بعض لوگون نے اپنا صوفیہ نام رکھا ہے اور اپنا لباس بھی خاص کر رکھا
اور لہو اور رقص کا مشغلہ رکھتے ہین اور اپنے لئے ایک مرتبہ قرار دیا ہے
اوسکے جواب مین امام حلوائی نے کہا کہ بہتان باندھے اونہون نے خدا پر
جھوٹ کا پھر لوگون نے پوچھا کہ اگر یہہ لوگ راہ مستقیم سے پھرے ہوئے ہین
تو یہہ شہر سے نکال دیئے جائین جس سے عام لوگ انکے فتنے سے بچین فرمایا
کہ دور کرنا ایذی اولی اور بہتر ہے صیانت سے اور مثال اسکی دیانت
سے یہہ ہے کہ برے کی اچھے کا تمیز ہونا اولی اور بہتر ہے اور یہہ سب روایتین
منقول ہین اوس رسالہ سے جسکو عالم فاضل مولانا فرخ سیر ہندی نے اس
باب مین تالیف کیا ہے مگر روایت معدن اور ہدایہ کی کہ ان روایت کو
انہین کتابون سے مین نے نقل کی ہے کہا مولانا ممدوح نے اوسی رسالہ
مین کہ حرمت غنا پر ستہتر علما کا اتفاق ہے اور اوسی رسالہ مین تفصیل وار
اسما اون علما کے بیان کیا اس جگہ بخوف تطویل مینے انکا نام نہین لکھا

رسالہ بیع کنیزان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غلام لونڈی باعتبار ملک اور عدم ملک کی چہہ قسم ہین اول وہ ہین کہ مسلمان دار الاسلام سے دار الحرب مین جاکر کفار حربی خواہ مرد ہون یا عورت صغیر ہون یا کبیر گرفتار کرکے دار الاسلام مین لے آوین یا کفار حربی دوسرے ملک کفار حربی سے گرفتار کرکے لے آوین ان دونون صورتون مین گرفتار کرنے والے مسلمان ہون یا کافر مالک ان غلام اور لونڈی کے ہو جائینگے اور بیع اور رہن اور ہبہ اور وطی بے نکاح جمیع تصرفات کے مالک ہو جاوینگے شرح وقایہ مین لکہا ہے کہ کفار جس وقت قید کرلین بعض اونکی نے بعض کو اور لیلیوین اونکے مال اور بعیر کو یا غالب ہو جاوین ہمارے مال پر اور لے جاوین اپنے شہر مین تو مالک ہو جاوینگے وہ ان پر اور مالک ہو جائینگے ہم ساتھہ غلبہ کے اون کے مال اور حر کے درمختار مین لکہا ہے کہ اگر کوئی کافر دوسرے کافر کو دار الحرب مین قید کرے اور مال اوسکا لیلے تو بہ سبب غلبہ کے مال مباح کا وہ مالک ہو جاویگا اور اگر یہہ مال ہمارے ہاتہہ لگے تو بہ سبب مباح ہونے اوسکے مال کے اوسکے ہم مالک ہو جائینگے دوسری قسم اسکی یہہ ہے کہ کفار حربی اگر اپنی اولاد یا کسی قرابتی کو فروخت کرے اور مسلمان اونکو اپنی جگہ مین خرید لیوین دار الاسلام ہو یا دار الحرب اس قسم مین علما کا اختلاف ہے یعنی اختلاف اس امر مین ہے کہ اس قسم کی کنیز شرعا لونڈی ہو سکتی ہے یا نہین اصح اور اقوی

دلیل یہہ ہے کہ اس قسم کی کنیز لونڈی ہو سکتی ہے اسکی بیع
اور ہبہ اور رہن اور وطی بے نکاح اس سے جایز ہے چنانچہ
یہہ امر دلیل صحیح سے ثابت ہے لیکن بعضون نے اس قسم کا
کنیز کے بارہ مین یہہ شرط لگائی ہے کہ یہہ کنیز اوس صورت مین
کنیز ہو سکتی ہے جب کفار حربی اپنی اولاد اور قرابتی کو فروخت
کرے اگر اون کے یہان اسکا رواج ہو ورنہ یہہ بیع درست نہین
اور بعضون کے نزدیک یہہ شرط نہین ہے غرض کہ اس قسم کی
شرط اگر متحقق ہوجاوے توفبہا ورنہ انکے حکم رقیت کے لئے
ان کے رواج کا کوئی اعتبار نہین اسواسطے روایت ارجح اور اقوی
سے یہہ امر ثابت ہے کہ حربی دارالحرب مین حکم حطب اور صید کا رکہتے
ہین حطب اور صید جسکے ہاتھ لگ جاوے وہ مالک ہو ہی جاتا ہی غرضکہ اس
قسم کے کفار حربی جو کوئی پکڑ لے وہ مالک ہو جاتا ہے لیکن استیلا اور غلبہ اور
انتقال دارالحرب سے طرف دارالاسلام کے شرط ہے چنانچہ ہدایہ وغیرہ کتب
سے یہہ امر واضح ہے کہ ملک ثابت ہوتا ہی بعد احراز دارالاسلام کے اور
استیلا ثابت ہونے اسیر بید حافظہ اور ناقلہ کے اگر کوئی مسلم دارالحرب مین امن
لیکر داخل ہوا اور وہان سے کسی حربی کو دارالاسلام مین جبراً خرید لایا تو وہ اوسکا
مالک ہوجائیگا لیکن اکثر مشایخ کا یہہ قول ہے کہ دارالحرب مین اوسکے خریدنے سے
مالک نہین ہو سکتا ہی اور کرخی رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ اگر یہہ بیع حربی کے یہان جایز ہی
تو یہہ بیع جایز ہی اور جو انکے یہان یہہ بیع ناجایز ہی تو یہہ بیع جایز نہین ایسا ہی محیط مین لکہا
ہی اس عبارت نہین اسکی طرف اشارہ ہی کہ کفار دارالحرب مین حر ہین حالانکہ ایسا نہین بلکہ
دارالحرب مین بہی وہ غلام ہین اور جو انپر کوئی بادشاہ نہین ہے تو حکم اونکا جیسا کہ عتاق ...

وغیرہ کتب مین ہی اور ایسا ہی جامع الرموز مین بہی لکہا ہی اور جو داخل ہو دار الحرب مین اور خرید او سکا ان اپنی مین یا بیٹی کو اگر یہ حکم اونکے بیان درست ہی تو خیر او راگر نا جائز ہے تو خریدنا اوسکا نہین جائز ہی ایسا ہی کتاب البیع ملتقط مین لکہا ہی تیسری قسم یہہ ہے کہ کنیزک کی اولاد بہی مملوک ہو جاتی ہین جیسا کہ اونکی ماں مملوک ہوتی ہین اسلئے کہ کتب فقہ مین لکہا ہی کہ ولد تابع ہی ماں کی حریت اور رقیت مین لیکن یہہ اوس صورت پر ہی کہ یہہ ولد مالک یا ذی رحم مالک سے پیدا نہو اسواسطے اگر ان دونون سے پیدا ہوگا تو آزاد ہو جائیگا بموجب حکم حدیث کے یعنے اگر کوئی اپنے ذی رحم کو خرید لے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔

چوتہی قسم اسکی یہہ ہی کہ کفار ذمی یعنی پادشاہ اہل اسلام کے ہون اور وہ اپنی اولاد یا کسی قرابتی کو فروخت کرین اور انکو مسلمان خرید کرین یا حربی کسی ملک دار الاسلام سے گرفتار لاے جاوین تو انپر ملک ثابت نہین ہو سکتی اور نہ یہہ غلام لونڈی مین داخل ہو سکتے ہین اسلئے کہ یہہ سب دار الاسلام مین حر ہین پس جسصورت مین یہہ لوگ دار الاسلام مین حر قرار پا چکے تو انپر ملک کسی مسلمان یا کافر کی ثابت نہین ہو سکتی چنانچہ در المختار کے باب الاستیلاء مین لکہتے ہین اگر اہل حرب ذمی کو گرفتار کرکے لاوین دار الاسلام سے تو اونکے مالک نہین ہو سکتے اسواسطے کہ ذمی دار الاسلام مین حر ہین۔

پانچوین قسم اسکی یہہ ہے کہ جاریہ مجہولۃ الحال ہو معلوم نہین کہ اہل حرب سے ہے یا ذمی سے اگر یہہ جاریہ صغیرہ ہے یعنی حد بلوغ کو نہین پہونچی تو اس صورت مین قول قابض کا معتبر ہوگا اور جو بالغہ ہے تو قول اوس بالغہ کا معتبر ہوگا چنانچہ یہہ امر روایات اشباہ و انظار سے معلوم ہوتا ہے یعنی اگر جاریہ صغیرہ مجہول ہے تو حال اوسکا رجوع ہوگا طرف صاحب ید یعنی قابض کے اور اگر وہ کبیرہ ہے تو فیصلہ اوسکے اقرار کے موجب ہوگا اور جو اوسکا حال معلوم ہے تو اسمین کوئی

[illegible] نہین ہے [illegible] تعزیہ کے موجب ہوگا جیسا کہ قسم اسکی یہ ہے
[illegible] حالت [illegible] اولاد کسی کے ماتم وزینت کرین
[illegible] صورت مین [illegible] کو بنانا جائز نہین ہے اگرچہ فساد دین
[illegible] مین [illegible] شرعی کے ہین ایسی روایتون پر فتوی
[illegible] اسلئے کہ [illegible] بلکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ
[illegible] کوئی اگر اس قسم کی صورت رکھتا ہے تو بدون
[illegible] واللہ اعلم ۔

[illegible] کثرت اللہ تعالی اس صورت مین کہ تعزیہ
[illegible] صورت قبور اور علم وغیرہ کا جائز ہے یا نہین
[illegible] تعزیہ [illegible] اور بنانا تعزیہ اور صورت قبور وغیرہ کا
[illegible] ہے [illegible] سے مراد یہ ہے کہ ترک لذائذ اور
[illegible] صورت محزونون اور غمگین بنا دے یعنی مانند صورت زنان
[illegible] مرد کسی [illegible] شرع سے ثابت نہین ہے مگر عورت
[illegible] اپنے زوج کے چار مہینے اور دس دن سوگ آیا ہے سوا ے
[illegible] تین روز اگر ترک زینت وغیرہ کرے تو
[illegible] تین دن کے جائز نہین چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ جائز نہین کسی
[illegible] خدا اور دین آخرت پر ایمان رکھتی ہے سوگ کرے کسی میت کا
[illegible] زیادہ مگر اپنے زوج کی موت پر چار مہینے اور دس دن [illegible] سوگ
[illegible] روایت کی اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور نیز تعزیہ داری
[illegible] بسبب [illegible] بنانا تعزیہ اور صورت قبور وعلم
[illegible] بدعت [illegible] نہین [illegible] سینہ [illegible]

سیئہ کا حال یہہ ہے کہ حدیث مین وارد ہے یعنی ہمارا کام یہہ ہی جو دین مین نئی بات نکالی جاوے اور یہہ سب بدعت اور گمراہی ہے روایت کی اسکو مسلم نے اور بدعتی جو اس قسم کی بدعت اختراع کرتے ہین اونکا حال یہہ ہے کہ جو کوئی اس قسم کی بدعت اختراع کرے اسپر خدا کی لعنت ہے اوسکی عبادت فرایض اور نوافل درگاہ الٰہی مین مقبول نہین جیسا کہ حدیث مین وارد ہے کہ جو کوئی مدینہ مین نئی بات نکالے یا کسی بدعت کو جگہ دیوے اسپر خدا اور ملائکہ اور سب لوگونکی لعنت ہے خدا اوسکی عبادت نہین قبول کرتا ہے روایت کی ابن ماجہ کو طبرانی نے ابن عباس سے اور بزار نے ثوبان سے اور بہی حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی نئی بات دین مین پیدا کرے اور وہ شریعت سے نہین ہے تو وہ باطل ہے روایت کی اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد وابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور نیز حدیث مین بدعتی کے یہہ حدیث وارد ہے کہ جس نے نئی بات دین مین نکالے اوس سے خدا اور خدا کا رسول راضی نہ ہوگا گناہ اسکا مثل عمل کرنے والے کے ہوگا روایت کی اس حدیث کو ابن ماجہ نے عمر بن عوف اور بلال بن حارث سے ۔

سوال ۔ مجلس تعزیہ داری مین بہ نیت زیارت و گریہ و زاری حاضر ہونا اور ایسی مجلس مین شریک ہوکر مرثیہ اور کتاب سننا اور فاتحہ اور درود پڑھنا جایز ہے یا نہین ۔

جواب ۔ مجلس تعزیہ داری مین بہ نیت زیارت اور گریہ و زاری کے حاضر ہونا جایز نہین ہے اسواسطے کہ مجلس تعزیہ داری جائے زیارت نہین ہے کہ اوسکے لئے حاضر ہونا موجب نیکی ہو بلکہ یہہ کہنا چاہئے کہ ہاتھ سے بنائے ہین قابل انہدام ہین نہ لایق زیارت چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی دیکھے

غرض جسکو کوئی چیز خلاف شرع معلوم ہو چاہیے کہ اسکو دور کرے اور اگر ہاتھ سے نہ ہٹا سکے تو زبان سے منع کرے ایسا اگر نہ ہو سکے تو
کرے اور اگر ہاتھ سے نہ ہٹا سکے تو زبان سے منع کرے ایسا اگر زبان سے بھی منع
کر سکے تو اپنے دل سے برا جانے لیکن یہ ضعیف تر درجہ ایمان کا ہے اور مجلس
تعزیہ داری میں جا کر مرثیہ اور کتاب سننا بھی جائز نہیں اسلیئے کہ مرثیہ اور کتاب میں
احوال واقعی نہیں ہوتا بلکہ جھوٹ اور افترا اور رقت بزرگوں کی ہے بس سننا
اسکا بلکہ جانا بھی ایسی مجلس میں روا نہیں چنانچہ حدیث شریف میں ممانعت وارد
ہوئی ہے خصوصاً اور بیچ مرثیوں کے لیئے ابی اوفی روایت کرتے ہیں کہ منع
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیون سے اور اسکو مرثیہ اور کتاب میں
احوال واقعی ہو تو سننا اسطرح مرثیہ اور کتاب کا فی نفسہ مضائقہ نہیں لیکن
ہیئات اجتماعیہ جیسے کہ مبتدع بناتے ہیں بنانی نہ چاہیئے کہ مشابہت قوم مبتدعہ
کے ساتھ ہوتی ہے اور انکی مشابہت سے احتراز اور اجتناب ضرور ہے کیونکہ حدیث
شریف میں آیا ہے جو کوئی مشابہت کسی قوم کی کرے پس وہ بھی انہیں میں سے
ہے اور اس حدیث میں یہی داخل ہے یعنی جو کوئی بھیڑ بڑھاوے کسی قوم کی پس وہ
بھی انہیں میں سے ہے اور جو کوئی راضی ہو کسی قوم کے عمل پر تو شریک ہے اس
کے عمل میں روایت کی اس حدیث کو داری نے ابن مسعود سے اور ایسے
ہی ہے کہ کہا سیوطی نے جمع الجوامع میں اور ایسی جگہ فاتحہ درود پڑھنا بھی درست
نہیں خصوصاً جو ایسی جگہ قابل ازالہ اور تدارک ہے اور نجاست باطنی
کا ازالہ بطریق اولی ضرور ہے پرہیز کرنی چاہیئے کہ نجاست ظاہری اور باطنی سے
بہت بڑی نجس ہے بلکہ بدتر ہے واللہ اعلم اور مسعود نے کیا ملامت کیا جاوے
ہوگا ایسی جگہ اور جس جگہ کہ نجاست باطنی ہو وہ مقابل اسکے ملامت کیا جاوے
ملامت اور [illegible]

سوال بدون بنانے قبر و تعزیہ فقط اوس مکان مین جہان کہ تبرک صحیح مثل موے مبارک کے رکہا ہوا ہو تو ایسے مکان کو مجلس گریہ ترتیب دینا اور اخبار اور احادیث صحیحہ شہادت جناب سید الشہدا کا ذکر کرکے گریہ و زاری کرنا اور ختم کلام اللہ کرنا اور پنج آیتون کا پڑہنا اور فاتحہ درود پڑہکر بیانہ دینا جایز ہے یا نہین ۔

جواب بدون بنانے تعزیہ وغیرہ کے فقط اوس مکان مین کہ تبرک صحیح مثل موے مبارک کے رکہا ہو مجلس گریہ و زاری کی مرتب کرنا اور وہان فاتحہ درود پڑہنا یہ بہی جایز نہین اسلئے کہ یہ بہی بدعت سیئہ ہے اور فقط ذکر کرنا احادیث صحیحہ شہادت کا اور ختم کلام اللہ وغیرہ پڑہنا مضائقہ نہین اور تبرک صحیح مانند موے مبارک کے اکثر جاے صحت کو نہین پہونچا پس تبرک ہونا اوسکا بنا بر اوہام عوام کالانعام کے ہے اوسکو تبرک جاننا نہ چاہیئے جب تک کہ تبرک ہونا اوسکا ثابت نہوا اعتقاد اوسکی صحت کا نکرنا چاہیئے اور جب تبرکیت اوسکی مفقود ہوی محض مجلس گریہ و زاری کی کرنی رہی اور وہ مجلس مرتب کرنی فقط واسطے گریہ و زاری کی سلف سے منقول نہین ہوی اور اگر تبرک صحیح مثل موے مبارک وغیرہ کے کہین پیدا ہو تو اوسکی زیارت کیلئے جانا مضائقہ نہین ۔

سوال عشرہ محرم مین ترک زینت و لذت کا کرنا اور صورت محزون اور غمگین مثل ماتم زدون کے بنانا جائز ہے یا نہین ۔

جواب ترک کرنا زینت اور لذات کا مثل نہ کہانے پان اور گہی اور گوشت وغیرہ کے نہین درست جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ۔

سوال مدد و اعانت تعزیہ داری وغیرہ کی کرنی اور خود بیا من خاطر یا باس خاطر قرابتی یا بسبب ہمسائگی اور ہمخانگی اور تعزیہ داری مین اسباب مستعار دینا جایز ہے یا نہین ۔

جواب [illegible] ہو [illegible] وغیرہ میں [illegible]
قرابت یا بسبب ہمسائیگی اور ہمسائگی [illegible]
دینا جایز نہیں اسلئے کہ اعانت معصیت پر ہوتی ہے اور اعانت [illegible]

سوال جو کوئی مرثیہ اور کتاب اور نوحہ خوانی کرے خواہ اجرت [illegible]
اجرت اوسکے لئے شرعا سے کیا حکم ہے۔

جواب مرثیہ خوانی اور کتاب خوانی بہی جایز نہیں کہ اکثر احوال غیر واقعی
اور آنحضرت نے مرثیہ سے منع بہی کیا ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اسیطرح
نوحہ بہی گناہ کبیرہ ہے کہ حدیثون مین وعید آیا ہے اسپر کہ لعنت کی رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت نوحہ کرنیوالی اور سننے والی پر اور اجرت
مرثیہ خوانی وغیرہ پر حرام ہے اسلئے کہ قاعدہ شرع کا ہی کہ اجرت یعنی معصیت کا
درست نہین جیسے کہ مزامیر و غنا کہ حرام ہین اور اجرت لینی بہی اون پر حرام ہے
اسیطرح ان چیزون پر بہی حرام ہے۔

سوال مہندی کہ شب یازدہم ربیع الثانی مین روشن کرتے ہین اور منسوب
بجناب حضرت سید عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کرتے ہین اور نذر
نیاز او سپر ادا کرتے ہین اور فاتحہ وغیرہ بہی پڑہتے ہین یہ جایز ہے یا نہین

جواب روشن کرنا مہندی حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
کا بدعت سیئہ ہی جیسے خرافات اور قباحت تعزیہ داری مین ہین وہ [illegible]
مہندی کی نسبت بہی متصور ہے اور فاتحہ پڑہکر ثواب روح طیبہ پر پہونچانا
فی نفسہ جایز ہی لیکن مہندی پر فاتحہ درود پڑہنا بے ادبی سے خالی نہین
نذر غیر خدا اپنے اوپر لازم کرنا درست نہین جیسا کہ حدیث شریف
مین آیا ہے یعنے نذر نہ مانا کرو اسلئے کہ نذر سے [illegible] تقدیر نہیں [illegible]

لیکن اس سے اتنی بات ہوتی ہے کہ اسکے ذریعہ سے بخیل سے کچھہ نکالا جاتا ہے
سوال ہندی بدعت حسنہ ہے یا سیئہ اگر سیئہ ہے تو سب برابر ہین یا کچھہ فرق
ہے اور اسکی برائی حد حرمت کو پہونچتی ہے اور فاعل اوسکا مرتکب کبیرہ کا ہے
یا مکروہ کا یا فاعل اوسکا مرتکب صغیرہ کا ہے۔
جواب یہہ تمام امور بدعت سیئہ ہین اور تفاوت امور بدعیہ مین اعتبار
مفسدہ کے ہے جس بدعت مین کہ مفسدہ زیادہ تر ہوتا ہے برای اوسکی زیادہ
ہوتی ہے اور جس بدعت مین کہ مفسدہ کم ہوتا ہے برای اوسمین کمتر ہوتی ہے
اگر مرتکب بدعت بدعت کو نیک سمجھتا ہے اور قربت خدا کے اوسمین جانتا ہے
تو مرتکب اوسکا خارج دائرۂ اسلام سے ہے چنانچہ حدیث شریف سے کتاب
ابن ماجہ مین وارد ہے معلوم ہوتا ہے یعنی روایت ہے حذیفہ سے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ بدعتی کا روزہ اور نہ نماز و صدقہ و حج
او عمرہ اور جہاد اور فرض اور نفل نہین قبول کرتا ہے بلکہ وہ اسلام سے نکلجاتا
جیسے کہ بال گندہے ہوے آٹے مین سے نکلجاتا ہے بدعتی عام ہے اعم ازین کہ
بدعت کو احداث کیا ہو یا اوسکو پسند کرتا ہو اور حدیث ابن ماجہ مین یہہ بھی
آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی اللہ اوسوقت تک نہین
قبول کرتا ہے عمل صاحب بدعت کا جب تک کہ اوسکو ترک نکرے مرتکب بدعت
کو ضال فرمایا ہے حدیث مین اگر ضلالت اوسکی اس حد کو پہونچے کہ اوسمین
وعید نار آیا ہو تو وہ شخص مرتکب کبیرہ کا ہے ورنہ صغیرہ کا اور یہہ فرق اسصورت
مین ہے کہ بدعت کو اچہا سمجہے یعنی اچہا سمجہنے والا کافر ہوتا ہے دونو صورت مین
جیسا کہ اوپر صریح فرمایا ہے کہ اگر مرتکب بدعت بدعت کو نیک سمجھتا ہے اور قربت
خدا کی اوسمین جانتا ہے تو مرتکب اوسکا خارج دائرہ اسلام سے ہے۔

سوال تعزیہ وغیرہ کے نیچے شیرینی و نیاز کا کھانا لا کر رکھتے ہیں فاتحہ دیتے ہیں اور شب عاشورہ میں حلوے کی قابیں نیچے ضرائح اور تعزیہ کے رکھتے ہیں اور صبح کو تبرکاً اوسکو تقسیم کرتے ہیں یہ سب افعال جائز ہیں یا نہیں ۔

جواب حلوا وغیرہ جو تعزیہ وغیرہ کے آگے لاتے ہیں اور اوسپر نیاز دیتے ہیں اور رکھا رہنے دیتے ہیں اور شب عاشورہ کی قابیں حلوے کی تعزیہ کے تخت پر رہنے دیتے ہیں اور صبح کو اوٹھا کر تقسیم کرتے ہیں بسبب لیجانے اوسکے آگے یعنی تعزیہ وغیرہ کے بلکہ آگے قبور حقیقیہ کے بھی مشابہت ساتھ کفار اور بت پرستوں کے ہوتی ہے اور اسی جہت سے اسمیں کراہت پیدا ہوتی ہے ۔

بیان ماخذ مذاہب ائمہ اربعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم وعلی آلہ وصحبہٖ ذوی الفضل الجسیم ؛

حمد وصلوٰۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آل اور اصحاب صاحب فضیلت
کے بعد یہ بات جان تو خدا تجپر رحم کرے کہ ائمہ مجتہدین جو بحث کرنیوالے
دلائل شرعیہ اور اوسکے ماخذ کے ہین جبکہ اونہون نے احادیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے متعارض اور آثار صحابہ اور تابعین کے مختلف اور وہ
عام ماخذ ہے اور اکثر اختلاف اوسکے احکام مین دیکھا تو نہایت متحیر ہوے
بہ سبب دریافت کرنے اس تعارض اور اختلاف کے اونکی رائین مختلف
ہوئین پس اختیار کیا امام مالک رح نے ایک طریقہ کو بسبب مضبوط ہونے اوسپر
اہل مدینہ کے اسلئے مدینہ بیت رسول ہے اور وطن ہے خلفاء راشدین کا
اور مسکن ہے اولاد صحابہ اور اہل بیت کا اور وحی اوترنے کی جگہہ اور اہل مدینہ
زیادہ تروحی کی معنی جانتے ہین پس جو حدیث اور آثار مخالف اون کے عمل کے
ہین اونکا منسوخ ہونا ضرور ہے یا وہ مأول ہے یا مخصص یا محذوف القصہ ہے
اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اوس طریقہ کو اختیار کیا جس پر مضبوط پایا
اہل حجاز کو اور مشغول ہوے ساتھ اسکے درایت سے اور قیاس کئے
بعض روایت کو ایک حال پر اور بعض کو دوسرے حال پر اور مسلک
تطبیق جہانتک ممکن ہوا اختیار کیا پہر جب مصر اور عراق کی طرف گئے اور

بہت سی روایتین اون شہرون کے فقہاء ون سے سنین تو بعض ان روایتون کو اہل حجاز کے عمل پہ ترجیح دیئے اور دو قول اپنے مذہب مین بیان کئے ایک قدیم دوسرا جدید ۔ اور امام احمد حنبل نے اوس طریقہ کو اختیار کیا جس سے جاری کرین اوس حدیث کو اوسکی ظاہری حالت پر لیکن خاص کیا ساتھ مواد وارد کے کہ معہ اتحاد علت کے اور اپنے مذہب کو اوپر خلاف قیاس کے جاری کیا اور اختلاف حکم کو مع عدم تفارق کے اسواسطے نسبت کیا اپنے مذہب کو طرف ظاہریہ کے ۔ اور اختیار کیا امام ابوحنیفہ اور اسکے تابعین رحمہم اللہ علیہم نے اوس طریقہ کو جس سے ایک امر صریح ظاہر ہے اور اوسکا بیان یہہ ہے کہ جیسا ہمنے شریعت مین تتبع کیا تو دو قسم کے احکام پایے ایک تو وہ قسم ہے جو کہ ایک قواعد کلیہ منتظمہ ہے جیسا کہ ہمارا قول ہے کہ نہین اوٹھاتا ہے کوئی بوجھ دوسریکا اور جیسا کہ غنم ساتھ غرم کے ہے یا جیسا کہ خراج ضمانت سے ہے یا اعتاق مین احتمال ہے کہا ہے فسخ کا یا ایجاب و قبول سے بیع تمام ہو جاتی ہے اور بینہ یعنے گواہ واسطے مدعی کے اور حلف منکر پہ ہے ایسی مثالین بہت ہین دفعت وادرت فی حوادث جزئیۃ واسباب مختصۃ کے بنا بمنزلہ الاستثناء من تلک الکلیات فالواجب علی المجتہد ان یحافظ علی تلک الکلیات اما احکام المخالفۃ لا ندری اسبابہا مخصصا علی الیقین فلا یلتفت الیہا اور دوسری قسم حوادث جزئیہ اور اسباب مختص ہین وارد ہین وہ ان کلیات سے بمنزلہ استثناء کے ہے لیس مجتہد پر واجب ہے کہ ان کلیات کی حفاظت کرے اور ماسواے ان کلیات کے ترک کرے اسواسطے کہ شریعت اور حقیقت عبارت ہے ان کلیات سے جو احکام مخالف ہین جنکے اسباب اور مختصات کو یقینا نہین معلوم ہین اونکیطرف

تعاملت نکرنا چاہیئے مثال اسکی یون سمجہنا چاہیئے جیسا کہ شروط فاسدہ سے
بیع باطل ہو جاتی ہے یہہ ایک قاعدہ کلیہ ہے اور جو کہ قصۂ جابر کا وارد ہے
اونکی کیفیت یہہ ہے کہ جابر نے دو اونٹ مدینہ تک دو سوار یونکے لئے
خریدے پس اسصورت مین اونٹ کی بیع قصۂ شخصیہ جزئیہ ہے یہہ معارض
نہین ہو سکتا ہے اس قاعدہ کلیہ کے بالیے حدیث مصرطہ کی معارض نہین ہو سکتی
ہے جو کہ ثابت ہے قطعاً شرع سے اور اس قسم کو مسایل بہت ہین اس
بیان سے عمل اون حدیثون کا ثابت ہوا جو کہ وارد ہوے ہین اس طریق جزئی
پر لیکن وہ لوگ پروا نہین کرتے ہین اوس سے بلکہ شمار کرتے ہین اجتہاد
اور محافظت کو اوپر کلیات کے اور درج کئے جزئیات کو ان کلیات مین
جہانتک کہ ہو سکیگا اور یہہ کلام اجمال اسکی تفصیل طویل ہے نہین گنجایش ہے اس
وقت اوسکی تفصیل کے حکایت طاہر خمی کی برہان شاہ کے ساتہہ کہ جب
مذہب امامیہ کی دعوت کی اور کہدیا تہا کہ اگر تو اثنا عشری مذہب اختیار
کریگا تو تیرا بیمار لڑکا اچہا ہو جاے گا پہر برہان شاہ رسالت مآب صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین دیکہا کہ حضرت نے فرمایا تیرا لڑکا اچہا ہو گیا
طاہر کے کہے ہوے پر عمل کر اسکو تاریخ فرشتہ سے نقل کر کے اہل سنت
والجماعۃ سے اوسکی جواب کی درخواست کی اسکا پہلا جواب یہہ ہے کہ
یہہ سوال اور اشکال کئی مرتبہ فقیر کے سامنے کیا گیا انکے جواب مین کئی تحریرین
ہو چکین جو مجکو نہ اسوقت یاد نہ میرے پاس اونکی نقل موجود لیکن اسوقت
مین اس اشکال کے حل مین اوس نہج سے لکہا جاتا ہے جو کافی ہو بلکہ اس
قسم کے کئی اشکال جو واقع ہوا کرتے ہین اونکو دور کر دے اور اس اشکال
کے کہول دینے سے پہلے ایک مقدمہ یاد رکہنا چاہیئے اوسکی بعد حل اشکال

الالیف متوجہ ہونا چاہیے وہ مقدمہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک علم کے تین سبب ہین ایک حواس سلیمہ دوسرے سچی خبر تیسرے عقل اور الہام ہمارے نزدیک اسباب علم مین سے نہین جس سے کوئی چیز صحت پاوے عقائد نسفیہ اور اوسکی شرح مین ایسا ہی لکھا ہے فقہا نے کہا ہے شریعت کے چار ادلہ ہین کتاب سنت اجماع قیاس حاصل یہ ہے کہ الہام اور کشف اور رویا جو الہام و کشف دونون سے زیادہ ضعیف ہے نہ احکام شرعیہ کی دلیل ہو سکتی ہے نہ امور واقعیہ کی دلیل ہو سکتی ہے بلکہ الہام اور کشف اور رویا اسوقت مین ان ادلہ اربعہ شرعیہ مین سے کسی کے معارض پڑے ہے تو اوسکو رد کر کے انہین دلائل ہفتگانہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کیونکہ الہام اور کشف اور رویا مین احتمال ہے کہ دیکھنے والے اور نقل کرنے والے نے غلطی کی ہو اور دیکھنے اور نقل کرنے والے کی اکیلے ہونے کے سبب سے اوس کا تدارک نہین ہو سکتا اور دلایل ہفتگانہ مین غلط فہمی کا احتمال ضعیف ہے کیونکہ یہان تامل کرنے والون اور تحقیق کرنے والون اور غور کرنے والون کی کثرت کے سبب سے اوسکا تدارک بہت اچھی طرح ہو سکتا ہے اور اسی قاعدہ کی بنا پر شیخ عزیز الدین بن عبد السلام مقدسی جو مشاہیر علما سے شافعیہ سے مین اور قواعد کبرے اور دوسرے مفید تصانیف کے مصنف ہین اونہون نے جبکہ ایک شخص سے یہ بات سنی کہتا تھا کہ مین اپنی لڑکیون کے کار خیر مین پریشان تھا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا فرماتے ہین کہ فلان جگہ پر ایک خزانہ دفن ہے اوسے کھود کر نکال لے اور پانچوان حصہ زکوۃ کا ادا نہ کر بلکہ سب کا سب اپنے خرچ مین لا تو حکم دیا کہ اوس خزینہ کا خمس ادا کرے اسواسطے کہ زکوۃ میز پانچوان حصہ ہے یہ حدیث صحیح مشہور ہے

جسکو روایت کرنے والون نے حالت بیداری اور کمال حواس مین سنکر نقل کیا ہے اور اس شخص نے نیند کی حالت مین سنکر نقل کیا جو بالکل غلط اور مظنہ غلط فہمی کی حالت ہے یہہ اعتماد کے قابل نہین ونیز شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی نے اپنے بعض رسایل مین لکہا ہے کہ فلان سال کے اندر مکہ اور مدینہ مین ایک استفتا کیا گیا تہا اوسکی صورت یہہ تہی کہ ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکہا فرماتے ہین کہ تو شراب پی لے اب اوس شخص کو کیا کرنا چاہیئے شراب پیئے یا نہ پیئے پس وہان کے علما نے صاف یہی جواب لکہا کہ شراب کی حرمت مین نصوص قطعیہ وارد ہین اور یہہ خبر احاد غفلت اور نیند اور مظنہ غلط فہمی کی حالت کی ہے پس اسپر عمل کرنا جایز نہین بلکہ ظاہر یہہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو شراب پی لے نہ کہا ہوگا بلکہ تو شراب مت پی کہا ہوگا اس شخص نے مت پی کو پی سمجہا اس دلیل سے کہ حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے سنا کہ میت کے لوگ اوسپر روتے ہین تو اوس رونے سے تکلیف ہوتی ہے یعنی اوسکو قبر مین انکے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو فرمایا اللہ ابو عبد الرحمن پر رحم کرے یعنی عبد اللہ بن عمر پر کہ اونسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جہوٹ نہین باندہا بلکہ غلط سمجہا آنحضرت ایک یہودیہ پر گذرے اوسپر اوسکے لوگ روتے تہے فرمایا اس یہودیہ پر عذاب ہوتا ہے اور اوسکے آدمی اوسپر روتے ہین مجرد مقارنت سے اوسکو سبب سمجہنا غلط فہمی ہے اسی طرح حدیث کی روایت کرنے والون سے سننے اور سمجہنے مین غلطی ہوجاتی ہے لیکن جب کہ احادیث مشہورہ متعدد طور سے وارد ہوتی ہین تو روایتون کی اوس غلطی کا بہت جلد تدارک ہوجاتا ہے بخلاف نیند کی حالت کے کہ حدیث منافی سکے

سننے مین ایک ہی شخص موجود ہوتا ہے وہ بہی کیا خواب کے نشہ مین مخمور
بہا اوسکی غلط فہمی کا تدارک کون کر سکتا ہے جب یہ مقولہ ممہد ہو گیا تو مین
کہتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برہان شاہ سے یہی فرمایا ہوگا کہ تیرے
لڑکے نے شفا پائی اور تیرا مطلب حاصل ہو گیا ظاہر کے کہے ہوئے پر عمل مت کر
اور اس شخص یعنے برہان شاہ کے مخیلہ مین جبکہ ظاہر کا قول سمایا ہوا تہا بمجرد اس
لفظ کے سننے کے اوسکو توہم ہوا کہ حضرت اوسکو امر فرماتے ہین حالانکہ حضرت
نے نہی کی اس حکایت کا تحقیقی جواب یہی ہے جو بیان ہوا اور بعضے علما نے اس
حکایت کا جواب دوسرا دیا ہے فقیر کو چندان پسند نہین اگرچہ اچہا ہے وہ بہی
ایک مقدمہ کی تمہید کو چاہتا ہے وہ مقدمہ یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی رویت واقعی اور حق ہوا کرتی ہے لیکن کبہی کبہی شیطان اور
جن اپنا آواز حضرت کے آواز سے مشابہ کرکے ایسا کہہ دیتا ہے کہ یہ شخص جانتا
ہے کہ آنحضرت نے کہا حالانکہ حضرت نے کچہہ نہین فرمایا اوسکی دلیل یہ ہے
کہ آنحضرت سورہ والنجم تلاوت فرماتے تہے جب اس آیہ افرایتم اللات والعزا
ومناۃ الثالثۃ الاخری تک پہونچے شیطان نے حضرت کے آواز سے اپنا آواز
مشابہ کرکے یہ عبارت پڑہ دی تلک الغرانیق العلی ومنہا الشفاعۃ ترتجی مشرک
اس آواز کو سنکر خوش ہو گئے اور مومنین غمگین وملول تو یہ آیتہ نازل ہوئی
ومارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ الخ
جو سورۂ حج مین ہے پس جبکہ نغمہ آنحضرت کی بیداری مین حکایت کر لینا وقوع
مین آگیا ہو تو برہان شاہ کے گمراہ کرنے کے لئے اگر خواب مین شیطان نے
ایسا کیا ہو کیا تعجب ہے ۔ تیسرا جواب مولانا عبدالقادر کا یہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین نہی فرمایا کہ ظاہر کے کہے پر عمل کر

یہہ تو نہین فرمایا کہ ظاہر کی مرضی پر عمل کریا ظاہر جو تجویز کرے اوسپر عمل کر ظاہر نے تعلیق نذر کے وقت یہی کہا تھا کہ مذہب دوازدہ امام کو اختیار کر اور بے شبہ دوازدہ امام کا مذہب باجماع اہل سنت حق ہے اور انکا طریق سلوک وعبادت مین تمام اہل دنیا کے نزدیک مقبول بلکہ صوفیہ کے اکثر طریقون کا استناد انہین کی طرف ہے جس مذہب دوازدہ امام سے سلوک طرق صوفیہ کی طرف اشارہ ہے جو باطن کی نورانیت کو ظاہری عبادت کے ساتھہ جمع کرتا ہے اور ظاہر کا جو مقصود تہا یا آئندہ جو ظاہر کہے اور تجویز کرے وہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر مین داخل نہین - چوتھا جواب یہہ ہے کہ یہہ خواب جس تقدیر پر کہ ہے بجا مان لین اور جو کچھہ کہ دیکھنے والے نے سنا اور سمجہا صحیح سنا اور سمجہا اسے تسلیم کرلین تو مذہب امامیہ کی حقیت پر دلالت کرتا ہے اور بہت سے خواب بہت سے کشف جماعۃ کثیرہ اولیاے سنت کی جو کشف رای وکشف کرتے ہین ید طولی رکھتے ہین اور ہزارون بار اونکے سچے خواب اور اون کے سچے کشف تجربہ مین آئے مذہب امامیہ کے بطلان پر ناطق ہین اگر انکے تمام خوابون اور کشف کو ایک خواب پر ترجیح نہ دون البتہ تعارض حاصل ہوگا اور جب دلیلون کا تعارض واقع ہوتا ہے تو دونون ساقط ہوجاتے ہین اسوقت مین دوسرے دلایل کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اور اجماع امۃ اور سچی خبرون اور عقل کی طرف رجوع کرنا واجب ہوتا ہے انہین سے مقصود پورا ہوتا ہے - پانچوان جواب مولانا رفیع الدین مرحوم کا یہہ ہے کہ حدیث مین وارد ہوچکا جسنے خواب مین مجھے دیکھا پس البتہ اوسنے مجھی کو دیکھا اسواسطے کہ شیطان میری صورت پر ہرگز نہین آسکتا یہہ تو نہین فرمایا شیطان میرا نام رکھکر نہین آتا اور یہہ بھی

نہین فرمایا کہ میرے منصب نبوت کا مدعی نہین ہوتا اسیواسطے بعض محققین نے حدیث مین جو صورت آئی ہے اوسکی نسبت کہا مراد اس سے خاص وہ صورت ہے جو مدینہ منورہ مین مدفون ہے اور بعضے علمانے اون تمام صورتون کی تعلیم کی ہے جو نبوت کے وقت مین ہوئین اور بعضون نے اون تمام صورتون کے ساتھہ کہ جو زندگی بھر ہوئین اوس شخص کے قول کو مرجح و مقدوح رکہا ہے جو کہتا ہی ہر نیک و بد صورت مین رویت واقع ہوجاتی ہے اور یہ کیونکر مرجح و مقدوح نہو حالانکہ ہم خیال مین بہت سے غاوی و مغوی آدمیون کو اس اسم مبارک سے مسمی دیکھتے ہین ہر مذہب مین اور بہت سے آدمی اس نام کے جنہون نے نبوت کا دعوی کیا پس کیا تعجب ہے کہ شیطان اپنے کو کسی غاوی کو دکہاے اور دعوی نبوت کے وہم مین اوسے ڈال دے اسیواسطے اونہین اقوال اور افعال کی حاجت پڑی جو ثقہ لوگون کی زبان سے زندگی مین روایت کیا گیا پس شیطان نے قراین سے جان لیا تھا کہ اس بیمار کو بحران نام جیوسے فی الفور اس سے اچہا ہوجائیگا وقت کو غنیمت جان کر برہان شاہ کو بہکا دیا چونکہ برہان شاہ اس نکتہ سے خبردار نتھا صورت و شباہت کی تحقیق نکی اوسکی جال مین پہنسا حالانکہ صحابہ کرام مین مثلاً عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے جب کوئی ان لوگون کے آگے خواب مین حضرت کے جمال باکمال دیکھنے کا بیان کرتا تو یہہ اوس سے صورت کی تحقیق کیا کرتے تو برہان شاہ کی نادانی اور بیخبری نے شیطان کی دست درازی کو اور زور دیدیا اور اوسے گمراہ کردیا اوسکی اس خواب پر کوی اعتماد نہین فقط

شرح رویای مولانا شاہ عبد العزیز صاحب [illegible]

گذرے ہون گے کہ رجب کی ستائیس تاریخ مین جو [illegible] رات ہے فقیر نے خواب مین دیکہا ایک میدان مین [illegible] کہا ہے جسپر بہت سے نورانی آدمی لباس فاخرہ پہنے جناب حضرت امیر [illegible] کے قدم بر کنند کے منتظر بیٹھے ہین یہہ بات معلوم کرکے مین بہی اوس فرش پر بیٹھ گیا ناگاہ جناب حضرت امیر

قبلہ کی طرف سے دکہائی دیئے اور اس فرش کی طرف کو آئے سب لوگ تعظیم کے لئے
اوٹھ کھڑے ہوے اور لب فرش انتظار مین آکھڑے ہوے مین بھی بیچ فرش مین منتظر
کھڑا ہو گیا لوگون کے ہجوم کے سبب سے لب فرش تک نہ جا سکا حضرت امیر صفون مین
سے نکلتے ہوے میرے پاس آکر چار زانو بیٹھ گئے مین حضرت سامنے دو زانو ادب سے
بیٹھ گیا بہت الطاف فرمائے کسی سے بات نہ کی مجھ سے باتین ہوتی رہین مین نے وہ
وقت غنیمت جانا چند باتین جو اوس وقت ذہن مین آئین اونہین ظاہر کرکے جواب باصواب
حاصل کر لیا پہلے جو فرمایا یہ تہا مین نے سنا کسی شخص نے پشتو مین کوئی کتاب بنائی ہے
اوسمین کچھ میری تحقیر ہے تمہین اس بات کی خبر ہے یا نہین مینے عرض کیا بندہ زبان
پشتو نہین جانتا کہ ان لعنتون کی کتابون کے حال سے خبردار ہو بموجب ارشاد کے تحقیق
کرونگا پھر مینے عرض کیا فقہا کے مذہبون مین سے جناب کو کونسا مختار اور پسند ہے
فرمایا ہمکو کوئی مذہب پسند نہین یا ہمارے طور سے نہین افراط تفریط عمل مین لائے ہین
مینے عرض کیا اولیاء اللہ کے طریقون سے جناب کا کونسا طریق ہے فرمایا یہان بھی وہی
جواب ہے ہر ہر طریقہ مین ہمارے ناپسند چیزین مختلف طور سے بنائی ہین باوجود اسکے
ہمارے طور سے قصور رکھتے ہین اسواسطے کہ ہمارے زمانہ مین تین طریق شغل کے جو تقرب الٰہی
مین مفید ہوا کرتے ہین جاری تھے ذکر تلاوت قرآن نماز ان لوگون نے فقط ذکر کو شغل
مقرر کر لیا تلاوت قرآن اور نماز کو شغل نہین جانتے۔ پہر مینے عرض کیا تلاوت قرآن اور
نماز کو کیسے شغل کرنا چاہیئے تو شغل تلاوت قرآن و نماز کا طریق جناب حضرت امیر نے
القا فرمایا اور کچھ زبان سے بہی فرمایا لیکن زیادہ باطنی تاثیر مجھے معلوم ہوئی اور میری
باطنی حالت مین تغیر شدید پیدا ہو گیا جسکا بیان نہین ہو سکتا اوس وقت سے مین
اپنے باطن مین وہ امر بڑہا ہوا پاتا ہون۔ مینے عرض کیا ہر چند مجھے آپکا توسل بحمد اللہ
طرق و سلاسل سے حاصل ہے لیکن بلا واسطہ بیعت چاہتا ہون میرا ہاتھ اپنے ہاتھ مین

لیکن بیعت فرمائی اوسوقت میرے باطن مین اثر عظیم القا فرمایا مینے عرض کیا اکثر صحابہ خصوصاً
قریشیون نے آپسے جہگڑا کیا ہے اون کی حق مین کیا حکم ہے اور یہہ کیونکر تہا فرمایا تم اونسے
برادرانہ شکایت رکہتے ہین یا برادری شکایت رکہتے ہین اور دو مین مین یہہ شکر رنجیان
نہین نا سمجہہ لوگ اسسے دور دور رہے گئے اور بہت بڑہا دیا فقیر مینے عرض کیا فلان لوگ
اپنے کو آپکی اولاد سے سید شمار کرتے ہین فرمایا وہ ہماری اولاد سے نہین جہوٹ کہتے ہین
اوسکے بعد یکایک اوٹہکر اوسیطرف کو جلدی سے چلے گئے اور دوسرے لوگ جو انتظار مین
کہڑے ہتے حیرت کرتے رہے کہ کاش یہہ صحبت کچہہ اور بڑہ جاتی۔ **مکاتبہ** فقیر کے خواب کی
تعبیر اور اوسکی شرح لکہنے کے بعد اوسکے واقع ہونے نہونے سے استفسار کیا ہے اور واقع
ہونے کی صورت مین او سپر جو اشکال وارد ہوتے ہین اوسکا حال معلوم کیا ہے پس مخفی نرہے
کہ جس خواب کی نسبت فقیر کی طرف کیگئی اور جس طرح سے نقل کر کے بہیجا اوس کے صحیح ہونے مین
کوئی شبہہ نہین اور آپنے جو اشکال وارد کئے اوسکی جواب کا دو طریق ہین ایک اجمالی دوسرا
تفصیلی اجمالی یہہ کہ جو لوگ صحابہ اور تابعین شرف ملازمت حضرت امیر رضی اللہ تعالے عنہ سے
مشرف ہوے اور حضرت کا مذہب فقہی مسایل مین انہون نے معلوم کر لیا تہا ان لوگون نے
حضرت کے مذہب کا امور فرعیہ مین قطع اور یقین کر لیا اور جن لوگون نے بالمشافہہ
حضرت سے اونکا مذہب معلوم نہین کیا جبتو یکو واسطون کی طرف اونہین احتیاج ہوئی
اور وسایط کے واقع ہونیکی صورت مین عمال اور اعمال اور دوسرے قاعدون حدیث کی اثر
اور محرم کے نہج پر مقدم ہونے کی تنقید جو اپنی جگہ بیان کئے گئے ہین حتمی ہو گئے جیسا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کی حدیثون مین بہی وسایط اعمال کے واقع ہونے
سے ایسا ہی قاعدہ عمل مین آتا ہے اور ان قواعد کے اعمال کے بعد امر واقع کا جان لینا کوئی
لازمی نہین جایز ہے کہ کسی حدیث یا اثر مین اون سے جس امر کی اونکی طرف نسبت کی گئی ہو
وہی صادر ہوا ہو اور دوسرے حدیث یا دوسرے صحیح اثر مین رلوی سے بمقتضائے بشریت کوئی وہم

واقع ہوگیا ہو لیکن چونکہ مجتہد کو ان قواعد کے اعمال کی تکلیف دی گئی ہے نہ واقع کے ادراک
کی لہذا جائز ہے کہ ایک مجتہد حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے مذہب کو فقہ سے بعض مسائل مین
بعض وجوہ مثلاً راویون کے ضعیف ہونے کی بنا پر یا کسی حدیث صحیح کے کمال کے ساتھ اوسکے
خلاف پہونچنے سے اوسی چھوڑ دی حالانکہ حضرت امیر کا مذہب اوسے پہونچ گیا وہم
راوی سے پڑا ہو یا کسی مخصص یا منسوخ سے تو اصول سے مقرری قواعد برتنے جسکی مجتہد
کو تکلیف دیگئی اوسپر عمل کرنے سے مجتہد کو اجر ملیگا جب کہ اعمال قواعد کے بعد ظاہر مین دو متعارض
حدیثون مین سے ایک کے چھوڑ دینے مین معذور ہے اور دوسرے شخص نے حضرت امیر کے
مذہب کو بعض فرعیات مین علم کے کسی طریق سے جان لیا اور مجتہد مذکور کے مذہب کو مذہب
حضرت امیر کے خلاف جانا اوسکی بہی تحقیق ہوجائے گی اور دونون پر سے طعن اوٹھہ جائے گا
اب رہا تفصیلی جواب اوسمین مین کہتا ہون کہ اس اشکال کا پیدا ہونا دو امر سے ہے ایک تو
بعضے لفظون کی نقل کرتے ہین ناسخ کی تحریف دوسرے ناظرین کا عبارتون مین خوب
غور نکرنا اور بعضے ظاہر الفاظ پر مواخذہ کر بیٹھنا امر اول کا بیان یہ کہ ناقل شرح ہدیا نے
لفظ ذکر جو دو جگہ پاس پاس مذکور ہوا اوس سے پہلے کو مناسبت صوری کی وجہ سے لفظ
اکثر سے تحریف کرکے بدل ڈالا جیسا کہ عبارت اگر تلاوت قرآن مین موجود ہے لہذا ذکر کلمہ
کے مذکور نہونے سے جو بموجب حدیث شریف سب ذکرون مین افضل ہے ناظرین کے دل مین
شبہ پڑگیا اور اصل عبارت یہ ہے زیراکہ در عہد ماسہ طریق شغلیکہ در تقرب الی اللہ مفید
باشد معمول و مروج بود ذکر و تلاوت قرآن و نماز اینہا فقط ذکر را شغل مقرر کردہ اند و
تلاوت قرآن شریف و نماز را شغل منید انند انتہی ہرچند کہ تحریف کا ہوجانا اوس عبارت مین
جو نسبت ناقلین معتبر کے سو وہان پہونچے اوس سے صحیح عبارت منقول کا حال کھل گیا لیکن طالبان
حق کے زیادہ اطمینان دلی کے واسطے خوب وضاحت سے لکہا جاتا ہے کہ بجای لفظ اکثر کے لفظ
ذکر ہونے پر بہی اس لفظ محرف سے پہلے تین طریق شغل مذکور ہین کہ ذکر و تلاوت قرآن

ونماز جسکا بیان پر وا ہے پس اگر اکثر کا لفظ بجاے لفظ ذکر کے واقع ہو تو
شغل کے کل دو طریق رہ جاینگے یہ سیاق کلام کے خلاف ہے اس لئے
کہ اگلے کلام مین شغل تین مذکور ہوے اور جبکہ ناقل شرح وجواب سے
تحریف کا ہونا معلوم ہوگیا تو یہ اشکال کہ رویا کے مطابق ذکر کلمہ اور ورد
قرب الٰہی کا ذریعہ معلوم ہوتا ہے اصل سے جاتا رہا اور اوسکے دفع ہونے
کی وجہ ظاہر ہے کہ شرح رویا مین لفظ ذکر بیان طریق شغل مین مذکور ہے
ناسخ نے اوسے ارفی صوری مناسبت سے لفظ اکثر سے بدل ڈالا
اور ورد بھی ذکر مین داخل ہے تو وہ بھی مذکور ہے اب اشکال جاتا رہا
اب ہم اشکالات قسم دوم کا بھی بیان کرتے ہین جسکا منشا عبارت شرح
جواب مین خوب غور نہ کرنا اور بعضے الفاظ کے ظاہر پر مواخذہ کر بیٹھنا
ہے اسکے مقدمہ کی اسطور سے تمہید کرتے ہین جسکے نتیجہ نکلنے سے شبہے
جو وارد ہوتے ہین وہ آپ سے آپ جاتے رہین۔ مقدمہ اول یہ
ہے کہ مذہب کا غیر مختار و ناپسند ہونا اور چیز ہے اور مذہب کا باطل ہونا
اور شے ہے غیر مختار تو وہ ہے جو جائز مرجوح ہو اور باطل وہ ہے
جو ناجائز محض ہو اسی سبب سے غیر مختار بمقابلہ جائز راجح کے کہلاتا ہے
اور باطل بمقابلہ حق کے جب کہ مشہور ہے پھر تو دونوں مین بڑا فرق ہوا
دوسرے یہ کہ مجتہد سابق کے نزدیک مذہب مجتہد لاحق کا غیر مختار ہونا اسکا

کو نہین چاہتا کہ مجتہد سابق کے نزدیک مجتہد لاحق کے مذہب کے تمام
مسائل مخصوصہ غیر مختار ہون اسواسطے کہ پسندیدہ اور مختار وہی چیز ہوتی
ہے جو ہر طرح سے غیر مرضی امور سے خالی ہو جب کہ حق صحیح وہ چیز ہے
کہ ہر قسم کے بطلان اور سقم سے پاک ہوتا ہے اور باعتبار بعض مسائل کے
جبکہ مجتہد لاحق کا مذہب مجتہد سابق کو مرضی و پسند نہو تو مجتہد لاحق کا مذہب
خلاف مرضی مجتہد سابق ہوگا بلکہ حقیقت مین غیر مرضی اور ناپسند ہونا تمام
مسائل ہی کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے اسواسطے کہ استقرا سے
معلوم ہوا کہ کسی مذہب پر کوئی ایسا مجتہد نہین کہ دوسرا مجتہد تمام اجتہادی
مسائل کے اعتبار سے اوسکے ناپسند و غیر مرضی ہو چنانچہ اون کتابون کے
دیکھنے یا سننے والون کو جو آٹھ مذہب کے اتفاق و افتراق کے سبب
سے تصنیف ہوتی ہین بخوبی معلوم ہے تیسرے یہہ کے مذہب مختار و
مرضی وہی ہوتا ہے جو اوس اجتہاد کی طرف سودی ہو تو ظاہر ہے
کہ اوسکا خلاف ضرور خلاف مرضی اور غیر مختار ہوگا چوتھے یہہ کہ
اجتہادی امور جو فرعی احکام مین ہوتے ہین اسمین مخالفت اسبات
کی مستلزم نہین کہ مخالفین مین سے کسی طرف شناعت و قباحت رجوع
کرے اور یہان کلام کی تفصیل اسطرح جس سے مطلب ثابت ہو جاے یہ ہے
کہ پہلا قران جو مشہور بالخیر تہا اوسمین بلکہ زمانہ لاحق مین دین کے ائمہ مین

متبرہو عقائد اور اعمال شرعیہ فرعیہ اور باطن کا تزکیہ عقائد مین تو بالکل مخالفت کی گنجایش نہین نہ اسمین باہم سلف کی مخالفت رہی نہ اسمین مخالفہ بال بہر خلف کو جائز اور چارون فقہا اور دوسرے مجتہدین کے مذہب اصول مین بالکل سلف سے مخالفت نہین رکھتے اب رہی فروع اعمال اوسمین اختلاف کی بہت گنجایش ہی بلکہ جو اختلاف رحمت ہے وہ یہی ہے اس اجمال کا بیان یہ ہے کہ مذہب فقہا عبارت ہی جو فقہا نے کتاب و سنت سے موافق اپنی فہم اور مقررہ قواعد کے مقرر کیا اور فروع اعمال مین بہت ہی اختلاف سلف سے چلا آتا ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت امیر المومنین علی مرتضی و حضرت ابن عباس و حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم اور اور دوسرے مجتہدین کا باہمی اختلاف مثلاً بسم اللہ کے باواز بلند پڑھنے اور آہستہ پڑھنے مین مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے اور نہ پڑھنے مین اسیطرح اختلاف اذان اور وضو اور غسل اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور تلاوت قرآن مین جو درمیان علما کے مشہور ہی اس قسم کے اختلاف سے کوئی کسی دوسرے مذہب کو باطل نہین کہتا تھا ان ہر ایک کے نزدیک اپنا اپنا مذہب پسندیدہ اور مختار ہوتا ہی اور دوسرا مذہب اوسکا غیر مرضی و غیر مختار اسی طرح تزکیہ باطن کے اشغال مین طریقے مختلف ہین بعضے ذکر سے کرتے ہین بعضی نماز و روزہ نوافل کی کثرت سے بعضی قرآن کی زیارت و تلاوت رکھنے سے بعضے مراقبہ سے جیسا کہ حدیث یا علام حفظا اللہ تجدہ سے مستفاد ہوتا ہی بعضی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی محبت مین زیادہ رہنے سے بعضی قوت محبت کے اثر

راستہ مین تقرب تلاش کرتی ہین ظاہر ہی ہر ایک اوس طریق کی رغبت ہی جس سے وہ تقرب کا
متلاشی ہوتا ہی لیکن دوسرے طریقون کا ابطال نہین کرتا پس معلوم ہو گیا کہ اس قسم کے امور یعنی تزکیہ
باطن کے اشغال مین بہی اختلاف کی رسائی ہی اس سے معلوم ہو گیا کہ فی نفسہ امور شرعیہ غیر معینہ
اختلاف کے قابل ہی اور انہین اختلاف کرنیکا دار و مدار حصول مرتبہ اجتہاد پر ہی تو جسکو اجتہاد
کا مرتبہ حاصل ہوگا اوسی کو کسی مجتہد کا دلیلون پر نظر کر کے خلاف کرنا جائز ہی خواہ وہ
دوسرا مجتہد صحابی ہو یا غیر صحابی جب یہہ مقدمات معلوم ہو گئے تو اب مین کہتا ہون
کہ لالکائی نے جو اہل سنت کے محدثین سی ہین حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی مذہب کو فقہات
مین کتاب الطہارت سے کتاب القضاء تک بہ ترتیب ایک فقہ کے مستقل کتاب مین
جمع کر دیا ہے جو چاہے اوسے دیکہے اوسے کہل جائیگا کہ چارون فقہ کے مذہب
حضرت امیر کے مجتہدات سے پوری موافقت رکہتی ہی اور چونکہ اس کتاب کا ملجانا اور پورا پورا
اوسکا دیکہہ لینا ذرا مشکل ہی لہذا مین مختصر کہتا ہون کہ فقہ کی متداولہ کتابون مین شائع
و ذائع ہی کہ بعض جگہہ فقہا اپنے مذہب کو حضرت امیر کے مذہب کے موافق کہتی ہین اور اور مذہب مخالف
کو اوسکا مخالف اور کہین اسکی برعکس طالبین کی اطمینان کے لیے دونون قسم کی مسائل سے ایک ایک
مسئلہ ذکر کیا جاتا ہی شرح وقایہ مین لکہا ہی کہ چور کا سیدہا ہاتہہ پہنچی کی جوڑ سے کاٹا جاوی اور پہر اسکو [illegible]
پہر چوری کری تو اولٹا پانو ٹخنے کا کاٹا جاوے اور تیسری دفعہ چوری کری تو قطع نہین بلکہ اسقدر قید رکہین کہ وہ اپنی توبہ کری تائب
ہو جائے اور امام شافعی کے نزدیک پہلی چوری کا بایان ہاتہہ کاٹا جاوے دوسری دفعہ مین سیدہا پاون کیونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من سرق فاقطعوہ فان عاد فاقطعوہ فان عاد فاقطعوہ

اور ہم مذہب ماثور علی رضی اللہ عنہ کے موافق ہین الخ اور رحمۃ الامۃ مین کہتا ہے جس نے چوری کی اوسکا داہنا ہاتھ کاٹا جاے پہر دوسری مرتبہ کی تو اولٹا پاؤن کاٹا جاے بالاتفاق پہر تیسری دفعہ چوری کی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالے نے اور امام احمد رحمۃ اللہ تعالے نے اپنی دو روایتون سے ایک روایت مین یون کہا ہے ایک ہاتھ اور ایک پاؤن سے زیادہ قطع نہین بلکہ چور قید کیا جاے امام مالک و امام شافعی رحمۃ اللہ تعالے کہتے ہین تیسری مرتبہ چوری کرنے مین بایان ہاتھ کاٹا جاے اور چوتھی مرتبہ چوری کرنے مین داہنا پاؤن امام احمد کی بہی دوسری روایت یہی ہے انتہی اور بہی شرح وقایہ کے باب سجود التلاوۃ مین ہے حم السجدہ کے موضع سجدہ مین اختلاف ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک آیتہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہے امام شافعی نے اسی کو اختیار کیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک آیۃ وہم لا یسئمون ہے اور احتیاط کے لئے ہمنے اسی کو اختیار کیا ہے اسلئے کہ سجدہ کی تاخیر تو جایز ہے تقدیم جایز نہین انتہی اور چونکہ امام شافعی اور امام مالک و امام احمد کی ایک روایت پر حضرت امیر کے ساتھ پہلے مسئلہ مین اور حنفیہ کے دوسرے مسئلہ مین مخالفت کرنا جو امور فرعیہ ہین دلیل پر مبنی ہے جیسا کہ امام شافعی و امام مالک و امام احمد کی ایک روایت پر قطع سارق مین تیسری مرتبہ پر یہہ حدیث فان سرق فاقطعوہ الخ دلیل ہے اور موضع سجود حم السجدہ مین حنفیہ کی دلیل تاخیر سجدہ کا جواز ہے جیسا کہ شرح وقایہ سے لکہا گیا لہذا ائمہ اربعہ پر الیسی لغت

سے کوئی طعن نہین ہو سکتا ہان چارون فقہا کے مذہب اور حضرت
امیر کے مذہب مین جزوی مخالفت ثابت ہوتی ہے اور تیسرے مقدمہ
سے یہہ بات ثابت ہو چکی کہ مجتہد کا مذہب مختار و مرضی وہی ہوتا ہے
جو موردی باجتہاد ہو پس جو امر حضرت امیر کے اجتہاد کے خلاف ہے
اونکی مرضی کے خلاف ہوگا اور دوسرے مقولہ سے معلوم ہوا کہ مجتہد
سابق کے نزدیک مجتہد لاحق کے مذہب کے غیر مختار ہونے سے
یہہ بات لازم نہین آتی کہ اوسکے تمام مسائل اس سے غیر مختار ہون ہان
بعض مسائل کے غیر مختار ہونے سے مذہب کو غیر مختار کہو تو کہو اور
پہلے مقدمہ سے معلوم ہوا کہ غیر مختار دوسری چیز ہے اور باطل
دوسری چیز ہے تو باعتبار نقص اجتہادی اختلاف سے حضرت امیر کے نزدیک مذاہب فقہاء اربعہ کے
غیر مختار ہونیسے کوئی اختلاف ائمہ بھی دلیل پر مبنی ہے اور اربعہ کے مذاہب کا
باطل ہونا لازم نہین آتا اور خلاف مذہب حضرت امیر مجتہد کا
کسی مسئلہ کو ترجیح دینا بنظر قاعدۂ شرعیہ کے ہوتا ہے جیسے ایک
حدیث کو دوسری پر ترجیح قرائن و آثار کے نظر کرتے ہوتا ہے
جیسے ایک حدیث کو دوسری حدیث پر ترجیح دیتے ہین کوئی قباحت
نہین ایسا ہی مجتہد کا کسی شرعی دلیل کو جس سے اوس نے اجتہاد
کیا ہے حضرت امیر کے اجتہاد پر ترجیح دینا کہ اوس تک بہت سے
واسطون سے پہونچے اور وسایط کے بہت ہونے سے تنقید و اعمال
قواعد کی احتیاج پڑ گئی کوئی برائی کی بات نہین پس بموجب حکم چوتھے
مقدمہ کے فقہاء اربعہ کا اجتہاد مین اجتہاد حضرت امیر سے اختلاف
پڑجانا وہ بھی امور فرعیہ مین اور ادلہ شرعیہ کے ساتھہ ہوگی بطلان

وقباحت کا مستلزم نہین بلکہ موجب رحمت ہے پس حضرت امیر نے خواب کے اندر مذاہب فقہا مین جو جواب دیا اعمال فکر اور دینی کتابون کی تتبع سے انصاف والون کی نظر مین کہلا ہوا حق اور بہت ٹہیک ہی یہہ اوس شبہے کا جواب تہا جو نزد جناب حضرت علی رض اس خواب کے اعتبار سے فقہا کے غیر مرضی لازم ہونے پر ایراد کیا تہا اس جواب سے وہ شبہہ بہی دفع ہو گیا جو وارد ہوا تہا کہ اولیا ءاللہ کے طریقے غیر مرضی ہین اور اسی کا ایک دوسرا جواب بہی ہے جو شرح خواب سے مستفاد ہوتا ہے وہ یہہ کہ حضرت امیر طرق اولیا ء سے ناراض اون نئی نئی چیزون کے پیدا ہو جانے سے ہے جو اونہین پسند نہین جیسا کہ شرح رویا مین کہول دیا ہے تو اولیاء اللہ کے طریقون مین بعض ناپسندیدہ امور کا بنا لینا مقلدون کی طرف سے نہ اس خاص اوسی طریق کی طرف سے اور یہہ تو بہت ظاہر ہے کہ ہر طریقہ مین بعض قبوین اور رسمین ایسی ہو گئی ہین جو اگلے زمانہ مین نہ تہین پس اولیاء اللہ کے طریقون کو امور محدثہ کے سبب سے غیر مرضی کہدینا ایسا ہے جیسا کوی طریق اسلام کو کسی کے منہیات اور بدعات کے مرتکب ہونے سے غیر مرضی کہدے پس عدم رضا منہیات و بدعات کی طرف راجع ہو گی نہ معاذ اللہ طریق اولیا کی طرف اور جو یہہ لکہا ہے کہ شیعی اس خواب کے مضمون سے کہل کہلا نہایت خوش ہین اور کہتے ہین کہ یہہ سچا خواب ہمارے مذہب کے حق ہونے کی کہلی ہوی دلیل ہے کہ ہم فقہا ے مذہب اور اہل طریق کے پیرو ہین اور نماز و تلاوت کے سوا ہمارا کوی شغل نہین انتہی ۔ پس دیندار عقلا پر مخفی نہین کہ اس رویا مین بالکل شیعون کو خوشی کا محل نہین بلکہ غالب التفات اور الطاف حضرت

امیر اور خصوصیت شرف خطاب مسایل کی طرف اور بیعت کا لینا اور شغل نماز و قرآن کا بتانا کہ منطوق سے ثابت ہے یہہ اسکے لایق ہے کہ شیعہ اپنے اوپر غم کہا ئین اور اگر سب سے نظر بچا کر ایک لفظ جو خواب کے مضمون مین سے اپنی سمجہہ مین آوے اپنے مطلب کے موافق جانین اور باقی سے نگاہ نہ لڑائین تو یہہ بات عقلمندون کی نظر مین ایسی ہے جیسے کوئی شخص جملۂ لا تقربوا الصلوٰة سے مطلق نماز نہ پڑہنے پر دلیل لائے بالجملہ اگلی کلام سے معلوم ہوا کہ اس خواب کے حکم کے موافق نہ ہر فقہاء اربعہ کا بطلان لازم آوے اور کوئی دلیل شیعہ کے مذہب حق ہونے پر موجود نہین اور انکا یہہ دعوے کرنا کہ نماز اور تلاوت کے سوا ہم کوئی شغل نہین رکہتے بالکل واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ اداے فرایض نماز مین اہل اسلام کی تمام فرقے برابر ہین شیعہ کی اوسمین کیا خصوصیت اور اداے سنن و نوافل مین جو قربت الٰہی کا موجب ہے بہت قاصر ہین کہ سنت کو چہوڑتے ہین اور نفل کو بالکل کہو دیا لہذا سنن و نوافل کا ترک انکا شیوہ ٹہیرا ہوا ہے اور انکو تلاوت قرآن کی عادت ہونا اسلئے ہے کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ کا جمع کیا اور توریت و انجیل کیطرح انکے زعم مین تحریف کیا ہوا ہے انکی مذہب کے جاننے والون پر بخوبی ظاہر ہے پس شغل نماز و تلاوت کا ادعا سوا محض خیال کے کچہہ نہین اور اس کے قطع نظر مین کہتا ہون شغل نماز اور تلاوت قرآن یعنے اوقات کا ان دونون فعل شریف مین مصروف رکہنا دوسری بات ہے اور نماز کو دوسرے اشغال کی طرح شغل کرنا جو صوفیہ کرام سے مشہور ہے وہ اور چیز ہے پس بالغرض اگر نماز و تلاوت قرآن مین مشغول ہون اس رویا کے مصداق مین داخل ہونگی کیونکہ رویا مین

نماز و تلاوت کو شغل کرنا مذکور ہے نہ نماز و تلاوت مین مشغول ہونا اور
چونکہ شیعہ طریقت کے منکر ہین تو بالضرور انکے اشغال سے بہی بیزار ہونگے
پس جو شغل رویا مذکور ہے مذہب شیعہ کے منافی ہوگا نہ موید جیسے
کہ ظاہر ہے اور بعض مسائل فقہا حضرت علی مرتضی کے بعض آثار سے
مخالفت ہے اس سے اگر شیعہ بحکم رویا اہل سنت پر طعنہ کرین تو اوسکی
کوئی وجہ وجیہہ نہین کسلئے کہ کوئی مجتہد بغیر دلیل شرعی کے کوئی حکم نہین
کرتا اور دلیل کے ہوتے ہوے آثار صحابہ کی اضطراری مخالفت لازم
آنے مین اعمال قواعد مقررہ اصولیہ سے بہہ مضایقہ نہین اور خود شیعہ
بہت سی جگہہ حضرت امیر اور دوسرے ائمہ اطہار مخالفت کرتے ہین
اس بنا پر کہ وہ آثار اہل سنت کے موافق ہین اگرچہ یہہ امر شیعہ مذہب
کے موافقین پر چہپا ہوا نہین لیکن ناسمجہہ لوگون کے خبردار کرنے کو
لکہا جاتا ہے کہ اس دعوے پر شیعہ کی دو معتبر کتابین دو شاہد عادل
ہین کہ مصنف نے مواقفت اہل سنت پر نظر کرکے بہت سی حدیثین حضرت
امیر المومنین اور ائمہ طاہرین کی چہوڑ دین جو جاہے اوسکتاب کو دیکہہ لے
اور چونکہ شیعہ کے طریقہ حضرت امیر سے مخالفت عقاید کی بڑی بڑے
مسایل مین ہر جاننے والے اور تحفۂ اثنا عشریہ دیکہنے والے پر بہت
ظاہر ہوگی یہہ بات مذہب شیعہ کے ظہور بطلان کا موجب ہے اور اس
مذاہب کے بطلان کی وجہ سے سایل کو بطلان امر کے معلوم کرنے
کی حاجت نہ تہی اور غالب گمان یہہ ہے کہ اگر شیعہ کی طرف سے
کوئی سوال واقع ہوتا تو حضرت امیر اوسکے جواب مین لفظ غیر مرضی و
ناپسندیدہ پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ انکے طریقہ کے اپنے بیزار اور دور ہونے

کے الفاظ ارشاد فرماتے چنانچہ اپنی زندگی کے حال مین فرمایا ہے
ان تولیخلو من النمۃ الخ سند صحیح اور وہ جو شیعہ سے بطور نقول کے لکہا ہے
کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہ نے جن لوگون کی سیادت کی نفی کی وہ وہے لوگ
ہین جنکے معتقد ہین اور سنی لوگ اونہین کو سادات مین شمار کرتے ہین
انتہی طرفہ طرز الغیب کا اظہار۔ اور دلی باتون کے جاننے کا ادعا ہے جو
واقعہ کے منافی اور نفس الامر کے متبائن ہے اسکی تفصیل یہہ کہ وہ
جماعت جو اپنے کو سیادت کی طرف منسوب کرتی ہے خاص انہین دیارکو
رہنے والے ہین جو تشیع مین نہایت درجہ پکے ہین پس اونکی نسبت کی نفی
یا بطور حقیقت ہی یا بطریق مجاز بحکم اس بات کے کہ انہ لیس من
اھلک انہ عمل غیر صالح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال ۔ تحفہ اثنا عشریہ مین مستقل طور سے صلوۃ و سلام ائمہ اثنا عشر
پر لکہا ہے حالانکہ یہہ اطلاق اہل سنت کی نزدیک جایز نہین کیونکہ اسمین
اہل بدعت کے ساتھہ تشبیہ لازم آتی ہے اور اہل بدعت کے ساتھہ تشبیہ سے
بچنے کو اہل سنت نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے تو اس اطلاق کے جواز
کیلئے سنیون کی معتبر کتابون سے سند چاہیئے ۔
جواب شاہ عبد العزیز صاحب کی طرف سے تحفہ اثنا عشریہ مین کہین
بالاستقلال صلوۃ غیر انبیا پر واقع نہین ہے ہان علیہ السلام حضرت
امیر المومنین اور حضرت سیدۃ النسا اور جناب حسنین اور دوسرے ائمہ
کے حق مین مذکور ہے لیکن اہل سنت کا یہی مذہب بالاستقلال صلوۃ کا

٭ نہی النسبۃ بالباطل شیعۃ لنا منہم ولیسوا منا رواہ الدار قطنی بسند صحیح ۱۲

انبیا کے سوا اور دوسرون کے لئے درست نہین اور غیر انبیا پر سلام کہہ سکتے ہین
اوسکی سند یہہ ہے جو اہل سنت کی حدیث کی پرانی کتابون مین خصوصًا ابوداؤد
صحیح بخاری مین بعد ذکر حضرت علی و حضرت حسنین و حضرت فاطمہ و حضرت خدیجہ
و حضرت عباس کے لفظ علیہ السلام مذکور ہے ہان بے جلی بخارا والے علماء
ماوراء النہر نے شیعہ کے ساتھ تشبیہہ ہونے کی وجہ سے اس کو نہی منع کیا ہے
مگر برے لوگون کے ساتھہ امر خیر مین تشبیہہ ممنوع نہین ہو سکتی اور ان لوگون
کے الزام کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ اصول حنفیہ کی پہلی کتاب شاشی مین خطبہ
کے اندر بعد و صلوٰۃ کے بعد والسلام علی ابی حنیفہ واحبابہ موجود ہے اور ظاہر
ہے کہ ان حضرات کا رتبہ جنکے نام سابق مین لکھے گئے امام اعظم کے رتبہ سے کم نتھا
تو انکی نزدیک بہی لفظ سلام کا اطلاق ان بزرگوارون پر جایز ہے سوا
اسکے حدیث شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر انبیا پر بہی تجویز
فرماے ہین اور فرماے ہین کہ بحسب موتی بے تخصیص با نبیاء اور یہہ
حدیث مشکات شریف مین ہے اور قران مین بہی آیا ہے وسلام علی
عباد اللہ اصطفے یہہ بہی بغیر تخصیص انبیاء کے ہے پس بلا شبہہ جایز ہے
بندہ خلیل الرحمن برہان پوری کہتا ہے کہ صواعق محرقہ لایا ہے اور
تیسرا قولہ تعالے سلام علی ال یسین بیان کئے ہین اکثر جماعت مفسرین
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد اس سلام سے آل محمد ہین
صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کلبی نے کہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بطریق اوسے داخل ہین اور ایسی ہی نص ہے اللہم صل علی ال
ابی اوفی مین اور بغوی بہی معالم التنزیل مین اسکا ذکر کیا ہے اور کہا
فرماے خدا نے عز و جل نے سورۂ طٰہٰ مین اور سلام ہے او میرا دشمن

جو بیروی ہدایت کی کرتی ہے یہہ ہی بلا تخصیص ہے انبیا کے ۔

بیان ہمراہیان حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ واقعہ کربلا مین

حضرت امام حسین رض جب کربلا مین تشریف لاے آپ کے ساتھہ تین فرزند تھے علی اوسط امام زین العابدین جو بیمار تھے دوسرے علی اکبر ۲۲ سال کی عمر تھی کربلا ہی مین شہید ہوے اور تیسرے جنکے نام مین اختلاف ہے بعض عبد اللہ اور بعض علی اصغر ہے یہہ بہی شہید ہوے ہین یہہ شیر خوار تھے حضرت نے بہ سبب غلبہ تشنگی کے گود مین لیکر پاس بھیجنے کے واسطے اپنی زبان چوساتے تھے کہ ناگاہ ایک تیر بچہ کے حلق مین لگا آپ باپ کے گود مین شہید ہوے اور ایک دختر آپ کے ساتھہ تہین جنکا نام سکینہ تھا اور حضرت قاسم سے منسوب تہین اوسوقت سات سال کی عمر تہی اور روایت نکاح قاسم کی ان کے ساتھہ غلط ہے اوسوقت ایسے کامون کی فرصت کہان تہی اور یہہ جو مشہور ہے کہ حضرت سکینہ شام کے رستہ مین انتقال کین غلط محض ہے بہت مدت تک زندہ رہی اور مصعب بن زبیر سے آپ کا نکاح ہوا اور زبیر حواری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم وجہہ کے پہوپی کے بیٹے تہے آپ کے بڑی لڑکے کا نام فاطمہ صغرا تھا اپنے شوہر حسن مثنی فرزند امام حسن رضی اللہ عنہا مدینہ شریف مین رہ گئے تھے اور کربلا مین نہین آئین اور امام زین العابدین کے والدہ کا شہر بانو اور لقب شاہ زنان یہہ دختر ہین یزدجرد بن خسرو پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کے اور امام علی اکبر کی والدہ کا لیلی ہے یہہ دختر ہین ابی مرہ ابن عروہ بن مسعود کے سردار یعنی ثقیف کے اور نام علی اصغر کی والدہ کا یاد نہین ہے مگر عرب کے

توم سے تہے قضاعہ کے نسل سے اور بی بی سکینہ کی والدہ کا نام رباب ہی یہہ دختر ہین
امراء القیس بن عدی کے ہین کلب سے اور حضرت امام حسین رباب کو سب
بیبیوں سے زیادہ دوست رکہتے تہے اور حضرت کی پاس اوسکے بہت عزت تہی جناب
اس باب مین آپ ایک شعر فرماتے ہین یعنی قسم ہے اپنی جان کی کہ مین اوس مین
کو بہت دوست رکہتا ہون جہان سکینہ اور رباب تہین اور منزل کرین اور نام والدہ
فاطمہ صغرا جو مدینہ مین اپنے شوہر کے ساتھ رہ گئی تہین ام اسحاق ہی اور حضرت طلحہ جو عشرہ
مبشرہ سے مشہور ہیں حضرت امام باقر اوسوقت چار سال کے تہے کسواسطے کہ واقعۂ
کربلا جو سنہ ۶۱ ہجری مین ہوا اوس سے آگے چار سال سنہ ستاون مین پیدا ہوئے ہین
حضرت امام علیہ السلام کے ازواج سے جو سات تہے کربلا مین بی بی شہربانو تیسرے
لڑکے شیرخوارہ کے والدہ ہین اور حال اور دوسرے ازواج کا حال معلوم نہین ہے
کہ اوسوقت زندہ تہے یا مردہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے فرزندون سے
جو شہید ہوئے چار آدمی ہین قاسم عبد اللہ عمر و ابوبکر اور فرزندان حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے پانچ کس ساتہہ تہے حضرت عباس بن علی حضرت جعفر بن علی حضرت عثمان
بن علی حضرت محمد بن علی و عبد اللہ بن علی شہید ہوئے عباس بن علی علمدار تہے
اور قبر شریف آپکی امام حسین علیہ السلام کی قبر سے دو تین تیر کی زد پر علیحدہ ہے
اور دوسرے شہدائے کربلا حضرت امام علیہ السلام کے روضہ مین مدفون ہین اور
حضرت مسلم کی اولاد حضرت عقیل سے بیشتر از واقعہ کربلا ۲ ذیحجہ سنہ ساٹھ مین کوفہ
مین شہید ہوئے ہین انکو حضرت امام علیہ السلام نے اپنے آگے روانہ فرمائے تہے
کہ کوفہ کے لوگون سے بیعت و قول قرار مستحکم کرکر اطلاع کرین انکے دو لڑکے بہی
ان کے ساتھ شہید ہوئے ہین جنکے نام محمد اور ابراہیم تہے اور عبد اللہ اور عبد الرحمن
اور جعفر فرزندان حضرت عقیل بن ابی طالب ساتھ تہے شہید ہوئے ہین

جنکا نام عون اور محمد تھا اور یہہ حضرت امام کے حقیقی ہمشیرہ زادہ تھے انکی والدہ بی بی
زینب دختر ہین حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی بطن حضرت بتول سے
یہہ حضرت امام کی حقیقی ہمشیرہ ہین اور عبد اللہ بن جعفر طیار سے نکاح ہوا تھا
حضرت امام زین العابدین و عمر بن الحسن و محمد پسر عمر بن علی اور دوسرے صاحبزادہ
صغیر السن قید مین گئے تھے اور حضرت بی بی زینب ہمشیرہ حقیقی حضرت امام اور
حضرت بی بی شہر بانو زوجہ امام و حضرت بی بی سکینہ دختر حضرت امام اور دوسرے
زنان اہل بیت جو ہمراہ تھے شام کے ملک مین گئے تھے فقط

نقل خط حضرت غلام علی صاحب

حضرت سلامت سلمکم اللہ علی روس الفقراء باغنا رفقر علی الغنا ۔ بعد تسلیمات کثیرہ
معروضہ ہے کہ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ ہم فقرا کے مدرسہ مین انگریزون کی نوکری
کا خدمت فتوی قبول کرنیکا ذکر ہوتا ہے خدا آگاہ ہے کہ فقیر کو شرف علم کا اور
علم کو شرف بنی آدم کا کیا ہے اس خبر سے فقیر کو نہایت افسوس ہوا خاک نشینی
فقرا کی صدر نشینی سے دولتمندون کے بہتر ہے ہرگز مولوی عبد الحی صاحب اس
امر نامبارک کا قصد نکرین ایک روٹی کے ٹکڑہ پر قناعت کرکر فی اللہ طالب علمون کو
درس دیا کرین اور اپنے اوقات کو ذکر اور مراقبہ مین معمور رکھین اور اس جا مین
ہرگز متعلق ساتھ علاقہ کے نہوین اور ترک و تجرد قبول کرین اور ہر نفس کو نفس آخرین
تصور کرین اللہ کے واسطے مہیا رہین جیسا کہ اپنے بزرگان سلف و صالح رہے ہین
زیادہ امید معافی گستاخی ہے وہان کی نیک خبر سننے سے دل خوش ہوتا ہے
جو چیز کہ درویشی کے لایق نہین ہے اوسکو چھوڑ دین زیادہ

جواب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی طرف سے شاہ صاحب مہربان
سلامت سلمکم اللہ بعد از سلام مسنون ظاہر ہو کہ آپکا خط پہونچا آپ کی خاطر شریف مین

فرنگیون کی نوکری اور فتوے کی خدمت قبول کرنے سے جو تردد پیدا ہوا ہی معلوم
ہوا اس مدرسہ مین فرنگیون کی نوکری اور خدمت فتوے کا جو ذکر ہوا ہے بعض
اسکا البتہ صحیح ہے اور بعض دروغ ہی اصل حقیقت یہ ہی کہ مولوی رعایت علیخان
مختار سکار فرنگی بہت مستعد ہین اور مکرر مجھے لکھتے ہین ایک ایسے شخص کو علماے
متدین سے جو رشوت خوار نہو اور مسایل فقہ پورے پورے جانتا ہو میرے پاس
بہیجیئے تا بندہ ہر واقعہ اور حادثہ مین روایات فقہ کے موافق عمل کرتا رہے
مین جواب مین لکہا کہ آپ ملازم فرنگیون کے ہین مبادا کہ کسی کام نامشروع کی
تکلیف دیجاوے اور جس شخص کو ہم بہیجتے ہین فرنگیون کی صحبت اور اختلاط ضرور
ہوگا اور وہ امور اسلام مین مداہنت کا سبب ہوا ونہون نے بہت تاکید کرکے لکہی
ہین اصلا اوس شخص کو فرنگیون سے اختلاط کرنیکی ضرورت نہ پڑیگی اور نہ اونکو
کسی نامشروع کام مین تکلیف دیجائیگی بلکہ شہر مین جدا ایک مکان مین رہنا ہوگا
اور جو احکام شرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین بلا دغدغہ بے وسواس بیان کرنا ہوگا
بعد آنے اس قسم کی تحریر کے غور کیا گیا کہ اس قسم کا معاملہ کفار کے ساتھہ کہ اصل ترویج
شرع محمدی ہے موافق شرع جایز ہے یا نہین خداے عز وجل اس آیت کو دل مین ڈالا
(قال الملک ایتونی) بیضاوی کہتے ہین اس مین دلیل ہے جواز طلب تولیت
اور اظہار اوسکا واسطے وغیرہ وغیرہ جو شریعت سے متعلق ہے اور لیکن جو طریقت
سے متعلق ہے پس ترک اور تجرید واختیار فقر و ترک مطالب اور طریقت مین یہہ
چیزین اوس شخص پر لازم آتی ہین جو اختیار سے التزام اسکا کیا ہو اور کسی شخص
کے ہاتہہ پر عہد کیا ہو تا وقتیکہ التزام اس فقر او رعہد کا اوس شخص پر واقع نہوا ہو
باوجود تعلق علایق قیام خدمت مین اور مشغولی باطن فکر اور مراقبہ اور مشاہدہ
ہوتا ہے بالجملہ کسب اور تعلق کو رخصت ہے محرمات طریقت سے نہین ہی وگرنہ قدہ

اور دیگر اہل مطالب کو تلقین طریقت جائز نہوتے حال آنکہ اس فرقہ سے بہت اولیا
گیا ہ گذرے ہین اور مرتبہ کمال اور تکمیل کو پہونچے ہین چہ جاے کہ ہنوز مبتدی ہون
ہان ترک اور تجرید طریقت مین عزیمت ہی اور وہ بہی مشروط ہے یعنی عیال نہو نا
اور والدین نہونا یا اونکی خدمت چہوٹ جاے یا اقارب دیگر جو احب الشفقت ہون
اور بہی عوز کیا جاے براے صحبت کفاری اور مذاہب ھدو د اسلام مین اور موافقت
اونکی رسوم کفر مین تا خوشامد اونکی اور مبالغہ کذب وغیرہ مین اور دیگر مفاسد جو صحبت
اغنیا سے بہم پہونچتے ہین اصلا موجود نہین ہین پس اسکی مباح ہونین طریقت
اور شریعت مین کوئی شبہا قی نہین رہا اور ما نند اُسکے خلفا اور اصحاب مختارین
اور اولیا اُن کو دیکہے ہین کہ یہودیون کے لڑکو نکی استادی کرتے تہے اور
عمدہ بشارات سے بہی مبشر تہے اور ایسے شخص کو کہ ہنوز جسنے ترک اور
تجرید مین ہی قدم نرکہا ہو اسواسطے یہہ امور مرقومہ تجویز کئے گئے کہ مولوے
عبد الحی صاحب یہانسے جاوین اگر مفاسد موہومہ اور مظنونہ نہون تو بہتر ہے
وگرنہ واپس چلے آوین جب یہہ آپکو معلوم ہوگیا تو اب فکر نفرمائیے اسقدر اجمالاً
ذہن نشین فرمالین کہ مین بہی ایک عمر انہین کامون مین گنوایا ہون اور آباؤ اجداد کو
بہی اسی ضلع پر دیکہا اور سنا ہون یکایک بغیر کسی حجت شرعی اور تجویز طریقت
کے ایسے نا ملایم حرکت نکرونگا کہ دونون طریق مین بُری ہو انشاء اللہ تعالی نہ اپنے
واسطے اور نہ اپنے غیر کے واسطے ایسی بیجا تجویز ہوگی والسلام۔

رقعہ شاہ غلام علیصاحب کا نام سے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے
حضرت سلامت معارج القدس کیا کتاب ہی اور کس سے ہے اوسمین کیا بیان ہی
ایک روز کے واسطے بہیجدیجیے یا اجمالاً اوسکے مطالب کا بیان لکہدیجیے زیادہ چہ

جواب اوسکا۔ بعد سلام مسنون ظاہر ہو کہ معارج القدس امام غزالی کی تصنیف ہے

معرفت نفس اور قوایا اور اوسکی تہذیب اخلاق مین اور اوسکے فساد کی اصلاح مین لیکن بیان بطور حکمت اور کچھہ تہوڑے قواعد تصوف اور سلوک کی اور کتاب الطاف القدس فی معرفت النفس تصنیف ولی نعمت مرحوم علیہ الرحمہ معرفت لطایف نفس مین محض اور قواعد سلوک و تصوف کی بالفعل یہہ طریق ثانی بہت نافع اور سہل ہے اگر مطالعہ کرنیکا ارادہ ہو تو کتاب الطائف القدس مطالعہ فرمایئے اور معارج القدس اغلاق زیادہ رکہتی ہی اسواسطے اسکے مطالب مین غور کرنا بڑی صعوبت ہی زیادہ والسلام مرقومہ ۲ رجب سنہ ۱۲۴۶

سوال - انسان کو بعد موت کی ادراک وشعور باقی رہتا ہے اور اپنے زایرون کو پہنچانتا ہے اور سلام اور کلام اونکا سنتا ہی یا نہین -

جواب انسان کو بعد موت کے ادراک باقی رہتا ہے اسبات پر شرع شریف اور قواعد کا اجماع ہے لیکن شرع شریف مین عذاب قبر اور تنعیم قبر تو اتر کے مباتہہ ثابت ہے تفصیل لکہنا چاہے تو دفتر طویل چاہیئے اور کتاب شرح الصدور فی احوال موتی والقبور کہ تصنیف سے جلال الدین سیوطی کے ہی اور دوسرے کتب حدیث بہی دیکہنا چاہیئے اور کتب کلامیہ مین عذاب قبر کا اثبات کرتے ہین حتی کہ اہل کلام منکرون کو کافر کہتے ہین اور عذاب و تنعیم بغیر ادراک شعور ہو نہین سکتا اور بہی احادیث صحیحہ مشہورہ زیارت قبور اور موتے پر سلام کرنا اور ہم کلامی اون سے انتم سلفنا ونحن بالاثر وانا انشاء اللہ بکم لاحقون ثابت ہی اور بخاری ومسلم مین موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے بدر سے خطاب فرماے تہے ایا پایا تم وہ وعدہ جو تمہارے رب نے کیا تہا لوگ عرض کئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے روح مردون سے کلام کرتے ہین آپ فرماے کہ تم اون سے زیادہ نہین سنتے ہو مگر وہ جواب نہین دیسکتے ہین اور قرآن مجید مین ثابت ہی لا تقولوا وغیرہ وغیرہ جو لوگ کہ اللہ کی راہ مین شہید ہوئے ہین اونکو مردہ نہ سمجہو بلکہ وہ زندہ ہین اپنے رب کی پاس کہاتے اور خوشی کرتے

ہین اوسی چیز سے جو خدا نے دیا ہے اونکو بلکہ پیچھے آنے والون کے حال سے بہی خوشی اور بشارت ثابت ہے آیتہ و بشرون وغیرہ وغیرہ اور خوش ہوتے ہین اوس سے جو اونکے پیچھے آنے والے ہین اونکو کچہ خوف نہین ہے اور وہ غمگین ہونے والے نہین ہین بالجملہ انکار شعور وادراک موتے اگر کفر نہو تو الحاد تو ضرور ہے لیکن قواعد فلسفیہ پس بقاء روحانی بعد از مفارقت وبقاء شعور وادراک ولذت روحانی مجموعہ علیہ فلاسفہ ہے مگر جالینوس اسیواسطے اوسکو فلاسفہ مین نہین گنتے ہین پس ظاہر ہے کہ بدن تو ہمیشہ گہٹتا ہے اور روح شعور وادراک مین ہمیشہ ترقی کرتی ہے پس مفارقت بدن سلب ادراک اور شعور مین کیا تاثیر کریگی۔

سوال۔ اگر ادراک اور شعور رہتا ہے بقدر حیات رہتا ہے یا زیادہ اور کم۔

جواب۔ ادراک اور شعور اہل قبور کا بعد موت کے بعض امور مین زیادہ ہوتا ہے اور بعض مین کم جو امور غیب سے تعلق رکہتا ہے ادراک اوسکا زیادہ ہے اور جو دنیوی امور ہین اونکا ادراک کم اسکا سبب یہہ ہے کہ التفات وتوجہ اونکی امور غیبیہ مین زیادہ ہے اور امور دنیویہ مین کم پس سبب سے تفاوت واقع ہوتی ہے ورنہ اصل ادراک وشعور یکسان ہے بلکہ اگر تامل کیا جاوے دنیا مین بہی توجہ والتفات اور زیادتی وکمی شعور وادراک مین واقع ہوتی ہے چنانچہ دقایق علمیہ در بار والے لوگ کم سمجہتے ہین اور لذات طعام اور عورتون کی خوبصورتی اور راگ کی نسبت قرار امیر زیادہ خوب سمجہ سکتے ہین اور علما وفضلا ان چیزون کے سمجہنے سے قاصر ہین اور یہہ سبب کمی توجہ اور التفات کا ہے اور کثرت اوسکی۔

سوال۔ پیغمبرون سے اور اولیاے کرام سے اور شہدا اور صالحین علیہم السلام سے بعد موت اون کے مدد طلب کرنا اسطور سے کہ اے فلان خداے عزوجل سے میری حاجت چاہو اور میرے شفیع ہو اور میرے واسطے دعا کرو درست ہے یا نہین۔

جواب استمداد موتے سے نزدیک قبر کے ہو یا غایب بے شبہ بدعت ہی صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے زمانہ مین نہ تہے اسمین اختلاف ہی کہ بدعت سیئہ ہی یا حسنہ اور حکم بہی اسکا مختلف ہوتا ہے مختلف طریقون سے اگر استمداد اسی طریق سے ہو جیسا کہ سوال مین ذکر ہے پس ظاہر ہے کہ جایز ہے کسواسطے کہ اس صورت مین شرک نہین ہوتا ہے اور مانند اوسکے ہی کہ حیات مین صلحا کے دعا والتجا کیجا وے اگر نوع دیگر ہو تو حکم بہی اوسکا نوع دیگر ہوگا اور حدیث مین واسطے رد اے حاجت کی اسقدر آیا ہے کہ روایت ہی عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کہا اونہون نے ایک شخص اندہا آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کیا کہ میرے واسطے دعا فرمایئے کہ تا شفا ہو ارشاد ہوا اگر تو چاہے دعا کرون یا تو صبر کرے تو تیرے واسطے بہتر ہے اوسنے عرض کیا کہ دعا فرمایئے پس ارشاد فرمایا آپنے اوسکو وضو کر پس وضو کیا اوسنے اور دعا کیا اس کلمات سے اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ انی توجہت بک الی ربی لتقضی حاجتی ہذہ اللہم شفعہ اور ایسا ہی ذکر ہی ترمذی کی روایت مین اور مشکوۃ مین۔

سوال کسی صاحب باطن یا صاحب کشف سے اونکی قبر پر مراقبہ کر کر کچہہ فیض اونسے اخذ کر سکتے ہین یا نہین۔ جواب کر سکتے ہین۔

سوال زیارت قبور کے واسطے ایک روز مقرر کرنا اونکا عرس جسروز مقرر ہی زیارت کرنا درست ہی یا نہین۔

جواب زیارت قبور کے واسطے روز مقرر کرنا بدعت ہے اور اصل زیارت جایز ہی اور روز کا تعین کرنا اگلی بزرگون مین نہ تہا اور یہہ بدعت اس قبیل کی ہے کہ اصل اوسکا جایز ہے اور خصوصیت وقت کی بدعت مانند مصافحہ بعد العصر کے ملک توران وغیرہ مین جاری ہے اور عرس کا روز واسطے یاد دلانے دعاے میت کی اگر ہو جایز ہے مضایقہ نہین لیکن التزام کرنا روز کا بہی بدعت ہی یہہ اوسی قبیل سے ہی جو مذکور کیا۔

سوال - قبور پر آب پاشی کرنا اور پھول وغیرہ خوشبو کی چیزین رکھنا جایز ہی یا نہین اور اوس سے میت کو سرور پہونچتا ہی یا نہین -

جواب - آب پاشی کرنا قبر پر بعد دفن کے آیا ہی لیکن بعد طول مدت کی نہین آیا اور قبر کچی ہو اور اوسکے استحکام کے واسطے یا نجاست پاک کرنیکے واسطے ہو تو مضایقہ نہین ہے وگرنہ بدعت ہی اور پھول وغیرہ رکھنا اوسی سے ماخوذ ہے کہ کفن میت کو خوشبو کے ساتہہ مثل کافور وغیرہ اور حنوط وارنجہ حکم آیا ہے حالانکہ میت قبر مین ہے اور یہہ چیزین قبر کے اوپر ہین تا میت تازہ سے مشابہت ہو احتمال ہی کہ اس رکہنے سے میت کو سرور پہونچے اسواسطے اس حالت مین روح بہت متلذذ ہوتی ہی خوشبو کی استعمال سے اور روح باقی ہے ہر چند خوشبو کے پہونچنے کا آلہ کہ زندگی مین قوت شامہ ہی مفقود ہے لیکن قیاساً لذات جو میت کو پہونچتے ہین بعد موت کی شرع شریف مین ثابت ہی یعنے لذتہاے عالم جو احادیث صحیحہ مین آے ہین کہ قیاتیہ من روحہا وغیرہ شہداے کے حق مین جو قرآن مجید مین وارد ہے کہا تے ہین اور خوش رہتے ہین اسے ثابت کر سکتے ہین -

سوال - میت کے واسطے نذر قبول کرنا اور قبر پوشش وغیرہ گزرانا کیا حکم رکھتا ہے

جواب - حکم نذر ہوتے کا بابت تفصیل رکھتا ہی فتاوے عالمگیری مین کتاب صوم مین ذکر ہے چنانچہ عربی کا ترجمہ بعینہ لکہا جاتا ہے وہ یہہ ہے کہ جو نذر واقع ہوتی ہے اکثر عوام سے اوسکے یہہ صورت ہی کہ لوگ بعض بزرگوارون کی قبرون کے پاس آتے ہین اور اونکے قبر کا غلاف کا پردہ پکڑکر کہتے ہین کہ اے فلان اگر میری حاجت روا ہو گی تو اسقدر زر نقد داخل کرونگا مثلاً اسی طرح کی نذر باطل ہے بالاجماع لیکن اگر یہہ کہا جاے کہ یا آلہی نذر کرتا ہون مین کہ اگر تو شفا دے اس مریض کو یا مانند اوسکے اسقدر فقرا کو کہانا کہلواؤنگا جو اس سید صاحب کے

دروازہ پر مین یا مانند اسکے یا خرید کرو گا بوریا ے مسجد یا روغن روشنی مسجد یا قندیل دونگا مسجد کے خدمت کرنے والون کو جسمین فقرا کو نفع ہے اور نذر افنیہ کے واسطے اور ذکر نا شیخ کا سواے اسکے نہین ہے کہ وہ جائے نذر کے خرچ کی ہے اور مستحقین کے واسطے نذر جائز ہے مگر سواے فقرا کے دوسرے جای صرف کرنا حلال نہین ہے نہ علما پر بسبب علم اون کے اور نہ حاضرین شیخ کے سواے جنس فقرا کے جب یہہ معلوم ہو گیا پس جو چیز لی جاتی ہے انکی طرف سے حرام ہے باجماع جب تک کہ ارادہ نکیا جاوے اوسکے خرچ کا فقرا ے زندہ پر اور تحقیق یہہ ہے کہ لوگ مبتلا ہو گئے ہین اگر اس نذر ممنوع مین چادر ڈالنا قبر پر حرکت لغو ہے مکروہ چاہیئے مثل دیوار گیری و چھت پردہ کہ اسکے کچھہ نفع نہین ہے کسواسطے کہ دیوار گیری کے سبب مکڑی وغیرہ جانوران موذی جمع ہو جاتے ہین اور ایسا ہی چھت مین چڑیون کا اور ابابیلون کا بالفعل جمع ہوجاتا ہے اس سے کچھہ حاصل نہین سواے بیجا زینت کی اور خوشنمائی کے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ منع فرماتے تھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پتہرون اور مٹی کے کپڑے پہنانے سے واللہ اعلم۔

سوال۔ مسئلہ وحدۃ الوجود مین کہ جو طریقہ صوفیہ صافیہ کا ہے علماے متکلمین کو انکار ہے پس اگر ہم لوگ صوفیہ کی تقلید مین اپنے اعتقاد کو موافق صوفیہ کے درست کرین اس ارادہ سے انکی عقیدہ پر حشر کئے جاین اور پیروی اہل حق کی کرنا درست ہی یا نہین اور طالب کہ ہنوز مرتبہ صوفیہ کو نہ پہونچا ہو اور نہ عالم متکلم ہو اس باب جز مین کس فریق کو حق حاصل ہے اگر مسئلہ وحدت الوجود کا حق ہے مجتہدین جو علما و عرفا ہین کیون تلقین اور فہمائش اسکی عام کو نہین کرتے اور اجمالا کتب دین مین کیون بیان نکیئے اور عقیدہ حق سے کیون اغماض کئے۔

جواب۔ وحدت الوجود حق ہے اور مطابق واقع ہے کسواسطے کہ دلایل

عقلیہ او سیر ثابت ہین چنانچہ رسالہ اولہ التوحید شیخ علی مہائمی بہت شرح کے ساتھہ لکہا گیا ہے
علماے متکلمین کو اس مسئلہ کے انکار مین سب دو وجہہ ہین **اول** یہہ کہ اس مسئلہ بہ
بسبب کمال دقت اور باریکی کے عقلی اور نقلی شبہات بہت وارد ہوتے ہین اونکی نظر
مین اون شبہات کا حل میسر نہین ہوا ناچار انکار کرنا پڑا ایہی حال شطحیون کا متکلمین سے
دوسرا یہہ مسئلہ اسرار سے ہے اور طریق ادیان اسکے جاننے پر موقوف نہین ہے
بلکہ عوام کو یہہ مسئلہ سکہانا الحاد کا دروازہ کہولنا ہے اور مباح کرنا ہے شر و فساد کا
پس بیان اس مسئلہ کا کتب عقاید مین بسبب باریکی کے اور دقت اوسکے ممنوع ہے
اور زبان بند رکہنا ہے مناسب ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے جب ذکر کیا جاے
تقدیر کا چپ رہو جب ذکر کیا جاے صحابہ کا چپ رہو اور جب ذکر کیا جاے نجوم کا
پس چپ رہو پس معلوم ہوا کہ تفصیل اور تلاش اور تحقیق ایسے مسئلون کی منجر بہ ضلالت
ہوتی ہے پس یہہ ہے محققان متکلمین اسواسطے یہہ جماعت اپنے تصانیف مین اس مسئلہ کو
مجملاً بیان کئے ہین جیسا امام محمد غزالی امام محمد فخر الدین رازی وغیرہ ائمہ اس فن کے
اگر اسکی تفصیل منظور ہو تو کتاب تنبیہہ المحجوبین کا مطالعہ کرو بالجملہ انکشاف اس مسئلہ
کا ابتدا مین رسمی دلائل سے نہین ہوتا بلکہ محض موہب و معرفت انکشاف اس مسئلہ
کا تحصیل کتب پر نہین ہے بلکہ ورود حالات پر رکہنا چاہئے ہان اگر کسیکو حسن ظن
اولیاء اللہ کے ساتھہ جن لوگون نے اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے باقی رکہنا منظور ہو تو
اون بزرگوارون کی جناب مین بد اعتقاد نہووے اور مسئلہ توحید مین نظر کرے تا دلائل
عقلیہ و نقلیہ کو سمجھکر اولیاء اللہ کے جناب مین اعتقاد فاسد نرکہے مضائقہ نہین
والا طریق دریافت اس مسئلہ کا فکر عقلی پر نہین ہے اسواسطے کہی ہین کہ وہ طور ہی
سواے طور عقل کے اور یہی کہے ہین قلندر جو کہتا ہے دیکہہ کہ کہتا ہے اور جو
عقا ہی ابہی اس مرتبہ کو نہ پہونچا ہو اور نہ عالم تکلم مکلف ہوا ہے اجمالاً جانتا ہے کہ صوفیہ

صاف فیہ جو کچھہ کہتے ہین حق کہتے ہین فہم میری اس کو نہین پہونچتی ہے جیسا کہ ایمان بہ آیات متشابہات قرآن مجید ہے اور یہہ بہی جانتا ہی کہ علمائے متکلمین جنکے قول پر اعتماد ہے صریح انکار نہین کیئے ہین بلکہ خاموش رہی ہین اور بیان ہے اون لوگون کے اتفاق رہے ہین اسی سبب سے ہم اونکا ذکر کرتے ہین ہان مقلدان علماے متکلمین اونکی سکوت کو انکار سمجہی ہین مثل تفتازانی اور قاضی عضد اور دوسرے لوگ متاخرین لیکن معلوم ہے کہ اس باب مین پیروان امام غزالی اور امام رازی اور انہین کے سریکے لوگ ہین نہ متاخرین **سوال** اگر کوی شخص کلام اللہ یا کسی آیت کلام مجید کو کھانے پر پڑہے تو کیا حکم ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ کلام اللہ کہانی پر پڑہنا ایسا ہے جیسا جائے ضرور مین پڑہنا نعوذ باللہ منہا۔ **جواب** اسطرح پڑہنا جائز نہین بلکہ بے ادبی ہے اگر یہہ کہا جاوے کہ ایسی جگہ قرآن شریف کا پڑہنا سوء ادبی ہے تو کچھہ مضائقہ نہین مگر یہہ بہی اوسوقت ہی جبکہ وہ پڑہنا بطور وعظ وپند کے نہو کیونکہ وعظ وپند کے طور پر اور شرک وبدعت سے باز رکہنے کیلئے قرآن شریف کا پڑہنا جائز ہی۔ بلکہ دفع بدعت کیلئے کبہی واجب ہوتا ہے **سوال** اگر کوی شخص کسی جاندار کو کسی کی منت ٹہراوے تو وہ جانور حرام ہوجاتا ہے یا نہین بزرگون کی منت کا کھانا اور اولیاء مردگان کی درگاہون مین بہجوایا ہوا کہانا جائز ہے یا نہین **جواب** جانور اس صورت مین حرام ہوجاتا ہے اور دوسرے اشیا بیجان جو بطور منت ونیاز کے ہون اگر اونمین نذر غیر اللہ کی نیت ہی تو اونکا کہانا قریب حرام ہی۔ جیسے شیخ سدو کے گلگلے اور بوعلی قلندر کی سمنی وغیرہ۔ اور مردون کا نان حلوا جو ایصال ثواب کیلئے کرتے ہین اوسکو اور کہانون کی طرح متبرک نہین جانتے ہین تو اگر اوسکو محتاجون کو دیدین اور اوپر کوئی احسان نرکہین نیز اپنی برادری مین بطور بہاجی بجزہ کے نہ تقسیم کرین اس سے البتہ ثواب کی امید ہے۔

اور اہل میت کے گھر تین روز تک کہانا بہیجنا مباح ہے۔ **سوال** اگر کوئی شخص معارف
قبور اولیا و اللہ کیلئے زمین مقرر کردے تو اوس زمین کا غلہ خدام قبور اور دوسرے
لوگون کو کہانا جایز ہی یا نہین نیز وہ روپیہ جو قبرون پر رکہہ دیتے ہین اوسکو وہان کے
خدام یا دوسرے لوگون کو کہانا جایز ہے یا نہین **جواب** معارف قبر سے کے تو شرعًا
کوئی بات نہین ہے ہان جسوقت کہ مردہ دفن ہوتا ہے اگر کوئی شخص اپنی خاص ملکی زمینون
کو خادمان قبر کیلئے وقف کردے تو خادمون کو اوسکا کہانا اوسوقت جایز ہے بشرطیکہ وہ
خدمت بجالاوین اور وہ شرط یہہ ہے کہ لوگون کو قبر کے طواف اور سجدہ سے باز رکہین
اور وہان برے کام کرنے سے اوسکو منع کرین اور قبر پر نذر و منت مین نقد یا جنس
رکہنے سے اونکو روکین اگر یہہ شرط خدمت نہ بجالا کر کہاوین یا کہلاوین تو حرام ہے۔
سوال اراضی کا رہن رکہنا اور اوسکے محاصل سے فائدہ اوٹہانا درست ہی یا یہہ سود ہے
اور اگر راہن محاصل اراضی مرتہن کو ہبہ کردے تو جایز ہی یا نہین **جواب** مملوکہ زمینون
کا رہن رکہنا درست ہے اور اوسپر اپنا قبضہ رکہنا ضرور ہے اور اونکا محاصل لینا بہی
قبضہ کرنے مین داخل ہے لیکن چاہیئے کہ اوسکے محاصل کا حساب رکہی۔ اور اون محاصل
کو اپنے مبلغ مین جو راہن کو بعوض مرہون کے دیا گیا ہی وصول سمجہین جسوقت راہن سے
اپنا مبلغ واپس لیوین اوسوقت اوسمین سے راہن کو مبلغ محاصل وضع کرکے دیوین۔
اور یہی حال ہے اون حویلی و باغ و مکانات مرہونہ کا کہ جسمین کرایہ جاری ہے یعنی اونکو
کرایہ سے دیکر مبلغ کرایہ کو اپنے مبلغ مین مجرا کردیا کرین۔ اور راہن کا مرتہن کو محصول
اراضی وغیرہ کا ہبہ کردینا صحیح نہین ہے کیونکہ ہبہ مین واہب کو شئی موہوبہ پر موہوب کا
قبضہ کرادینا شرط ہی یعنے واہب کو چاہیئے کہ شئی موہوبہ کو اپنی ملک سے نکالکر موہوب لہ
کی ملک مین کردیوے اور جب وہ شئی موہوب واہب کی ملک ہی مین رہے تو اوسکا
ہبہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہی کیونکہ اوسپر موہوب لہ کا قبضہ نہین کرا سکتا ہے پس اس

صورت مین کہ راہن اوس شخص کو (یعنی محاصل زمین) جو اوسکے قبضہ اور ملک مین
نہین ہی مرتہن پر ہبہ کیا تو موہوب لہ کا قبضہ نہین ہوا اسلئے یہہ ہبہ صحیح نہین ہوا
اگر یہہ کہا جاوے کہ اس صورت مین ہر سال وہر ماہ ہبہ ہوا کرتا ہی بانیطور کہ اوس
زمین کا محصول پہلے مالک زمین کی ملک مین داخل ہوتا ہے بعد ازان اوسکی ملک سے
نکلکر مرتہن کی ملک مین آتا ہی تو بس مالک اپنی ملک اور مقبوض شئی کا ہر سال
وہر ماہ مرتہن کو ہبہ کرتا ہی تو پوچھا جائیگا کہ محصول زمین جو مالک مالک سے نکلکر مرتہن
کے قبضہ مین آتا ہے اسکا کون باعث ہی اگر کہا جاے کہ عقد اول ہی اسکا باعث ہی
تو یہہ غلط ہے کیونکہ اوس عقد کے وقت مالک نے اوس شئی موہوب یعنی محصول زمین
پر مرتہن کا قبضہ نہین کرایا ہے اگر کہا جاوے کہ عقد ہر سالہ وماہواہ اسکا باعث ہے تو
یہہ بہی درست نہین ہے کیونکہ وہ عقد گرو نامہ مین درج نہین ہے بس اراضی و
مکانات مرہونہ کا محصول وکرایہ ہر حال مین ملک مالک مین داخل ہوتا ہی اور مرتہن
نیابتہ اوسکا قابض ہوتا ہی بس جب تک وہ محصول مرتہن کے قبضہ مین ہی گویا وہ راہن
ہی کے قبضہ مین ہی کیونکہ مرتہن منافع مرہون کے حاصل کرنے مین راہن کا نائب ہی
اگر باعتبار عرف اس زمانیون کے مرتہن اون منافع کو راہن کو پہونچا دیوے اور راہن
اون پر قبضہ کر لیکے بعد ازان اون کو مرتہن کو ہبہ کر دے تو بسبب واہب اپنی ملکی و مقبوضہ
شئے پر موہوب لہ کو قبضہ کرا دینے کے وہ منافع مرتہن کو حاصل ہو جائینگے مگر یہہ حقیقت
مین سود ہے کیونکہ وہ بیچارہ اون منافع کو مرتہن کو اسلئے ہبہ کیا ہی کہ اگر وہ مرتہن کو
ندیوے تو مرتہن اوس سے خوش نہوگا اور اس معاملہ رہن پر راضی نہوگا بلکہ اوس معاملہ
کو فسخ کر دیگا بس اسلئے یہہ ہبہ در حقیقت ہبہ نہین ہے۔ لیکن اہل زمانہ نے جو اسقسم
قسم کی صورت نکالی ہی سو یہہ محض سود خواری کا حیلہ ہے مگر یہہ حیلہ بہی کوئی مالیا
تو ی نہین ہے عقل ودانش کے پاس نہایت ناجایز ہے اور سود خواری مین داخل ہی

چونکہ شیطان انسان کا دشمن ہے ہر حیلہ سے چاہتا ہی کہ اوسکو دوزخ مین جھوکدے ویب اور تنزویر شیطان کا یہی ہے کہ ناقص عقلون کی نظر مین امر غیر جایز کو جایز کر دکھلاتا ہی کیونکہ وہ اگر اوس امر کو ناجایز سمجھتے تو کیون اوسکے مرتکب ہوتے اور اوسکے دام مین آپھنستے **سوال** ایام ربیع الاول مین خدا کے لئے کہانا پکوانا اور اوسکا ثواب روح پرفتوح حضرت سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہونچانا۔ یا ایام محرم مین کہانا پکوانا اور اوسکا ثواب روح مقدس حضرت امام حسین علیہ السلام اور دوسرے آل اطہار سید مختار پر پہونچانا جایز ہے یا نہین **جواب** انسان اپنے کام مین مختار ہے اوسکو ہوسکتا ہے کہ اپنا ثواب عمل بزرگان دین کو پہونچاوے۔ لیکن اس کام کے لئے کسی وقت یا روز یا مہینے کے تعین کرنی بدعت ہی۔ ہان اگر ایسے وقت یہہ کام کرے کہ جسمین ثواب زیادہ ہوا کرتا ہے مثلاً ماہ رمضان مین کہ بندہ مومن کا عمل اوسمین ستر درجہ اور اوقات سے زیادہ ثواب رکھتا ہی تو کوئی مضایقہ نہین ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بقول حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے اسپر ترغیب دی ہی۔ اور جو شئی کہ اوسپر شارع کی ترغیب اور تعین وقت نہین ہی وہ فعل عبث ہی اور مخالف سنت اور مخالفت سنت حرام ہی تو بس اسکا ارتکاب ناجایز ہی اور اگر اسکا دل چاہتا ہی جس روز چاہے مخفی طور سے خیرات کر لیوے تا ظاہر نہووے **سوال** اگر کوئی شخص قوم قروی سے یا کسی ایسی دوسری قوم سے کہ جنکی عورتین پردہ نہین کرتی ہین امامت کرے تو اوسکی اقتدا کرنا جایز ہے یا نہین **جواب** شریعت مین شرعی پردہ یہی ہے کہ عورت سر سے لیکر قدم تک چادر اوڑہی رہے پس اگر انکی عورتین بے چادر پھرا کرتی ہین مگر ان عورتون کی زناکاری لوگون مین مشہور نہین ہے تو اونکی امامت مکروہ ہی اور اگر اونکی زناکاری لوگون مین مشہور ہے تو اونکی اقتدا حرام ہے۔ اور اس صورت مین ایسی عورتون کے مردون پر یہہ امر

فرض ہے کہ اپنی عورتون کو بدکاری اور بے پردگی سے منع کرین اگر باز نہ آوین تو انکو
طلاق دین ورنہ پھر مرد دیوث کہلاوینگے اور انکی اقتدا نماز مین ممنوع ہو جاویگی لیکن اگر
کسی ایسے شخص کی نماز مین اقتدا کر لی ہے تو اوس نماز کی قضا ادا کرنا واجب نہین ہے
کیونکہ ہر فاسق اور فاجر کے پیچھے نماز جایز ہے - **سوال** عورت کو اوسکی نافرمانی اور خطا
پر طلاق دینا جایز ہے یا جسوقت چاہے اوسکو طلاق دیدے سکتے ہین **جواب** طلاق دینا
دو قسم پر ہے ایک مسنون دوسری مباح مسنون وہ ہے کہ بغیر کسی سبب کے طلاق نہ دیوے
کیونکہ طلاق خدا تعالی کے پسندیدہ امرون مین سے نہین ہے بلکہ ناچاری سے مباح رکھی گئی
ہے پس چاہیئے کہ بے سبب اوسکو عمل مین نہ لاوے - مباح وہ ہے کہ آدمی اسمین مختار
ہے اگر بے سبب بھی طلاق دیدے تو عورت پر طلاق پڑجاتی ہے اور عورت اوسکی
اطاعت سے باہر ہو جاتی ہے اگر اس صورت مین بھی ثواب نکاح کی زیادتی مقصود ہو
تو یہہ امر قریب سنت ہے بلکہ خلفاے راشدین کی سنت مین داخل ہے چنانچہ حضرت امام حسن رض
عورتون کو نکاح کیا کرتے تھے اور پھر انکو طلاق دیدیتے تھے اور دوسرے عورتون سے
نکاح کر لیتے تھے مگر اسمین آپکو صرف ثواب مقصود تہا پس اسقدر سبب طلاق کے مسنون
ہونے مین کافی ہے - لوگون نے حضرت امام حسن رض سے اس طلاق دینے کا سبب پوچھا تو
آپ نے فرمایا کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ میرے سبب سے بہت سی قوم کو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مصاہرت کا رشتہ پیدا ہو جاوے اور وہ محشر کے دن اونکی حق مین کار آمد
ہووے - **سوال** عقاید معتبرہ کی متنون اور اونکی شرحون مین لکھا ہے کہ کفار ہمیشہ
دوزخ مین رہینگے اور مومنین ہمیشہ جنت مین - خواہ پہلی ہی بہل بغیر عذاب جنت مین
داخل ہون یا بعد از عذاب پس اوسمین مشرکین اور اہل کتاب اور وہ اہل بدعت
کہ جنکے خواہشات کفر کو پہنچگئے ہین اور شیخین (یعنے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رض) وغیرہ کی
تکفیر کرتے ہین اور ضروریات دین سے منکر ہین سو داخل ہین یا نہین - اور آیہ ان اللہ

لا یغفر من یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک الخ یعنی اللہ نہین بخشتا ہی مشرکین کو اور بخشدیگا
سوا اونکی کیونکہ کفار غیر مشرکین کو مغفرت پانیکا احتمال ہے اور نیز حدیث سی معلوم
ہوتا ہی کہ سبکی دوزخ سے خلاصی ہوگی الا حبس القرآن یعنی جنکے لئے خلود دوزخ قرآن میں
مذکور ہے اونکی خلاصی نہوگی اور شیخ عبد الحق نے کہا ہی کہ سوائے کفار کے تمام لوگ دوزخ
سے نکل آئینگے اور انہون نے کفار کو مشرکین کی قید نہین لگائی ہے بلکہ عام رکھا ہے۔
اور جو سمجھے موقع جسوقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیہ جہنمیون کی شفاعت
فرمائینگے اور جناب باری سے حکم ہوگا کہ یا محمد تیری شفاعت سے ہم انکو نہین بخشینگے
مگر اغر کار رسوائی اوسکی رحمت کاملہ سے بخشی جائینگے سو وہ کونسی فریق ہے یا یہی کفار
غیر مشرک ہین یا وہ مومنین جنکے دل مین ایمان ایک ذرہ برابر ہوا کرتا ہے مفصل مع
ترجمہ آیت مذکورہ بیان فرمائیے اور آیۂ مذکورہ مین من یشرک سی کون مراد ہے سو بہی بتلائیے
جواب علما کا اجماع اس بات پر ہے کہ مداومت دوزخ مطلق کفر کا خاصہ ہی خواہ
وہ مشرک ہووے یا انکار نبوت ہووے یا انکار احکام قرآن ہووے کچہہ بہی فرق نہین ہے
اور آیۂ مذکورہ (ان اللہ لا یغفران یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء) مین لفظ
ما دون سے ماسوا مراد نہین ہے بلکہ ادون و اسفل مراد ہے یعنی جو کوی عمل کہ شرک
سے کمتر ہووے اوسکو وہ بخشدیتا ہی۔ اور اقسام کفر شرک سی کمتر نہین ہین بلکہ شرک
کے مساوی ہین پس کسی قسم کا کفر ہو نہین بخشا جائیگا الغرض علما و اہل سنت کا اجماع
اس بات پر ہی کہ تمامی کفار دوزخ مین ہمیشہ رہنے مین مشرکین کے شریک ہین اسکی
تحقیق علم کلام کی مبسوط کتابون مین ہی۔ ایک جماعت نے لکہا ہے کہ جمیع انواع کفر کے
شرک حسی کی طرف راجع اور اوسکی مستلزم ہو جاتے ہین پس اونکی مغفرت کی امید نہین
رہی اور اوس پر نص صریح یہ آیہ ہے کہ مثلا اہل کتاب جو رسالت کا انکار کرتے تہے
معجزات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جو درحقیقت تصدیق پیغمبری کیلئے وہ افعال آلہی تہے

اعمال غیر خدا سمجھتے تھے تو اس سے اونکی حسب اعتقاد قدرت خلق معجزہ خدا کا
اثبات غیر خدا کے لئے لازم آیا اور یہہ عین شرک ہی - اور علی ہذا القیاس جمیع اقسام
کفر مین تکلفات کئے ہین لیکن محققین کے پاس اس اجماع کی دلیل بہت بہت
سی آیتین ہین جو پچاس سے زیادہ ہونگی اور سب کے سب اسبات پر دال ہین کہ
خدا کے آثار پہ کفر کرنا خلود دوزخ کو مستلزم ہی خواہ وہ شرک ہووے یا غیر شرک
ہووے اور آیۂ ان الذین کفروا بآیاتنا سوف نصلیہم نارا کلما نضجت جلودہم
بدلناہم جلودا غیرہا لیذوقوا العذاب الخ اور حدیث مقام محمود الا من
حبسہ القرآن آئی ہے سو صحیح ہی لیکن قرآن آیۂ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ
ہی مین منحصر نہین ہے بلکہ آیۂ ان الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین بہی
قرآن مجید مین داخل ہے اسوجہ سے شیخ عبد الحق نے کفار کو مطلق بیان کیا مشرکین
کی قید نہین لگائی - اور حدیث شفاعت مین جو آیا ہے کہ چوتھی دفعہ حضرت
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بقیہ جہنمیون کے باب مین شفاعت فرما کے
اونکو آتش دوزخ سے نجات بخشینگے سو وہی مومنین ہین جنہون نے اپنا ایمان
تہوڑا سا رکہا ہی اور عمل نیک نہین کیا چنانچہ اس حدیث مین واقع ہے لم یعملوا
خیرا قط اور مراد عمل سے عمل جوارح ہے نہ اصل ایمان - اور اہل التفسیر نے مشرکین
کو جمیع انواع کفر مین شامل کر دیا ہی اور کفر کا معنے اصطلاحی شرعی شرک ٹہرایا ہے
اسلئے معنی آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ کا اونکے پاس لا یغفر ان یکفر بہ
ہے چنانچہ قاضی بیضاوی نے آیۂ ولا تنکحوا المشرکات کے تحت مین نعم الکتابیات
لان اہل الکتاب مشرکون لکہا ہی یعنے مشرکات کا لفظ تمامی اہل کتاب کو
شامل ہی کیونکہ یہہ تمام مشرک ہین حسب فرمودہ تعالی وقالت الیہود عزیر ابن اللہ
وقالت النصاری المسیح ابن اللہ اخیر قول سبحانہ وتعالی عما یشرکون تک

حسن نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تزوجوا نساء اہل الکتاب ولا تزوجوا نساءنا اگر یہ پوچھا جاے کہ جنہون نے
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کا انکار نہین کیا ہی اور نیز شرک کا لفظ کیون
کہا گیا تو اسکا جواب ابو الحسن ابن الفارس نے یون دیا ہی کہ جو لوگ کہ قرآن کو
کلام غیر اللہ کہتے ہین گویا وہ کلام خدا کو غیر کی طرف منسوب کرتے ہین پس آوے درحقیقت
خدا کے ساتھ شرک کرتے ہین۔ تحقیق وہی ہے جو ہمنے پہلے کہا ہی یعنی بہت سی
آیات قرآن کفار کے ہمیشہ دوزخ مین رہنے پر دلالت کرتی ہین بلکہ اہل کتاب کے
حق مین بہی تو بجا آتی ہین چنانچہ ان الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین فی نار
جہنم خالدین فیہا۔ وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ اخیر قول فاولئک
اصحاب النار ہم فیہا خالدون تک اور رہ جمیع اہل بدعت وسوا کہ انہون کی
بدعت کفر کو پہونچگئی ہو آیہ ان الذین کفروا من اہل الکتاب مین داخل ہے عموماً
شرک نہین ہین اور ما دون ذلک سے ذنوب و معاصی مراد ہین خواہ وہ کبیرہ
ہون یا صغیرہ **سوال** علم کلام کے تمامی متون مین لکھا ہوا ہی کہ صحابی پر طعن
نہین کرنا چاہیئے حدیث مین ثم یکون ملکا عضوضا آیا ہے تو یقیناً معاویہ فرشتہ
تہا جو تیس برس بعد ہوا ہی پس اگر کوئی شخص مقتضاے اس حدیث کی معاویہ پر بسبب
ظلم وغیرہ کے جو عضوضیت کا لازمہ ہی طعن کرے تو کیا مضایقہ ہے ورنہ حدیث
شریف اور عقاید اہل سنت کی کیا توجیہ ہوگی اور مسلم شریف وغیرہ مین مذکور ہے
کہ الصحابۃ کلہم عدول پس معاویہ کی مخالفت و عضوضیت کی کیا توجیہ ہی حالانکہ
انکی بغاوت متفق علیہ ہے اور باغی کی اہانت جایز ہے پس بعض علما جو منع کرتے
ہین کس وجہ سے ہے۔ اور بعض لکھتے ہین کہ حضرت معاویہ مجتہد نہین تھے پس اگر وہ
خلافت حضرت علی رض کے اجماع مین شریک نہین ہوے ہین تو کچھ مضایقہ نہین ہے

اور یہہ قول اوسکے منافی ہے جو ابو رافع نے ابن عباس رض سے حکایت کی ہے کہ ایک
نماز مین درود پڑہتے تھے اور وہ روایت خلاف حدیث صحیح ہے جواب مین فرمایا انہ
ضیعہ ایسا ہی بخاری شریف مین ہے اور مشکوۃ شریف مین بہی مذکور ہے قال ابن عباس رض
انہ فقیہ پس آپکو مجتہد کیون نہین کہنا چاہیئے اور اسکی کیا توجیہہ ہے - جواب
جو کچھ یہہ متون عقاید مین لکہا ہوا ہے کہ صحابی کو طعن نکرنا چاہیئے سو نہایت درست ہے
لیکن حدیثی روایت جو بعض صحابہ کے باب مین جو ایک قسم کے طعن کی متضمن ہے سو اوس سے
کوئی مضایقہ نہین ہے - الغرض اصحاب متون کا مقصود لفظ صحابہ سے تمام صحابہ معصوم
ہونا اور ہر قسم کے طعن سے بری ہونا نہین ہے کیونکہ بعض صحابی سے شراب کا پینا
ثابت ہوا ہے جیسا کہ مشکوۃ شریف مین مذکور ہے اور بارہا آنحضرت صلعم نے اونپر حدود
قایم کئے ہین - اور حسان بن ثابت و مسطح بن اثاثہ سے قذف ثابت ہوا ہے اور انپر
بہی حد جاری ہوی ہے اور ماعز اسلمی سے زنا ثابت ہوا ہے اور وہ سنگسار کئے
گئے ہین بیشک اس قسم کی لغزشین اور گناہین انہون سے باعتبار صحابت اور واجب
احترام ہین لیکن تاوقتیکہ انہون سے نفاق و ارتداد یقیناً معلوم نہ ہو جاوے امت
انکو مطعون نہین کرسکتی ہے مثلاً ابو ذر غفاری رض کے حق مین صحیح بخاری مین آیا ہے
انك امرء فيك جاهلية لیکن اب ہم لوگون کو یہہ جایز نہین کہ کہین ابو ذر رض
مرد جاہل تھے اور ایسا ہی ابو جہیم جو عمدہ صحابہ مین سے ہے صحیح بخاری مین آیا ہے
لا يضيع عصاه عن عايقه جو اسکے اپنے خادمون اور عورتون کے ساتھ ضرب
وستم کرنے کا کنایہ ہے مگر ہم کو یہہ جایز نہین کہ کہدین کہ ابو جہیم مرد ظالم تھا - بلکہ اگر اور
ہم غور کرین تو معلوم ہوگا کہ بعض انبیا علیہ السلام پر مقام عذاب مین عتاب آمیز الفاظ
وارد ہوے ہین مگر امت کو یہہ جایز نہین کہ اون حضرات کی شان مین بمقتضاے قول
تعالی سخت کلام کرین چنانچہ خدا نے کہا ہے عصی آدم ربہ فغوی اگر ہم حضرت آدم

علی نبینا علیہ السلام کو عاصی وغاوی کہین تو کفر ہے اور جیسے ۱۴۱۱ انت سبحانک انی کنت من الظالمین واذ ابق الی الفلک المشحون فالتقمہ الحوت وھو ملیم آئی ہے ہم مین سے کسیکو حضرت یونس علیہ السلام کے حق مین آبق اور ظالم اور ملیم کہنا جائز نہین ہے۔ پس متون عقاید کی عبارت صحابہ کرام کے ادب واجب علی الامت کے نظر کرتے نہایت درست ہی اور حدیث شریف بہی واقعہ کی نظر کرتے صحیح المعنی ہے۔ اور بہی اہل سنت کی صحیح عقاید مین آ رہ وہ جو کتب اصولیہ مین لکہا ہوا ہی کہ الصحابۃ کلھم عدول اس سے مراد یہ ہے کہ صحابہ تمامی روایت حدیث مین ماموں و معتبر ہین اور انہون سے کوی کذب روایات حدیث مین زنہار ثابت نہین ہوا ہے جیسا کہ تجربہ اور تحقیق مین بہی نہین آیا ہے کہ اور مقدمات مین کوی شخص انہون سے دروغ بیان کیا ہو۔ کیونکہ ان سے کوی گناہ صادر نہین ہوی ہے اور وہ جو عنقریب گذرا ہی کہ امین سے بعض صحابی آنحضرت صلعم کے حضوری مین گناہ کبیرہ کی ارتکاب سے محدود ہوی ہین سو صحیح ہی کہ صحابہ کرام عمداً گناہ کرنے سے محفوظ ہین۔ انہون کا مجتہد ہونا اور نہونا اب ہرگز مفید نہین ہے کیونکہ گو مجتہد تھے مگر اس مسئلہ مین یقیناً غلطی کی ہے کیونکہ اجتہاد نص کے مقابلہ زنہار اعتبار نہین رکہتا ہی اب ہم حال واقعی کی تحقیق مین آتے ہین۔ بعد تفتیش وتفحص روایات کی معلوم ہوتا ہی کہ حضرت معاویہ نے اپنی آخر عمر مین اجتہاد کا مرتبہ حاصل کیا ہی لیکن انکو علمی پایہ کم تہا اور جمیع احادیث پر عبور نہ تہا برخلاف وہ لوگ جو حضوری مین آنحضرت صلعم کے اجتہاد کامل کے رتبہ کو پہنچے تہے اور آنحضرت صلعم انہون کی مجتہدی امور کو نہایت صواب پر سمجہتے تھے اور انکو فتوی اور تعلیم کی اجازت دی تہی امدہ وہ حضرت عمرؓ وحضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعود اور معاذ بن جبل اور زید بن ثابت اور انکی امثال ہین۔ پس جو شخص حضرت معاویہ سے اجتہاد کی نفی کرتا ہے صحیح ہے کیونکہ آپ کو آنحضرت صلعم سے اجتہاد کا مرتبہ حاصل نہ تھا۔ اور آنحضرت صلعم

نے کسی مسئلہ مین حضرت معاویہ کے اجتہاد پر حکم نہین فرمایا ہے تاکہ انہون کا اجتہاد
معتبر اور مفتی بہ سمجھا جاوے ۔ اور جسنے کہ انہون کو مجتہد کہا ہے وہ بھی صحیح کہا ہے کیونکہ
آپ اپنی آخر عمر مین صحابہ سے احادیث کثیرہ کے سننے کی وجہ بعض مسائل فقہ مین
دخل دیا کرتے تھے اور قول ابن عباس رض کا انہ فقیہ ہے بھی یہی معنے ہے ۔
اور پھر ایک اجماع سے جو حضرت علی رض کی خلافت پر ہوا تھا انکا خارج ہونا انکی لئے
کوئی مضر نہین ہے کیونکہ اوسوقت ان کے اجتہاد کو وہ رتبہ حاصل نہین تھا کہ انکو
اہل حل وعقد مین شمار کرسکین علاوہ بران یہ ہے کہ حضرت علی رض کی خلافت محققین
کے پاس نص سے ثابت ہے پس نص کے مقابلہ مین اجتہاد کا کوئی اعتبار نہین ہے
اور یہی حکم ہے حلیت متعہ مین جو ابن عباس کیطرف منسوب ہے اور یہی حکم ہے غسل
کے نہ واجب ہونے پر اوس شخص پر کہ جسنے عورت سے جماع کیا ہو اور قبل از
انزال علحدہ ہوگیا جو ابی بن کعب وغیرہ انصاریون کے طرف منسوب ہے سوال
بعض کتابون مین لکہا ہوا ہے کہ عشرۂ مبشرہ مین سے بعض صحابہ ایک روز نماز جمعہ
مین حاضر تھے اور مروان نے خطبہ مین سب حضرت علی رض کے صحابہ مذکور اوسکی
پیچھے نماز پڑہے اور اوسپر تکفیر کا حکم نہین دیا ۔ ہان صرف اوسپر شدت اور تشنیع
کی ہے پس یہ امر نہایت عجیب ہے کہ علم اور علما کی اہانت تو کفر ہے جیسا کہ
اشباہ اور نظایر مین موجود ہے اور ایسے صحابی اجل کی اہانت کفر نہو اسکی کیا
توجیہ ہے اور سب شیخین رض کفر ہے اور سب حضرت علی رض کفر نہین سو یہ ترجیح
بلا مرجح کسلیئے حالانکہ بزرگی اور علو مرتبہ مین تمام متواتر المعنی ہین ۔ اور ابوبکر رضی اللہ
تعالی عنہ کی فضیلت کو بعض قطعی کہتے ہین اور بعض ظنی چنانچہ امام رازی اور آمدی
و سید شریف و علامہ تفتازانی سے لیکر شاہ عبد الحق رحمہم اللہ تک بھی ظنی کہتے
ہین اس خلاف کی کیا وجہ ہے اور کونسی بات پر عقیدہ رکہنا چاہیئے اور

لعن یزید کے بارہ مین بعض منقولات مین توقف آیا ہے مگر تحقیق اس امر مین کیا ہے
جواب - حضرت ختنین رضہ نے اپنے سب کرنیوالون کی تکفیر نہین کی ہے چنانچہ
مشکوہ شریف مین مذکور ہے کہ جسوقت حضرت عثمان رضہ کو خارجیون نے گہیر لیا تھا
تو آپنے اپنی طرف سے ایک امام مسجد نبوی مین مقرر کیا تو اوس امام ملعون نے
سب حضرت عثمان رضہ کیا کرتا تھا - لوگون نے حضرت عثمان رضہ سے پوچہا انت امام
عامۃ وقد نزل بک ما نری ویصلی بنا امام فتنۃ ما تقول فی ظنک حضرت
عثمان رضہ نے فرمایا الصلواۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن
معھم فاذا اساء وا فاجتنب اساءتھم پہر آپنے اپنے اون لوگون کو اوس امام
مبتدع کے پیچہے نماز ادا کرنے کی اجازت دی پس اگر حکم کفر کا دیئے ہوتے تو نماز کیونکر
ادا ہوتی تہی - اور دار قطنی اور دوسرے کتب حدیث مین مروی ہے کہ حضرت علی رضہ سے
لوگون نے بغاوت شامیہ کا حال دریافت کیا اور کہا امشرکو ھم ( )
تو آپنے فرمایا من الشرک ( ) پہر دوسرے روز پوچہا امنافقوھم
( ) آپنے فرمایا ان المنافقین لایذکرون اللہ الا قلیلا
( ) پہر پوچہا کہ اونکے حق مین کیا اعتبار رکہنا چاہیئے اور انکو
کیا کہنا چاہیئے - آپنے فرمایا اخواننا بغوا علینا یعنے وہ ہمارے بہائی ہین
جنہون نے ہمپر بغاوت کی ہے) یعنی وہ مسلمانان ہین مگر گناہ کبیرہ اور بدعت کے
مرتکب ہوے ہین - پس اسلیئے بمقتضاے کلام حضرت ختنین کے قدما اہل سنت نے
سب ختنین کو بدعت وفسق لکہا ہے لیکن بدعت وفسق عظیم - بخلاف سب شیخین
کے کیونکہ اوسمین اس قسم کے آثار وارد نہوے ہین پس سب ختنین پر حکم
کفر کا لگانا بطور استحسان ہے جو خلاف قیاس عمل مین لائے ہین جیسا کہ مسئلہ
چاہ واستصناع وغیرہ مین عمل مین لاتے ہین ورنہ قیاس یہی چاہتا ہے کہ ان موقعون

سب کفر ہے اور یہی بات محققین متاخرین کی مختار ہے کیونکہ انمین یہی ہر ایک کی بزرگی
اور منزلت متواتر آتی ہے اور ضروریات دین مین سے ہے اگر کوئی شخص
یہہ شبہہ کرے کہ ختنین نے اپنی تعظیم پر باوجود اقتضاے قیاس اور قیام اوله
صحیحہ کے اپنے سات پر حکم کفر نہین لگایا ہے تو ہم کہین گے کہ اوسکی وجہ یہہ ہے
کہ حضرت ختنین رض نے بنظر احتیاط مسلمانون کی تکفیر مین اون ملاعین کے شبہون
کا لحاظ رکھا ہے اور یہہ جان لیا ہے کہ تغیر سیرت شیخین کی حضرت عثمان رض
اور تہمت قتل حضرت عثمان رض کی حضرت علی رض پر انکی نظر مین اسقدر رسوخیت پیدا
کی ہے کہ ہمارے احادیث و مناقب و علو درجات کو اپنے دل مین نہین گذارتے
اور اسمین غور نہین کرتے اور صرف آیات قرآنی پر متمسک ہین گویا براہ تعصب
دینداری کے ہمارے انتظار مین افراط کرتے ہین اور انکار احکام قرآن اور ضروریات
دین کا دانستہ نہین کرتے ہین گو اسبات پر سب وطعن لازم ہے کیونکہ لزوم کفر
(یعنے کفر کسیپر لازم کرنا) کفر نہین ہے بلکہ التزام کفر (یعنے کفر کو اپنے پر لازم کرلینا)
کفر ہے اسلیے علم وعلما کی اہانت کرنی علم وعلما کو جانکر کفر ہے اگر ان کے
علم کو جہل اور انکو جاہل مانکر اپنے اعتقاد فاسد سے اونکی اہانت کرے تو کفر نہین ہے
اسوجہ سے حدیث شریف مین آیا ہے ادرؤا الحدود والقصاص بالشبہات
یعنی حدود وقصاص کو شبہون کی صورت مین چھوڑ دو اسی وجہ سے شبہہ کے مقام مین
اونکی تکفیر سے احتراز کیا ہے۔ سبحان اس مرتبہ کی احتیاط اوس دین مین ہے
جو حضرت ختنین رض سے وقوع مین آیا ہے لیکن متاخرین اہل سنت نے جب دیکھا
کہ اب وہ شبہے تمام زایل ہوگئے اور حق باطل سے جدا ہوگیا اور اون ملعون کی
تہمتین بے اصل ہوگئین اور تتبع سے احادیث صحیحہ کے معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآب
صلعم نے حضرات ختنین رض کے منکرین کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا ہے۔ لیکن حضرت

عثمان رض کے باب مین جامع ترمذی مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم کے روبرو ایک جنازہ لایا گیا تا نماز پڑھے تو آنحضرت صلعم نے نہ خود نماز پڑھی اور نہ دوسرون کو نماز پڑھنے کی اجازت دی تو لوگون نے آنحضرت صلعم سے اسکی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا انہ کان یبغض عثمان فابغضہ اللہ (یعنے وہ شخص حضرت عثمان رض سے بغض رکھتا تھا اسلئے خدا اوس سے بغض رکھا) اور منکران علی رض کے حق مین چونکہ احادیث صحیحہ مین آچکا ہے حب علی آیۃ الایمان وبغض علی آیۃ النفاق اور یہہ بھی آیا ہے لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق اور یہہ بھی آیا ہے اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ اسلئے ناچار سات ختنین کی تکفیر پر حکم کیا ہے اور یہہ منصور کا مذہب ہے جو فی زماننا مفتی بہ ہے - اور حضرت صدیق رض کے فضیلتین یقین ہے اور بعضون نے یعنے امام رازی وامدی وغیرہما علماء کلام مین سے جو ظنی لکہا ہے سو وہ بھی درست اور صحیح ہے اسلئے کہ ہر ایک دلیل کے نظر کرتے وہ فضیلت ظنی ہے کیونکہ احادیث خبر مفید ظن ہوتے ہے اور جو کلام اللہ مین مثل لا یاتل اولوا الفضل منکم وسیجنبہا الاتقی الذی وغیر ذلک کے متواتر آیا ہے تو وہ محتمل تاویل ہے پس وہ مفید یقین نہین ہو سکتا ہے لیکن جب مجموعہ ادلہ باعتبار مجموع لحاظ کیا جاوین تو مفید یقین ہوتے ہین اور ایسا اکثر ہوتا ہے کہ ہر ایک دلیل باعتبار افراد مفید ظن ہوتی ہے اور مجموعہ دلائل بحیثیت مجموعی مفید یقین ہوتے ہین کما فی الخبر المتواتر فان الاحاد یفید الظن ومجموعہا اذا بلغت حد التواتر یفید القطع کتاب ازالۃ الخفاء قرۃ العینین مین یہہ مقام ایسی شرح وبسط سے واقع ہے کہ اوسکے مطالعہ کے بعد حضرت صدیق رض کی فضیلت یقینی ہونے مین کوئی شبہہ نہین رہتا ہے - یزید کے لعن مین اسوجہ سے توقف ہے کہ اس پلید سے شہادت امام حسین علیہ السلام کے مقدمے مین مخالف اور متعارض روایتین آتی ہین - بعض روایتون سے اوسکی رضا اور استبشار

اور ایانت اہل بیت و خاندان حضرت رسول خدا صلعم مفہوم ہوتی ہے جسکو بنا علیہ فی
نفس الامر یہ روایت مرجح شرعی ہے اونہون نے اوسکی لعن پر حکم دیدیا ہے چنانچہ فقہاے
شافعیہ مین سے احمد بن حنبل اور دوسرے بہت سے علمانے ایسا ہی کیا ہے۔ اور
بعض روایتون سے اس امر پر اوسکی کراہت اور ابن زیاد اور اوسکے اعوان پر
عتاب کرنا اور اس بات پر کہ یہہ امر اوسکے نا بہون سے وقوع مین آیگا چپتانا
معلوم ہوتا ہے پس جنکے پاس یہ روایت مرجح ٹہیری ہے وے اوسکے لعن سے
منع کیا ہے۔ چنانچہ امام حجۃ الاسلام امام غزالی رح اور دوسرے علماء شافعیہ اور اکثر
علماء حنفیہ نے ایسا ہی منع کیا ہے۔ اور عالمون سے ایک ایسی جماعت ہے کہ اون کے
پاس ہر دو روایت متخالف پہونچے ہین اور ایک کی دوسری پر کسی نوع کی ترجیح
نہین ہوئی اسلئے انہون نے بنا بر احتیاط توقف کیا ہے اور یہی تعارض کے وقت مین
علماء پر واجب ہے اور یہ ابو حنیفہ رح کا قول ہے اور شمر اور ابن زیاد کے لعن مین چونکہ
اس فعل مین اونکی رضا اور استبشار یقینی ہے بلا تعارض توقف نہین ہے۔ **سوال**
جواب مین طعن عائشہ رض درباب افشاے راز آنحضرت صلعم اور تحریم ماریہ قبطیہ کے لکہا
ہوا ہے کہ عائشہ صدیقہ رض سے ہرگز افشاے راز نہین ہوا ہے پھر آیہ قولہ تعالی
وان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما ضمیر تثنیہ سے جو عائشہ اور حفصہ رض کی طرف راجع
ہوتی ہے سو اسکا کیا معنی ہے **جواب** عائشہ رض نے ہرچند افشاے راز نہین کیا ہے
لیکن تحریم ماریہ قبطیہ رض کے سننے سے خوش ہوے تھے اور حفصہ کو افشاء راز سے منع
نہین کیا بلکہ اس فعل سے راضی اور بشاش رہے اور یہ تمام ترک اولے اور شوب
نفسانیہ ہے اور من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین کے محل توبہ و استغفار ہے
اور حدیث شریف مین آیا ہے ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الی اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ
اور یہی آیا ہے انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم سبعین مرۃ۔

سوال - قرآن شریف مین آیا ہے ما ننسخ من اٰیة الآیہ جسکا حاصل یہہ ہے کہ ہر حکم کی
نسخ کے لئے شرط یہہ ہے کہ دوسرا حکم اوسکے مانند یا اوس سے بہتر جناب کبریا عز اسمہ
سے آنا چاہیئے پس حکم حلت متعہ جو قولہ تعالے فما استمتعتم بہ منھن فاٰتوھن اجورھن
سے بعض کے پاس مقرر ہے جیسا کہ بیضاوی مین ہے سو اس حکم کا نسخ آیت فمن ابتغی
وراء ذلك فاولئك هم العادون سے ہوا ہے تو متعہ کے عوض اون بعض کے پاس کون
حکم نازل ہوا ہے جواب آیۂ ما ننسخ من اٰیة او ننسہا الآیہ سے مراد وہ ہے
کہ جو کوئی حکم منسوخ ہوتا ہی سو وہ دوسرے حکم سے منسوخ ہوتا ہے اور وہ حکم ناسخ حق عباد
اور ثواب مین حکم منسوخ سے بہتر ہوتا ہے یا برابر ہوتا ہے پس بدل حلت متعہ تحریم متعہ آیا ہی
اور جیسا کہ حلت احکام الٰہی سے ایک حکم ہے ایسا ہی تحریم بھی احکام الٰہی سے ایک حکم ہی
اور تحریم حق عباد مین بہت نافع ہے کیونکہ متعہ کی صورت مین حفظ نسب اور کفایت
محرمیت اور توارث برباد ہو جاتے ہین چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین مفصلاً بیان کیا ہی
حاصل یہہ ہے کہ لازم نہین ہے کہ حکم ناسخ حکم منسوخ کی جنس سے ہووے سوال کیا وجہ
ہی کہ احناف بعض مسائل مین صاحبین کی اقتدا کرتے ہین اور تقلید شافعی کو محظور اور ممنوع
سمجھتے ہین حالانکہ اگر اصول مین اتفاق ملحوظ ہے تو تمام مسایل مین اختلاف چاہیئے اور اگر
فروع مین اختلاف منظور ہے تو تمام مسایل مین اختلاف چاہیئے جواب اسکے صاحب جواب
دو طریق پر ہی - اول جمہور حنفیہ یہہ کہتے ہین کہ امام اعظم رح اپنے مذہب کو اپنے اصحاب
مثل زفر بن الہذیل اور ابو یوسف اور حسن بن زیاد اور ابن سماعہ اور قاضی اسد
اور محمد بن الشیبانی وغیرہم مین مشہور کیا ہے اور کہا ہے کہ ان تامون کا مذہب مذہب میرا ہی
جو کوئی میرے مقلدین سے ہوگا وہ اس جماعت کی تقلید کرے گا چنانچہ بہت سے قصص
جو اس شہرت پر دلالت کرتے ہین طبقات کفوی اور دوسرے طبقات حنفیہ مین مسطور
ہے لہذا احناف ان تامون کے مذاہب کو جو بزرگترین امام اعظم ہین امام اعظم رح کا مذہب

قرار دیئے ہین اور ان تامون کی تقلید کو بعض مسایل مین امام اعظم رح کی تقلید کرتے ہین
دوم - ارباب تحقیق نے کہا ہے کہ اجتہاد کے مرتبے چہار ہین - اجتہاد استقلالی -
اجتہاد انتسابی اجتہاد فی المذہب اجتہاد ترجیح امام اعظم اور امام شافعی رح ہر دو
مستقل مجتہد تہے ایک دوسرے کے ہرگز تابع نہین تہے برخلاف صاحبین اور زفر
اور امثال انکے کہ یہہ منتسب مجتہد تہے اور مجتہد منتسب مجتہد مستقل کے تابع ہے
اور استقلالاً مجتہد نہین ہے اور مذہب مجتہد مذہب مستقل ہے -
تفصیل وہ ہے کہ مجتہد مستقل اوسکو کہتے ہین کہ احکامی آیات اور احادیث کو اور آثار صحابہ
اور تابعین کو اپنے جرح وتعدیل کرکے اوسکو اجتہاد بنا دے اور پہر قواعد استنباط
کو وضع کرے تاکہ استنباط کے وقت تناقض اور منافات نہووے اور یہہ درجہ حضرت
امام اعظم اور امام شافعی رح اور اونکے امثال کا ہے برخلاف صاحبین اور زفر اور امثال
کے کہ یہہ اونہین احادیث وآثار فقہا اور تابعین کو جنکو امام اعظم رح نے اپنا ماخذ اور مایۃ
الاجتہاد قرار دیا ہے اپنا پیشوا بناتے ہین اور قواعد استنباط کو بہی امام اعظم رح
سے اخذ کرکے بطور امام اعظم کے نسخ کرتے ہین گو فرع مین مخالفت پیدا ہوجاوے اور
اسطرح کی مخالفت مخالفت مذہب نہین ہے یعنی مادہ اجتہاد اور طریق استنباط مین
شریک ہین مثلاً امام اعظم رح نے کہا ہے العام قطعی کالخاص والخاص مبین فلا یلحقه
البیان ولا عموم المشترک فی معاینه ولا یجمع الحقیقة والمجاز وخبر الواحد اذا خالف
القیاس یترک ویعمل بالقیاس کحدیث المصراة اور مایۃ الاجتہاد کو احادیث اور آثار حضرت
عمر اور حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور جابر وغیرہم رض کے جو فقہا کوفہ سے انکو پہنچے
ہین قرار دیئے ہین اور بلا تفاوت صاحبین اور زفر رح کا یہی مسلک ہے اور امام شافعی رح
ان قواعد استنباط مین امام اعظم رح کی اتباع نہین کرتے ہین اور نہ تعزیر ماخذ مین اجتہاد
کرتے ہین - اور اسکو ایک مثال سے ہم واضح بیان کرتے ہین - مثلاً طب مین دو طریق مسلکو

ہین یونانی اور ہندی مثلاً لا یصح التنقیۃ قبل التنضیج ولا یجوز التحریک فی البحارین ولا یجوز
استعمال الاقراص فی الحمی الا بعد الرابع عشر ولا یجوز انہاک القوۃ بترک الغذاء مدۃ
طویلۃ بسبب حفظہا مہما امکن ولو زاد الغذاء فی المرض اور جالینوس اور بقراط وغیرہما کے
اقوال کو اپنے معالجات کے ماخذ ٹھہراتے ہین پس تمام علماء یونان مثلاً علویخان اور
واصل خان باوجود اختلاف طریق معالجات کے ایک مذہب یونانی مین شریک ہین اور
طریق ہندی اس طریق سے کمال مخالفت رکھتے ہین اور اصول قواعد مین بہت فرق ہے۔
اور مذہب حنفی اور شافعی کو باہم طب یونانی اور ہندی کے اور مذہب صاحبین اور
مذہب حنفی کو طریق بقراط اور طریق جالینوس سمجھنا چاہیئے یعنے ایک نوع کے دو صنف
شمار کرنا چاہیئے اور اس مقام پر تفصیل طویل مطلوب ہو تو رسالہ الانصاف فی بیان اسباب
الاختلاف مین اور عقد الجید فی مسائل الاجتہاد والتقلید مین شرحاً لکھا ہوا ہے مطالعہ فرماوین
واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل ۔ تراویح کی نماز مین فقہا سے بعض نے نماز تراویح
کو سنت رسول خدا صلعم لکھا ہے اور بعض سنت عمرؓ اور فتاوی مین اس باب مین
بہت سے فروع مذکور ہین اور جو نماز کہ آنحضرت صلعم کے عمل سے ثابت ہے سو وہ نماز تہجد ہے
کہ آپنے ایک دو دفعہ جماعت سے ادا کی ہے اور بخاری شریف مین تصریحاً مذکور ہے
کہ آنحضرت صلعم رمضان وغیرہ مین گیارہ رکعت سے زیادہ نہین پڑہی ہے ۔ مگر ایک ضعیف سی
حدیث مین آیا ہے کہ رمضان مین بیس رکعت نماز آئی ہے ۔ مگر اسکی بیہقی نے تضعیف کر دی
ہے ۔ اور خلفاے راشدین سے بہی اس نماز پر عمل نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ حدیث شریف
مین آیا ہے کہ حضرت عمرؓ باہر نکلے اور لوگون کو نماز مین دیکہکر فرمایا کہ یہ کیا اچہی بدعت
ہے جو لوگ سو رہے ہین اور اس نماز سے غافل ہین وہ ان نماز پڑہنے والون سے بہتر ہے
اور حضرت علیؓ نے جب لوگون کو نماز مین دیکہا تو فرمایا کہ خدا حضرت عمرؓ کی قبر روشن
کرے جیسا کہ اونسنے مساجد روشن کئے ہین مراد شتا آگیا ہے کہ ان دونون امیر کبیر نے خود

نماز نہین پڑہی ہے اور اشعار اسطرح ہے کہ یہہ نماز نماز تہجد ہے اگر اسکو آخر شب
مین ادا کرین تو بہت بہتر ہے اور مشکواۃ شریف مین آیا ہے کہ حضرت عمر رضہ
کے زمانہ مین گیارہ رکعت ادا کرتے تہے پس اسکو سنت ٹہیرانا اور اسکو
موکدہ جاننا اور اسپر اس قسم کی تفریعات متفرع کرنا کہ اگر اس طرح
ادا کرے تو تراویح ہوتی ہے اور اگر اسطرح ادا نہو تو تراویح نہین ہوتی ہے
وغیرہ تو یہہ کہان سے ہے اگر کوئی شخص گیارہ رکعت پر اکتفا کرے تو وہ تارک
سنت نہین ٹہیرانا چاہیئے اور اگر اصلا ادا نکرے تو وہ گنہگار نہین ہونا چاہیئے
اور اس نماز مین ختم قرآن بہی سنت کہتے ہین یہہ کہان سے ہے حدیث شریف مین
آیا ہے کہ آنحضرت صلعم ہر رمضان مین جبرئیل علیہ السلام سے کلام اللہ کی مدارست
کرتے تہے اور تمام رمضان مین دو بار ختم کرتے تہے اس سے ختم قرآن کا رات
اور دن بغیر از نماز سنت ٹہیرا ہے - عجیب تر یہہ ہے کہ بعض کتب فقہ مین مذکور
ہے اگر اہل قریہ ترک تراویح پر اتفاق کرین تو امام کو چاہیئے کہ ان سے قتال
کرے - حالانکہ امام ابو حنیفہ رح نماز فرض کے تارک کو بہی مستوجب قتل نہین جانتے
ہین اور یہہ قاتل ترک تراویح سے اہل بلدہ پر حکم قتل کرتے ہین - نماز مین
تشہد کے وقت انگشت شہادت کا اٹہانا سنت ہے اور یہہ بات علماء حنفیہ
سے بہی ثابت ہے ملا علی قاری حنفی نے اس باب مین ایک رسالہ لکہا ہے تشبہ مین
جمیع داخل ہے اوسکی عبارت یہہ ہے اَنْ یَکُوْنَ تَرْفَعُهَا الخ جو چیز کہ کفار سے
مخصوص ہے خواہ وہ لباس مین ہو خواہ اکل و شرب مین ہو اور مسلمان اوسکا
استعمال کرین تو یہہ تشبہ میں داخل ہے اور ممنوع ہے اور جو چیز کہ کفار سے
مخصوص نہین ہے گو کفار اوسکو اکثر استعمال کرتے ہون اور مسلمان بہت
تو اسکے استعمال مین کوئی مضائقہ نہین ہے اور ایسا ہی اگر بنا ہے عہد

مخصوص اورون سے آرام یا کسی فائدہ کی نظر کیتے دوا مین استعمال کرین مگر اس مین اپنے کو کفار کے متشبہ نہ بناوین تو اس استعمال مین کوئی مضائقہ نہین ہے۔ صحیح تشبیہ جو ممنوع ہے سو وہ یہہ ہے کہ اپنے کو انکی شمار مین داخل کرین اور اپنے دلون کو اونکی طرف مائل رکھین۔ اور ایسا ہی انہون کے زبان اور خط کا سیکھنا تشبیہ کے لئے ممنوع ہے لیکن صرف اطلاع مضامین یا خطوط کے پڑہنے کے لحاظ سے اگر انکی زبان سیکھے تو کوئی مضائقہ نہین ہے۔ اور تشبیہ عبارات اور اعیاد مین مطلقاً ممنوع ہے اور اس بات پر بہت حدیث آگئی ہین غرض انہون کے ساتھہ تشبیہ کسی قسم کی ہو ممنوع ہے اور ایسا ہی فائدہ بدنی کے لیئے انکا لباس کا پہننا جایز ہے۔ **رقعہ** خانصاحب عالی مراتب خوبیون اور الطاف کے مجمع علما کے قدردان خدا آپکو سلامت رکھے فقیر عبد العزیز کی جانب سے بعد سلام مسنون کے آپکی ضمیر ذکا تخمیر پر واضح ہووے کہ عنایت نامہ سامی درباب استفسار مرثیہ خوانی وغیرہ دوبارہ پہنچا۔ مہربان من۔ فقیر کو عبارت دراز کے سننے کی طاقت نہین چہ جائے کہ جواب مفصل ادا کرے۔ اور مرقوم تھا کہ مولوی رشید الدین خانصاحب اور مولوی محمد اسحاق صاحب کو خدمت سامی مین تحریر جواب کیلئے کہون یہہ دونون صاحب بہت قلیل الفرصت ہین اور درس اور دوسرے امور کے سبب ایک لحظہ کی فرصت بھی انہین نہین ملتی ہے لہذا ابتدریج ان دونون صاحبون کو کہونگا لیکن بالفعل اس فقیر کا جو معمول ہے وہ لکھتا ہے اس سے قیاس کرلیوین۔ تمام سال مین فقیر کے گھر دو مجلسین منعقد ہوتے ہین۔ ایک مجلس ذکر وفات شریف دوسری مجلس شہادت حسنین رضہ اور عاشورا ایک دو روز اس سے پہلے لوگ چہارسو یا پانچ سو بلکہ ہزار کے قریب جمع آتے ہین اور پہلے درود پڑہتے ہین

اور جب فقیر ابیٹھتا ہے تو ذکر فضایل حسنینؓ کا جو حدیث شریف مین آیا ہے بیان ہوتا
ہے اور جو کچھہ کہ احادیث مین ان بزرگون کی اخبار شہادت اور بعض حالات کی تفصیل
اور قاتلین کی بد انجامی آئی ہے سو بیان ہوتی ہے اس ضمن مین بعض مرثیہ بھی جو
غیر لوگون سے یعنی جن اور پری سے حضرت ام سلمہؓ اور دوسرے صحابہ نے سُنا ہے
مذکور ہوتے ہین اور وحشت ناک خواب جو حضرت ابن عباسؓ اور صحابہ وغیرہ نے دیکھا
ہے اور وہ اندوہ حزن پر روح مبارک حضرت رسالتآب صلعم کے دلالت کرتے ہین
سو بھی بیان ہوتے ہین اور اوسکے بعد ختم قرآن مجید اور پانچ آیہ ما حضر پر پڑہکر فاتحہ
دیجاتی ہے اور اس درمیان مین اگر کوئی شخص خوش الحان سلام یا کوئی مرثیہ مشروع
پڑہے اکثر حضار مجلس کو اور اس فقیر کو رقت اور بکا لاحق ہوتی ہے یہی ہے جو کچھہ
عمل مین آتا ہے پس اگر یہہ چیزین اس وضع پر اگر فقیر کے پاس جایز نہوتے تو ہرگز اوسپر
یہہ اقدام نہین کرتا تھا اور اس کے بعد جو کچھہ امور غیر شرعی ہین اون کے بیان کرنے کی
کوئی ضرورت نہین ہے اب سواے توفیق دعاے حسنات کے کیا لکھون والسلام
سنہ ۱۲۳۰ ہجری ۔ رقعہ دیگر فضیلتون کے مرجع کمالاتون کے کسب کرنیوالے
صاحب ذہن روشن اور فہم درست کے اخون زادہ مولوی عبد الرحمن صاحب اوسکو
اللہ سلامت رکھے اور اوس کے علم و عمل کی وسعت کو زیادہ کرے اور اوسکو اوسکے
امید کو پہونچاوے ۔ فقیر عبد العزیز کیجانب سے بعد از پہونچانے سلام مسنون الاسلام
کے جو تعظیم اور اکرام سے مقرون ہے راے شریف اور ذہن لطیف پر واضح ہو کہ رقیمہ
کریمہ دربارہ توثیق نواب صاحب روانہ کیا ہوا پہنچکر شاد کیا خدا ے تعالے
آپ کے علم ۔۔ کے مرتبے ہمیشہ ترقی اور تزاید مین رکھے ۔ اور تمامی ۔۔۔
اور طلبات ۔ دارین کے اپنے امن مین رکھے یہہ فقیر کئی سال
کی ہجوم کی وجہ سے کتاب فقہ کے مطالعہ سے محروم ہے ۔۔۔

کسی کتاب کا مطالعہ بہی نہین ہو سکتا ہے اسلئے کتابون کا جمع کرنا بیفائدہ سمجہہ کر اوس
سے یک سو ہو گیا لیکن جو کچہہ دیکہا ہے اور شنا ہے سو وہ بفضل الہی یاد ہے چونکہ
مسئلہ کرگدن مین استفسار رہا تہا اسلئے نگارش ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام نے کتاب
صید یہ مین اسباب مین دو قول نقل کیا ہے۔ ایک قول یہہ ہے کہ وہ حرام ہے کیونکہ
وہ انسان پر اور دوسرے حیوانات پر حملہ کرتا ہے اور اونکو مار ڈالتا ہے اگرچہ اونکا
گوشت نہین کہاتا ہے پس اوسمین درندگی کا معنی پیدا ہوچکا اور تمام درندے
حرام ہین تو یہہ بہی حرام ہوا اور کتاب حیواۃ الحیوان مین لکہا ہے کہ یہہ انسان کا
سخت دشمن ہے جسوقت وہ اوسکی آواز سنتا ہے تو اوسکا پیچہا کرتا ہے یہانتک
کہ اوسکو مار ڈالتا ہے مگر اوس سے کچہہ کہاتا نہین ہے یہ مستطرف مین بہی یہی
ہے۔ دوسرا قول یہہ ہے کہ وہ حلال ہے کیونکہ وہ گہانس اور نباتات کہاتا ہے
پس اسلئے وہ چہارپایون مین محسوب ہے اور درندون مین نہین اسوقت کتاب
صیدیہ میرے پاس حاضر نہین ہے ورنہ بعینہ اوسکی نقل کیجاتی تہی لیکن اوس
عبارت کا یقیناً یہی مضمون ہے جو لکہا گیا ہے اور کتاب حیواۃ الحیوان مین کمال الدین
موسی اور ... شافعی کا قول بہی اسکے حرمت پر ہے یہہ کتاب بہی اسوقت
میسر نہین ہوئی تا اوسکی عبارت بعینہ نقل کردے مگر یہہ خوب یاد ہے کہ گرگدن
کو حمار ہندی کہتے ہین اور کرگدن بہی کہتے ہین لیکن یہہ لفظ اس جانور اور ایک
دوسرے جانور مین جو اس سے بہت چہوٹا ہوتا ہے اور وہ بہینسے سے مشابہت
رکہتا ہے مشترک ہے اور اس جانور کے حق مین ایک روایت صحیح یہہ آئی ہے
کہ حضرت علی رض نے کوفہ مین اسکی حلت کا حکم دیا ہے اس وجہ سے بعض علماء
اعلام کو اسکے باب مین شبہہ گذرا ہے اور اس جانور کی حلیت پر حکم دیدیا ہے
... ۔ اور آپ کے ذہن روشن پر یہہ مخفی نہین ہے کہ یہہ جانور

جانور سے مشابہت رکھتا ہے اسکا بدن اور پانون ہاتی کے مشابہ ہے اور وسط بھینسے کے مانند ہے اور منہ مین دانت ہین اور سر پر جو سینگہ ہوتی ہے اس سے سور سے مشابہت رکھتا ہے۔ کتب معتبرہ مین مذکور ہے کہ جسوقت حلال اور حرام جانور مین مشابہت واقع ہووے تو اوسکا حکم اوسکی صورت کے تابع ہوتا ہے پس اگر اوسکی صورت حلال جانور سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے تو وہ حلال ہے اور اگر حرام جانور کے ساتھہ زیادہ مشابہت رکھتی ہے تو وہ حرام ہے چنانچہ اگر گتہ اور بکری کے درمیان کوئی بچہ پیدا ہووے تو اوسکا یہی حکم ہے پس اس صورت مین کہ اس جانور مین سور اور ہاتی کی مشابہت موجود ہے تو اوسکی حرمت پر حکم اولی اور انسب ہے۔ اور یہہ بات قواعد مقررہ سے ہے کہ جسوقت کسی شئے مین حلال اور حرام جمع ہو جاوے تو اوسپر حرمت کا حکم لگایا جاتا ہے۔ یہہ فقیر توفیق الہی سے کہتا ہے کہ فتاوی رحمانی مین لکھا ہوا ہے کہ ہاتی اور کرگدن امام اعظم رح اور ابویوسف رح کے پاس حلال اور امام محمد رح کے پاس حرام اونسے یہ بات ذخیرہ سے نقل کی ہے اور جانبین کی دلیل قایم کی ہے لیکن یہہ ہدایہ کے خلاف ہے مین سے جو باب بیع فاسد مین لکھا ہوا ہے امام محمد رح ہاتی کو نجس العین کہتے ہین اور اوسکی بیع جایز نہین رکھتے ہین اور کرگدن کا بہی اون کے پاس یہی حال ہے اور امام اعظم رح اور امام ابویوسف رح کہتے ہین کہ ہاتی درندون سے ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہاتی اور کرگدن دونون حرام ہین انکا کہانا ناجایز ہے اگرچہ انکی بیع امامین کے پاس جایز ہے پس جو شخص کہ انکے کہانے پر حکم دیتے ہین وہ ناجایز ہے فافہم واللہ تعالی اعلم

سوال۔ کتاب فواید الفواد مین قول سلطان المشایخ کی جگہ مذکور ہے کہ علماء ان کے سامنے سر زمین پہ سکہتے تھے اور جب کسی نے آپ سے اس امر کا استفسار کیا تو فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ لوگون کو اس امر سے منع کرون لیکن چون کہ خواجہ

قطب الدین اور شیخ فرید الدین قدس سرہما کے سامنے بہی لوگ ایسا ہی کیا کرتے تھے اسلیے منع نہین کرتا ہون اور دوسرے شخص کو فرمایا کہ جو چیز کہ فرض ہوتی ہے جب اوسکی فرضیت منسوخ ہو جاتی ہے تو اوسکی سنیت باقی رہتی ہے مانند روزۂ ایام بیض اور عاشورہ اور سجدہ آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ کو حکم کیا گیا تھا اب اوسکی تاکید منسوخ ہوگئی ہے مگر مباح ہے اور سجدہ کے تجویزان بزرگوارون سے جو کہ ظاہر اور باطن رہنما اور پیشوا ہین تعجب ہے ظاہر ہے۔ **جواب** منتخب شیخ العزیز فارسی شیخ عبد اللہ مین لکہتے ہین کہ کچہہ اس مین سے نقل کرکے خدمت سامی مین بہیجا گیا اور قصہ حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام مین تحقیق سجدہ لغوا لیذا بوجہ احسن مرقوم ہے اگر وہ نسخہ کہین سے اسوقت دستیاب ہو جائیگا اوسمین سے چند سطرین لکہکر بہیجدونگا آدیم برسر مطلب جاننا چاہیئے کہ ان بزرگون نے سجدہ کو کیون تجویز فرمائے ہین۔ غایت توجیہ ان اکابر کی بعد تفتیح وتفتیش بہت اسطرح قرار پایا ہے کہ انہون نے سجدہ کو دو قسم کئے ہین ایک عبادت دوسرا تحیہ کے سجدۂ عباد کو خود بہی وہ کفر جانتے ہین اور سجدۂ تحیہ کو البتہ تجویز کرتے ہین فرق درمیان ان دونون سجدون کے یہہ ہے کہ سجدہ عبادت اور تحیہ مین فرق باعتبار وصف کے ہے کہ جسمین کوئی تغیر نہین ہے اور تعظیم باطنی دونون مین حسب ظاہر الامر موجود ہے اگر بروقت ملاقات اور حاضری کے بطریق زاید تعظیم اور تکریم کے سجدۂ تحیہ مسنون واقع ہو وہ سجدہ تحیہ ہے اور اگر بقصد تقرب الی رجال الغیب اور تحصیل کیفیات نفسانیہ مطلوب ہو تو وہ سجدۂ عبادت ہی جیسا کہ سجدہ کفار طرف اصنام کے اور سجدہ ملائکہ حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام از قسم تحیت کے تھا چنانچہ اکثر مفسرین کا یہی مذہب ہے اور بعض کہتے ہین کہ سجدہ براے خدا تھا اور آدم علیہ السلام جہت قبلہ متصور کیا گیا تھا بہر حال چونکہ ملائک مقابلہ مین حق تعلیم اسما کے حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت سجدہ کے لیئے مامور تھے

اسلئے کہ وہ سجدہ تحیت کا تھا اسی طرح خیال دوسرے معلمان اور مرشدان کے
بطریق اولی ساتھ معلمان اور مرشدان اپنے کے مامور ہونا یہہ قیاس جلی ہے
دوسرا امر یہہ ہے کہ چونکہ سجدہ شریعت مین منسوخ ہے اسلئے فرضیت سے منتقل کیا
گیا ہے طرف مندوب کے لیکن نزدیک صاحب ظاہر بین کے مقام مین اس استدلال
کے ایک نوع شبہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ یہہ امور مرقوم ہین دوسرا شبہ اس استدلال
زیادہ تر یہہ ہے کہ عبد الکریم بہرہ گجراتی نے تفسیر کلالی مین موافق تصوف کے لکھتے
ہین اور اس مضمون کو تفسیر سورۂ یوسف مین لایا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ موافق
قاعدہ اصول شرایع ہمارے حجت ہے مالم یظہر لنا ناسخ فی شرعنا یعنے اصول شریعت
قبل ہمارے کی حجت اس صورت پر نہین کہ جب تک ہمارے نزدیک فسخ اوسکا ظاہر
نہو اور سجدہ تحیت شریعت مین حضرت یوسفؑ کے ساتھ نص کتاب کہ خروا لہ سجدا
جایز تھا اور یہہ سجدہ ہماری شریعت مین ناجایز ہے اور منسوخ ہونا اسکا ہمارے نزدیک
مین سواے خبر واحد کے نہین ہے وہو قولہ لو کنت امرا الخ یعنے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین سجدہ کیلئے کسیکو حکم کرتا تو البتہ حکم کرتا عورتون کو کہ
سجدہ کرین اپنے خاوندون کو لیکن نہین لایق ہے کسی بشر کو سجدہ کرنا سواے اللہ
کے اور ناسخ ہونا نص کتاب کا چاہیئے کہ خبر متواتر سے ہو نہ ساتھ خبر واحد کے
باوجود یہہ خبر واحد محتمل ہے کہ نظر ساتھ اشتباہ سجدہ تحیت ساتھ سجدہ عبادت
کے مشتبہ ہو اسواسطے اسوقت لوگ قریب عہد کفر کے تھے اور عبادت غیر اللہ کے
عادی اور خوگر تھے اسوقت منع مطلق فرمانا مثل منع حنتم اور مزفت کے ۔

جواب اس شبہ کا یہہ ہے کہ اس تقریر مین سراسر غلطت ہے اجماع قطعی سے
حرام ہونے سجدہ کے اور ذہول ہونا ذکر ناسخ سے کیفیت نواصب اور خوارج
نواصب ایک فرقہ جدا ہے سواے خوارج کے ملک مغرب اور شام مین بہت سے ہین

متوکل عباسی اور وزیر اسکا علی ابن جہم بھی جملہ نواصب سے ہے خوارج ایک جماعت مقاتلین کو صحابہ سے مثل طلحہ و زبیر و امیر المومنین علی مرتضی اور معاویہ و عمرو بن عاص وغیرہ کی تکفیر کرتے ہین اور نواصب محض عداوت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور اون کے ذریات طاہرہ سے رکھتے ہین اور متاخرین سے حافظ مغربی بھی ناصبی ہے۔ **بیان محبت کفار اور اونکی نوکری کا**

موالات یعنی دوستی کفار سے کے جسطرح فقہانے لکہا ہے اوسکی تفصیل کیلئے ایک دفتر چاہیئے لیکن حاصل اوسکی یہہ ہے کہ اگر دوستی دین کے لحاظ سے ہو تو اس قسم کی دوستی بالاجماع کفر ہے اور اگر محض طبعی ہے مثل محبت کافرون کے بچے وغیرہ سے ہوا کرتی ہے اس قسم کی دوستی حرام نہین ہی مگر حتی الامکان اسکی تذلیل مین کوشش کرنی چاہیئے تطبیق آیات اور احادیث مین وارد ہے اس باب کی تفصیل ہر چند ان تحفہ مین ہے مثل قولہ تعالی لا تجد قوما یومنون الخ یعنے جو لوگ خدا اور رسول پر ایمان رکہتے ہین وہ لوگ سوائے مومنین کے کافرون سے دوستی اور محبت نہین رکہتے ہین اور اہل اسلام سے جو کوئی کافرون سے دوستی رکہتا ہے تو وہ بھی انہیں مین سے ہے۔

اما حکم موالات یعنی معاونت اور نصرت مبنی ہے اوپر ایک قاعدہ مقررہ کے وہ یہہ ہے کہ اعانت لفراد معصیت پر معصیت ہے بقولہ تعالی ولا تعاونوا الخ یعنی نہ معاونت کرو گناہ اور عدوان پر اور یہہ معاونت کبھی ساتھ اجرت کے ہوتی ہے اس قسم کی معاونت [illegible] اور کبھی بغیر اجرت کے بھی ہوتی ہے اسکو مدد [illegible] لیکن حکم دونون قسم کا واحد ہے یعنی اگر کفار قصد کرین مسلمانون [illegible] یکا یا مسلمان کسی ملک اور شہر پر تصرف کرنا چاہین تو اس صورت مین اونکی نوکری حرام ہے اور مدد اور کمک بھی حرام ہے

بلکہ سخت گناہ ہے اور اگر کفار آپس مین قتل و قتال کرین یا واسطے جمع کرنے
مال یا بند و بست کرنے کسی ملک کے جو پہلے اون کے قبضہ اور تصرف مین تھا اس
حالت مین اگر مسلمان اونکی نوکری کرین تو نظر ظاہر شرع سے اباحت اوسکی
سمجھی جاتی ہے اوپر قیاس اجارات کے جیساکہ خیاطت اور تجارت وغیرہ کے
اور کیونکر اباحت نہ سمجھی جائیگی حالانکہ اکثر اکابر نے نوکری مشرکین کی کی ہے
لیکن بنظر تعمق اگر دیکھا جاوے تو وہ بھی حرمت سے خالی نہوگا خاص کر اس
زمانہ مین اسلئے کہ انکی نوکری مین اکثر موجب مفاسد دینی ہوا کرتا ہے کچھہ نہین تو
مفاسد مداہنت کم نہین ہے جیساکہ انکار افعال منکرہ اور مناصحت اور خیرخواہی
اونکی اور رتبہ بڑہانا اور تقویت و شوکت و زیادتی تعظیم اونکی اور خداوند
اور صاحب اور قبلہ کہنا اونکو اور زیادہ اظہار محبت کا کرنا اون سے یہہ سب
امور مفاسد دینی سے خالی نہین ہان البتہ اگر اس قسم کا اجارہ ہوکہ ساہوکار ان
راہ خطرناک مین مسلمانون کی ایک جماعت کو بطریق بدرقہ کے پکڑین لیکن بغیر اسبات
کے کہ طول صحبت اور دیگر مفاسد کا اس رفاقت مین متحقق ہون تو بلاشبہ
اس قسم کی نوکری جائز ہے اور مراد فقہا کی باجازت نوکری کفار اس قسم سے
ہے اس صورت مین اگر کوئی مسلمان اونکے ہمراہ مارا جاوے تو مثل من مات
علی الفراش کے ہے لالہ ولا علیہ یعنی اس قسم کی موت مین نہ فائدہ ہے اور
نہ نقصان کسیکو اسی طرح اعانت بغیر اجرت مقام مکافات ساتھہ کفار ونکے
کہ جسکو پہلے سے اونکی ساتھہ روابط اعانت کی ہو تو ایسی اعانت بھی درست
ہے بقولہ تعالی یعنی خداوند تعالی منع نہین کرتا ہے اون لوگون سے کہ جن
لوگون نے تمسے نہین لڑائی کی اور نہ تمہارے گھرون سے تمکو نکالے نیکی اور
بھلائی کرنی اون سے اور انصاف کرنے انپر اسلئے کہ اللہ دوست رکھتا ہے

انضمام کرنے والیکو۔ اور یہہ امر صحاح مین ثابت ہے کہ قوم خزاعۃ قبل اسلام لانے آئی شقیف پر اور اسوقت آپسمین انکے لڑائی تھی اس قسم مین بھی فرق چاہیے کرنا طاعت مین اون کفارون کے جو کہ معاندین ہین اور طاعت مین مغل فرنگی اور سکہہ وغیرہ مثل برہٹہ کے واللہ اعلم **سوال** سود لینا کافرون سے دار الحرب مین نزدیک ابو حنیفہ رح کے ہدایہ مین جایز لکہا ہے حالانکہ یہہ منع ہے نزدیک صاحبین اور امام شافعی رحمہم اللہ کے اور اسباب مین نظر شارع کی کتاب اور سنت سے بہی واقع ہے یہہ مسئلہ ظاہرا بہت ہی مستبعد معلوم ہوتا ہے اور معمولہ انگریز اور مثل ان کے دار الحرب ہے یا نہین بیان شافی فرماوین۔ **جواب** یعنی ظاہر المحمول ہے کہ ربوا دار الحرب مین درمیان مسلم اور حربی کے نہین ہے اور یہہ موافق قاعدہ فقہیہ کے بہی ہے اور اس قسم کے مسایل بہت ہین چنانچہ یعنی ربوا نہین ہے درمیان مالک اور مملوک کے اور اصل قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ جہان کہین بلا شرط معاوضہ مال لینا درست ہو وہان یہہ ربوا حرام نہین مگر جس جگہہ مسلم مستامن ہوکر دار الحرب مین سکونت کرے وہان حربی سے مال زبردستی لینا درست نہین اور اگر خوشی سے دیوے اگرچہ ضمن عقد فاسد اوسکے شرط فاسد ہے تو وہ درست ہے۔ اسواسطے اصل مین اوسکی حق مین یہہ مال مباح ہے اور وجہ حرمت مال حربی کی فقط بہ سبب نقض عہد کے ہے اور جس حال مین وہ خوشی اور رضا سے دیتا ہے تو اس صورت مین کوئی وجہ حرمت کی نہین ہے۔ سایل کے سوال الصدر مین جو یہہ مرقوم ہے کہ معمولہ انگریز اور مثل اوسکے دار الحرب ہے یا نہین۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ جو لوگ اس امر کے قایل ہین کہ دار الاسلام دار الحرب کبھی نہین ہوتا ہے یہہ قول مرجح ہے اصل قول یہہ ہے کہ دار الاسلام دار الحرب ہو جاتا ہے البتہ اس بات مین

خلاف ہے [illegible] صورت میں ہوتا ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر ایک چیز بھی شعار اسلام
سے ممنوع ہو مثل اذان وغیرہ کے تو وہ دار الحرب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دار الاسلام
کے دار الحرب ہونا صرف ممنوعیت شعائر اسلام نہیں ہے بلکہ جسوقت شعائر یعنے احکام
کفر بے دغدغہ علانیہ رواج ہو وہ دار الحرب ہے گو شعائر اسلام برقرار اور جاری
ہوں [illegible] فرقہ نے اس سے بھی ترقی کرکے کہا ہے کہ حد دار الحرب
کی یہہ [illegible] یعنی [illegible] جگہ میں کوئی مسلم یا ذی امان سابق سے باقی نرہے برابر ہے
کہ شعائر [illegible] اسلام ترک ہو یا نہو اور برابر ہے کہ خواہ احکام کفار اوسمین جاری
ہوں یا نہوں - اسی پیسرے قول کو محققین نے بھی ترجیح دیا ہے اس تقدیر پر ممولہ
انگریز اور مثل اون کے بلاشبہ دار الحرب ہے واللہ اعلم **سوال** بعضے از علماء
امامیہ یورپ یعنے ربوا کے انگریزوں سے فتوی جواز کا دیتے ہیں حالانکہ ایک
روایت مختلف پر واسطے جبر یعنی حصول نفع کے عمل کرنا اور دوسرے نصوص سے
جو کہ عدم جواز موالات کفار کے حکم رکھتے ہیں گناہ کرنا اور کفاروں کے ساتھ
مصاحبت اور [illegible] فاننت رکھنا گویا حکم میں اس امر کے ہے کہ افتؤمنون ببعض
الکتاب وتکفرون ببعض کے ہے باوجود اس امر کے کہ اگر اس امر پر فتوے
دیا جائے تو یہہ [illegible] ہو یگا اور رفتہ رفتہ کفار ہند سے بلکہ مابین مسلمین کے
بھی لینے ربوا کے کچھ مضائقہ نرہیگا **جواب** جو مفاسد کہ ربوا کے لینے میں جزین
سے لکھے گئے ہیں وہ واضح اور روشن ہیں کہ اباحت اس معاملہ کا امر دیگر ہے
با وجود یکہ یہہ مفاسد جو کہ مرقوم ہیں اکثر انکے مفقود ہیں جہاد کفار سے اور نہیے
اس میں شامل ہے قتل رجال اور نہب اموال اور گرفتاری ذریات اور تخریب
عمارت اور [illegible] اشجار [illegible] زراعت اونکی سے اور یہہ امر ظاہر ہے کہ یہہ معاملہ
ساتھ مسلمانوں کے کرنا بہت قبیح [illegible] یعنی شامل ہوجانا اس معاملہ کا دوسرے

مفاسد کو یہہ امر دیگر ہے کلام اس مین نہین ہے بلکہ بر تقدیر خلو ان مفاسد کے
ہے ورنہ بہت سے مباح اور مستحب اور مندوب بسبب مجاورت مفاسد کے
لباس حرمت مین یعنی وہ بہی قریب حرام ہے کے ہو جاتے ہین چہ جائے کہ یہہ مسئلہ
خاص کر علماء حنفیہ کا اتفاق بہی اسکی اباحت پر نہین ہے تجویز علماء امامیہ کا اس
مقام پر کچھ بہی قابل اعتبار نہین ہے کیونکہ اون کے نزدیک سنی اور ذمیون سے
سود لینا بہی جائز ہے صرف یہان بحث نزدیک علماء حنفیہ کے ہے اور عمل کرنا اکثر انکا
کا اوپر اوسکے ایات کے جو کہ دلالت کرتی ہے ہلاک مخالف پر یہ مختص اونکی تدین
پر طعن ہے لیکن ایمان اوپر بعض کتاب کے اگرچہ جب مشتغ کے ہو اوس قبیل
سے نہین ہو سکتا ہے اسلئے کہ کلام حسب ظاہر کے متوجہ ہوتا ہے اور نہین تو لی یعنی
مناسب حساب باطن کے **سوال** سنن رواتب جو کہ نماز پنجگانہ کے معمول ہین خیال
مین اکثر عوام کے ایسے ہین کہ مجموعہ ان رکعتون سنت اور فرض کے داخل ہین اصل
نماز مین حالانکہ اسقدر تاکید سوائے سنت فجر کے احادیث سے نہین پائی جاتی ہے
اور اکثر مسلمان خواہ مرد ہے یا عورت مواظبت کرنا ان رکعتون پر دشوار جانتے
ہین اگر سترہ رکعت فرض کے علاوہ حکم کئے جائین تو مواظبت اونپر آسان ہو جائے
جواب سنتون کے بارہ مین علماء ماوراء النہر نے بہت مبالغہ کیا ہے جو اول عوام
کے ذہن مین قریب فرض کے بٹھا دیئے ہین اسقدر احادیث سے ثابت نہین ہوتا
ہے اور یہی مذہب حضرت والد مرحوم کے اس مسئلہ مین ہے اور اسی پر احادیث
اور آثار صحیحہ مؤید ہین علماء ماوراء النہر نے تشدد اور تاکید ان نمازون کو ایسا
فرمایا ہے یہانتک مثل فرایض کے ہوگئے بلکہ حضرت والد مرحوم نے اس مسئلہ کو بارہا
فرمایا ہے کہ ہر چند ان لوگون نے بہ نیت نیک ان نمازون کے بارے مین تشدد
اور تاکید لکھا ہے کہ جس سے ادائے سنت سے تساہل نکرین لیکن اس سے بہت

لوگونکو نماز سے محروم رکھا ہے اسلیئے کہ ہر وقت بہت سی رکعت کے جہت سے
اور انہونے فوت ہوتے اصل نماز کو بھی ترک کر دیا کرتے ہین اور فرماتے تھے کہ اس
قسم کی تشدیدات ایک نوع تحریف شریعت ہے - یعنی بیع ایک مدت مقررہ تک میں زیادہ
نرخ یعنی قیمت کے بلا شبہ جائز ہے بلکہ موجب برکت ہے اسلیئے کہ حدیث شریف
مین وارد ہے یعنی برکت ثلث مین شرکت کی ہے اور بیع اجل مقررہ مین اور خلط
گیہون ساتھ جو کے کہانے مین برکت ہے نہ نفس بیع کی اور نیز مقابلہ مین زیادہ نرخ
کے ایک مدت تک کوئی ضرر بھی نہین ہے اسلیئے کہ تفاضل اور اجل مین اوس صورت
مین حرام ہے کہ دو جنس باہم متقابل ہون یا حکم مین دو جنس مثل نقدین کے ہو -
درمیان مین تصرف جنس اور شیاطین کے آدمی کے بدن یعنی روح ہوائی اور نسمیہ اوسکے
کے جو کہ حامل قوی ہے جسکو عرف عرب مین صرع الجن کہتے ہین اور بعرف عام مین آسیب
اور خبط سے تعبیر کرتے ہین نزد اہل سنت بلکہ اکثر فرقہ اہل اسلام کے مسلم ہے چنانچہ تفسیر
نیشاپوری وغیرہ مین درتحت آیت یتخبطه الشیطان من المس مین مذکور ہے یعنی
مس شیاطین سے انسان مخبوط العقل ہوجاتا ہے اور اتفاق اکثر مسلمانون کا اسپر ہے
ہے کہ شیاطین قادر ہین صرع اور قتل اور ایذا پر بتقدیر اللہ تعالے کے اور اس
مسئلہ مین اختلاف سوائی فرقہ معتزلہ کے کسی کو نہین ہے معتزلہ آیت مذکورہ کے
توجیہات رکیک کرتے ہین جیساکہ یہہ امر اونکی تفاسیر مین مذکور ہے اوسکی نقل کرنا واہیہ
سے اصل سے خالی نہین - اور اناجیل اربعہ یوحنا اور متی وغیرہ مین اور پانزدہ قصے
آسیب جن اور اخراج اوسکا بدن مصروع سے دم عیسوی سے مذکور ہے - اور احادیث
مین بھی کسیقدر اسکا ذکر آیا ہے اس سے ہرگز کسیکو جاے انکار نہین ہے آمدیم بر سر مطلب
وہ یہہ ہے کہ انسان بعد موت کے بھی یہہ کام کرسکتا ہے یا نہین اس مسئلہ مین علماء
اہل اسلام کو اختلاف ہے اکثر محققین اسکے قایل ہین اور بعض امتناع کے قایل ہین

دلیل منع کرنے والے کی اس بارے مین یہہ ہے کہ اگر انسان بعد موت کے بھی یہہ
کام کرے تو چاہیئے کہ حقیقت اوسکی مقلوب ساتھ حقیقت جن کے ہوا در حالانکہ یہہ امر
مسلم ہے کہ انقلاب حقایق محال ہے اور نیز یہہ امر واضح ہے کہ اگر انسان صالح ہے
تو اس قسم کے ظلم اور ایذا اوس سے کیونکر وقوع مین آسکتا ہے یہہ امر خلاف اصلاح
ہے اور اگر یہہ کہا جاے کہ وہ فاسق اور کافر ہے تو بات سے ہو کلان عذاب سے
خلاص ہو کر وہ کام وہ کیونکر کرسکتا ہے بہر حال اس باب مین مجوزین کے دو گروہ
ہین ایک گروہ اس بات کا قایل ہے کہ یہہ امر باب انقلاب سے نہین ہے بلکہ وہ کہتے
ہین کہ یہ ایک نوع مسخ سے ہے کہ اصل اوسکی آخرت مین اور بعد موت کے بہت سے
احادیث سے ثابت ہے جامع صغیر سیوطی مین کتب متعددہ تتمہ حدیث معراج منامی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے یعنی کہتے ہین دیکھا مین نے رویت موت کی
اخنوستہ الشیاطین کی چمڑا ایڑ ہگیا پس غسل دینے کو آئے اوسکے پاس پس کھینچا گیا وہ
چمڑا اون کے ہاتھ سے اس حدیث سے کسیقدر ثبوت انقلاب پا یا جاتا ہے پس جبکہ
یہہ امر باب مسخ اخروی سے ثابت ہوا تو خلاصی فاسق کی عذاب سے کیونکر لازم آوے بلکہ
یہہ بھی ایک نوع عذاب سے ہے جو کہ وہ اس عذاب مین گرفتار ہے علما رحنفیہ کا یہی مسلک ہے
ملا معین شرح برزخ مین کہتے ہین ترجمہ یعنی انسان کبھی ہو جاتا ہے جن عالم برزخ
مین بسبب مسخ کے اور تعذیب اور غضب اللہ کے جانب سے جسکو چاہتا ہے اسپر
ایسا عذاب کرتا ہے جیسا کہ بسبب مسخ کے بندر اور سور ہونا امم سابقہ اور قرون
ماضیہ مین ثابت ہے مگر اٹھا دیا گیا یہہ عذاب اس امت مرحومہ سے عالم شہادت مین
ببرکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیکن یہہ امر قیامت کبری مین البتہ ظاہر ہوگا جیسے
کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ ہوگا اس امت مین مسخ اور خسف اور قذف دن
قیامت مین اور یہہ مسخ ہوگا عالم برزخ مین غالباً کفار اور ظالم مومنین اور موتی

اور زنا کرنے والے اور اغلام کرنیوالے مین خاص کر جو کہ مارے گئے یا مرے حالت
جنابت مین ویسا ہی مرتد بے تائب لیکن نہین ہوگا یہہ مسخ عام طور سے بلکہ خدا
جسکو مسخ اور عذاب کرنے چاہیگا وہی اس عذاب مین مبتلا ہوگا اور یہہ مسخ بھی
صلحاء اور اولیاء مین اصلا نہوگا اگرچہ وہ مرے ہون جنابت کی حالت مین اور
یہہ عذاب مسخ ہوگا دن قیامت مین جیسا کہ آیا ہے کہ کتہ اصحاب کہف قیامت کے دن
ہو جائیگا بلعم کی صورت مین اور بلعم کتہ کی صورت مین اور داخل کیا جائے گا یہہ کلب
اصحاب کہف صورت مین بلعم تک جنت مین اور بلعم صورت مین کتہ کے دوزخ مین
اسی قبیل سے ہے اون لوگون کا سر مثل حمار کے مسخ ہو جائیگا کہ جن لوگون نے نماز مین
امام سے پہلے سجدہ مین یا رکوع مین سر اوٹھایا یا رکھا ہے یہہ مسخ زیادہ تر رشوت
خوار اور موضوع حدیث بنانے والے مین ہوگا انتہی - اور ایک جماعت اس امر کی
قائل ہے کہ یہہ امر نہ از باب مسخ ہے بلکہ یہہ ایک نوع سے ہے مشابہ اون افعال اور
حرکات کی کہ جنکی اصناف مختلفہ اسمین ملے ہوئے ہین اوسکی مثال اسطرح سے ہے
کہ زمانہ مین روہیلے کے ہندوستان کی ایک جماعت نے دستار کج باندھکر اور زلفین لٹکا کر
اور چند لفظ پشتو کے بولکر اپنے کو روہیلے قرار دیئے اور مثل اون کے برتاؤ مین
معاملہ نشونت اور ضرب اور شلاق کے برتے یہہ امر بہی ویسا ہی ہے دیگر بحکم من تشبہ
قوم فہو منہم یعنی جو کوئی کسی قوم کی مشابہت کرے وہ اوسی مین سے ہے
اور جو انسان کہ کام جنون کا کرتا ہے عرف مین اوسکو خبیث کہتے ہین اور ہندی مین
اوسے بھوت کہتے ہین اور اسی بات کو علماء عراق اور عرب نے پسند کیا ہے
او[illegible] بنا [illegible]ی اور ا[illegible] ہے اور اسی کو اثناء بحث مین اس مسئلہ کے جیسا کہ چند بار
[illegible] ہوا ہے جناب [illegible] الد قدس سرہ نے اختیار فرمایا ہے سنہ ۱۲[illegible] ہجری مین مسئلہ
برو[illegible] و تناسخ جو کہ [illegible] کتاب سے منقول ہے وہ مسئلہ درست ہے اور جو فرق کہ درمیان برو

اور مشائخ سے لکھا ہے وہ بھی واضح ہے بلکہ نزدیک صوفیہ کرام کے تصرف یعنی بی
روح روح حی یا میت مین اصل مین خواص صفت حقایق تعالے تقدس سے ہے
اور چونکہ نسبت باری تعالی کی ساتھ مخلوق کے صوفیہ کرام کے نزدیک نسبت کرنا ظاہر
طرف مظہر اور قیومیت کے سبب ہے تو مخلوق مین بہی اس قسم کا تصرف ثابت ہی ہان البتہ
صادر ہونا اس قسم کے تصرف بعض مخلوقات مین تو وہ ملائکہ یا جنات ہو یہہ امر
عادی اور خوگیر سے ہے اور بعض دوسرے مخلوقات کہ ارواح بنی آدم سے
خرق عادت سے ہے چنانچہ قصص انبیا علیہم السلام مین یہہ امر بہت منقول ہے
اور شیخ اکبر نے اس باب مین کچھ حالات بیان کئی ہین اور مشارکت ارواح بنی آدم
کے ساتھ ارواح جنات کے مثل شیخ سدو وغیرہ کے اس باب مین کوئی سبب
نقصان اور قدح کے نہین ہو سکتا ہے اسلیئے کہ مشارکت محل تمثیل اور تشکیک
کے ساتھ اشکال مختلفہ فیما بین ملایکہ اور شیاطین کے ثابت ہی اور اولیا کرام
سے بہی یہہ امر بہت منقول ہے چنانچہ قصہ چہل عزل سید علی ہمدانی قدس سرہ وغیرہ کے
اس باب مین واضح ہے اس سے موجب مدح اور نقصان ملائک اور اولیا کرام نہین
ہوسکتا ہے اگر شیاطین کو بسبب اقتضاے نشاط اپنے اس قدر مشابہت ساتھ
ملائک اور اولیا ر سے حاصل ہو تو کیا مضایقہ ہے کیونکہ نیک اور بد ہر جنس کے
آپسمین اکثر امور مین شریک رہا کرتے ہین چنانچہ مثل مشہور ہے ع آنچہ آدم میکند بوزینہ ہم
اسمین فرق واضح ہے کہ شیاطین مثل شیخ سدو وغیرہ کے اس تصرف کو واسطے اعداے
بنی آدم کے ساتھ قصد عبادت اور نذر اور قربانی کے اپنے لئے کرتے ہین اور ارواح
مقدسہ ساتھ ابقاے ایک عالم احداث ایک کیفیت محمودہ کرتے ہین اور مدار فرق
نیک اور بد مین ساتھ قصد اور عزایم ملائکہ صالحہ اور خبیثہ کے ہوا کرتا ہے نہ صورت
عمل پر شہدا اور کافرون کے استعمال سلاح واجرا سیف اور سنان اور قواعد شناسی مین

ادراک یکسان ہے اور جو فرق درمیان دونون فریق کے ہے وہ از راہ حسن نیت
اور خباثت ہے اور مشابہت اس عمل کی ارواح مقدسہ کے ساتھہ مثل
شسنج سدد وغیرہ شیاطین اور مثل اون کے ایک عمل ساتھہ دوسرے عمل کے
صوفیہ کرام کے نزدیک چندان مستبعد نہین ہے بلکہ واسطے تفہیم اس تمثیل کے
اون کی ارواح کے لیے جابجا مذکور ہے حتی کہ حضرت مقدسہ ربوبیت کے
حق مین چہ جائیکہ ارواح دیگر یہہ امر تائید مین شیخ ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ کے
کے واقع ہے اور مولانا رومی قدس سرہ مثنوی شریف مین اوسی معنی کو فارسی
مین ارشاد فرماتے ہین مثنوی چون پری غالب شود بر آدمی + گم شود از مرد وصف
مردمی + چون پری را این دم و قانون بود + کردگار آن پری خود چون بود +
حقیقت حال اس مقام کا یہہ ہے کہ جو نسبت روح کو اپنے بدن سے ہے وہی ہو سکتا
ہے کہ دوسری روح جو کہ اوسع اور اقرب اطلاق کے روح سے ہے [illegible]
اپنے مین ملا سکتی ہین اور وہ روح حکم روح الروح اوسکی پیدا کرے
جسقدر روح [illegible] اطلاق زیادہ ہوتی ہے اوسیقدر یہہ تصرف زیادہ ہوتا ہے
چنانچہ حقیقۃ الخلائق جو [illegible] تمام ارواح کی ہے اوسمین اس معنی کی کافی تحقیق ہے
اور انجناب کا ہر روح پر تصرف فالفعل ہوتا ہے ہیچ ہے استمداد [illegible] شرط
ہے یہہ تو وہ ہے جو کہ قواعد تصرف سے منطبق ہوتا ہے لیکن علماء ظاہر اس
قسم کو تلبیسات شیاطین و جن پر محمول کرتے ہین کیونکہ یہہ قسم اکثر [illegible] کرتے ہین
اور کبھی کسی ایک بزرگ کا نام لیتے ہین تاکہ لوگ انکار نکرین لہذا [illegible]
اور ان کا کہنا اعتقاد سے ہین اور جاننا [illegible]
نزدیک تو ایک سہل کام ہے یہ ہے کہ بعض شیطان [illegible]
تصرف سے اغوا کا قصد کرتے ہین اور نیز ان کی تلبیس کا [illegible]

نہین جاتا ہے بعض لوگ انہین لوگون مین سے ارشاد و تعلیم کے پردے مین خوگر کرکے آدمیون کو اپنی طرف رجوع کرنے کا قصد کرتے ہین اور اسی تلبیس سے خاص لوگون مین بھی مثل عام لوگون کے اشتباہ کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے اسلیے کسی بزرگ اور اکابر کا نام لیتے ہین بلکہ زمانہ جاہلیت مین بعض لوگون پر شیاطین کا آنا مثل سنق و سطیح اور اوس وقت کے دوسرے کاہنون کے قریب تواتر پہونچکر محل انکار نہین رہتا واللہ اعلم بالصواب۔

اور علماء ظاہر کا وہ دعویٰ ہے کہ اس قسم کا تصرف پاک انبیاء و اولیا و یا ملائکہ یا حضرت سے واقع ہے حالانکہ بالیقین شیاطین و ارواح خبیثہ سے واقع ہی اس سے تلبیس عظیم لازم آئیگا اور قوی شبہہ ظاہر ہوگا دو جا جلہ کو ممکن ہو کہ دلمین ایک پاک روح کو اپنے مین بلائے اور اوسکے اقوال و افعال مین محل انکار نہو اور افحام اہل حق کو لازم آئے بلکہ دجال اکبر کو کہ دلمین حضرت حق کا اپنے مین ادعا کریگا جس سے سکوت و الزام ممکن ہی نہین ایک قصہ کسی اولیا کا اسباب مین منقول ہے۔

جیسا کہ نفحات مین احد الدین کرمانی کے ذکر مین ہے اور ایسا ہی فتوحات شیخ اکبر مین پس ہر اولیا کا قصہ زندگی مین ہے کہ بروح زندہ دیگر تصرف کرکے اوسکو معطل کرین اور بجاے اوسکے نطق و تکلم کرے اموات مین البتہ جاے اشتباہ نہین ہے کیونکہ حالت حیات مین اگر کوئی شخص ایک روح کو ارواح زندون مین سے ادعا کرے اور کوئی قول و فعل اوس سے صادر ہو تو اوس زندہ سے رجوع کرے محل ثبت ہو سکتا ہے بخلاف اون ارواح کے کہ جو برزخ مین ہین یا ملائکہ یا حضرت حق دعلا۔

اور اہل مشرب تصوف تجویز مین پروز ارواح اولیا کے مطلقاً خواہ زندہ

اور خواہ مروہ کرتے ہین اس دلیل سے ایسا جواب دیتے ہین کہ اشتباہ تلبیس جو سریع الانقطاع اور قریب الزوال ہو اوس سے کوئی دہشت نہین ہے اور یہ تلبیس و اشتباہ اسی قبیل سے ہے کہ ادنی سے رجوع بدلائل کتاب وسنت اور احکام شرعیہ اوٹھ جائین گے اوس آدمی کی باتون کامون کو معیار شریعہ پر محمول کرنا چاہیے اگر اوسکے موافق پڑے تو روح پاک کا بروز ہے اگر اسکے خلاف ہو روح خبیث کا بروز ہے۔ ونیز کہتے ہین کہ اسی قسم کی تلبیس اور ایسا اشتباہ حرفات ابلیسی اور بعثت ملکہ ذوق الہی دمنی شیطانی اور الہام ملکی اور وسوسہ شیطانی اور تمثیل بشری مین جو فرشتون اور جن اور شیطانون سے ہوا کرتا ہے واقع ہوتا ہے۔ اور وہ جو بطریق رفع تلبیس و اشتباہ وہان کام مین لایا جاتا ہے یہان بھی جاری ہوگا باوجود اسکے باذل ما ردرہ کثرت حاصل کلام یہ کہ طریق اسلم یہی ہے کہ امکان کو تصوف کے قاعدہ پر انکار نہ کرنا چاہیے اور وقوع کو کہ اشتباہ کی جگہ ہے اسلم نہ رکھنا چاہیے کہ ہو سپر بجزان دو تین نقل کے کوئی دلیل قایم نہین اور بروز کشونی کہ مجمع علیہ صوفیہ کا ہے اس نوع کے سوا بہت سی صورتین رکہی ہین جو تصوف کی کتابون سے بیان کی گئی ہین اور اسی بروز کے شواہد مین سے حدیث کی کتابون مین زید بن خارجہ کا قصہ ہے ابو بکر بن ابی الدنیا کتاب سے عاش بعد الموت مین اور قاضی ابو بکر بن نجلہ اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے کہ موت کے بعد دفن کے پہلے اونکی روح نے بدن سے متعلق ہوکر آواز دیا جسکا مضمون یہ تہا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و علی الہ وسلم النبی الامی خاتم النبیین لانبی بعدہ کان الکرنی الکتاب الاول پھر اوسیکی زبانی کسی کہنے والے نے کہا صدق پھر آواز دیا ابو بکر خلیفۃ رسول اللہ الصدیق الامین الذی کان ضعیفا فی بدنہ قویا فی امر اللہ کان الکرنی الکتاب الاول پھر کہنے والے نے اوسی کی زبانی صدق صدق پھر آواز دیا الاوسط اجلد القوم

الذی . کان لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم الذی کان یمنع الناس ان یاکل قویہم
ضعیفہم عبد اللہ عمر امیر المومنین کان ذلک فی الکتاب اول۔ پھر کسی کہنے والے
نے اوس کی زبان پر کہا صدق صدق پھر آواز دی عثمان امیر المومنین وہوا
... مومنین : ہو لیعا فی الناس من ذنوب کثیرۃ قلت لیلتان عجلت الاسنان
... بن وبقی ... ربع سنین ولا نظام لہم وانتحت الاحمار ودنت الساعۃ واکل الناس
... بعضا ... عوی المومنین۔ آخر قصہ تک جو بہت بڑا ہے اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہاں ... روح کا بروز ہوا ایک اوسین سے زید بن خارجہ کی روح کی تھی جو اپنے
... سے متعلق ہو کر بات کرتی تھی اور دوسری روح اور کی تھی کہ ہر کلام کے بعد
... تصدیق کرتی تھی اوسی کی زبان پر پس وہ بروز جسمی جھگڑا اٹھا ثابت ہو گیا
اور حدیث کی کتابوں میں دوسرا قصہ بھی اسی طور سے آیا ہے جسکے الفاظ یاد ہین
واللہ ... اعلم سوال آیہ لتنذر قوما ما انہم من نذیر من قبلک۔ اسبات کی صراحت
کرتی ... حضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کی قوم فترۃ کے زمانہ مین
... غافل تھی اور یہ آیتہ سورہ قصص مین آئی ہے اور اس آیتہ کا
... موافق ہے کیونکہ اوسمین ہے۔ ولولا ان تصیبہم مصیبۃ بما قدمت
ایدیہم ... لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک ونکون من المومنین۔ اور
... ما انذر آباؤہم فہم غافلون۔ پس اس معنی مین نص ہین کیونکہ کلمہ ما
... پہلے یہ کہ نافیہ ہونا دوسرے مصدریہ ہونا تیسرے موصولہ
... پہلے تقدیر ... کی نفی حاصل ہو گی دو باقی مین۔ اور تفسیر نیشا پوری مین
... ان ما نافیۃ او موصولۃ او مصدریۃ ای ارسلت تنذر وانذار آبائہم
... انذر آبائہم او ما انذرہ آبائہم فانہم فی غفلۃ فعلی ہذا کونہم غافلین بسبب باعث
... الاول عدم الانذار بسبب غفلتہم انتہی

ترجمہ کبھی کہا جاتا ہے کہ ما نافیہ ہے یا موصولہ یا مصدریہ یعنی تو اسلیے بھیجا گیا کہ
اون کو ڈرائے جیسے اون کے باپ دادے ڈرائے گئے یا اونہین جنکے
باپ دادے ڈرائے نہ گئے یا وہ جنکے باپ دادے ڈرائے گئے یا اون کے
باپ دادون کا ڈرایا جانا۔ اس تقدیر پر اون کا غافل ہونا اوس سبب سے ہوگا
جو باعث انذار پر ہے اور پہلی تقدیر پر عدم انذار سبب اونکی غفلت کا انتہی۔
بالجملہ اس آیۃ کو آیۂ سورہ قصص سے یا آیہ وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا ملائم کرین
زمانہ فترت والون کی نجات موافق قاعدہ اہل سنت جماعۃ کی ثابت ہوتی ہے کہ
یہ حسن وقبح شرعی کے قائل اور وجوب عقلی کے منکر ہین۔ کلام تو اسمین ہے کہ انذار
رسول کے بھیجنے سے ملاو ہ سبب ہے جیسے بعث رسول ہین ہوتی اور جس زمانہ مین کہ فترت
ہوتی ہے اوس وقت انذار ہونے سے فترت کا حکم نہین ہوتا۔ پس حضرت عیسیٰ
اور آنحضرت علیہما الصلوٰۃ والسلام کے درمیان کہ پانسو ساٹھ سال کی مدت تھی
زمانہ فترت نہ تھا کہ اوس زمانہ کے لوگ غیر مکلفین بچون اور مجنونون کی طرح
فترت کا حکم پیدا کرین اور اون کو عقاب نہو اسواسطے کہ اگلے نبیون کا جانا لینا
خاصکر حضرت موسیٰ و عیسیٰ کا لوگون کو معلوم ہونا اوس بلاد مین تھا اور اون کی
کتابون کے جاننے والے بھی تھے اگرچہ بہت سے امور مین تحریف کرلی تھی
اثبات نبوت و معاد کہ دین کے اصول ہین اسمین قدر [illegible] اسواسطے
تفسیر نیشاپوری مین آیہ سورہ قصص کے نیچے کہتا ہے۔ قبل کانت حجۃ الانبیاء
قائمۃ علیہم و لکن ما بعث الیہم من بعدہ تلک الحجۃ علیہم فبعث اللہ تعالے لتقریر
التنبیہ للتکلیفات و ازالۃ لتلک الغفلۃ انتہی
ترجمہ اس سے پہلے نبیون کی حجۃ لوگون پر قایم لیکن اون پر کوئی انسان بھیجا گیا جو اس
حجۃ کو نئے سرے سے قایم کرتا پھر اللہ تعالے نے لیے ان تکلیفات کے ثابت کرنے

اور اس فترت کے دور کرنے کے لیے بہیجا۔ انتہی۔
پس انذار کی نفی آنحضرت کی قوم پر اور رسول کا بہیجنا دونون تحقیق ہو گئے اور ماکنا معذبین
حتے نبعث رسولاً مین۔ بعث رسول سے مراد یہ ہے کہ رسول اوسی قوم سے ہو بلکہ
یہ مراد ہے کہ عالم مین کوئی رسول ہو جسکی خبر جسکے لائے ہوے حکم اگرچہ اجمالی ہون۔
مکلفین تک پہونچ جائین اور اوس رسول کا علم مکلفین کو ہو جاے تو ہماری
ہدایت کے سوا عالم مین دوسرا طریقہ ہے جسے سچ اور واقع کے مطابق جانتے ہین
اسلیئے کہ اسی طور بحث اور تفتیش اور سوال اور تحقیق دین کی بس کرنی ہے۔ ہان
زمان فترت حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے درمیان عاد و ثمود
کے گذرنے کے بعد جو ہوا مسلم ہے اگر فترۃ کے زمانہ مین فقط رسول کا اوسی قوم
سے نہ آیا کفایت کرے تو لازم آئیگا کہ اکثر زمانے اہل زمین مین فترت کے
زمانے ہون اور ایسا نہین تو وہ بہی نہین ہو سکتا۔ صحیح حدیثون مین سوچنا چاہیے
کہ اہل زمان سے اپنی کسقدر نکوہش کی ہے جیسے ان اللہ نظر الی اہل الارض
فمقتہم عربہم و عجمہم الا بقایا من اہل الکتاب۔ اور اللہ تعالے نے زمین
والون کو دیکہا اور سبکے عرب اور عجم والون سے غصا ہوا بجز اہل کتاب کے باقی
لوگون کے۔ اور قرآن کی آیتون مین خوب غور کرنا چاہیے فرمایا کنتم علے شفا حفرۃ
من النار فانقذکم منہا۔ اور اسکی مثل آیتین کیا مطلب رکہتی ہین۔ پس جاہلیت
کا زمانہ جو حضرت کے وجود باجود کے پہلے تہا اصطلاحی فترت کا زمانہ نہین ہو سکتا
اگرچہ لغوی فترۃ ہے اور اسی لغوی معنی سے اس آیۃ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا
یبین لکم علے فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر مین آیا ہے۔
اسواسطے کہ خطاب دین اہل کتاب سے ہے اور ان کے حق مین اصطلاحی فترۃ
متصور نہین ہو سکتی اسیواسطے حدیث شریف مین جابجا اوس وقت کے مردون

کے تعذیب کا حکم آیا ہے جیسے ابی و ابوک فی النار ترجمہ میرا اور تیرا باپ
دوزخ مین ہے۔ یہ اوس شخص کے جواب مین کہا گیا تہا جسنے پوچہا من ابی۔ میرا
باپ کون تہا اور جیسے لینتہین اقوام من فخرہم باآبائہم الذین ہم فحم من فحم النار
اولیکونین اہون علی اللہ من الجعل الذی یدہدہ الخرہ بانفہ ترجمہ وہ قومین اپنے
باپ دادون پر فخر کرنے سے البتہ باز رہین گی جو۔ یا اللہ کے آگے جعل سے
بہی زیادہ خوار ہون گے جواب ہان حضرت کی قوم کے پاس کوئی ڈرانے والا
نہین آیا تہا جو کفر اور گناہون سے انہین ڈراتا اور ہرچند کہ ایسے ڈرانے والے
کا نہ آنا عذاب سے دور کرنے کی حجت نہین ہوتا اور اللہ تعالی کی عنایت
نے اسکے اس عذر کو بہی کہو دیا اور ایک ہدیہ اون کے واسطے منتخب کیا اگر
آیہ سولا ان تصیبہم مصیبۃ بما قدمت ایدیہم کے مضمون مین خوب غور کیا جاے
تو ظاہر ہوتا ہے کہ مصیبت کا ان کے اعمال کے عوض مین ہونا یہ عذاب سے
ہے۔ پہونچنا جو کنایہ عذاب سے ہے خواہ دنیوی ہو یا دینی مقدر اور ہونے ہی والا
تہا پہر انکو اوس گفتگو کی جگہ تہی کہ ہماری طرف رسول بہیجنے سے اور انذار کے
پہلے عذاب کیون ہوا اسواسطے ہم نے تجکو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو بہیجا
چنانچہ لولا ارسلت الینا رسولا مین الینا کی قید اسی کا اشارہ کرتی ہے اور اسی
دوسری آیتہ۔ واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءہم نذیر لیکونن اہدی من احدی
الامم مین اسی معنی کی تصریح ہے اسیطرح اس آیتہ ان تقولوا انما انزل الکتاب
علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستہم لغافلین او تقولوا لو انا انزل
علینا الکتاب لکنا اہدی منہم الی آخرہ۔ مین اسی سے معلوم ہوتا ہے وہ طائفین
پر کتاب کے اوترنے کا اعتقاد رکہتے تہے ان دونون طائفہ کا حال اونہین
معلوم تہا کہ کیسے ہین اور توحید و نبوت و معاد کے باب مین کیا اعتقاد رکہتے ہین

بلکہ ورقہ بن نوفل کے حق مین شروع صحیح بخاری مین ہے فکتب من الانجیل بالعربیۃ ما شاء۔ ان کتب من الانجیل مین سے جو لکھنا چاہا وہ عربی زبان مین اوسے لکہ لیا اس سے معلوم ہوتا ہے ان لوگون تین دعوت عیسوی پہونچ چکی تہی اور انجیل کا ترجمہ بنا کرنے تہے پس ایسی حالت مین زمان فترت کے احکام کیسے جاری ہون پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مان باپ کے ایمان مین اختلاف کس وجہ سے ہے کہ فقہ اکبر مین اون کے کفر کی ہے تصریح کی ہے اور سیوطی اور دوسرے علمانے اون کے ایمان مین رسالے لکہے ہین **جواب** مہربانمن جب معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونے کا زمانہ زمان فترت نہ تہا بلکہ زمانہ جاہلیت کا تہا تو اشکال جاتا رہا اور جس تقدیر پر کہ وہ زمانہ فترت کا ہی لیا جاوے تو اس تقدیر کو اوسین گنجایش ہے کیونکہ ایمان وکفر دوسری چیز ہے اور عذاب ونجات دوسری شئے نہایۃ کار یہ کہ زمان فترۃ کے کافی نجات پاوینگے اب رہا ان کا ایمان وہ ثابت نہین بحث اسبات مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کے والدین شریفین فترت کے زمانہ مین مشرک وکافر تہے کہ زمانہ فترۃ کے سبب سے اونہین عذاب نہ دیا جائیگا یا موحد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونیکا انتظار کرتے تہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم کی فرمان برداری کا پختہ ارادہ کر لیا تہا پس فقہ اکبر مین جو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم کے والدین کفر پر مرے ان کی نجات کے اثبات سے کوئی اتناقض نہین رکہتا ہان اگر اون کی توحید اور شرک سے بیزاری ثابت ہو جاوے تو البتہ تناقض ہوگا مثبتین ایمان والدین کی نہایت کا یہ ہے کہ والدین کی نجات ثابت کرتے ہین اور اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

النجات نجات سے علما کی تین مسلک ہین ایک یہ کہ باوجود اوس کفر و شرک کے جو رکھتے تھے وہ معذب نہ ہونگے مثل بچون اور مجنونون کے اس سبب سے کہ زمان فترت مین تھے اور کسی نبی کے بھیجے جانے سے پہلے بمقتضاے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً بعثت سے پہلے معذب نہون گے نہ اسکے مستحق اس مسلک مین جو منافاۃ ہے وہ پہلے بیان ہو چکی اس مسلک پر بھی فقہ اکبر کی عبارت صحیح ہے اسواسطے کہ اوسکی عبارت جسپر دلالۃ کرتی ہے وہ یہی ہے دونون کفر پر مرے اونکی تعذیب سے کوئی غرض اس عبارت مین نہین۔ مسلک دوسرا یہ ہے کہ آنحضرت کے والدین کو حضرت کی خاطر زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے اور یہہ مسلک بھی باعتبار فقہ اکبر کے منازعت نہین رکھتا اسواسطے شمس الدین کردری جو اجلہ علماے حنفیہ ماوراء النہر سے ہے اپنی فقہ مین کہتا ہے دیجوز لعن من مات علی الکفر الاء الدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی الہ وصحبہ وسلم انہ تعالی احیاہما لہ حتی آمانہ انتہی۔

ترجمہ۔ جو کفر پر مرگیا اوسکو لعنت کرنا جایز ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کہ اونکی نسبت ثابت ہے کہ اللہ تعالے لائے تھے اونہین حضرت کے لیے زندہ کیا یہانتک کہ ہمارا اونپر ایمان ہے مسلک تیسرا یہہ کہ اونہون نے ملت ابراہیمی سنکر اپنی عقل سے شرک کا برا ہونا معلوم کر لیا تھا اور اوسے چھوڑکر توحید سے معتقد ہوگئے تھے اور بتون کی تعظیم نکرتے تھے اور برابر اپنے بڑون سے سنتے چلے آتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونگے اور اسکے منتظر رہتے تھے اور دل مین مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ جب مبعوث منصہ ظہور پر جلوہ گر ہوگا ہم دل و جان سے اوسکی فرمانبرداری کرینگے چنانچہ وہ نور حضرت صلی اللہ علیہ و علی الہ وصحبہ وسلم کے عبداللہ کی پیشانی میں چمکتا

اور آونکے بزرگون سے یون ہی چلا آتا تھا اسکا قصہ اس مدما کا شاہد ہے بشیر مختار سیوطی کا اپنے رسالہ مین یہی مسلک ہے پس اس صورت مین اونکی نجات بھی ثابت ہوتی ہے اور ایمان بھی اسواسطے کہ اوس وقت مین اتنا ہی اجمالی ایمان پایا جا سکتا تھا جیسے ورقہ بن نوفل کے حق مین اسی قدر ثابت ہے اس مسلک پر فقہ اکبر کی عبارت بھی بجاے خود قایم ہے اسلیے کہ شاید عدم ایمان تفصیلی اور عدم وقوع ایمان معزوم علیہ کو کفر سے تعبیر کیا ہو۔ اب رہا ابی وابوک فی النار اور نعم یوزن بی باشفاعتہ فیما جوما ان کے حق مین ارشاد ہوا ان تینون مسلک سے کلی اباور منافرت رکھتا ہے تو اس قسم کے مسائل مین چپ رہنا اولی ہے۔ منہ تراویح کے باب مین جیسے یہ حدیث آئی ہے ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احد عشرۃ رکعتہ۔ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت سے زیادہ نہ رمضان مین پڑہاتے تھے نہ غیر رمضان مین اسیطرح یہ صحیح حدیثین بھی وارد ہین۔ قالت عایشہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد فی رمضان مالا یجتہد فی غیرہ.. رواہ مسلم عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان عبادت کی ایسی کوشش فرماتے جو دوسرے مہینون مین نہ فرماتے تھے۔ اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔ ومنہا کان اذا دخل العشرۃ الآخرہ من رمضان احیا لیلۃ وایقظ اہلہ وجہد: رواہ البخاری ومسلم وابوداود والنسائی عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا جب رمضان کا پچھلا دہا آتا اوسکی رات مین عبادت کرتے اور اپنے اہل کو بیدار رکھتے اور بڑی کوشش کرتے اسی بخاری ومسلم وابوداود ونسائی نے روایت کیا ہے وعن النعمان بن بشیر قال قمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم فی شہر رمضان لیلۃ ثلث وعشرین الی ثلث اللیل الاول ثم قمنا معہ لیلۃ خمس وعشرین

الی النصف اللیل ثم قمنا معہ لیل سبع وعشرین

حتی ظننا ان لا تدرک الفلاح ای السحور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان مین تیئیسوین رات کو اول کی تہائی رات تک قیام کیا پھر پچیسوین کو آدھی رات تک پھر ستائیسوین رات کو اتنا قیام کیا کہ ہمین گمان ہوا کہ ہم فلاح یعنی سحری نکرلے پائینگے انتہی۔ پس یہ روایات صریح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان و غیر رمضان مین نماز کی زیادتی بکیف و کم پر دلالت کرتی ہین اور جس روایت مین کہ زیادہ کی نفی ہے وہ تہجد کی نماز پر محمول ہے کہ رمضان غیر رمضان دونون مین یکسان ہے کہ غالبا وترسمیت اوسکی تعداد گیارہ تک پہونچتی ہے اس عمل کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کا راوی ابوسلمہ ہے روایت کے تتمہ پر کہتا ہے۔ قالت عائشہ رضی اللہ عنہا قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی الہ وسلم اتنام قبل ان توتر قال یا عائشہ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی رواہ البخاری ومسلم۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی الہ وصحبہ وسلم کیا آپ وتر سے پہلے سو رہتے ہین فرمایا اے عائشہ میری آنکھین سو رہتی ہین دل نہین سوتا۔ اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وتر سے پہلے سونا تہجد کی نماز مین متصور ہوتا ہے نہ اوسکے غیر مین اور زیادہ کی روایتین نماز تراویح پر محمول ہین کہ اوس وقت کے عرف مین قیام رمضان سے اوسکو تعبیر کرتے تھے۔

اب ہم اس بیان پر آئے کہ قیام رمضان کتنی رکعتون سے ادا کرتے تھے۔ روایات صحیحہ مرقومہ ہین یعنی عدد کہین نہین آیا کہ اتنی ہوا کرتی تھین، لیکن الفاظ مذکورہ سے درجہ ادراجتہاد آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وصحبہ وسلم کا معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے بہت عدد تھے مصنف ابن ابی شیبر بن ادریس

بیہقی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے وارد ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان فی غیر جماعت بعشرین رکعتہ و الوتر ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی رمضان مین بغیر جماعت بیس رکعتین پڑہتے اور اوسکے بعد وتر بیہقی نے اس روایت کی تضعیف کی ہے باوجودیکہ اس حدیث کا راوی جدابوبکر بن ابی شیبہ ہے حالانکہ ابوشیبہ جدابوبکر بن ابی شیبہ اسقدر ضعیف نہین رکھتا کہ اوسکی روایت کو بالکل نظرانداز کرین اگر صحیح حدیث اوسکی معارض ہو البتہ ساقط ہوجاتی اور گزرچکا کہ جو بیدہم ہوتا ہے کہ حدیث ابوسلمہ کی جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ سے مروی ہے اوپر مذکور ہوچکی اوسکے معارض ہے درحقیقہ مین معارض نہین تو سالم رہی اور ایسی نہو۔ فعل صحابہ اسکا موید ہے چنانچہ بیہقی نے اپنے سنن مین باسناد صحیح ثابت بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب سنے شہر رمضان بعشرین رکعتہ درروی المالک فی الموطاعن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی ابن عمر بثلثہ و عشرین وفی روایتہ باحدی عشرۃ یعنی لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین رمضان مین بیس رکعتین پڑہا کرتے تھے اور امام مالک نے موطا مین یزید بن رومان سے روایت کی عمر کے زمانہ مین لوگ تیئس رکعتین پڑہتے تھی اور ایک روایت مین گیارہ ہے انتہی۔ اور بیہقی نے ان دونون روایت مین اسیطرح جمع کی ہے کہ پہلے صحابہ نے زیادہ کے عدد کو اختیار کیا جو حضرت کے تہجد کے عدد مشہور سے ہین اوس علتہ کے سبب جو دونون مین شریک ہے وہ یہہ کہ دونون مین ہر ایک رات کی نماز ہے اور جب صحابہ کو یہہ ثابت ہوا کہ رمضان مین قیام لیل مین زیادتی فرماتے تھے تو گنتی بیس تک پہونچاتے تھے اوسکے

بیس کے عدد کو اختیار کیا اسپر اجماع ہو گیا اجماع تحقق ہونے کے بعد اس عدد
کی رعایت کرنا متاخرین کے حق مین ضروریات دین سے ہو گیا اسی جہت سے
فقہا اسمین تشدد کرتے ہین اور اجماع کے بعد بہت چیزین تاکید شدید پیدا کر لی
جنمین پہلے اتنی تاکید نہ تھی خاصکر جو امر مجمع علیہ اہل حق کا شعار اور اہل بدعت
سے مابہ الامتیاز روایت پہنچو فتی مین بھی جو تاکید قرن صحابہ کے بعد ہو گئی پہلے
نہ تھی چنانچہ اسباب مین جو روایات ہین اون کی تلاش وجستجو سے ظاہر ہوتا
ہے اور اس عدد کے اختیار کرنے مین اور وجوہ بھی ترجیح کا سبب ہین منجملہ
اوسکے ایک یہ کہ غیر رمضان مین صلوۃ اللیل کہ عبارت تہجد سے ہے گیارہ
کے عدد سے وارد ہوئی ہے اوسکو رمضان مین کہ بڑی کوشش وعبادت
کا وقت ہے دوگونہ کر لیا اور پہنچو فتی روایت کا عدد بھی اکثر شافعیہ کے
نزدیک وس تک ہین اوسکا دوگونہ بیس ہوا تین رکعت وتر کی اوس سے
ملائین تیئیس ۲۳ ہوئین۔ بہرحال یہان قاعدہ کلیہ کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ کسی امر شرعی
پر اجماع اور اہل حل وعقد کے اتفاق کے وقت اوسکے دلائل اور ماخذ متعدد
طریقون سے اہل عصر کے قلوب پر وارد ہوتے ہین اور اپنی مجموعی ہیئت
سے اوسکے موجب یقین یا ظن غالب کا ہو جاتا ہے جو اوس وقت مین موجود
ہین اگر وہ ہر دلیل کو علحدہ علحدہ دیکھین تو اوسکے ظن یقین کو غلبہ نہو گا مگر ان
لوگون کے حق مین اگلے زمانہ کے اجماع منعقد سے کرتا ہے اس قاعدہ سے
بہت سے مسایل بنتے ہین اگر پچھلے زمانہ راسے اجماع کے سوا کوئی دوسری
دلیل تلاش کرین تو متحیر ہونگے اور دوسرون کو ہرگز یقین میسر نہ ہو گا اسلیے کہ
دلائل اجماعیہ کی طرح اونکے ذہن مین جمع نہین آتے۔ اور امام مالک سے
جو منقول ہے کہ چھتیس ۳۶ رکعت پڑھنا چاہیے سوا وتر کے اور کہتے ہین اہل

مدینہ منورہ کا اسی پر عمل تھا۔ پس تاریخ والون نے اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ مکہ والے
دو تراویحون کے درمیان طواف کے ساتھ پھیرے کیا کرتے تھے مدینہ والون
کو وہان طواف کا موقع نہ تھا تو اونھون نے دو ترویحون کے درمیان چار چار
رکعت پڑھنا اختیار کین اس جہت سے اونکی مجموعہ نماز اس عدد کو پہونچی۔ وفی مصنف
ابن ابی بشیر عن داود بن قیس قال ادرکت الناس بالمدینۃ فی زمن عمر بن عبد العزیز
وابان بن عثمان یصلون ستا وثلثین رکعۃ ویوترون بثلاث مصنف ابن ابی بشیر
بن داود بن قیس سے روایت ہے کہا مین نے لوگون کو مدینہ مین عمر بن عبد العزیز
اور ابان بن عثمان کے زمانہ مین چھتیس ۳۶ رکعتین پڑھتے پایا اور تین رکعت سے
وتر کرتے انتہی۔ ظاہرا یہ زیادتی جو نوافل کے سبب سے واقع ہوئی عمر بن عبد العزیز
کے مدینہ مین امیر ہونے کے زمانہ مین پہونچی کیونکہ اوسوقت لوگون کو عبادت کی
کمال رغبت تھی قدر ماسورا منقول سے سیری نہوتی تھی واللہ تعالی اعلم منہ۔
اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باصحاب القبور۔ حدیث نہین کسی بزرگ کا قول ہے
اسکے کئی معنی ہین۔ ایک تو یہ کسی چیز کے حلال حرام ہونیکی چیزون مین ادلہ سے
تعارض واقع ہونے سے تمکو تحیر ہو تو اپنے اجتہاد کو چھوڑ دو اور جو مر گئے اونکی تقلید
کرو اور یہ قول اشبہ ہے عبد اللہ بن مسعودؓ اور شعبان ثوریؒ سے منقول ہے۔
ایک یہ کہ جب تم دنیوی امور مین متحیر ہو اور اوس سے دل تنگ ہو جاؤ تو اصحاب
قبور کی طرف نظر کرو اونھون نے کیسا دنیا کو چھوڑا اور آخرۃ کی طرف منہ موڑا اور
یہ جان رکھو جہان وہ چلے گئے تم بھی وہین جانیوالے ہو اور اس سے تمہاری دنیا
کی تکلیفین اور تشویشین سہل ہو جاینگی۔ بالجملہ معنی استمداد مین کوئی نفی نہین منہ
چلنے مطلق مکروہ نہین۔ اس سے راست کا انکار نہین لازم آتا کیونکہ بہت سے
مسائل مین احادیث مشہورہ مین عمل باطل آیا ہے منہا فی الصحیحین نع الجمع

بالدراہم واتبع بالدراہم جنیبا چنانچہ بخاری مسلم مین ہے جمع کرو دراہم سے بیچ اور
دراہم کے ایک جنس فانہ صریح فی مفاضلتہ الربویات بتوسط غیر الجنس آلی
غیر ذلک پس یہ حیلہ ایک کے مفاصلہ کے حکم کو غیر جنس سے بچین ۔ ڈالنی نے
صراحت کرتی ہے ہان شافعیہ مالکیہ حنبلیہ کے نزدیک استعمال حیل کا ضرورت
کے وقت جائز ہے مراد یہ ہے کہ تنگی اور اپنے سے ضرر دفع کرنیکے وقت اور
حنفیہ کے نزدیک معتد بہ نفع حاصل کرنے کے لیے بے ضرورت بھی جائز ہے
تا وقتیکہ اوس اللہ تعالے کے حق واجب یا کسی بیوہ کے حق کا اتلاف نہ ہو
اور متاخرین نے اسمین بہت تعمق کیا اور اسکے استعمال کو منع وجوب حق
کے لیے بھی جائز رکھا ہے اور اس حیل کے حرام ہونے کو اوس صورت
مین خاص کیا ہے جو حق واجب شدہ کا ابطال کرے اور اسمین ایک بعد ہے
جو مخفی نہین منہ استعانت ارواح ست اس امت مین بہت واقع ہوے
جاہل اور عام لوگ جو کرتے ہین کہ ارواح کو ہر عمل مین مستقبل جانتے ہین یہ تو
بے شبہہ شرک جلی ہے اور نذرا ولیا جو حاجت براری کے لیے معمول اور مرسوم
ہے اوسکی حقیقت کو اکثر فقہا نہ سمجھے اوسے نذر پر قیاس کرنے رد کا حکم
کر گئے کہ اگر نذر بالاستقلال ولی کے لیے ہے باطل اور اگر خدا کے لیے ہے
اور ولی کا ذکر مصرف کے لیے ہے تو صحیح ۔ لیکن حقیقت نذر اسکی یہ ہے کہ
کھانے کا ثواب پہونچانا اور خرچ کرنا مال کا واسطے روح میت کے امر مسنون
ہے صحیح حدیثون سے ثابت جیسے بخاری مسلم مین ام سعد وغیرہ کا حال آیا ہے
یہ نذر مستلزم ہوتی ہے پس اس نذر کا حاصل یہ ہے کہ بہ نسبت مثلا یون
کہنا کہ اسکا ثواب فلان شخص کی روح کو پہونچے لعنہ ولی کا ذکر تعیین محل منذور
کے لیے ہے نہ مصرف کے لیے ۔ اور مصرف اس نذر کا ان لوگون کے

نزدیک اوس ولی کے متوسل لوگ ہوتے ہین جیسے قرابتدار اور خادم اور رفقا وغیرہ نذر کرنے والون کا مقصود بلا شبہہ یہی ہوتا ہے اور اسکا حکم یہ کہ یہ صحیح ہے اسکی وفا واجب اسواسطے کہ یہ ایک قرینہ ہے جسکا شرع مین اعتبار ہے ہان اگر اوس ولی کو حلال مشکلات بالاستقلال یا شفیع غالب اعتقاد کرین تو اونکا یہ عقیدہ منجر بہ شرک و فساد ہو جائیگا لیکن یہ عقیدہ دوسری چیز ہے اور نذر دوسری چیز منہ رسالہ سرخ کپڑا پہننے مین اصل مین ردم کے ایک عالم نے تصنیف کیا تہا حضرت شیخ ابو طاہر کردی رح نے ہماری حضرت ولی نعمت کو فرمایا کہ اسے دیکھکر اسپر کچھ لکھہ دین اونہون نے دیکھنے کے بعد حاشیہ کے طریق پر کچھ لکھہ دیا یہی حاشیہ اونکی مولفات کی فہرست مین داخل ہے۔ اس باب مین مختار یہ ہے کہ احمر حرام نہین بلکہ وصف فقط اور وہ مثل مسود اور مفرح اور احمر قانی کے ہوتا ہے اور جو مرتبے کہ مسود گلابی سے کم ہین جیسے شنجرفی پیازی وغیرہ یہ مباح ہین اور بانات سرخ کہ اوسے عرب لوگ جوخ احمر کہتے ہین بالاجماع جائز ہے اسی طرح کہا اوہ اور سمن سے معلوم ہوگیا کہ مدار رنگ کی شوخی پر ہے نہ سرخی پر منہ لزوم کفر اور التزام مین فرق یہ ہے کہ جو نص کسی مقدمہ مین وارد ہوئی کوئی شخص اوسکی تاویل اور اوذکار نکرنا چاہیے باعتبار جو قواعد عربیہ و اصول راست نہ آوے اوسکے مدلول ظاہر کا انکار کرے پس لزوم کفر متحقق ہوا لیکن التزام اوسوقت متحقق ہوتا ہے مدلول نص کو مدلول نص اعتقاد کرنے کے تابل اوسکا انکار کرے اور کہے کہ ہر چند نص آچکی ہے مگر مین اس بات کو نہین قبول کرتا پس لزوم کفر واقع اور نفس الامر کے اعتبار سے ہے اور التزام باعتبار اعتقاد منکر کے اور لزوم کفر کے یہ معنی ہین کہ یہ عقیدہ حقیقت مین کفر ہے اور مجہول لازم آتا ہے اوسکے کہنے والے پر جو اوسے مجہول ہو

وکفر نہین جانتا منہ لولاک لما خلقت الافلاک کسی کتاب مین نظر نہین پڑا منہ
احادیث سے سود لینے اور دینے کی حرمت مطلقا معلوم ہوتی ہے مگر اوس
ضرورت کے وقت جو مخمصہ اور اوسکی مثل ہو جاوے کہ وہ تو نص قرآنی آجانے
سے مستثنی ہے جو حرمت میت وغیرہ مین واقع ہے اور عموم بلوی کو اس حرمت
کے مخصص ٹھہرانے کے جیسا ہندوستان مین واقع ہے بات نہین
ہوتی عموم بلوی طہارت ونجاست مین البتہ اثر کرتا ہے نہ حل ونہ حرمت مین
اجارہ کا قاعدہ یہ ہے کہ شے واجب و مندوب پر منعقد نہین ہوتا اور تعلیم قرآن
فرض کفایہ ہے اور مندوب علی التعین پس محل اجارہ کا نہین ہان کسی کے
گھر جانا اور صبح سے شام تک بیٹھنا اور صاحب خانہ کے اطفال کی نگرانی کرنا
تعلیم سے الگ ایک کام ہے اوسپر اجارہ منعقد ہو سکتا ہے اور رقیہ قرآن
سے کرنا مباح ہے اسپر اجارہ منعقد ہو سکتا ہے رقیہ کو تعلیم پر قیاس نکرنا چاہیے
اس سے تعارض دفع ہو جائیگا۔ اور وہ جو ترجمہ مین لکھا ہے کہ اجرت نہ لینا
عزیمت اور لینا رخصت ہے یہ اس معنی کر ہے کہ اگر تعلیم کے وقت شرط
نہ کر لیا تہا اور تعلیم کے بعد اوس نعمت کی کسی چیز سے مکافات کرے اوس
چیز کا قبول نکر لینا رخصت ہے کہ بظاہر اجرت نہین اور اوس عزیمت کا نہ لینا
کہ طمع اور کمی اجر کی جگہ ہے احتیاطا اسکی مقتضی ہے اور رقی اور عزائم پر اجرت
لینا بالاجماع جائز ہے کچھ مضایقہ نہین۔ اور قرآن کی تعلیم کہ اجرت سے
متاخرین نے جائز رکھا ہے تو اوس تعلیم سے وہ تعلیم مراد ہے جسمین اعمال
وتعلیم لڑکے کی تعلیم مشروط ہو تاکہ اجارہ کا محل ہو سکے نہ فقط تعلیم
مثلاً ایک شخص ایک شخص کے سامنے ہے اور کہے مجھے فاان آیتہ سکہا دو
وہ یہ کہے کہ اس سکہانے پر مین مزدوری لونگا تو یہ اجرت متاخرین

دونون کے اجماع سے حرام ہے ممنہ اصحاب کہف کے حق مین مذہب مشہور
اور مجمع علیہ یہی ہے کہ یہ لوگ زندہ ہین امام مہدی کے ہمراہ اوٹھین گے اور
اونکی مدد مین مشغول ہون گے اور سکے بعد مر جائین گے ولیکن صحیح الماخذ
اور قوی الدلالہ دلیلون سے یہ امر از روے روایات پایا نہین جاتا۔ اور
تفسیر در منثور مین اور دوسری تفسیرون مین جو روایات ضعیفہ ہین اوسی
قسم کی بو آتی ہے نظم قرآنی مین بھی اسکا اشارہ ہے اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو انکی دعوت کے لیے تین آدمیون کے ہمراہ بھیجنا موضوع ہے
... یاد ہے صاحب تنزیہۃ الشریعۃ اور دوسرے محدثین نے اوسپر وضع
کا حکم کیا ہے اسیر بعض ضعیف طریقون مین وارد ہے کہ شب اسرا مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جماعت پر گذرے اور دعوت فرمائی انھون
نے دعوت قبول کی پھر سو گئے واللہ اعلم منہ مسلم اور ترمذی مین یہ حدیث ہے
کہ معاویہ بن ابی سفیان یا سعد بن ابی وقاص سے کہا ما منعک ان تسب ابا تراب
تجھے کسنے ابو تراب کو گالی دینے سے منع کیا ہے بعض جانب داران معاویہ
بن ابی سفیان کے اس لفظ کی تاویل کرتے ہین اور کہتے ہین مراد اس سے
تھی کہ کسواسطے علی مرتضیٰ کے ساتھ کلام مین درشتی نہین کرتا اور کیون نہین
کہتا تاکہ قاتلان عثمان سے ہاتھ اوٹھاے اور مقام قصاص مین ہمارے سپرد
کرے لیکن اسی توجیہ مین دو خدشہ گذرتے ہین اول یہ کہ اس تقدیر پر چاہیے
کہ یہ کہنا خلافت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین ہوا ہوگا۔ اور
تاریخ کی روسے ملاقات سعد کی معاویہ سے ٹھیک نہین اسواسطے کہ سعد ابتدائی
... سے موضع عقیق مین جا رہے تھے جو مدینہ کے باہر ہے اور اوس زمانہ مین
... کو مدینہ مین آنے کا اتفاق نہ پڑا البلکہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح کے بعد

حج کے لیے آئے اور مدینہ والون سے ملے۔ دوسرا خدشہ یہہ کہ جواب سعد کا امّا ما
ذکرت ثلاثا الخ اس توجیہ سے خلاف ہے اسواسطے کہ کسی شخص کے فضائل کا ثابت
ہونا اوسکی نصیحت اور پندگوئی کا مانع نہین بلکہ بہتر یہی ہے کہ اس لفظ کو ظاہر پر جاری رکھیں
نہایت کار یہہ کہ اس فعل ناپسندیدہ کا ارتکاب یعنی سب یا امر سب معاویہ بن
ابی سفیان سے لازم آئیگا ولیس ہذا باول قارورۃ کسرت فی الاسلام کیونکہ گالی
کا مرتبہ قتل وقتال سے کم رتبہ ہے کیونکہ صحیح حدیث مین وارد ہے سباب المؤمن
فسق وقتالہ کفر مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور مسلمان کا مارڈالنا کفر اور جب کہ
قتال وامر قتال کا صدور یعنی جس سے چارہ نہین بالجملہ اصلح یہی ہے کہ اوسکو کبیرہ
کا مرتکب سمجھنا چاہیے اور طعن ولعن سے زبان روکنا چاہیے اور نہین تو گیا یا جا
اوس شخص کے باب مین جیسے صحابہ کرام مین سے ہماتی اور یہہ ہر جگہ خطاء اجتہادی
کو دخل دینا مسامحت سے خالی نہین **جواب سوال** حافظ صدر الدین حیدر آبادی کا
مسئلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود مین شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ العزیز سے
اول یہہ کہ معنی ان دونون کلام کے سمجھنا چاہیے پھر اونکی حقیقت سننا چاہیے وحدۃ الوجود
سے یہہ معنی ہین کہ وجود حقیقی یعنی ما بہ الموجودیۃ معنی مصدری سے ایک چیز ہے کہ واجب
مین واجب اور ممکن مین ممکن ہے اور جوہر مین جوہر اور عرض مین عرض اور یہہ اختلافات
ذات مین نہین ہوتے جیسے آفتاب کی شعاع کے پاک اور ناپاک پر پڑتی ہے اور
فی ذاتہ پاک سے ناپاک نہین ہوتی اور یہہ مسئلہ فی نفسہ حق ہے کسیطرح شرع کے مخالف
نہین اسواسطے کہ مرتبہ ان وجود کے مراتب سے ایک حقیقت اور حکم جدا رکھتا
ہے اور شرع شریف اس مرتبہ کا حکم بیان کرتی ہے بعض کو ہادی بعض کو مضل
بعض کو واجب الاطاعت بعض واجب الاہانت بعض کو حلال بعض کو حرام بعض
کو پاک بعض کو ناپاک کہتی ہے اور کوتہ بین لوگ جانتے ہین کہ یہہ اختلافات ذات

سکے ہین حاشا وکلا یہ سب اختلافات شیون اور اعتبارات کے ہین مثلاً معرکہ
جنگ مین جسم کے سوا نمودار کچھ نہین جسم قاتل جسم ہے مقتول جسم راکب جسم مرکوب
جسم غالب جسم مغلوب اور قرآن مجید مین بہت جگہ اس مسئلہ کا اشارہ ہے اور اس
بات پر سب سے زیادہ صریح دلالت کرنے والی یہہ آیتہ ہے سنریہم آیاتنا فی
الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق اولم یکف بربک انہ علی کل شئے شہید
الا انہم فی [illegible] من لقاء ربہم الا انہ بکل شئے محیط اور یہی آیہ ہو الاول والآخر
والظاہر والباطن وحدۃ الوجود کے یہہ معنی ہین۔ اب رہی وحدۃ الشہود اوسکی
حقیقت یہہ ہے کہ سالک کو وسط سلوک مین بسبب غلبہ حق [illegible] اور انحصار
اوسکی طرف توجہ ہونی سے تمام وجودات اوسکی نظر مین سواے وجود حق
غائب ہو جاتے ہین اور اس مشاہدہ ہین استغراق کے سبب سے حفظ
مراتب سے کبھی غافل ہو جاتا ہے اور کہتا ہے سبحانی یا اعظم شانی اور
انا الحق [illegible] مثل لیکن جب انتہا کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے تو ہر چیز کو اوسکے
مقام پر [illegible] اور کہتا ہے ما للتراب ورب الارباب۔ اوسکی تمثیل یہہ ہے کہ دن
مین [illegible] کی وجہ سے کوئی [illegible] نہین دیکھتا لیکن یہہ جانتا ہے اور
[illegible] ہے کہ سورج کے سوا کوئی ستارہ موجود نہین۔ یہہ حالت
[illegible] حالت ابتدائی مثل رات کے جن ستارے [illegible] دیکھتے ہین اور سورج
نہین [illegible] آفتاب کا نور سب کو ان ستارون مین [illegible]
اور انتہا کی حالت مین کہ اوسکا نمونہ موجود نہین [illegible]
[illegible] ستارے [illegible] کوئی کہتا ہے [illegible]
[illegible] انتہی [illegible]
[illegible] احوال مسئلہ [illegible] تمام سے حق [illegible]

ہونا وحدۃ الوجود کے مسئلہ کا ثابت ہوا اور مسئلہ وحدۃ الشہود معتبر نہین لیکن دوسری
غرض یہ ہے کہ جس جگہہ مقام کشف وکرامت کا ہے ایک مقام ہے یہان طریق دو
ایک معتبر اور ایک غیر معتبر اور دونون طریق مین اکثر کامل اولیا ہوے چنانچہ شیخ احمد
سرہندی رحمۃ اللہ تعالےٰ شہود کی طرف گئے ہین اور حضرت کے پیر اوس
طریق پر قایم ہین۔ غرض یہہ ہے کہ جو کچہہ احوال شیخ موصوف آنجناب معلوم کرکے
لکہین کہ اوس سے دل کا اطمینان حاصل ہو۔ **جواب مولانا صاحب کا۔**
صاحب توحید وجودی مجمع علیہ صوفیہ کا ہے۔ سوا شیخ علاء الدولہ سمنانی کہ متقدمین
سے ہین اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی متاخرین سے طرف توحید
شہودی کے گئے ہین اور تحقیق یہہ ہے کہ وحدۃ الوجود مرتبہ ذات وصرفت
اطلاق حق سبحانہ کا ہے اور توحید شہودی کہ غیریت سے خبر دیتی ہے مراتب
تعینات مین واجب القبول واجب التسلیم ہے پس دونون امر واقع مین متحقق رکہتے
ہین۔ حکمت الٰہی نے ابتدا شہود تا کمال امت محمدیہ [illegible] الصلوٰۃ
والسلام والتحیہ مین علوم توحید کو [illegible] تاکہ لوگ [illegible] قرب [illegible]
اور حضور اور [illegible] غیاب [illegible] حق عز و علا سے لذت [illegible] زہد و
مجاہدہ [illegible] مین مشغول ہوون اور کیا خوب کہا ہے [illegible]
[illegible] جب یہہ معرفت [illegible]
رفتہ رفتہ [illegible] کے [illegible] لوگون نے کچہ [illegible] المراد
[illegible] اسی معرفت کا [illegible] وسیلہ ٹہرا دیا [illegible]
[illegible] شیخ احمد سرہندی کو [illegible] پر پہونچایا اور علوم [illegible] دریایا
[illegible] قدس [illegible] بیاکتک [illegible] ال [illegible]
لوگون کے ذہن مین آکر ٹہرا باطل گیا حق قایم رہا [illegible]

ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم و علمہ اتم و احکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال مرزا حسن علی صاحب کیطرف سے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں مذاہب اہل حق میں قول بداء باطل ہے چنانچہ تفصیل تمام دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ کی حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں درج ہے اور حضرت فخر المحدثین امام المتصوفین جناب شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے کلام میں کتاب ہمعات میں ثبوت بدا کا جو مذکور ہوا ہے کس معنی سے سمجھنا چاہیے اور کون سے محمل صحیح پر اوسے محمول کریں کہ کتاب و سنت کے مخالف نہو ہمعات کی عبارت یہ ہے۔ ارادہ اور قصد اسے حوادث اوس تجلی سے فوارہ کی طرح جوش مارتے ہیں اور اونی حوادث کا میرا وہی ارادہ ہے اور اوس ارادہ کے دوسرے اسباب ہیں بعضے چھپے ہوے ہیں جیسے قواے کو کبیہ اور افلاک او طبقہ کلیہ کہ مدبر شخص الکبرہے اور بعضے ظاہر جیسے ملاء اعلی کی دعائیں۔ اور جب حوادث نیچے آتے ہیں نشخ ہو جاتے ہیں اور اسس متوطن محو واثبات اور سوانح میں واقع ہوتے ہیں اور یہی تجلی ہے کہ اولاد آدم کو سعادت کھے گی اما فال اور امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں بحث آیہ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب میں نقل فرمایا اور محو و اثبات سے جو موہم بدا کا ہے کیا ہوگا اور اوسکی عبارت یہ ہے عن عمر و ابن مسعود رضی اللہ عنہما انہما قالا یمحو السعادۃ و الشقاوۃ ایضا فی محو الرزق و الاجل و یثبت ما یشاء عن عمر رضی اللہ عنہ انہ کان یطوف بالبیت و ہو یبکی و یقول اللہم ان کنت کتبتنی فی اہل السعادۃ فاثبتنی فیہا و ان کنت کتبت علی الشقاوۃ فامحنی و اثبتنی فی اہل السعادۃ و المغفرۃ فانک تمحو ما تشاء و تثبت و عندک ام الکتاب و مثلہ ابن مسعود فی بعض الاثار ان الرجل یکون قد بقی لہ من عمرہ ثلثون سنۃ فیقطع رحمہ فیرد اسے

ثلثة ایام والرجل قد یکون بقی من عمرہ ثلثة ایام فیصل رحمہ فیرداے ثلثین سنة انتہی حضرت عمر وابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ نیک بختی بدبختی کو بھی جانتا ہے پھر روزی اور اجل کو اور جو چاہتا ہے رکھتا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیت اللہ کا طواف کرتے اور روتے جاتے اور فرماتے اے اللہ اگر تو نے نیک بختی والون مین لکھا ہے تو اوسمین مجھے ثابت رکھ اور اگر بدبختون مین لکھا ہے تو اوسمین سے مجھے مٹا دے اور نیک بختون اور مغفرت والون مین لکھدے تو جو چاہتا ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے رکھتا ہے اور تیرے ہی پاس ام الکتاب ہے اور اوسکی مثل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بعض تفاسیر مین آیا ہے کہ آدمی کی عمر ۳۰ سال رہجاتی ہے پھر وہ رحم کرتا ہے تو تین سال کو تین دن کرا یا جاتا ہے اور کسی آدمی کی عمر مین سے تین دن رہجاتے ہین پھر وہ صلہ رحم کرتا ہے تو اوسکی تیس سال کر دیے جاتے ہین انتہی۔ پس مجموع ان روایات سے جو بظاہر موہم ہے پہلی حدیثون مین اور زیادتی صلہ رحم کی نسبت اور کوتاہی قطع رحم کی وجہ سے دوسری حدیث مین کیا ہے اگر اسکو قضا سے معلق وغیرہ پر محمول کرین تو تکلف سے خالی نہوگا۔ **جواب** مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب لمعات مین تجدد ارادہ کے معنی سے واقع ہے جو بدا کے معنی ہے اور بخاری مین حدیث مین انہ بتینے گوڑہی کے جو آیا ہے اسی معنی سے ہے اور یہ معنی تجدد ارادہ کے مذاہب حق کے مخالف نہین ہے اسواسطے کہ اہل سنت ارادہ کو صفات قدیمہ ازلیہ حضرت باری کی جانتے ہین اسلیے تعلقات کو حادث جانتے ہین اور شاہ ولی اللہ صاحب کتاب لمعات وغیرہ کتابون مین ارادہ کو مرتبہ ذات حقہ قدیمہ ازلیہ سے جانتے ہین اور تجلی اعظم مین اوسے حادث ثابت کرتے ہین پس ارادہ کا قدیم ہونا مرتبہ ذات مین ہے

اور حدوث ارادہ ذات سے متاخر مرتبہ مین ہے کہ مرتبہ تجلی اعظم کا ہے اور
جب کہ حدوث و قدم دو مرتبہ مین واقع ہوے تخالف اوٹھگیا - پیچ ہے مرتبہ
تجلی اعظم کو جانے والا بڑا شخص ہے اور علماء ظاہر نہین جانتے ہین اور ثابت
نہین کرتے ہین پس نزدیک اونہون کے حدوث ارادہ کو کسی مرتبہ مین گنجائش
نہی بلا تعلق اوسی ارادہ قدیمہ کو حادث جاننا اور یہہ قریب نزاع لفظی کے
ہے اور آیۂ کریمہ مین بہی اشارہ اختلاف مراتب کا معلوم ہوتا ہے کسواسطے
کہ فرمایا یمحو اللہ ما یشاء و یثبت یعنے محو کرتا ہے اللہ جس شئی کو چاہتا
ہے اور ثابت رکہتا ہے جس شئی کو چاہتا ہے اور یہہ فرمایا وعندہ
ام الکتاب یعنے نزدیک اللہ تعالی کے ام الکتاب ہے یہہ آیت
صریح دلیل رکہتی ہے اوپر اوسکے کہ محو و اثبات ایک جگہ ہے اور ام الکتاب
دوسرے مرتبہ مین ہے اور ریج دونون اثر حضرت عمر و ابن مسعود رضی اللہ
... بہی دفع تخالف ساتہہ اختلاف دو مرتبون کے سمجہہ سکتے ہین علماء
ظاہر ساتہہ قضا سے معلق اور مبرم کے دفع تخالف کرتے ہین اور اسمین
یہہ تردد نہین ہے کسواسطے کہ وہ نہین ثابت کرتے ہین کوی مرتبہ سوا
ذات ... مقدمہ الٰہیہ کے لیکن علماء صوفیہ نے جب کہ ثابت کیا تجلیات
... مرتبہ تجلیات کا متاخر ہے مرتبہ ذات سے تو ممکن ہوا اونکو کہنا
... حدوث ارادہ کے اس مرتبہ تجلیات مین اور اسمین کوی قباحت
نہین لازم آتی اور ریج کتاب سمحات اور دوسرے اور دوسرے تصانیف
... ثبات ارادہ قدیمہ اِس مرتبہ مین مفصلاً مذکور ہے چنانچہ بعد از
... واضح ہوگا -

قال مرزا ... صاحب کا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے نزدیک اہل حق

یعنے اہل سنت وجماعت کے صحیح وثابت ہوا ہے دلایل نقلی اور عقلی سے کہ ماسوی انبیا و رسل و ملائکہ علیہم السلام کے معصوم ہونا کسی ایک مین ثابت نہین ہے یہانتک کہ اگر کسی کو معصوم کہین تو درست نہین ہے اور اسی واسطے علما اہل اسلام اور علما رحمہم اللہ کسی کو معصوم کہنا سوا انبیا اور ملائکہ علیہم السلام کے جایز نہین رکھتے ہین پس وہ جو کچھ جناب فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز نے تفہیمات الٰہیہ وغیرہ مین صفات اربعہ کہ عصمت اور حکمت و زہانت و فطنت باطنہ ہین اسلئے حضرت ایمہ اثنا عشر علیہم السلام کے ثابت کیا ہے اور آپنے بھی ان ان چہار گانہ کو اوس رسالہ مین کہ بیچ بیان اعتقادات کے ایمہ اثنا عشرہ کے ساتھہ تالیف فرمایا ہے لکہا ہے اوسکو کونسے محل پر صحیح جانئے کرنا اور کونسی دلیل کتاب اور سنت اور اجماع سے ہے اوپر اسکے ہے اور جواب مخالف اس قول کا کہ مذہب اہل سنت اور جماعت مین ہے کیا ہوگا اور باوجود اسکے خلاف فضیلت خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم خصوصًا حضرات شیخین کے ہوگا حالانکہ یہ مسئلہ تفضیل مجمع علیہ اہل سنت کا ہے نزدیک شخص معتمد کے اور علاوہ اسکے خود جناب افادت مآب پدر آپکے انتساب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ساتھہ ہزار ضبط اور ربط اور اطراق تمام کے اس مسئلہ تفضیل خلفہ ثلثہ خاصکر شیخین رضی اللہ عنہم کو ساتھہ دلایل نقلی اور عقلی اور کشف اور الہامات کے ساتھہ تقریر وافی اور مثال شافی اور ترتیب سے تحریر فرمایا ہے پس جواب مخالف اور تعارض اس مسئلہ ثانیہ متعلق علیہا کا ساتھہ اوس مسئلہ عربیہ ثانیہ کے نزد اہل حق یعنے اہل سنت اور جماعت کے کیا ہوگا ۔ بیان کرو ۔

جواب اجر باد - جواب از مولانا ممدوح یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے عصمت اور حکمت اور وجاہت نزدیک صوفیہ کرام کے معنی اصطلاحی کہتے ہین خصوصا در کتب مصنفہ حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ مین مفصل مذکور ہین اسوقت بسبب شدت بیماریون کے ممکن نہین کہ ساتھ تمہید مقدمات کے لکھا جاوے اگر کتب مصنفہ انہون کے موجود ہون مطالعہ کرین معلوم ہوگا اور شرح اعتصام تصانیف شاہ محمد عاشق پہلتی قدس اللہ سرہ اگر ملے اوس سے تشفی ہو جائیگی حاصل کلام موافق علماء ظاہر کے اسوقت مین جواب لکھا جاتا ہے عصمت دو معنی رکھتی ہے اول ممتنع ہونا صدور گناہ کا باوجود قدرت کے اوپر اوسکے اور یہہ معنی باجماع اہل سنت کے خاص حضرات انبیاء اور ملائکہ علویہ کے ساتھ ہے - دوسرے نہ صادر ہونا گناہ کا مع جواز صدور اوسکے کے غیر لازم ہونے کسی قباحت سے کے اور اس معنی کو نزدیک صوفیہ کرام کے محفوظیت کہتے ہین اور ساتھ اسی معنی کے کلام صوفیہ مین سوال عصمت کا واسطے اپنے آیا چنانچہ در اول دعائے حزب البحر مین واقع ہوا یعنے سوال کرتا ہون مین تجھے عصمت کا حرکات اور سکنات اور ارادات اور خطرات مین آخر عبارت تک یہہ معنی خاص ساتھ انبیا علیہم السلام کے نہین ہے واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ واسطے اہل بیت اپنی کے خدا سے چاہا ہے ساتھ قول اپنے کے یعنے اے اللہ دور کر اہل بیت سے گناہ کو اور پاک کر اونکو پاک کرنا کرکے ساتھ اس معنی کے ہے - اور بیچ حق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وارد ہوا ہے یعنے شیطان بھاگتا ہے عمر سے اور بھی وارد ہوا تحقیق حق جاری ہوتا ہے اوپر زبان اور قلب عمر کے اور بیچ حق صہیب رومی رضی عنہ کے واقع ہوا اگر خوف خدا نکرتا نہ

معصوم رہتا پس کچھہ اسمین اشکال نہین ہے اور حکمت عملی علم نافع کے ہے اگر کتاب سے حاصل ہوا اور اصطلاح صوفیہ کرام کی اوسکو حکمت نہین کہتے ہین بلکہ علم اور فضیلت نام رکہتے ہین اور اگر علم بطریق وہبیت فیض یعنے باطنی کے اوپر دل کسی شخص کے واقع ہووے اوسکو حکمت کہتے ہین ۔ یعنے دی ہمنے اوسکو حکمت اور تصفیہ مقدمہ اور ہر پیغمبر کو دی ہمنے حکمت اور علم خواہ وہ علم متعلق ساتہہ عقاید کے ہو یا اعمال یا اخلاق کے اور یہہ معنی بہی مخصوص ساتہہ انبیا علیہم السلام کے نہین ہے یعنی تحقیق دی ہمنے لقمان کو حکمت یہہ کہ شکر کرے تو اللہ کا بدلہ سکے ۔ بیان بعض حکمت اونہون سے ہے یہ ہے جو کچھہ اس موقع سے ساتہہ وحی کے آئی وہ مخصوص ساتہہ انبیا علیہم السلام کے ہے و ہب یعنی فیض باطنی اہم ہے نبی اور غیر نبی اوسمین شریک ہین اور اسیواسطے حدیث شریف مین وارد ہے یعنے مین مکان حکمت کا ہون اور علیؓ دروازہ اوسکا ہے اور بیچ روایت مشہور کے یعنی مین شہر علم کا ہون اور علیؓ دروازہ اوسکا واقع ہوا مراد علم سے اس مقام مین یہی معنی ہین ! اور بیچ حمایت کے یہہ معنی ہین کہ بعض بندون اپنے کو حق تعالی ساتہہ کسی وجہہ معاملہ کے ظاہر کرتا ہے واسطے دفع طعن معاندین اور تہمتین عیوب کے اور نگہبانی بیچ راہ پانے پادشاہون اور امرا کے بیچ حق محبوبون اور معزز لوگون کے ۔ اور یہہ معنی بیچ حق دو شخصون کے انبیا علیہم السلام اولی العزم کے نص قرآنی سے ثابت ہے پہلی بیچ حق حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کے جبکہ اونکو بنی اسرائیل تہمت بڑے ثابت ہونے اور برص ہونیکی کی فرمایا اللہ تعالی نے اے ایمان والو مت ہو تم مثل ان لوگون کے جنہون نے تکلیف دی موسیٰ کو پس پاک کیا اللہ نے اوسکو اوس عیب سے جو کہ موسیٰ کے

حق مین کہتے تہے اور تہا موسی وجیہہ حق تعالی راضی نہوا تہمت کرنے بنی اسرائیل سے موسی علیہ السلام پر اگرچہ وہ تہمت کوی قباحت شرعی نہین رکہتی تہی - دوسرے بیچ حق عیسی علیہ السلام کے کہ یہو دیون نے بیچ حق انہون کے تہمت زنا زادگی کی زبان پر لاے اور کلام اونے اونکے تے مین شیرخوارگی مین اوس تہمت کو دور کر دیا یعنے وجیہہ ہوگا دنیا وآخرۃ مین اور ہوگا مقربین درگاہ ایزدی سے اور کلام کریگا آدمیون سے جسوقت گود مین ہوگا اور دعوت اسلام کریگا حالت کہولت مین آخر عبارت تک اور یہہ معنی بیچ حق اکثر اولیا کے ثابت ہوا اول بیچ حق ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ ناپسند فرماتا ہے اوپر ساتون آسمان کے کہ خطا کرے ابو بکر زمین پر دوم بیچ حق علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے کہ دعا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی اے اللہ راہ دے حق کو جس رستے علی چلے اور یہہ فرمایا چلا اوسکو اوس راستے مین جہان حق ہو ومعنی قطبیت باطنیہ کے یہہ ہین کہ حق تعالی بعض بندون اپنے کو مخصوص کرے کہ مورد فیض الہی اولا بالذات وہ ہوان اور اون سے دوسرون کی طرف وہ فیض منتقل ہوے گو ظاہر مین کسی نے اون سے سیکہا نہو مثل شعاع آفتاب کے کہ روزن سے گہر مین جاوے پس اولا وہ روزن روشن ہوا اور بواسطہ اوسکے تمام چیزین گہر کی روشن ہوین اور اوسکو (قطب ارشاد) کہتے ہین بخلاف قطب ... مدار کے حاصل کلام اثبات صفات اربعہ کا وقت تحقیق کے یہہ مخالف مذہب اہل سنت کے ہے گو ظاہر مین اطلاق ان لفظون سے دوری اختیار کرین اور نہ مخالف تفضیل شیخین کہ مجمع علیہ جمیع اہل حق کے ہے کسواسطے کہ مدار اوس تفضیل کا اوپر زیادہ ہونے ثواب کے ہے نزدیک حکما اہل شریعت کے

اور ہو سکتا ہے کہ خدا تعالی بعض بندون اپنے کو خاص ساتہہ ثواب زیادہ دے
کرے ہر چند فضایل دوسرے اور صفات کمال دوسرون مین اسلئے زیادہ ہون
و مصنف کتاب لمعات قدس سرہ نے مدار تفضیل شیخین کا بوجہ مشابہ ہونے اونکے
انبیا علیہ السلام سے سیاست امت اور رفع شبہات اور ترویج دین اور نگاہ
رکہنا آدمیونکا بدعت اور جاری کرنا جہاد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
مین اور ظاہر ہے کہ زیادتی نہین کی ان امور مین اوضح من الشمس اور امین من
الاسعی ہے اور اسیواسطے کہا اکثر متکلمین نے تفضیل نزدیک ہمارے ساتہہ توفیق
کے ہے نہ ساتہہ فضایل کے **سوال** مرزا حسن علیصاحب کا۔ کتاب صواقع
موبقہ جو رد روافض مین ذلیل کرے اللہ تعالی اونکو تالیف نصر اللہ کابلی کی ہے
ملاحظہ شریف مین آئی یا نہین اور بعد اوسکے کہ ملحوظ نظر فیض اثر کے ہوسے
فرق بیچ تصنیف اوسکے اور تصنیف جناب افادت مآب کے تحفہ اثنی عشریہ
سے کیا ہے اور معاندین اس ملک کے خصوصًا روافض ذلیل کرے اللہ اونکو
بطریق بیہودہ گوئی کے بہت شور وشغب کرتے ہین کہ کتاب تحفہ اثنا عشریہ
ترجمہ صواقع موبقہ کا ہے ہر چند سوال اس معنی کا ہم فدایان مخلص کو لاطائل
اور بیہودہ معلوم ہوتا ہے اور ظاہر باطل دکہائی دیتا ہے اور جو کہ علم سے
آگہی رکہتا ہوگا اس خبر کو حضرت سے مخالف جانیگا لیکن بعض اشخاص نے
مجکو بہت تنگ کیا ہے اسواسطے اس امر ناپسندیدہ کو باعث تصدیع خواطر
جناب عالی کا جانا گیا۔ **جواب** ۔ از شاہ صاحب نہ وہ ست ... روبست
تصنیف تحفہ اثنا عشریہ سے کتابون اہل سنت سے کہ بیچ رد مذہب شیعہ
کے اور کتابون شیعہ سے بیچ رد مذہب اہل سنت کے تالیف ہوئین بنا تمام
کی ملین۔ قسم پہلی بیچ مجادلہ اس مسئلہ خاص یعنے اثبات خلافت

خلفاء ثلثه اور اوسکے رد کے مثل نواقض الروافض و مرافض الرافض و صواعق محرقه و شرح تجرید طرف سے اہل سنت کے - اور معائب النواصب اور رد شبہات الدعور و اظہار الحق و سفینة النجاة طرف سے شیعہ کے قسم دوم وہ کتابین ہین کہ بیچ مسئلہ امامت اور شروط اوسکے اور موافق اوسکے ساتھ تفصیل کے تصنیف ہوے ہین مثل بحث امامت کے بیچ شرح مقاصد و شرح مواقف و طوالع الانوار و اربعین کیطرف سے اہل سنت کے - اور تصانیف علامہ حلی و حدائق موبقہ بیچ رد صواعق محرقہ اور معتقداو طرف سے شیعہ کے قسم تیسری وہ ہین کہ تمام مذہب شیعہ کو بھی الٰہیات اور بھی معاد اور بھی امامت اور بھی روایت احادیث اور بھی اصول مین رد کیا ہے مثل ابطال الباطل و صواعق موبقہ تالیف نصر اللہ کابلی کی طرف سے اہل سنت کے - و منہج الحق علامہ حلی در حقاق الحق قاضی نور اللہ شوشتری کی طرف سے امامیہ کے یہہ تین قسم کی کتابین وقت تالیف تحفہ اثنا عشریہ کے موجود اور منحصر تہین اوسوقت مین ترتیب صواقع کی بہت پسند ہوی اوس ترتیب سے اس کتاب مین کلام واقع ہوا اور احقاق الحق اور ابطال الباطل بھی یہی ترتیب رکہتی ہین لیکن صواقع بہت مختصر اور خوشنما دیکھی گئی لہذا اوسکو اختیار کیا گیا مگر بحث تولا و تبرا اوسمین نہ تھی اور شرح حدیث الثقلین بھی نہتھی اور مسئلہ انکار نبوت و اتحاد کہ لازمہ مذہب شیعہ کا ہے شرح اور بسط سے اوسمین تھا یہہ ابواب زیادہ کیے گئے اور باب مطاعن اور جواب اسکا ہرگز اوس کتاب مین مذکور نہین اور بھی صواقع مین اکتفا اوپر دلایل کلامیہ کے کیا اور روایات کو کتابون سے بہت کم لایا بیچ تحفہ اثنا عشریہ کے ادلہ دلائل مذہبیہ کو دو کیا اور بکثرت سے روایات کتب امامیہ سے لائے گئے پس اس کتاب نو حفظ ترتیب کے [illegible] سے ہنین کہہ سکتے ہین [illegible] کتاب کا مقال [illegible]

کہ موافق کو طوالع و مسلم کو مختصر الاصول ابن حاجب سے ماخوذ سمجھین اب
فرق واقع ہوا دونون کتابون مین نظر تامل سے دیکھین تا یہہ خیال بالکلیہ
دور ہووے اور باوجود اسکے طعن معاندین اور حاسدین اوسوقت فقیر پر متوجہ
ہو سکتے ہین کہ اس فقیر نے دعوے تصنیف اس کتاب کو موجب فخر اپنے
کا جانکر از روے تقریر یا تحریر کے کیا ہو معلوم ہے کہ اس کتاب کو تصنیف
حافظ غلام حلیم ابن شیخ قطب الدین احمد ابن شیخ ابو الفیض کو کی لکہا ہے پس اگر
اگر منظور دعوے نسبت اس کتاب کا ساتھہ اپنے ہوتا کسواسطے اخفا سا...
نامون غیر معروف سے کرتا مین بلکہ اب بہی ہرگز اپنے ساتھہ اس کتاب کی نسبت
کرنے سے مین خوش نہین ہون سچ ہے اگر تفسیر فتح العزیز اور مثل اسکے
تصانیف کو اگر فقیر کے ساتھہ نسبت کرین باعث شادمانی دل کا ہوتا ہے
غرض کہ منظور رد اس مذہب کا تہا کہ آدمی اس کتاب کے دیکہنے سے اوس
اعتقادمین سست ہو جاوین یا ترک کرین الحمد للہ کہ یہہ معنی حاصل ہوا اور بہی
اگر تامل کرین رافضی کو ہرگز موقع نہ ملیگا کسواسطے اگر یہہ کتاب ترجمہ صواعق
کا آخر اثبات مذہب اہل سنت کا کرتے ہین اور رد مذہب روافض کو کیا کام
اس امر کی تفتیش سے کہ کہنے والا کون ہے جواب چاہیئے لکہنا اس طعن سے
جواب نہین ہو سکتا ہے سچ ہے بعض اہل سنت کہ انہون کو میری نسبت کے
ساتھہ اس کتاب کے مشہور ہوتے ہے حسد نے بیہوش مارا ہے چاہیئے ہین
کہ کتاب کی نسبت اس فقیر کے ساتھہ نرسہے اونکی بات کا جواب پہلے گذر چکا کہ
فقیر دعوے اس کتاب کا نہین کرتا ہے اور فخر نہین چاہتا ہے منظور فقیر
غرض ان مقدمات سے گذرنا اس سنئے طریقہ کا ذہنون عقلمندون اور طالبان
صواب پر تہا الحمد للہ کہ حاصل ہوا سوال منشی ذوالفقار علی خان سلمہ اللہ

شاہ عبد العزیز صاحب سے پہنچنا رسول الثقلین کا واسطے ہدایت عالم اور دعوت اسلام سب کے ہے اور نازل ہونا قرآن کا زبان عربی مین واسطے سہولت فہم اور سمجھنے اہل عرب کے باریکیون اوسکے کو پس یہہ قرآن واسطے باسانی دریافت کرنے اہل عجم و فرنگ و ہند و سند و بنگالہ وغیرہ اقالیم و جزائر و دنیا ور سکے کہ زبان متغایر اور لغات مختلفہ رکہتے ہین یہہ کافی نہین ہے بلکہ اصلا فہم اونہون کا ساتہہ عبارت اور معانی اوسکے نہین پہونچتا ہے اور زبان اکثر اقوام اطراف اور کوہستانیون سے باوصف سعی اور کوشش سیکہنے کے تلفظ کلام اللہ کا صحت کے ساتھ ادا نہین ہوتا ہے اور بہی دعوت اسلام ہیچ وقت پیغمبر خدا و خلفاے برحق اور آج کے اکثر ساکنان اقالیم اور اطراف عالم مثل ہیکو و نیپال وغیرہ کے نہ پہونچے اور اوسکے جد بہی سلسلہ جنبانی دعوت اسلام کی انہون کو نہوی پس اتمام حجت مثل ساکنان دیار عرب کے ان اقوام پر نہین پای جاتی ہے خداے تعالے اوپر تمام بندوان اپنے کے رحیم اور منصف ہے اور کسیکو زیادہ طاقت اوسکے سے تکلیف نہین دیتا ہے اس صورت مین دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین کی انکو نہین پہونچی اور کتاب احکامی جہت سہولت فہم اونہون کے نازل نہین ہوئی مواخذہ مین ضیا کہ مروی ہے داخل ہون یا نہون اگر ہون ـ **جواب** وہ شبہے کہ اوپر اسکے لازم آتے ہین مخفی نہین ہے ـ ہر چند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے واسطے ارشاد اور ہدایت ساکنان جمیع اطراف اور شہرون اور جزایر اور کوہستان کے لیکن بعثت پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جن اور اہل عرب کے تہی اور بواسطہ عرب کے طرف دو شہرون یعنے فارس اور روم کے اور بواسطہ اون کے طرف سند اور ہند کے اور اسی طرح ساکنان جزایر و کوہستان

کی طرف پس نازل ہوا قرآن کا زبان اور لغت اور طرف کلام عرب مین اور عاجز کرنا انکا معارضہ قرآن سے اختیار فرمانا منزور ہوا تا عرب بخوبی دقایق اس کلام اور معانی کو ساکنان عراق اور عجم اور خراسان کو سمجھا دین اور رہ دہ سندہ اور ہند اور ترکستان کو سیطرح پر ایک دوسرے کو سمجھا دین اور اگر برعایت ہر قوم کے قرآن کو بلغت ہر قوم کے نازل ہوتا اختلاف درمیان مین ہوتا اور کہل دروازہ تحریف اور زیادت اور نقصان کا کہل جاتا اول وہ ذات کہ قرآن اوسپر نازل ہوتا یعنی ذات منظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز معانی اور لغات مختلفہ دوسرے قومون کو بلکہ مخارج حروف ولہجہ کلام ہر فرقہ کو نہ جانتے پس تبلیغ اوس کلام مجہول اللفظ والمعنی کی کسطرح متصور ہوتی مثلاً اگر ایک شخص عربی نژاد کو کتاب پدماوت تعلیم کرین اور کہین کہ فلان آدمی کو سمجھا ممکن نہووے کہ سمجھا سکے اور اگر برسون مشق کرے ہرگز مخارج اور لہجہ لغت اس کتاب کا دریافت نکر سکیگا اگر کوئی کہوے کہ جیسے تعلیم انکی کی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واضح ہوئی پس یہہ تعلیم جو رسول اللہ کو کیگئی خرق عادت تہی اسی قسم سے تعلیم مخارج اور لہجہ اور الفاظ ہر لغت کے ساتھ آنحضرت بطریق خرق عادت کے ہوتی۔ کہتا ہون مین کہ آنحضرت کو اتفاق ملاقات کا ساتھ قوم دوسری کی مدت العمر نہوا اور یہہ معنی بیچ علم آلہی کے ثابت تہا پس بطریق خرق عادت کے تعلیم ہر لغت کی ضایع اور بیکار ہوتی غرض کہ حکمت آلہی نے اسی طریقہ کو اختیار فرمایا کہ ظاہر ہوا آگے ہم اوپر اس امر کے کہ اثبات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوپر فاسق زمانے کے یعنی جو کہ اوس وقت مین موجود نہ تھے اور اوپر غائبین بمکان غیر واقفین یعنے جنکو نبی اور جائے نبی سے خبر نہ تہی مثل اعجاز قرآن کے کسطرح پر ہوگا۔

جواب - اوس کا یہہ کہ امام رازی نے اور دوسرے علمائے کلام نے لکہا ہے کہ اثبات نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیچ اسوقت کے

کہ تخلیف بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہوئی اعجاز قرآن نہین ہے بلکہ
اب دو طریقے ہین واسطے اثبات نبوت کے اول یہہ کہ طریق تواتر سے
ہر قرن مین کروڑہا نقل کرنے والون نے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
مثل اعجاز قرآن وشق القمر وتسلیم حجر ومدر واطاعت احجار واشجار وزیادتی
طعام وشراب وبسخن آمدن آہو وشتر وگرگ وسوسمار کے کہ سب وہ
بیچ کتابون حدیث کے تین ہزار سواے اعجاز قرآن کے پہنچے ہین بیان کئے
ہین نزدیک ہر قوم کے ثابت کئے جاوین اور فائدہ تواترات کا کہ علم
بدیہی قبیل متفق علیہ سے ہے پس نزدیک اونہون کے بطریق ہدایت
کے وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعثت آنجناب کے بلکہ احکام شرعیہ
متواترہ بہی ثابت ہون گے بالاتفاق اور امور ماضیہ مین طریق ثبوت علم کا یہی
ہے اور ہونا نوشیروان اور حاتم طائی و سکندر وخلافت بنی عباس اور آنا سلطان
محمود غزنوی کا ہند مین نزدیک ہندؤن کے کسطرح ثابت ہو اسواے
اس طریق کے اور کوئی طریق نہین ہے دوم وہ کہ اب حاجت اثبات نبوت
کی نہین کسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے اور لاکہون آدمی
رہنمائی اور صحبت آنحضرت سے خدا کی طرف متوجہ اور مشغول عبادت
اور اطاعت الٰہی مین ہوے اور گناہون سے پرہیز کیا تقوی کو امر لازم
سمجہا۔ اور طہارت اور اخلاق نیک اور آداب مستحسن کو حاصل کیا۔ اور عبادت
اور طاعت اور گناہون سے اور ظلم سے پرہیز اور لزوم تقوے اور طہارت
اور اخلاق نیک اور اداب مستحسن اور رعایت حقوق نزدیک ہر قوم کے
مستحسن اور پسندیدہ ہے اور اونکو ہدایت جانتے ہین پس جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوے ہدایت خلق اللہ کا فرمایا

وہ ظاہر ہوا پس حاجت اثبات نبوت کی نرہی کہ معنی نبوت کے یہی ہیں پس
شئی موجود کے واسطے حاجت بیان نہیں ہے اور یہہ دونون طریقے
نزدیک ساکنان جزائر وجبال و پیگو و نیپال کے متحقق ہے اگر بالفرض کوئی
اہنوں نے ان دونون طریقون سے محروم رہے حکم اوسکا حکم اہل فطرت کا ہوگا
اختلاف مذاہب پر جیسا کہ بیچ کتب اصول مثل مسلم وعضدی کے
مشروح اور مبسوط ہے -

سوال - ازروے اخبار و تواتر وآثار کے بخوبی ثابت ہے کہ بیچ ہندوستان کے
اوتار کثیر کہ قوم ہنود اونکو خالق اور بعضون کو مقتدی اپنا جانتے ہیں لذریے
اور راجے باشوکت وقوت اور خلعت بہت ہوے ابتداے پیدایش سے
کون پیمبر اس قوم پر بہیجا گیا اور کونسی کتاب واسطے ہدایت اونکی زبان ہندی
یا دوسری زبان مین نازل ہوئی ہی یا نہین اور بیچ صورت نہ ہونے کے سبب
اسکا کیا ہے - **جواب** - آیۃ قرآنی - اور نہین ہے کوئی قوم مگر گذرا بیچ
اوسکے ڈرانیوالا وہ ہے کہ بیچ ہر امت کے ڈرانے والا گذرا ہو کہ برے
کام اور حقوق کے تلف کرنے سے ڈراے عام اس سے کہ ڈرانیوالا انبیا
سے ہو یا علما یا واعظین یا اولیا وخدا شناسین سے اور اگر احوال مختلفہ
مثل روم وحبش وترکستان وخطا وختن سے جستجو کیجے جا وین ہرگز نشان
کسی پیمبر کا نہین دیتے ہین کہ بیچ اون بلاد کے گذرا ہو بلکہ معنی نبی کو بہی نہین
سمجہتے ہین اعتقاد وعظمت وبزرگی عبادت وزہاد وتارکان دنیا وخلوت
نشینون کی انکی طبیعت مین مضبوط ہے اور معاملہ حضرت حق کا ہر فرقہ کے
ساتہ مختلف ہے اختلاف استعدادات کے اور اختلاف علوم مخزونہ اہون
کے بیچ ملک عرب کے یمن سے لیکر شام ومصر تک ایک رنگ ہدایت

الٰہی سے نے ظہور فرمایا انبیا اور رسول کو مبعوث فرمایا اور اونکے ہاتھ پر معجزے پیدا کئے
اور کتابین نازل فرمائین کسواسطے کہ اہل اس ملک علم غیب کے آنیکو اگرچہ بعض نشر سے طرف بعض
کے ہوئے بسبب بعد مکانی یا بعد زمانی کے ساتھ اسی طریقہ سے جانتے تھے کہ کوئی قاصد
آئے اور پیغام زبانی پہونچا یا کوئی خط ہمراہ اپنے لائے ہان نشان صدق اوس قاصد سے
طلب کرتے تھے جیسا کہ امرا اور ملوک اور سلاطین مین اب بھی مروج ہے کہ کوئی فرمان یا شقہ
کسی معتمد علیہ اپنے کے ساتھ بھیجتے ہین اور واسطے تصدیق اوسکے بعض چیزین مخصوص مثل
پالکی اور ساتی اور فوج کے ہمراہ اوسکے دیتے تھے پس واسطے اہل اس دیار کے طریقہ ہدایت کا اسطور
مقرر ہوا اور ہنود کو جو یہ طریقہ معتمد علیہ تھا بلکہ ظہور حضرت حق کا بیچ بعض چیزون کے اور کلام کرنا
ساتھ زبان حق کے ساتھ اون افعال کے کہ مخصوص ساتھ مرتبہ الوہیت کے ہین خوارق عادات اور
حکمرانی سے مخلوقات مین نیابت حق جانتے تھے لہذا ہنود کیلئے اس وضع کا معاملہ ظاہر ہوا اور
نصائح لکھوائے مدت دراز تک قیام انہون کا ساتھ اسی طریقہ کے رہا جیسا کہ کتاب جوگ
بسشٹ و رامائن و بھاگوت سے معلوم ہوتا ہے یہانتک سا بین نام ایک شخص پیدا ہوا اور ساتھ
اغوائے شیطانی کے تمام مذہب اونکے برباد کیا اور شرک اور بت پرستی کو رائج کیا بعد
اوسکے تمام ہنود مشرک ہوا اور صورت پرستی کو منظور کیا۔ سچ ہے اختلاف شرائع بوجہ اختلاف
اقوام کے اشکال کا بت اور کھتری اور مہاجن کے قدیم سے اونمین تھا اور یہہ معنی ہمارے
شرائع قدیمہ مین اصل رکھتا ہے کسواسطے کہ ہر فرقہ قومون بنی اسرائیل سے مخصوص ساتھ
چند احکام کے تھے بلکہ بیچ شریعت ہماری کے بنی ہاشم ساتھ مصرف خمس اور حرمت
زکوۃ اور حرمت تنفیل کے مخصوص ہین یعنے پانچوان حصہ غنیمت کا بنی ہاشم کو دیا
جاوے اور زکوۃ اور تنفیل یعنے زیادہ مال غنیمت جو مخصوص کردیوین اونپر حرام ہے
اور تمام قریش ساتھ استحقاق خلافت کی ممتاز ہین اور مشرکین عرب پر جزیہ نہیں ہے
یعنے مقبول نہوگا اون سے مگر اسلام یا قتل اور تارہنود مظاہر حق گذرے ہون خواہ افراد بشر

ہون خواہ شیر اور ماہی سے مثل عصا حضرت موسیٰ اور ناقہ حضرت صالح علیہما السلام کے
لیکن عوام اس فرقہ ہنود نے بسبب قصور فہم کے درمیان ظاہر اور مظہر کے
فرق نکر کے سب کو معبود کہا اور گمراہ ہو گئے۔ اور یہی حال ہے بہت سے فرقون
مسلمانون کا مثل تعزیہ بنانے والون اور مجاورین قبور اور جلالیون اور مداریون
کا اور اللہ جاننے والا ہے حقیقت حال کو فقط سوال غلام علی شاہ صاحب کا
مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے۔ حضرت سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔
نماز طرف قبر اور تصویر کے اگرچہ انبیا کی ہو حرام ہے پس استقبال دیوارون
کعبہ اور حجر اسود اور مقام ابراہیم علیہ السلام کہ مناسبت ساتھ اطراف
قبور کے رکھتے ہین کسواسطے واجب کیا ہے اور حجر اسود کی جگہہ چومنے انبیا
علیہم السلام کی ہے نسبت ساتھ اونہون کے رکھتا ہے اور مقام ابراہیم نے کہ
مناسبت ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے پیدا کی ہے اور ہوسکتا ہے کہ انوار خلت
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہرہ رکھتا ہو دیوارین کعبہ کی کہ جاے طواف انبیاء
اور ملائکہ علیہم السلام کی ہین اور محل ورود برکات حضرت حق سبحانہ وتعالی کا ہین اسلئے
ان وجوہ سے استقبال اونہون کا واجب کیا ہے لیکن خدشہ ہمارا باقی ہے کہ سواے
خدا کے آگے کسی کے سجدہ کیونکر کیا جائز ہے بیان کرنا چاہیے جواب اصل حقیقت
یہہ ہے کہ تمام کعبہ قبلہ حضرت حق کا ہے اسواسطے کہ بیت اللہ منسوب بجناب الٰہی
ہے ملاحظہ انبیاء سابقین اور بنا کنندہ کا کچھہ نہین ہے (لہذا) اگر دیوارین اوسکی
گرجاوین نعوذ باللہ منہ جیسا کہ بیچ وقت حجاج کے ظاہر ہوا یا حجر اسود دور ہوجاوے جیسا کہ
بیچ زمانہ قرامطہ کے پیدا ہوا یا مقام ابراہیم کو کوئی دور کرے مثلا کعبہ قبلہ سے قبلہ ہونا اسکا
لکڑی پتھر پہ موقوف نہین ہے ساتھ اسوجہ کے شرک اونمین جاری نہین ہوتا ہے بخلاف
قبور انبیاء اور اولیاء اور تصاویر بزرگون کو گو اونہون مین نسبت اصلی بزرگون کی

صحیح ہے اور ایسیہی انہون کو مستقل اور مسجود الیہ جانتے تھے پس فرق
واضح ہوا اور جاے اشکال نہی اور بیچ مقام ابراہیم کے کوئی چیز دوسری
بجز امامت ابراہیم علیہ السلام کے دیکھی نہین جاتی ہے امام ہونا دوسری
شي ہے اور مسجود ہونا شئی دوسری ہے اور وہ بھی مستحب ہے نہ واجب
یہانتک اگر کسینے نماز پڑہی جس مقام مین چاہا مسجد حرام سے کافی ہے اوسکو
اور یہہ مذہب اصح ہے جیسا کہ بیچ حق کعبہ کے آیا ہے کہ بیت اللہ ہے ایسیہی
بیچ حق حجر اسود کے خاصکر چومنا اوسکا گویا خدا کا ہاتھہ چومنا ہے اور تعظیم اوسکی
اسیوجہ سے ہے جو منسوب ساتھہ خدا کے ہوا کعبہ کے واسطے وجہ مسجود
الیہ ہونیکی پہونچائی بیچ ہے اس نسبت کو نص صریح متواتر چاہیئے اور وہ
سوائے کعبہ اور بیت المقدس کے مفقود ہے اور اسی وجہ سے کہا تہا بنی
اسرائیل نے کہ واسطے ہمارے معبود وان کو جسطرح واسطے اون کے معبود
ہین اب کوئی چیز عالم مین منسوب ساتھہ حضرت کے بلا واسطہ نہین ہے
مگر قضائے کعبہ یا قفا سے حجر معلق اور منسوخ ہی اور یہہ جو ثابت ہونا منسوبات
دوسرے مسجود الیہ قسم تصاویر یا قدیمی عبادت خانون سے واقع ہے
تمام منسوب سوائے خدا کے ہے بالجملہ فرق بہت ہے ساتھہ تھوڑے سے تامل کے
ظاہر ہوتا ہے تفسیر فتح العزیز مین بیچ آخر سیپارہ الم کے بیچ تفسیر آیت
اور بیچ سیپارہ سیقول بیچ تفسیر   مین ملاحظہ کرین اسرار عجیبہ ظاہر ہون گے
اور اسقدر تامل بیچ دور ہونے اس مسئلہ مشکل کے کافی اور شافی ہے کہ جب
انبیا نے طرف اس گہر کے سجدہ کیا ہے اور اس پتہر کو بوسہ دیا ہے
پس نزدیک اہنون کے بزرگی ان دو چیزون کی کس وجہ سے تہی اگر اس سبب سے
[illegible] العہد والابوسہ دین اور سجدہ کرین سے پہلے نبی کو ملاحظہ کرنا تہا پس

تسلسل انبیا مین اور قدیم ہونا اوس مکان کا لازم آتا ہے اور اگر اس سبب سے
منتہی محض نسبت خدا کے ساتھ ہونے سے تھی تو وہ سبب اب بھی موجود ہے
جو آگے انبیاء سابقین کرتے تھے یا سجدہ سنت تھا تو وہ بھی اس سنت مین
شریک ہوے یا امتثال امر پس امتثال امر مین لحاظ سنت درمیان نہین ہے
اور اسلام اور بزرگی ہوسے۔ **سوال**۔ بیچ واقعہ باغ فدک کے
روایت کی مسلم نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق فاطمہ رضی اللہ عنہا
بیٹی رسول اللہ علیہ السلام نے آدمی بھیجا طرف ابی بکر رضی اللہ عنہما کے
مانگتی تھین میراث اپنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آخر حدیث تک
بخاری مین ہے پس غصہ ہوین فاطمہ رضی اللہ عنہا اور نکلین ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے پاس سے اور نہین کلام کیا دم مرگ تک اور بھی بخاری
مین ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی جسنے غصہ کیا فاطمہ
کو پس تحقیق غصہ کیا مجکو۔ روایت کی مسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق کہا
اونہون نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ حدیث طویل کے پس دیکھا
تمنے اوسکو یعنے ابا بکر جھوٹا اور گناہ گار اور عہد شکن اور خاین فرمایا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے اور اللہ جانتا ہے تحقیق وہ سچا ہے اور نیکو کار ہے
اور راہ یابندہ ہے اور حق کا تابع ہے پھر وفات پائی ابو بکر نے اور مین
ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ولی ابو بکر ہون پس دیکھا تمنے مجکو جھوٹا
اور گناہ گار اور عہد شکن اور خائن اور اللہ جانتا ہے کہ تحقیق مین سچا ہون
اور نیکو کار ہون اور راہ یابندہ ہون اور حق کا تابع ہون اور بیچ معارج النبوت
کے یہہ روایت کہ وقف کیا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن
عبد مناف نے اس قریہ معلومہ کو اوسکی حدود سمیت اوپر فاطمہ علیہا السلام کے

ایسا وقت جو حرام ہے اور غیراوسکے کی بیت کو اور اوسکے بعد اوسکے اور اولاد اوسکے کے پیچھے بدلا اوسکو بعد سننے اوسکے پس تحقیق گناہ اوسکا اوپر اون لوگون بدلنے والون پر تحقیق اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ **جواب** روایت اول صحیح مسلم مین ہے اور اس سے کوئی تقصیر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ثابت نہین ہوتی ہی کسواسطے کہ اونہون سے سنکے بیان کرنے حدیث کی کہ خود آنحضرت سے سنی تھی اور حضرت علی اور حضرت عباس اور حضرت عمر و عثمان اور دوسرے عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم نے بھی سنی تھی جیسا کہ روایت آئندہ سے معلوم ہوتا ہی کچھہ نہین کہا اور بیان کرنا مسئلہ شرعی کوئی قباحت نہین رکھتا ہے اور الفاظ خشونت اور خصومت اور بے ادبی اس روایت سے معلوم نہین ہین اور غصہ مین آنا حضرت خاتون رضی اللہ عنہا کا اور ترک کرنا کلام اور ملاقات کا کتنے روز تک اسمین تقصیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ثابت نہین ہوتی ہی کسواسطے کہ حضرت معصومین بعض اوقات بے تقصیر بھی غصہ مین آتے ہین چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام اوپر حضرت ہارون علیہ السلام کے بوجہ پرستش کرنے بنی اسرائیل گوسالہ کی بہت غصہ مین آئے چنانچہ کلام اللہ مین منصوص ہے اور اوپر اسی قیاس کے غصہ حضرت خاتون کا اوپر حضرت صدیق کے سمجھنا چاہیئے علاوہ اسکے روایت ہرچند واقع ہوئی اور دوسرے روایات اہل سنت و اما میہ سے رضامندی حضرت خاتون کی حضرت صدیق سے ثابت ہوئی اور قاعدہ اصول کا ہی یعنی اثبات کنندہ کو ترجیح ہے اور نفی کنندہ کو روایات اہل سنت بیچ مدارج النبوۃ اور کتاب الوفا اور بیہقی اور شرح مشکوۃ مین موجود ہین بلکہ بیچ شرح مشکوۃ کے شیخ عبدالحق نے لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق بعد اس قصہ کے گھر پر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گئے اور بیچ گرمی آفتاب کے اوپر دروازہ اسکے کھڑے ہوے اور عذر چاہا اور حضرت زہرا رضی اللہ عنہا اون سے راضی ہوئین اور ریاض النضرۃ کے بھی یہی قصہ تفصیل کے ساتھ مروی ہے اور بیچ فصل الخطاب کے ساتھ روایت بیہقی کے شعبی سے بھی یہی قصہ مروی ہے کہ ابن السمان نے بیچ کتاب الموافقت کے اوزاعی سے روایت کی کہ کہا باہر آئے ابوبکر اوپر دروازہ فاطمہ کے بیچ روز گرم کے

اور کہا نہین جاتا ہون یہان سے جبتک راضی نہین ہوتے ہین مجہسے بیٹی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آئے حضرت علی حضرت فاطمہ کے پاس اور قسم دی کہ راضی ہوگئین فاطمہ
آیا روایت امامیہ پس صاحب محجاج السالکین اور سوا اوسکے علما نے روایت کی ہے
یعنے تحقیق ابا بکر دیکہا فاطمہ کو کہ منقبض اور جدا ہوئین اون سے اور نہین کلام کیا اسکے
بعد امر فدک مین امر عظیم معلوم ہوا نزدیک اون کے پس ارادہ کیا رضامندی اونکی
کا پس کہا سچے ہو تم اے بیٹی رسول اللہ کی اوس امر مین جسمین تم نے دعوے کیا
ولیکن دیکہا نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تقسیم کرتے تھے آمدنی فدک کو
دینے فقرا اور مساکین اور مسافر کو بعد دینے قوت تمہارے اور پرورش کنندون
فدک کے پس فرمایا کرو تم اسمین جیسا کہ تمہارے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کرتے تہے اسمین پس کہا قسم اللہ کی واجب ہے اوپر میرے یہہ کہ کرون مین اوس چیز
وہ جو کرتے تمہارے باپ پس کہا حضرت فاطمہ نے قسم اللہ کی تحقیق کرو تم یہہ پس
کہا ابو بکر نے اے اللہ گواہ رہو پس رضامند ہوگئین ساتھ اسکے اور لیا عہد اس پر
اور نہین ابو بکر دیتے تھے فدک سے قوت اونکا اور تقسیم کرتے تہے باقی پس دیتے
تھے فقرا اور مساکین اور مسافر کو تمام ہوگئی عبارت مرویہ محجاج السالکین مین اور
دوسری کتب معتبرہ امامیہ مین اور حدیث بہی صحیح ہے لیکن جو کہ لغت عرب سے تہوڑا سا
وقوف رکہتا ہے جانتا ہے کہ اغضاب لغت عرب مین وہ ہے کہ کسی شخص کو قول
یا فعل سے غصہ مین لانیکا قصد کرے ظاہر تر ہے کہ حضرت صدیق ہرگز قصد ایذا حضرت
فاطمہ کا نہین رکہتے ہین بلکہ روایت اوس حدیث کی کہ تمام عشرہ مبشرہ نے اوسکو
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تہی اور بیان مسئلہ شرعی کہ اوس سے
معلوم ہوتا تہا کیا پس معنی (من اغضبہا) کا اوسپر صادق نہین آتا اور وعید (فقد
اغضبنی) کی بہی بہیج حق اونکی کے متحقق نہوی کسواسطے کہ جب شرط فوت ہوگئی

تو شروط بہی فوت ہوگیا روایت دوسری بہی بیچ صحیح مسلم کے لیکن قصہ کہ بیچ صحیح مسلم کے اور دوسرے کتب صحیحہ مذکور ہے یہہ ہے کہ متروکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیچ قبضہ حضرت صدیق کے تھا اوس سے حضرت خاتون اور ازواج مطہرات کو خوراک اور پوشاک اور حوائج ضروری دیئے جاتے تھے اوسکے بعد محتاج تیم ہاشم کو اوسمین سے دیا جاتا تھا جبکہ حضرت عمر خلیفہ ہوئے حضرت علی و حضرت عباس نزدیک اونکے آئے اور متفق اللفظ والمعنی درخواست کئے کہ متروکہ آنحضرت کو ہمارے قبضہ مین حوالہ کرو تم کہ موافق عمل آنحضرت و عمل حضرت ابوبکر اور عمل تمہارے کے اوسمین عمل کرین ہم حضرت عمر ساتہہ انہین شروط کے اونہون کو دیدیا کہ اوسکو تقسیم مت کرو تم اور میراث اوسمین جاری کرو بعد موت کے حضرت عباس کو یہہ منظور ہوا کہ اوسکو تقسیم چاہیئے کرنا حضرت علی نے اس امر سے انکار کیا اور بہت جہگڑا ہوا یہانتک کہ حضرت علی نے حضرت عباس کو بیدخل کر دیا حضرت عباس حضرت علی کو واسطے فیصلہ اس جہگڑے کے اور نالش اس امر کے آگے حضرت عمر کے لائے اور کہا یعنے چہوڑا مجکو ساتہہ ظالم غدار خیانت کنندہ سے اور دروغگو سے اور ساتہہ انہین لفظون کے ابتدائی اس روایت کے صحیح مسلم موجود ہے حضرت عمر نے جوابدیا واسطے حمایت حضرت علی کے حضرت عباس سے کہا ہرچند کہ خطا دونون شخصونکی طرف ہے لیکن منظور تہا حضرت عباس کو ہے اگر حضرت علی اس مقدمہ یعنے منع تقسیم مین کہ موہم اجراء میراث ہے ظالم اور خائن اور غادر اور دروغگو ہوئین پس حضرت ابوبکر بہی باعتقاد تمہارے دروغگو اور ظالم اور خائن اور غدار ہوئین اور خدا جانتا ہے کہ وہ سچے اور نیک اور راہ یابندہ اور تابع حق کے تہے اور ایسیہی مین تمہارے اعتقاد مین ظالم اور غدار اور خائن اور دروغگو ہوئین کسواسطے ہم سب یعنے حضرت علی و حضرت ابوبکر اور مین منع تقسیم اور اجراے میراث مین شریک ہین

اور ساتھ اوس حدیث کے کہ تم سب جانتے ہو دستاویز رکھتا ہوں اور وہ حدیث
قابل تاویل اور تحریف کے نہیں ہے اور جو نہیں حضرت خاتون کسواسطے تاویل
اوسکے نعوذ باللہ پس معلوم ہوا کہ یہہ کلام حضرت عمرؓ کا محض واسطے ستانے حضرت
عباس کے تھا تا حضرت علیؓ پر نالش اور اون سے جھگڑا کرین چنانچہ یہی واقع ہوا
کہ بعد کو وہ متروکہ سب حضرت علی کے ہاتھ مین رہا اور حضرت عباس کو اوسمین دخل
نہوا یہانتک کہ مروان نے اوسکو اپنے واسطے خاص کیا اور لغت عرب مین اکثر اوقات
دو شخصون کو ایک کام مین شریک کرتے ہین اور منظور ایک شخص ہوتا ہے کلام
مین واقع ہے (اے گروہ جن اور انس کی آیا نہین آئے تم پر رسول تم مین سے
حالانکہ رسول جنون سے نہین آئے بلکہ انسانون مین سے آئے ہین) اور نیز کلام
اللہ مین واقع ہے (نکلتا ہے اون دونون سے موتی اور مونگا) حالانکہ مروارید
اور مرجان دریاے شور سے نکلتے ہین نہ دریاے شیرین سے اور روایت سوم کہ
معارج النبوۃ مین ہے منسوب بہ کتاب معتبر نہین ہے اور الفاظ اوسکے بھی
خلاف لغت قدیم کے ہین اور اوپر اوس تقدیر کے کہ روایت اوسکی صحیح ہوئی
مخالف مذہب امامیہ کے ہے کسواسطے اوس روایت سے صریح معلوم ہوتا ہے
کہ وہ قریہ نہ میراث تھی نہ ہبہ بلکہ وقف تھا اور یہی ہے مذہب اہل سنت کا نزدیک
اونہون کے متروکہ آنحضرت کا تمام وقف تھا۔ اور وقف کنندہ جب وفات کرے
اور اپنی طرف سے کسیکو اولاد یا عصبات سے متولی وقف نکرے تولیت وقف کی
تعلق حاکم ہوتا ہے نہ موقف علیہ پر چنانچہ فتاوی عالمگیری مین مذکور ہے۔
(اگر ہووے وقف کرنیوالا میت پس وصی اوسکا اولی ہے قاضی سے پس اگر وصیت
نہین کی کسیکو پس آوے طرف قاضی کے) پس یہہ روایت کہ معارج سے ہے
مؤید مذہب اہل سنت کی ہے اور مخالف مذہب امامیہ کے فرق اسقدر ہے کہ

نزدیک اہل سنت کے سب اہل بیت پر وقف تہا حضرت خاتون و ازواج مطہرات و تمامان
بنی ہاشم سب اسمین داخل تھے اگر مصارف انہون سے باقی رہتا دوسرے مساکین
وفقرا پر تقسیم ہوتا چنانچہ سب وقفون مین یہی حال ہے اور اس روایت سے خصوصیت
وقف کی اوپر حضرت خاتون اور ذریت اونکی معلوم ہوتی ہے ہر حال مین جبکہ وقف تہا
متولی اوسکے حضرت ابا بکر ہون گے بحکم ولایت الامر کے چنانچہ اسی معنی کو حضرت عمرؓ نے
خود فرمایا ہے کہ مین ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ولی ابو بکرؓ کا اہلبیت نبوی
علیہم السلام مصارف اس وقف کے ہوے ہین - نہ متولی -

سوال منشی عاشق علی ملازم حکیم محمد مہدی لکہنوی کا کہ بالفعل بسبب عتاب حاکم اودہ کے
فرخ آباد مین بیچ سایہ حمایت صاحبان عالیشان کے سکونت قبول کی تہی - اختلاف
اصول دین مین جب کہ مجتہد اربعہ مین ہے پس کسواسطے ایک دوسرے سے آپکو بیگانہ نہین
جانتا ہے بلکہ ہر چہار مذہب مین حق دار فرماتے ہین جب کہ اختلاف بیچ مجتہدین اہل سنت
وجماعت کے روا رکہا شد ہر چند کم مسایل مین پایا جاوے لیکن جو وجہ اختلاف کا موجود ہو
پس اعتراض اختلاف اصول دین کا کہ اوپر مذہب امامیہ کے وارد ہوتا ہے اوٹہہ گیا کیونکہ
وہان بہت اختلاف واقع ہوے - لیکن شیعہ اثنا عشریہ ہمارے زمانے کے اختلاف
اصول دین کے درمیان مجتہدین اثنا عشریہ کے منکر محض ہین اور یہی عدم اختلاف اصول
دین کو دلیل اوپر حقیت مذہب اپنے کے لاتے ہین اور دوسرے مذہب کو آپ سے جدا
جانتے ہین اور اپنے مذہب مین شامل نہین کرتے ہین -

جواب کہ اوسی مجلس مین لکہا گیا اور دیکہتے تحریر جواب سے سائل متحیر ہو کے مقر
اس معنی کا ہوا کہ مثل مولانا صاحب کے کوئی عالم اس زمانہ مین نہین ہے علماء اہل سنت
و جماعت اصول دین مین کوئی اختلاف نہین رکہتے ہین مگر بعض فروعات مین اختلاف
لفظی اون کے درمیان واقع ہے اور اس اختلاف سے تین فرقہ ہین اشعریہ ماتریدیہ

کہتی ہے انکی تکفیر اور تقلیل نہ چاہیئے کرنا اشعریہ کہتے ہین کہ حسن و قبح افعال مین
بمعنی ایجاب ثواب و عقاب ذاتی افعال مین نہین ہے اور جو نہین نسخ شرع مین
جایز ہوتی اسواسطے کہ جو شئی بالذات ہے نہ مختلف ہوتی ہے اور نہ تخلف کرتے
ہین - اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ افعال کو قبل وجود شرع کے کوئی حکم نہین ہے وجوب
اور حرمت سے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین لیکن نفس فعل مین ایسے ایک جز ہے
کہ مقتضی وجوب کی ہے مثلاً نماز کہ مشتمل اوپر مناجات معبود کے ہے اور ایک جز ہے
کہ مقتضی حرمت کے ہے مثلاً زنا کہ موجب اختلاط انسان کا ہے اور بسکہ شارع حکیم
ہے حکم اوسکا بیفائدہ نہین ہے جو کہ قابل وجوب کے ہے اوسکو واجب کیا اور جو
قابل حرمت کے ہے اوسکو حرام کیا آرے حسن و قبح بعض افعال کا عقول ناقص ہماری
سمجھہ مین نہین آتا ہے اس سبب سے اشعریہ نے انکار حسن و قبح ذاتی افعال پر عمل کیا ہے
تا عوام ساتھہ عقول ناقصہ اپنے کے بیچ میدان پرخطر کے قدم نرکھین اور جادۂ ایمان سے
باہر نہ جاوین اور اسی کی طرف اشارہ کیا سیدنا مولانا امیر المومنین علی بن طالب
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر ہوتا دین ساتھہ راے کے البتہ ہوتا موزی کی اندر
کی طرف اولیٰ ساتھہ مسح کے ظاہر کی طرف سے پس اشعریہ قایل تکفیر اور تقلیل کے
نہین ہین اور ایسے ہی سب متکلمین صفات حق تعالی کو زاید اوپر ذات کے کہتے
ہین اور کہتے ہین کہ اثبات قدیمون مستقلہ یعنے ذاتون متعددہ کا کفر ہے اور اثبات
قدم ایک ذات کا اور اوسکی تبعیت مین قدم صفات اوس ذات کا ہرگز کفر نہین ہے
اور بعضا ماوراء النہر اثبات قدیمون متعددہ اور توصیفات متعددہ سے احتراز
کرکے صفات کو عین اور نہ غیر جانتے ہین کسواسطے کہ اگر عین کہین ہم نفی انہونکی
لازم آتی ہے مذہب معتزلہ اور فلاسفہ کا ہوتا ہے اور اگر زاید کہین ہم نفی غیر کی
لازم آتی ہے پس طعن و تشنیع مخالفان باثبات قدیمون متعدد کے ہوتی ہے

اسو جہ نفی عینیت اور غیریت کی کی اور جمہور متکلمین نے سمجھا مراد از نفی غیریت [illegible]
جیسا کہ ہم کہتے ہین نہ انکار آن صفات اور اسی واسطے نفی عینیت [illegible]
نفی عینیت کی نفی حقیقت کی ہے اور نفی حقیقت ایک شی کی شئے سے ظاہر باطل
ہے اور ایسیہی علما ماتریدیہ کہتے ہین کہ نیک کبھی بد ہوتا ہے اور بد کبھی نیک
ہوتا ہے اور اشعریہ کہتے ہین کہ نیک وہ ہے کہ اپنی مان کے پیٹ مین نیک ہے
اور شقی وہ ہے کہ اپنی مان کے پیٹ مین شقی ہے ہر دو فریق سے غرض فریق
اول کی سمجھ کی تکفیر اور تقلیل کی زبان بنا کی ہے کسواسطے ایک فرقہ نے انجام
پر نظر کی اور دوسرے فرقہ نے وسط کو بھی اعتبار کیا اسواسطے تبدیل شقاوت و
وسعادت کے قایل ہوے اور ایسیہی ہے اختلاف در بیان ایمان کے واقع ہے
بعض کہتے ہین ایمان وہ تصدیق فقط ہے اور اقرار کاشف تصدیق سے ہے اور
بعض کہتے ایمان تصدیق اور اقرار اور عمل ہے یعنی اسکے کہ عمل اسکا تکمیل کنندہ
ہو جمہور محدثین شافعیہ مالکیہ وحنابلہ قایل [illegible] کے ہوے ہین [illegible]
شیعہ قایل [illegible] اور [illegible] یہ فرقہ یقین نہین لیتے ہین ساتھ ایمان
اپنے کے اور کہتے کہ ہم مومن ہین انشاء اللہ اور حنفیہ کہتے ہین کہ ہم مومن ہین
یقینا کسواسطے کہ کامل ایمان ہین کہ عمل ہے شبہہ کہ ہم نہین اور بیچ نفس ایمان
کے تصدیق ہے [illegible] شبہہ نہین ہے [illegible] اثنا عشریہ [illegible]
بیچ فرقہ [illegible] کے اختلاف نہین ہے بیچ صول دین کے ایسیہی [illegible]
ماتریدیہ اور اشعریہ کا [illegible] اختلاف نہین کہتے ہین بس جاسے [illegible]
[illegible] وجود [illegible] ایمان [illegible] کے بیچ بعض اصول کے اختلاف [illegible]
قول [illegible] اور المرافعیہ سے بیان تک کہ انکار کیا بعض نے اور قول ساتھ حذف بعینہ
کلام اللہ سے کہ جمہور اثنا عشریہ ساتھ اسکے قایل ہین اور بیچ [illegible]

صدوق کے ابن بابویہ کو انکار اوپر اس قول کے بہت ہے اور شایت سے نفی ہوتی
کی اور مثل فعل بہجت الناس کے شیعیان اثنا عشریہ اوسکے ساتھ قایل ہے اور دوسرے
انکار اوسکا کرتے ہین اور اسی وجہ سے اوسکو ثلث عشریہ لقب دیا ہے تا ہم بسبب
اس غلاف کے تکفیر اور تقلیل نہین کرتے ہین کسواسطے کہ ابن بابویہ کے ساتھ بہ
تعظیم سے پیش آتے ہین اور ملقب ساتھ صدوق کے کیا ہے پس جو جواب تمہارا ہے
وہی جواب ہمارا ہے سوالات مسٹر فریچر کہ چار سوال واسطے جواب کے
حضرت ممدوح کی خدمت مین بھیجے اپنے خط مین لکہا تہا کہ جواب اس سوالات کے
موافق قرآن شریف کے ارقام کرین سوال نکاح دختر صغیرہ کا مان باپ کو
کر دینا جایز ہے یا نہین جواب یہہ مسئلہ کتنی آیات کلام اللہ سے نکلتا ہے
آیۃ یہہ ہے وانکحوا الایامی الخ طریق اوسکے استخراج کا یہہ ہے کہ لفظ ایامی جمع ایم کی
ہے لغت مین عام صغیر و کبیر و مرد و زن کو کہتے ہین معنی اوسکی وہ شخص ہے کہ جوڑا
نہ رکہتا ہو اگر مرد ہے تو عورت نہو اور اگر عورت ہے تو شوہر نہو پس معنی کلام اللہ کے
ایسی ہووے مرد بے عورت کے اور عورتین بے شوہر کو اپنے گہر و سبب لفظ
ایم عام ہے دختر صغیر نابالغ بہی اوسمین داخل ہوئی اور اسطریق کو موافق اصول کے
درج فی العموم کہتے ہین آیۃ دوم ویسئلونک عن الیتامی الخ یعنے سوال کرتے
ہین تجہسے حال یتیمون سے کہ صغیر سن اور بے پدر ہین اور یتیم آدمیون مین وہی ہے
کہ صغیر سن اور بے پدر ہووے جیسا کہ جانورون مین وہ ہے کہ صغیر سن بے مادر کے
ہووے اور صغیر سن اوسمین معتبر ہے اور جو نہین ہر فرد یتیم ہوسے اوسکو بعد فرماتے ہین
قل اصلاح لہم خیر یعنے بگو کہ اصلاح کار اونہونکا بہتر ہے پس معلوم ہوا کہ جسمین مصلحت
یتیم کی ہو وہ چاہیئے کرنا اور اکثر اوقات نکاح کر دینا یتیم کا صغر سن مین موافق مصلحت
کے ہوتا ہے خصوصاً عورت یتیمہ کہ بعد نکاح کے نان و نفقہ اوپر ذمہ شوہر کے لازم

اور مہر اوسکے واسطے مقرر ہوتا ہی سراسر نفع ہے جو یتیم مین نکاح کر دینا ثابت ہوا باوجودیکہ
قرابت قریبہ نہ رکھے پس حق دختر مین کہ نہایت قرابت قریبہ رکھتی ہے اصلاح حال
بہم زیادہ معلوم ہوتا ہے البتہ نکاح کر دینا جایز ہوگا اس طریق کو موافق اصول کے
قیاس بالاولے و دلالۃ النص کہتے ہین مسئلۂ دوسرا اگر دختر چاہے کہ غیر کفو سے
نکاح اپنا کرے امتناع باپ مان کو اوسکے پہونچتا ہے یا نہین- جواب یہ مسئلہ
کتنی آیات کلام اللہ سے مستنبط ہوتا ہے اول بہت جگہ قرآن مجید مین واقع ہوا وبا
الوالدین احسانا یعنے باپ مان کے ساتھ نیکی کرو اور قاعدہ عقل کا مقرر ہے کہ امر کرنا
شئے کا منع کرنا اوسکی ضد سے ہے یعنی جو حاکم امر کرے ساتھ کرنے کسی چیز کے پس ضد
اوس چیز کی ممنوع ہوتی ہے کسواسطے کہ اجتماع دو ضدونکا محال ہے پس اس آیت سے
معلوم ہوا کہ والدین کو ایذا نہ چاہیئے دینا کسواسطے کہ ایذا ضد احسان کی ہے اوس
صورت مین کہ دختر غیر کفو مین اپنا نکاح کرے والدین کو ایذا کلی ہوتی ہے اور عار شدید
لاحق ہوتی ہے پس حرام ہوا- آیت دوم پندرہوین سیپارے مین واقع ہے یعنی حکم
کیا ہے پروردگار تیرے نے کہ عبادت مت کرو مگر اوسکی اور مان باپ سے ساتھ
نیکی کرو اگر پہونچے بڑہاپے کو ایک انہون سے یا دونون پس تنگدل ہوکر ان کو کلمہ
اوف مت کہو اور آواز بلند سے انکو مت جہڑکو اور کہو انکو وہ باتین جسمین اونکی
تعظیم ہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہانت اور تنگ اور ذلیل اونکو کرنا حرام ہے اور جب
کہ دختر غیر کفو سے نکاح کرے اس سے بہی ایذا اور ذلت والدین کو ہوتی ہے پس حرام
ہوے اور والدین کو مخالفت اس کام سے جایز ہوئی مسئلۂ سوم اگر کسی شخص
آگے نکاح سے مان باپ عورت سے شرط کی کہ مین تمہارے گہر مین رہونگا اپنی لڑکی
نکاح مجہسے کر دو اوسکے بعد وہ شخص گہر مین مان باپ عورت کے نرہا نکاح باطل ہوتا ہے
یا نہین جواب نکاح باطل نہین ہوتا ہے کسواسطے مدار نکاح کا دو شخصون پر ہے

زن وشوہر کہ علاقہ زن وشوی ہو چکا ہے [illegible] مسانت زن کی شوہر سے ساتھ اور
شوہر کی زن کے ساتھ ضرور ہے باپ [illegible] عورت سے کے بعد نکاح کر دینے دختر
کے نکاح سے بے علاقہ ہوتے ہین اونکا گہر مین رہنا کیا ضرور ہے کلام اللہ مین
پانچوین سیپارے مین کہ محصنات ہے واقع ہے بعد بیان محرمات کے حلال ہین واسطے
تمہارے ان کے سوا چاہو تم اپنے مالون [illegible] سے اوس حالت کہ اونکو اپنے قید مین لاؤ
اور اپنے گھر مین رکھو [illegible] کہو تا سواے تمہارے دوسرا اونپر قادر نہو نحض شہوت رانی
قصد مت کرو [illegible] باعلان [illegible] ضرر دینے کو انکا ان کے نکاح کرو پس معلوم
ہوا کہ [illegible] نکاح [illegible] شرط [illegible] کہ فلان گہر مین رہے یا [illegible] رسکو
اور دوسرا نکاح نکرے [illegible] لغو ہین [illegible] نہین ہین ہان اگر اس شخص سے
ساتھ ان باپ عورت نے اپنی خوشی سے شرط لی ہے کہ مین لڑکی تمہاری کو تمہارے
گہر سے نہ بیجا ونگا [illegible] سے گہر مین رہو [illegible] معاملہ پر عہد ہوا اور وفاے عہد حتی المقدور
بیچ سیپارہ [illegible] کلام [illegible] کے واقع ہے [illegible] والے اپنے عہد کے
[illegible] وقت عہد کرنے [illegible] اور قطع نظر اس [illegible] بہت جگہ کلام اللہ مین حکم موکد ساتھ
وفا عہد کے آیا ہے اللہ تعالیٰ نے [illegible] عہد توڑتے [illegible] عہد پوچھا جاویگا حکم صریح
ہے [illegible] مسئلہ چہارم [illegible] قطب [illegible] گرد [illegible] کی مثل چکی کے ہو
اور دن رات [illegible] چھ مہینے [illegible] اس سے [illegible] اوس جگہ حکم روزہ [illegible] کیا ہے
جواب حکم اس مسئلہ کا بالتخصیص [illegible] فقہ مین مذکور نہین ہے اور دیکھا نہین گیا
ظاہرا [illegible] اس سبب سے کہ یہہ جگہ [illegible] عرض تقین مسکن حیوانات کا نہین ہو سکتا
ہے چہ جانے کہ انسان کسواسطے کہ بسبب [illegible] بعد آفتاب کے اوس جگہ غلبہ سردی کا
[illegible] ہوتا ہے کہ زندگانی ذیحیات کی موقوف اوپر حرارت غریزی کے ہے ممکن
نہین ہوتی ہے پس بحث حکم صوم وصلوۃ اوس جگہ کی عبث دیکھا ہے اور مہمل چھوڑدیا

لیکن کلام اللہ سے حکم اسجگہ کا بہی نکلتا ہے صورت اوسکی یہہ ہی کہ آفتاب جب کہ حرکت
خاصہ اپنے سے بروج شمالیہ یعنے حمل سے لیکر آخر سنبلہ مین آئے پس نزدیک
اوس موضع کے تمام دورہ یوم بلیلہ مین غایب نہین ہوتا ہے اور ساتہہ حرکت فلک الافلاک
ہر روز ایک مدار کو قطع کرتا ہے ہر روزہ کو دو حصہ کرین ایک حصہ کو روز اعتبار کر کے
تین نماز فجر و ظہر و عصر ساتہہ تقسیم اوس نصف مدار کے بمقدار اوقات کے ادا نماز ...
اور نصف دوسرے کو شب اعتبار کر کے اول مغرب ادا کرین یہانتک کہ آفتاب ساتھہ
ربع اوس مدار کے پہونچے نماز عشا ادا کرین یہہ ہے حکم نماز کا جب کہ آفتاب مدار ... ہیہ
مین ہو اور نظر مین مکان اوس جگہ کے ظاہر ہو اور جب کہ آفتاب بروج جنوبیہ
میزان سے آخر حوت تک داخل ہو پس باندازہ و تقدیر مدارات شمالیہ کے مدارات
جنوبیہ کا حساب کر کے مدار کو اوپر یوم بلیلیہ کے تنصیف کرین نصف کو شب اور نصف کو
روز اعتبار کرین کسواسطے کہ مدار جنوبیہ اور مدارات شمالی متساوی ہین تفاوت اونہو مین
نہین ہے گو نظر باختلاف اوج و حضیض کے تہوڑا سا تفاوت غیر محسوس ہو پیدا ہووے
اما صوم - پس حکم اوسکا یہہ ہے کہ تحقیق کرین آنے والون جہازون سے کہ متصل زمین
معمورہ کے آمد و رفت رکہتے ہین کہ شہور قمریہ کا کونسا مہینہ ہے اور اوس مہینہ کو محفوظ
رکہہ تیس دن دوسرے شہور قمریہ کو اعتبار کرین جب کہ اس حساب سے رمضان المبارک
آوے نصف ہر مدار کو روز اعتبار کر کے روزہ رکہین اور نصف اوسکو شب اعتبار
کر کے افطار کرین طریق سہل یہہ ہے اگر آلات نجوم اور تقویم شناسی کے رکہتے
ہون جیسا کہ سنا گیا کہ بلاد روم مین واسطے شناخت مہینے کے گہڑیال بناتے ہین
کہ اوس سے شکلات قمریہ ماہ از اول تا آخر دریافت ہوتی ہین پس از روے اوس
آلہ کے رمضان اعتبار کر کے اور ہر دورہ دوسری یکہر دن روز و شب کا دریافت کر کے
موافق اوسکے روزہ رکہین اور افطار کرین اگر چاہین منازل قمر کو ابتدا سے

پس معلوم ہوا کہ واسطے ذکر و شکر خدا کے بہی روز و شب کہ تعلق بہ حرکت اولی رکہتے ہین
اور آمد و رفت کرتے ہین مقرر ہین اور روزہ بہی بیچ شکر کے داخل ہے کسواسطے کہ
روزہ دار اپنے بدن کو ترک سے خدا کے لئے کہتا ہے اور صرف کرتا ہے وجہ دوسری
وہ کہ تمام مدت چھہ ماہ مین تین نمازین فرض ہوتی ہین اور بیچ مدت چھہ مہینے دوسری
کے دو نماز ہرگز مقصود فرضیت نماز سے حاصل نہین ہوتا کسواسطے کہ فرضیت نماز کی
اسواسطے ہے کہ بندہ فاصلہ قلیل مین ساعت بساعت متوجہ اپنے خالق کیطرف ہووے
اور عبادت کرے تاکہ رنگ توجہ اور عبادت کا اوپر روح اور نفس اوسکے مستولی ہووے
رنگ غفلت اور نکرت کی دور ہو اور اگر سال بہر مین پانچ بار اس قصہ کا اتفاق ہو
اصلا کوئی امر اوسکی روح اور نفس مین نہین پہونچاوے بلکہ یاد بہی نرہے اور اگر روزہ
مین چھہ مہینے تک روزہ اور چھہ مہینے تک افطار مقرر ہوتی بیچ حق مکان اس موضع
کے تکلیف مالا یطاق لازم آتی کسواسطے کہ بیچ عادت اتباع کہانے پینے کا اس مدت
دراز مین مہلک ہے اور آیہ قرآنی ساتھ نفی اس تکلیف کے ناطق ہے تیسرے سیپارہ
مین اور دوسرے جگہون مین بہی واقع ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا
اور بہی کلام اللہ مین دوسرے سیپارہ مین اوس جگہہ کہ فرضیت روزہ بیان فرمائی واقع
ہے یعنی تمپر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ اوپر اگلے لوگون کے فرض کیا گیا تا تم طریقہ پرہیز
کا سیکہو اور روزے گنے گئے اور ظاہر ہے کہ گنا روزون کا ایک ماہ یا کمتر ایک
ماہ مین ہوتا ہے عرف مین مشہور ہے کہ روزون کو گنتے سے ذکر کرتے ہین دوسرا
اور تیسرا اور چوتھا ہرگاہ مہینے سے تجاوز کرے ساتھ مہینون کے شمار کرتے ہین
یک ماہ دو ماہ و سہ ماہ و دو نیم ماہ بس معلوم ہوا کہ روزہ ایک مہینے سے زیادہ فرض
نہین ہے چھہ مہینے کو کب پہونچتے ہین اور بعضے علماؤن کو اسجگہ شبہ دوسرا دلمین پہنچا
ہے بیان اوسکا یہہ کہ کتب اصولی مین لکھے ہین کہ سبب وجوب نماز روزہ مین وقت ہے

اور ارض تعین جو وقت نماز نہوے یعنے طلوع فجر اور زوال آفتاب و غروب اوسکا ہر روز نہوے پس وجوب کیسے ہوے کسواسطے کہ سبب بدون سبب کے متحقق نہین ہوتا ہے وقت کو کہ سبب وجوب کہتے ہین بمعنے علامت کی ہے دراصل سبب وجوب حکم آلہی ہے اور حکم آلہی کو بہی سبب ہے تمام حکمت مقصود ہے پس نماز مین سبب وجوب حقیقت مین تنبیہ بذکر و فکر خالق اور رفع غفلت اوس حساب سے ہے اور روزہ مین کسر نفس ساتہہ ترک کہنے مالوف کے مدت دراز تک اور یہہ اسباب لازم وجود نوع انسان کے ہین جہان کہین ہو اور موافق قواعد انسانی کی شرع ہو سکتی ہے حکم نماز روزہ کا دوسرے طور سے نکالنا اور یہہ وہ ہے کہ مدت چہہ مہینے کی دن اور چہہ مہینے کی رات ہوے بحکم جبلت کے تمام چہہ مہینے بیدار رہنا اور مشغول کاروبار مین رہنا اور ایسیہی مدت چہہ مہینے سونا اور بے حس و حرکت رہنا محالات عادی سے ہے ضرور ہے مدت بیچ مدت چہہ مہینے وقت استراحت و خواب کے وقت کسب و تلاش معاش ہی جدا کرینگے تہوڑیکو واسطے اس کام کے اور تہوڑے کو واسطے اوس کام کے معین کو دینگے پس وقت تلاش اور تردد کا انکے حق روز قرار چاہیئے دینا اور نمازون کی اوسوقت مین ادا چاہیئے کرنا وقت استراحت اور خواب کو انکے حق مین شب قرار چاہیئے دینا اور نماز مین شب کی اول اور اوسط وقت مین چاہیئے ادا کرنا اور ایسیہی روزہ اور افطار اس [illegible] سے بہت سہل اور موافق قاعدہ فقہ کہ عرف اور عادت کو بعض احکام مین قوت ضرورت معتبر رکھتے ہین آیات کلام اللہ مین بھی اشارہ ساتہہ اصل اس مطلب کے مذکور ہے آخر سیپارۂ ساتوین مین فرماتے ہین یعنے وہ تعالے نکالنے والا روشنی دن کا ہے اور پہیرنے والا ہے شب کو وقت سکون اور استراحت کے اور آفتاب اور ماہتاب کو واسطے یادداشت حساب مہینون اور برسون کے اور سیپارۂ آٹہوین مین فرماتا ہے یعنی رحمت اور لطف رہنی سے کیا واسطے تمہارے رات دن

واسطے سکون اور استراحت اور واسطے تلاش معاش کے ۔ اور اس عبارت مین لف و نشر ہے یعنی شب کو واسطے سکون کے اور روز کو واسطے کسب و تلاش معاش کے اس آیت سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ شب حقیقت مین ۔ وقت استراحت کا ہے جو کچہہ ہو اور روز وقت تلاش اور ترددکا جو کچہہ ہو موقوف اوپر طلوع و غروب آفتاب اور ماہتاب کے نہین ہے ۔ **سوالات** مولوی جمیل علی کے مچہلی کو کہ شکاری کافر نے شکار کیا ہو کہانے مین اوسکے کیا حکم ہے ۔ **جواب** حلال ہے کتب فقہ مین مسطور ہے نہین پاس کہانے مین وس مچہلی کے کہ اوسکو مجوسی نے شکار کیا ہو اور حاصل یہہ کہ پکڑنا مچہلی کا سب احکام مین حکم ذبح کا نہین رکہتا ہے تا اوسکا ذبح کافر کا گمان کیا جاوے ۔ **سوال** وضو کہ واسطے نماز جنازہ کے کیا ہو ایک نماز پنجگانہ اوس وضو سے ادا کرنا روا ہے یا نہین **جواب** روا ہے کس واسطے کہ وضو مین نیت شرط نہین ہے بے نیت سے کے کرے ادا کرنا نماز کا اوسے جایز ہے ۔ تیمم مین کہ نیت شرط ہے وس ہی نماز روا ہے عالمگیری مین ہے اگر تیمم کیا واسطے صلوٰۃ جنازہ کے اور سجدہ تلاوت کے جایز ہے اوسکا نماز فرضی بلا خلاف ایسہی محیط مین ہے ۔ **سوال** نماز ادا کرنا فرش کلیم اور نمدیر اور سجدہ تلاوت سوا ہے یا نہین **جواب** روا ہے بشرط پیشانی اوسپر قرار پکڑ نیکے ۔ **سوال** زید مرض ریح مین ایسا گرفتار ہے کہ ایک رکعت بہی ضبط ریح سے ادا نہین کر سکتا بس واسطے ہر نماز کے وضو تازہ کرے اور بعد ادا سے نماز کے وہ جو کچہہ معمول اوسکا ہو منزل کلام اللہ و تلاوت حدیث شریف و صلوات طیبات اوس وضو سے پڑہے یا نئے وضو سے اور بعد ادا ے نوافل مثل تہجد و چاشت و اشراق وغیرہ بہی واسطے اوراد معمولہ کے وضو تازہ کرے **جواب** حاجت تجدید وضو کی نہین ہے اگر دوسرا شکنندہ وضو نہ متحقق ہوا ہو وہی وضو کافی ہے ۔

سوال فوائد محیط مین لایا کہ ایک شخص نے جناب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ زید سفر مین ہے اور قبر مان باپ کی وطن مسافت بعید مین یا بیچ مقام غیر معلوم کے ہے اور وہ زیارت کا مشتاق ہی کیا کرے آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک خط کھینچکے بخیال مان باپ کی زیارت اوس خط کی کرے پس اس صورت مین بنانا تعزیہ کا بہ تمسک اس روایت کے اغلب ہی کہ حکم جواز کا رکہتا ہے جواب یہہ روایت کفایہ شعبی مین ہے اتنی معتبر نہین ہے باوجود اسکے اوس روایت مین ذکر سفر اور بعد مسافت کا نہین ہے صورت مجہول ہوسنے موضع قبر مان باپ کی مذکور ہے معلوم کا اوپر مجہول کے قیاس روا نہین ہے کسواسطے کہ قبلہ بیہ ال ... جایز ہو جب موقع قبور پرنور حضرت انہین معلوم ہے زیارت تا ... مصنوع جایز ہوی والا بدین نوع زیارت قبر پیغمبر اور حج ادا کرنا واسطے کعبہ مصنوعہ اور عرفات مصنوعہ کا بہی جایز ہووے سوال زیارت تابوت تعزیہ وفاتحہ اور مرثیہ پڑہنا اوسپر اور سننا اور فریاد اور نوحہ کرنا اور سینہ کوٹنا اور زخم کہانا مانع حضرت امام حسین میں کیا حکم رکہتا ہے جواب یہہ چیزین سب ناجایز ہین کتاب السراج مین روایت خطیب سے لایا ہے لعنت ہے اوسپر جسنے زیارت کی بلا مزار کے اور لعنت ہی اوسپر جسنے زیارت کی صورت بلا روح کی اور مرثیہ کہنا اور پڑہنا اور سننا بشرطیکہ تحقیر اور اہانت اہل بیت یا نسبت ظلم وستم بجناب آلہی ہو اپنے گہر مین کوئی باک نہین رکہتا ہے اور فاتحہ و درود و صدقات بہی اپنے گہر مین بہتر ہے اور فریاد و نوحہ کرنا اور سینہ کوٹنا اور زخم کہانا تمام حرام ہین اور حدیثین نہین ہے ہم سے وہ شخص کہ جسنے زخم کہایا گریہ بآواز اور نوحہ کیا اور گریبان پہاڑا) اور یہہ بھی حدیث مین ہے۔
(نہین ہے ہمسے جسنے منہہ پیٹا اور گریبان پہاڑا اور بیان کیا مثل حالت کفر کے)
یہہ دونون حدیثین مشکوۃ ہین جواب سوال مولوی محمد زاہد خان شاہجہانپوری کا

جو حدیث کہ لکہی تہی ملاحظہ مین آئی کتب صحیحہ مین حدیث موجود نہین ہے لیکن تفاسیر محدثین
مثل ابن جریر اور ابن مردویہ کے روایت ضعیف کے ساتھ موجود ہے اور معنی حدیث
کے اوپر مذہب اہل سنت کے کم جانتے ہین بموجب فرمانے سامی کے لکہا جاتا ہے
اول ایک مقدمہ کو خاطرنشین چاہیئے کرنا بعد اوسکے معنی حدیث کے خود بخود بیٹہے
جاوینگے۔ مقدمہ یہہ ہے کہ حق دو قسم ہوتا ہے حق دایر اور حق متعین مثلاً
دین و اسلام حق متعین ہے اور مذہب حنفی یا شافعی مثلاً حق دایر ہے حاصل وہ کہ
حق دایر وہ ہے کہ خود بھی حق ہووے اور غیر اوسکا بھی حق ہووے مثل صوم و افطار
حق مین مسافر کے کہ دونون حق ہین اور قیام و قعود نماز نفل مین اور جہر و خفا نماز متفرق
مین علی ہذا القیاس اور حق متعین وہ ہے کہ غیر اوسکے حق نہووے مثل سل نماز فرض
جب یہہ مقدمہ معلوم ہوا پس چاہیئے جاننا کہ مراد حق سے بیچ سوال مرتضی علی کرم اللہ
وجہہ کے لفظ (بالحق) سے مراد حق متعین تہا نہ حق دایر اور اسیواسطے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے جواب مین قرآن اور اسلام کو ذکر فرمایا کہ ہر دو متعین
ہین کتابین اور دوسرے دین منسوخ ہوے ہین اور خلافت حضرت علی کا ذکر
فرمایا اور مقید کیا ساتھ اس قول کے (کہ جب خلافت تجکو پہونچی حق متعین ہو
کسواسطے کہ اوسوقت مین خلفائے راشدین سے سوا ذات انکی موجود نہوے بخلاف
خلفا ثلثہ کے جب خلافت حضرت صدیق کو پہونچی دایر تہی درمیان چار آدمیون کے
کسواسطے امامت مفضول کی باوجود افضل کے جایز ہے اگر اوسوقت مین حضرت
علی یا حضرت عثمان سے بیعت کرتے جایز ہوتا ایسیہی جب کہ حضرت عمر کو خلافت
پہونچی دایر تہی درمیان دو آدمیون کے اور جب کہ حضرت علی کو پہونچی دوسرا شخص
جسپر احتمال خلافت کا ہو موجود نتہا اسیواسطے اونکو خاتم الخلفا کہتے ہین اور یہہ معنی
لفظ (اذا انتہت الیک) سے سمجہا جاتا ہے کسواسطے کہ (ولایتک) نفرمایا اور جو

نہین سمجھا جاتا کہ ولایت سواے تیرے مطلقاً حق نہین ہے اور اس لفظ سے
سمجھا جاتا کہ مطلق ولایت جب تجکو پہونچی منتہی اور تمام ہوی اس لفظ مین خوب
غور چاہیئے کرنا اور یہی مقدمہ دوسرا چاہیئے جاننا کہ حق دایر کو لازم نہین ہے
کہ تمام شقین اوسکی برابر ہون بلکہ جایز ہے کہ ایک شق اوسکی افضل ہو دوسری
شق سے اور اصل مین حقیقت مشترک ہو جیسا کہ کفارہ قسم مین کہ حق دایر ہے
درمیان آزاد کرنے اور کہلانے اور لباس دینے کے حالانکہ آزاد کرنا بلاشک افضل ہے
کہلانے اور لباس سے اور لباس افضل ہے کہلانے سے ایسہی یہہ واللہ اعلم بالصواب
سوالات منشی نجم الحق کے نماز حنفی المذہب کے ساتھہ اقتدا ائمہ ثلثہ یعنے شافعی
مالک واحمد حنبل رحمہم کے جایز ہے یا نہین **جواب** نماز حنفی المذہب کے پیچھے
شافعی المذہب و مالکی و حنبلی سب کے جایز ہے کسواسطے کہ اصول مین انکے خلاف
نہین ہے اور کتب احادیث صحیحہ و فقہ صحیحہ سے ثابت ہے لیکن فی زمانا بعض علماء
ماوراء النہر کے لبسبب قصیر الفہمی اپنے کے تعصب کرکے گفتگو کرتے ہین قول اونکا
مردود ہے اور خلاف فقہ اور حدیث مجتہد اپنے کے ہے ہرگز قابل سماعت اور اعتبار
کے نہین ہے اور کعبۃ اللہ مین ابتک یہی یہی طور جاری ہے اور جو نہین مذہب اہل
سنت اور فرقہ خلافہ مین کیا فرق معلوم ہوتا نزدیک اہل سنن و جمیع فقہا محققین
کے سب چاروں مذہب کے حق دایر ہے اور اس مسئلہ کو کتب اصول معتبرہ سے دیکھہ لینا
چاہیئے تاکہ اطمینان کلی ہو لکہا اوسکو عبد العزیز معاف کرے اللہ اوس سے اور درگذرے
گناہون اوسکے سے **سوال** دوسرا غنی کو روٹی وقف کی کہانا کیا حکم رکہتا ہے
جواب جایز ہے **سوال** جوکہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال جانے عند الشرع
حکم اوسکا کیا ہے **جواب** اگر وہ شخص جانتا ہے کہ فلان چیز شرع مین حرام ہے
پہر محض اتباع نفس سے اوسکو حلال کہتا ہے یا بالعکس پس وہ شخص کافر ہوتا ہے

اور اگر نہین جانتا ہے کافر نہین ہوتا سوال زید معنی حدیث شریف مین توجیہات
واہیہ و رکیکہ کہ طرف انکار کو بہونچاتی ہین کرتا ہے جو کچھہ بموجب فقہ کے اوسپر
گناہ لازم آتا ہے بیان فرماوین جواب تفسیر قرآن و حدیث کیلئے پہلے علم صرف
و نحو و اشتقاق و لغت و معانی و بیان و علم فقہ و اصول فقہ و عقاید یعنے کلام
و علم حدیث و آثار و تواریخ ضرور ہے بے بہچاسنے ان علوم کے معانی قرآن اور
حدیث مین قدم رکہنا ہرگز جایز نہین اور بعد ازین ہر صاحب مذہب کا تمسک قرآن
حدیث سے کرتا ہے اور بیچ رفع شبہات مخالفین کے محتاج تاویل کا ہوتا ہے
اور تاویل قرآن و حدیث موافق مذہب اپنے کے حق جانتا ہے اور مخالف
مذہب اپنے کے باطل اور تروا ز پہچان حق و باطل کی فہم صحابہ اور تابعین کے
ہے وہ جو کچھہ اس جماعت نے تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرائن حالی
و مقالی سے سمجہا ہے اسمین خطا ظاہر نکرکے واجب القبول ہے بس ان صاحب
کو توجیہات رکیکہ سے اگر قسم اول سے ہین تہدید اور وعید اونکے حق مین بہت
ہے جس نے تفسیر کی قرآن کی اپنی راے سے تحقیق کافر ہوا ۔ اور جسنے تفسیر کی
قرآن کی اپنی راے سے بس چاہیئے کہ جگہ کرے دوزخ مین اور حال قرآن اور
حدیث کا یکسان ہے کہ دونون بنای دین کے ہین اور لغت عرب ملا ہوا ہے اوپر
حقیقت و مجاز و ظاہر و ماول و ناسخ و منسوخ کے ہے اور اگر فرقہ ثانی سے ہے
بدعتی ہے اور اگر بر خلاف قرآن تاویل عمل کرتا ہے تو بدعت مین اوسکے ملاحظہ
چاہیئے کرنا اگر مخالف اور قطعیہ کے ہے یعنی نصوص متواترہ و اجماع قطعی کے ہے
اوسکو کافر چاہیئے گنا اور اگر مخالف اور ظنیہ قریبہ القطع کے ہے مانند اخبار مشہور
و اجماع عرفی کے گمراہ چاہیئے سمجہنا نہ کافر اور جو نہین باب اختلاف امتی رحمۃ سے
چاہیئے جاننا جو غیر ان مراتب کے بہت علم سے تعلق رکھتی ہے ظاہر وہ ہے کہ آنحضرت

کرنیوالا ان توجیہات کا قبیل جاہلون سے ہے اوسکو لزوم استحقاق دوزخ اور زجر اور تشدید امر معروف اور نہی منکر کس قول سے ہے اس امر برے سے بھی باز چاہیئے رکہنا اور عام لوگون کو تاکید چاہیئے کرنا کہ اوس سے صحبت نرکہین اور اوسکی باتین نہ سنین اور اگر فرقہ سے ثانی ہے کوئی ہوسے کہ مذہب معلوم ہے مانند روافض وخوارج ومعتزلہ ومجتمعہ کے برائی مذہب اوسکے کی اوپر آدمیون سکے ظاہر چاہیئے کرنا اور اگر گمراہی اپنی کو بیچ پردہ اہل حق سکے ظاہر کرتا ہے توجیہات اوسکے مجکو چاہیئے لکہنا تا حکم اوسکا لکہا جاوے اور سلام - **سوال** ایک شخص دعوت ایک شخص کی کرتا ہے اور دعوت کرنیوالا کا دنیوی کام بھی درپیش ہے عوض اوسکی اس دعوت سے یہی ہے کہ اس حیلہ سے مدعو کو اپنے گھر مین لیجا کے کہانا کہلا کے تملق اور چاپلوسی سے پیش آکے سفارش کروا کے کار مرجوعہ کو انصرام کو پہونچا وے جب مدعو نے یہ باتین دریافت کین دعوت قبول نہین کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کونسی کتاب اور کونسے مذہب مین جایز ہے کہ سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمان رد کرین اور اوسکی پیروی نکرین لہذا عرض رکہتا ہون کہ قبول کرنا دعوت ایسے آدمی یا اوسکے مانند کا کہ وہ اس حیلہ سے قصد مرید ہونیکا یا تعویذ اور عملیات سیکہنے کا رکہتا ہے شریعت مین کیا حکم ہے **جواب** اگر وہ دنیا کا کام اوپر شخص مدعو کے واجب ہو خواہ واجب کرنے خدا کے مثل فیصلہ خصومات کا حق قاضی پر اور پڑہنا عرضیون کا حق منشی پر اور لکہنا شقہ وپروانہ کا اور فیصلہ معاملات دیوانی وفوجداری حق اہلکاران متعین امر خدمات پر پس قبول کرنا دعوت کا نہ چاہیئے کہ ظاہر مین دعوت ہے اور باطن مین رشوت حرام ہے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفے کامو نکے رشوت ہین - اور اگر وہ کام [illegible] یعنی یا دنیوی اس شخص مدعو کے ذمہ واجب نہو نہ واجب کرنے خدا اور نہ واجب کرنے بندہ سے مثل حاکم وسلطان ومثل مرید کرنے اور تحقیق اشغال

واذکار کرنا اور دم کرنا مریض پر اور تعویذ لکہنا اور نوکر کرنا سرکار کسی امیر مین
کہ آشنا اس مدعو کا ہے بے اوسکے کہ یہ مدعو اوس امیر کی طرف سے اس کام پہ
مقرر ہوے جیسا کہ بخشی وجمعدار و رسالہ دار ہوتے ہین بلکہ بمجرد آشنائی و دوستی
ومصاحبت کے کرے اور مانند حاجت روے احاجتمندون کے اور دلوانا صدقات اور
خیرات اور مانند ان چیزونکے اسمین کچہہ مضایقہ نہین ہے مدعو کو قبول کرنا اور کہانا جایز ہے
رسول اللہ کے فرمانے سے حق فقر مین ساتہہ الحمد کے کہ تحقیق حق ہے وہ کہ تمنے مزدوری کیا ہے
اللہ پر بہی یہہ وہ ہے کہ مطابق ہے کتب فقہ کے اور اللہ خوب جاننے والا ہے۔ سوال
ایک شخص حالت نیند اور بیخبری مین رات کو اپنے بستر پر سوتا تہا اور بہی اوسجگہ عورت اوسکی
بستر پر ملحد خواب مین تہی اتفاقاً بے اطلاع اوس شخص کے عورت کی مان بہی اوسجگہ ہمراہ
اپنی بیٹی کے آکے سو رہی مرد اوسحالت مین ہرگز خبر نہین رکہتا تہا حالت مستی اور شہوت
مین اپنی جگہ سے اوٹہکر ہاتہہ بستر عورت اپنی پر ڈہونڈہنیکے واسطے لیگیا پاؤن کو پکڑا وہ
پاؤن خوشدامن اوسکی کا تہا کہ ہمراہ دختر اپنی کی سوئی تہی اوس شخص نے نادانستہ زن اپنی سمجہی
تہی بمجرد احساس کے پا لست اور آواز اوس عورت کا ہیچانا کہ یہہ پاؤن عورت کی مان
کا ہی تہا اوٹہا کے پاؤن اوسکا چہوڑدیا اور اپنے بستر پر لوٹ آیا اب عوام اوسکو
کہتے ہین کہ عورت اوسکی اوسپر حرام ہوئی وہ شخص مفلس اور محتاج اور معطل بمقدور
ہے صد خرابی کے ساتہہ عورت ملی تہی اور سہنے گہر کو آباد کیا تہا اب ایسی حرکت
ناگہانی بدون اختیار کے کہ اوپر لکہدیگئی اوس سے ظاہر ہوئی گہر اوسکا برباد جاتا ہے
مذہب حنفی پر اس واقعہ کا کچہہ علاج ممکن نہین ہے عورت اوسکی اس سبب سے کہ اوسکی مان کو
ہاتہہ شہوت کی ساتہہ پہونچا یا حرام ابدی ہوی ایسیہی کتب فقہ مین ہے لیکن اوپر
مذہب شافعی کے ہاتہہ پہونچانا عورت کی مان پر اس شبہہ سے کہ اوسکی عورت ہے
عورت حرام نہین ہے ہان اگر صحبت مان عورت کے ساتہہ کرتا البتہ عورت حرام

ہوئی ایسیہی کتب فقہ مین ہے واللہ اعلم **فائدہ** مخارج حروف اور ضروریات قرأت
مین ابتداے اسلام مین معمول تہا کہ بیچ رکوع وسجود کے کہتے تہے (سبوح قدوس
ذوالجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ) بعدازان سورۂ واقعہ مین نازل ہوا۔
(فسبح باسم ربک العظیم) حکم ہوا کہ رکوع مین سبحان ربی الاعلی کہا جاوے اگر کسی کی
زبانپر حرف ظا عوض ضا جاری ہو اور قصد و کوشش ادا مین کرے پس کچہہ مضایقہ نہین ہے
کسواسطے حدیث صحیح بخاری ومسلم مین واقع ہے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو کہ ماہر ہو قرآن سے یعنی الفاظ قرآن اوسکی زبان پر بسہولت جاری ہون اور اپنے
مخرج سے نکلین ثواب اوسکا لکہا جاوے ہمراہ فرشتون بزرگ نیکوکار کے اور جو کہ قرآن
پڑہتا ہے اور زبان اوسکی لغزش کرتی ہے پڑہنے مین باوجودیکہ اوس شخص نے
کوشش کی ہو اداے حروف مین اور اوس شخص پر ادا مشکل ہوتی ہے اوسکو دو ثواب
ہین کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ماہر قرآن ہمراہ فرشتون بزرگ نیک
کے ہے اور جو کہ پڑہتا ہے اور عاجز رہتا ہے اور وہ اوسپر شاق ہے اوسکو دو ثواب
ہین) مشکوۃ شریف مین لکہا ہے اور فرمایا اللہ تعالی (ورتل القرآن ترتیلا) ترتیل جسکے
مین روشن اور واضح پڑہنے کو کہتے ہین اور شرح مین چند چیزین قرآن پڑہنے مین
ضرور ہین تا ترتیل حاصل ہووے اون تصحیح حروف کو بجاے ضاد ظا و بجاے طا تا
نہ نکلے دوسرے وقف اچہی ہون وصل اور قطع کلام بے محل نہون اور صورت کلام الٰہی
کی بدل نہ جاوے سوم اشباع حرکات یعنی ضمہ و فتح و کسرہ کو باہم امتیاز دینا کہ ایک دوسرے
مشتبہہ نہووے چوتہے آواز فی الجملہ بلند کرنا تا الفاظ قرآن کے زبان سے سننے والے کو
معلوم ہووین اور اوسجگہ سے دل مین ہوبخین اور ایک کیفیت کیفیات مطلوبہ سے
دلمین پیدا کرین مثل شوق و ذوق و خوف و بیم پانچوین اچہی آواز جیسے ملاحظہ
شد و مد کا اوسکے موقع پر کہ بسبب رعایت شد و مد کے عظمت کلام و جلالت

اوسکی معلوم ہوتی ہے اور تاثیر مین مدد کرتا ہے اگر قرآن مین امر ڈرانے والا خوفناک سُنے
ٹھیرے اور خدا سے پناہ پکڑے اور اگر مطلوب اور مقصود سنے ٹھیرے اور خدا سے اوس
مطلوب کو اپنے واسطے مانگے اور جو قرآن مین تعلیم دعا اور ذکر کی فرمائی ہے ٹھیرے اور
اوس دعا اور ذکر کو دل سے یکبار زبان پر ملائے مقصود چیزون سے تدبر اور فہم ہے
اور بدون رعایت ان چیزون کے مثل شعر خوانیکی کہ ہوتا ہے ہمیشہ فکر کرتا ہے کہ آخر
سورة کب ہوگی تا جلد تمام کرے۔ **خط بنام امام شاہی صاحب گرامی منقول**
امام شاہ جیو سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر عبد العزیز اور فقیر رفیع الدین سے بعد سلام مسنون کے
واضح ہو کہ رقیمہ کریمہ پہونچا مطالب چند لکھے ہوے تھے جواب اوسکے لکھے جاتے ہین
ایک یہ کہ فقہاے حنفیہ کے نزدیک مسح ربع داڑہی کا فرض ہے نیچے ٹھوڑی کے تر کرنا
کچھ ضرور نہین ہے **جواب** مسح ربع ڈاڑہی کا فرض ہے اور تر کرنا ٹھوڑی کے نیچے
سنت ہے کہ رتبہ اوسکا اکتفاے فرض سے زیادہ ہے نیچے ٹھوڑی کے منہ سے
خارج ہے دہونا اوسکا بالضرور فرض سے خارج ہے ایسی گھنی داڑہی والے کو دہونا
جلد پوشیدہ کا سنت ہے پس فرضیت مسح ربع داڑہی اور دہونے زیر زنخ مین تعارض
نہین ہے۔ **سوال دوم** دن قیامت کے دیدار باری جل شانہ کا ہوگا تو کسطرح کا
ہوگا تجلی ذات با صفات سے **جواب** یہ تقریر رسالہ مین دراز تفصیل کے ساتھ
پوری اسباب مین لکھی گئی ہے کہ اظہار اوسکا اس مقام مین طول رکھتا ہے لیکن
بات مختصر یہ ہے کہ متفق علیہ اہل سنت و جماعت کا ہے دیدار آلہی جنت مین بے کیف
ہوگا یعنے بغیر لون و شکل و بعد و جہت کے تصویر اس مقام کی محققان اہل عقل و کشف نے
کئی وجہ سے بیان کی ہے حکیم ابو نصر فارابی نے کتاب فصوص اپنے مین کہتا ہے
کہ انکشاف شئے کا کبھی اوپر وجہ جزئی شخصی کے ہوتا ہے اور کبھی وجوہ کلیہ کے
کہ عنوان ایک شخص کا سا تہا اشخاص کثیر کے ہو اول کو رویت اور ثانی کو معرفت

اور ثالث کو علم کہتے ہین حاصل وقت تعلق بدن کے اللہ تعالی سے قسم دوسری ہی اور بعد منع
بدن سے کہ یہ عرفت ترقی کرکے درجہ اول کو پہونچگیی اسکو تعبیر رویت کی ساتھہ کئی جاتی ہے
ساتھہ قدرت الہی جل شانہ کے بہ نسبت اوس ذات مقدسہ کے ویسیہی جرم اور لذات
دیکھنے والے اور نگاہ مین پیدا ہو گی اور اوسکو بجز ابصار اور رویت کے تعبیر سکئیے کرنا
کہ عبارت دوسری مشعر اوپر کمال انکشاف کے نہین ہے اور اس نقل مین بہی تہوڑا سا تغیر اور
اصلاح کیگئی بعض کلام شریف مین اونکو حصول جرم ولذات باصرہ مین نہوگا اور اتفاق علما کا اوپر
کہ نام رویت کا بہی ادراک ہی کہ بتوسط جلیدیہ کے ہو نہ بمجرد ادراک قلبی کے اور جو نہین یہ قول
موافق تاویل معتزلہ کے ہوتا ہے اسواسطے دو تین حرف اسمین زیادہ کئی گئے اور بعضون
کے کلام سے مستفاد ہوتا ہی کہ رویت مشاہدہ مین متحقق ہوتی ہے ساتھہ حاصل ہونے
ظل مرئی کے جلیدیہ مین اور اوس جگہ سے مجمع النور مین اور اوس جگہ سے حس مشترک مین
اور اوس جگہ سے نفس ناطقہ صورت خیالیہ ووہمیہ وعقلیہ مین پیدا کرتا ہے اور اسی طرح
نزول کرتا ہی کہ علم عقلی بواسطہ وہم وخیال کے حس مشترک نزول کرتا ہے اور شبیہ مثل دیکھنے کی
حاصل ہوتی ہے لیکن جب تک نزول جلیدیہ مین نہین ہے ابصار حقیقی کسلئے کہنا اور
اوس جہان مین کہ نفوس مقدسہ اور مطمئنہ ہوا کمال اتصال جناب مبدء کے ساتھہ پیدا کرتا ہے
اور بسبب ظہور فضل الہی کے قوت مدرکہ انسانی مین رفع موانع م اور تعطل حواس
مجمع النور اور جلیدیہ مین بہی ریزش کریگا۔ اور جیسا کہ خیالات اس جہان مین جہت
اور مکان مین نہین ہین وہ معاینہ حقیقت بہی جہت اور مکان مین نہوگا اور دوسرے نے
کہا ہے کہ حدیث شریف جو باب رویت مین وارد ہوی اوپر نفی جہت اور سلب جسمیت کے
ایما دیتی ہے اسقدر ہی کہ وہ تجلی عبارتی صورتی سایر مظاہر سے دو وجہ سے امتیاز رکہتا ہی
لیکن سایر مخلوقات کہ یہی مظاہر صفات اوس جناب کی ہین پس باوجودیکہ ظہور ذات کا اوس مقام
مین بعنوان الوہیت ہی اور سایر مظاہر مین بعنوان خلیفہ اور انواع کائنات کے جیسا کہ آگ سے

حضرت موسی کو اواز تحقیق مین اللہ ہون نہین ہی کوئی معبود برحق مگر مین ظاہر ہوتی تھی اور لیکن
سب تجلیات صوری اور خیالی وحتی اس جہان کی اس صورت سی ہے کہ ظہور ذات مقدسہ کا اوس
مقام مین بیچ کسی صورت کے صور کائنات معلومہ سے اور نزدیک ساتھ اوس حد کے
عظمت اور کبریائی اور نور اور روشنی اور جمال اور صفا اور شمول کمالات ذاتی و اسمائی کے ہوگا کہ
حوصلہ دیکھنے والے اکمل اور اشرف کا اس سے بیچ وہم اور عقل اپنی کے گنجایش نہ رکھے اور اکثر
اوس سے تصور مین نہین آسکتا اور وہ جو کچھ اہل سنت نے کہا ہی کہ رویت اوس جہان کی
بے کیف ہی واسطے دفع اشکالات معتزلہ کے کہ ثبوت لوازم حقیقت کا کہا ہی جو حقیقت تجلی کی دنیا مین
ہوی سب اشکالات جاتے رہتے ہین اور باوجود اسکے بعض اکابر فرماتے ہین کہ نفس کو
بسبب استغراق قوی کے بیچ شہود حق کے ادراک اسکا سوائے زمانہ اور مکان اور جہت اور وجود
اپنے اور غیر کے نہوگا اسیکو معاینہ بے جہت و شکل و لوازم حقیقت کی کہہ سکتے ہین حاصل کلام
جیسا کہ کہا جاتا ہی کہ زید و عمر کو مرتبا ہمنے دیکھا حالانکہ سوائے بعض اعراض انہونکی نہین دیکھا ہی ہمنے
ہرگاہ کہ یہ عبارت آسان تعبیر شاہد مین کہ موضوع لہ لغوی لفظ رویت کا ہی جاری ہوے
بیچ غایب کے ساتھ دفع اوس کے کسو واسطے کوشش کرنا چاہیئے اور کسو واسطے التزام ہوا ہے
کرنا کہ کنہ ذات صرف کا تعلق فہم اور ادراک سے معرا ہی بیچ قید احساس اور ابصار اقتداری کے
یہ رویت حق خواص و عوام مین ساتھ وجہ کے مختلف ہوتی ہے ایک بسبب قرب و بعد کے
دوسرے بسبب قلت و کثرت حجابون کے اور دوسرے بسبب زیادتی معرفت و صفات کے
اور کمی اوسکی کہ دنیا مین مکتسب ہووے اور تائید یہ ہی کہ بدن ارضی کو بہ نسبت روح حیوانی کے
دلمین ذات مقدسہ سے حجاب زیادہ تر ہی اور روح حیوانی کو ایسیہی بہ نسبت عالم مثال سفلی کے مقام
جن و شیاطین کا ہی اور عالم مثال سفلی کو بہ نسبت عالم مثال علوی کے کہ مقام ملائکہ مقربین کا ہی
جو عالم مثال سے ترقی کرے صورت اوس عالم کی حاصل کرے اور بدن اوسکا حکم ارواح
ملکیہ کا پیدا کرے وجہ جو کچھ اس جگہ غیب ہی اوس جگہ مشاہدہ ہووے اور زمین روشن ہووے اور

بہشتی و حقایق اعمال دنیا کل ملایک و احوال جنیت و تا رمعاینہ ہوے لاجرم اعظم تجلیات
الٰہی کو کہ کارخانہ تدبیر و فیضان قضا و قدر اور نزول شرایع کا دنیا پر اور راوتر نا امر و نہی
ملائکہ کا او سجگہ سے بسبب مراتب اتصال نفس کے ظاہر ہووے اور روشن کرے اور ہاتھ
پاؤن کل اعضا بہ تبعیت قواے روح مطلقہ اور ارادت اوسکی کے ہون یقین ہے
کہ حالت معاینہ بصری کی حاصل کریگا و اللہ اعلم بالصواب **سوال سوم** وہ جو کچھ لکھا ہی
کہ ذات حق الآن کما کان ہی اور اکثر دعاؤن میں آتا ہے پاک ہی وہ کہ نہین متغیر ہوتا ہے
اپنی ذات و صفات مین باتبہ پیدا ہونے مخلوقات کے اور حق تعالی ساتھ اسقدر
ظہور مخلوقات کے اپنی ذات و صفات مین تغیر نہ پاوے بجھہ مین نہین آتا ہے **جواب**
مثال ظہور کائنات کی حق سبحانہ تعالے سے بڑی مثل ہے جس سے سمجھا جاتا ہے مثل
صورت کے آئینہ مین آئینہ کی ایک ذات ہی کہ جسم معین ہے اور صفات خارجیہ لازمہ
ہین مثل قدر و شکل و رنگ و شفافی و نشیب و فراز سطح مین اور موٹا پن کے اور مانند
اوسکے اور دوسرے صفات مین خارجیہ عارضیہ مانند پہرتا رہنا غرب سے جانب مشرق کے
اور زمین سے آسمان پر پس تغیر دو قسم صفات کا ہی بیچ ظرف حصول جوہر آئینہ کے حاصل ہی
لیکن صورت منتشر آئینہ کی مطلقا بیچ اوس طرف کی حاصل نہین ہے و نہ ظہور و خفا اوسکی
سے ذات و صفات آئینہ تغیر آتا ہے اگرچہ ہزارون صورت نیک و بد پاک و ناپاک
اوسمین دیکھین **سوال چہارم** کافرون نے اپنے زور سے ملک پر تصرف پایا اور رعیت مدید
ملک مذکور تصرف مین اون کے رہا پس ملک مذکور کے کون سے وقت اور کتنے عرصہ
مین مالک ہوتے ہین اور کونسی شرطین ہین کہ دینے زمینون کا اوس ملک سے ہبہ کرنا
اوسے بیچ حق کسیکے حلال ہووے اور اگر ایسی صورت سے مسلمان متصرف ہووین اور
کسیکو دیوین لینا اوسکا روا ہووے یا نہین **سوال پنجم** اگر کفار اوپر اشیا منقولہ کے متصرف
ہووین اور کسیکو دیوین لینا اوسکا روا ہوے یا نہین **جواب** اگر کفار اوپر اشیا منقولہ

کے متصرف ہوویں جب اپنی ملک مین بیجاوین مالک ہوئین لیکن جو اوپر ملک کے متسلط ہووین پس
کہ یہ ملک دار الحرب کب ہوتا ہی اختلاف ہی بعضے کہتی ہین کہ دار الاسلام کبہی دار الحرب نہین ہوتا اگر
ساتھ دار الحرب کے ملجاوے دار الحرب ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اگر ایک بہی آئین اسلام سے
بوجہ اعلان کے ظاہر ہووے دار الحرب نہین ہوتا ہی اور جو سب شعایر اسلام موقوف ہوئین دار الحرب ہوتا ہی
اور بعضے کہتے ہین کہ اگر شعایر اسلام سے موقوف کرین دار الحرب ہوتا ہی لیکن صحیح اور راجح یہ ہی
کہ جب تک کے لڑائی قایم ہی اور مسلمان چہڑانے اوس ملک سی عاجز نہ ہوکے تابعدار نہ ہووے ہین
اور غلبہ کفار کا اوس حد تک نہو کہ جس چیز کو چاہین شعائر اسلام سے موقوف کرین اور مسلمان بے امن
لینے کے کفار سے اقامت کرتے ہین اور اوپر املاک اپنی کے بے اذن اون کی تصرف مین
وہ ملک دار الاسلام ہی اور دار الحرب نہوا اور تصرفات عارضی اونہو کا معتبر نہین ہے و بعد
تسلط اسلام کے وہ تصرفات اعتبار نرکہی اور جو مسلمان جنگ لڑائی سے عاجز ہون اور
تابعدار ہووین گو کہ فکر جمع کرنے اسباب کی دلمین رکہتے ہون لیکن بمقابلہ سے عاجز ہون کافرون کی امن
مین ہون اور تصرف املاک اپنی ساتہ اذن اہنون کی کرین اور جاری ہو ناظر لقون اسلام کا
از راہ بے تعصبی کافرون کے ہو نہ از روی قوت مسلمانون کی وہ ملک دار الحرب ہوتا ہی اور تصرفات لوگون کی
جایز مین اور صیہ اونکا جاری لیکن غلبہ اور تسلط مسلمانونکا اوپر شہرون کفار کے پس تصرف اونہون کا
اوس ملک مین جایز ہے اوس امر مین جو موافق شرع کے ہی اور غصب کی اموال مسلمانون کے نہین ہی

سوال ششم صلوۃ الوسطی کون ہی اور فرضاً اگر ایک وسطی ہوتی ہے چار نماز باقی رہتے
ہین اور تصدیق کمال کی اونہون سے اٹہتی ہی **جواب** صلوۃ الوسطی مین سات قول ہین
تعین کرنا ہر ایک کا پانچ نمازون مین سے اور مجموع نمازون کا معاً قول چہٹا اور مبہم ہونا بدستور ساعۃ جمعہ و لیلۃ القدر
اور اسم اعظم کی قول ساتوان صحیح و راجح یہی ہی کہ صلوۃ وسطی صلوۃ عصر ہی اور چار نماز باقی سی قید کمال الوسطی
نہین ہے کسو سطی تقید صلوۃ وسطی بیچ ذات اوسکی کے نہین ہے بلکہ بیچ محافظت اداب زاید کے ہے
جیسے وقت مستحب و جماعت مسجد اور سباغ وضو و مسواک اور اذان و اقامت و مزید اطمینان و کثرت

انکار اور زیادتی تاکید کی ان امور مین قبیل زیادتی افضل کے ہی اوپر فاضل کے نہ فاضل کی اوپر
ناقص کے اور بیچ ثبوت اسقدر تفاوت کی تحقیق شبہ نہین ہے واللہ اعلم **سوال ہفتم**
شریعت معلوم ہی کہ احکام ظاہری کو کہتے ہین اور اوسکے ساتھہ مامور ہین و طریقت و حقیقت و
معرفت کہ ذکر اونکا بیچ رسایل کے آتا ہی سمجھہ نہین آتا ہی کہ کیا چیز ہے **جواب** لفظ شریعت کے
دو معنی ہین عام اور خاص معنی اول وہ ہین کہ لاے رسول صلی اللہ علیہ وسلم امور دینیکے اعتقاد و عمل
و خلق و حال و نیت و رخصت و عزیمت و امر و نہی و معنی دوم وہ جو کچھہ تعلق ساتھہ عمل جوارح کے
رکھی عبادت مالی و بدنی و معاملات مالی و بدنی اور بیان اوسکا ذمہ فقیہ کے ہے اور کتب فقہ مین مذکور
ہوتا ہی اور ایسے کو مقابل طریقت اور اخوات اوسکا کرتے ہین پس وہ جو کچھہ تعلق ساتھہ اخلاق و دینیات
و آداب عبادت کے اوپر وجہ تقید کے رکھے طریقت ہی اور وہ جو کچھہ ساتھہ اخلاص و عین الیقین و تحصیل
مشاہدہ و استغراق کے تعلق رکھے حقیقت ہے اور وہ جو کچھہ تعلق ساتھہ مکاشفہ اسرار اعتقاد کے رکھے
کیفیت توحید و معیت و قربیت و اسرار محبت و ولا و مراتب ولایت و اولیاء و مانند اوسکے
اوسکو معرفت کہتے ہین اور بیچ سب بیچ معنی اول شریعت کی داخل ہین بیچ ہے بیچ ہر فن کے کاملان
اوس فن نے غیر منصوص کو استنباط کرکے ساتھہ منصوص ملا کرکے شرح اور بسط دوسرے کے ساتھہ
بیان کرکے علم جداگانہ استخراج کیا ہی اور یہی نام کے ساتھہ نام رکھدیا ہے **سوال ہشتم**
معرفت کمال ہر شی کی کسطور سے ہوتی ہی کسواسطے کہ دیکھنے اور سننے اور کہنے سے معرفت کامل حاصل نہین ہوتی ہی
جواب حقایق اشیاء اللہ تعالی کی معلومات کا پرتو ہی اور ظہور اونکا خارج مین چار علتون سے ہی علت فاعلی و غائی
و مادی و صوری اور ظہور کمال ان حقایق کا ساتھہ ترتیب آثار مختصہ اونکے کے ہی کہ حصول ثمرات نتایجہ و تکمیل
بہ معرفت کمال ہر چیز کی باکمال ساتھہ تجلی ذات حق کے ہے اور یہ کہ تجلی ضمن ہر شی مین ہے یہ
تجلی بعد و مشاہدہ کثرت کے وحدت مین مقام سیر الیہ مین اشیاء مین حاصل ہوتی ہی اور تفصیل اسکے ساتھہ
احاطہ مبادی اور خواص اوسکی سے ہی قوانین حکمیہ سے معہ تشخیص مبدا تعین کے اور مراتب تنزل اوسکی قوتین کہ مخفی ہے
اہل محسوسات سے ہوے ادراک ساتھہ حواس کے بھی بیچ تمام بتجویز معرفت حقیقت اوسکی کے داخل ہے واللہ اعلم

سوال نہم قصہ ابلیس کا جو کلام اللہ مین وارد ہی معلوم نہین کہ سوال جواب اوسکا کسطرح
ہوا یعنے بطور الہام کے یا بطور دیگر جواب یہہ کلام نقلیات مین وارد نہین لیکن ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ شقی ندا ہاتف غیب سے سنتا تہا اور جانتا تہا کہ یہ نداے الہی ہے یعنی
ایک ملائکہ سے کلام قہر الہی کو ادا کرتا تہا جسکو یہہ ندیکہہ سکتا تہا نہ پہچان سکتا تہا
لیکن جاننا چاہیئے کہ کفر اس ملعون کا از روے نادانی و جہل نہین ہے بلکہ کفر اسکا از
روے بغاوت و عناد کے ہے اور آگے لعنت سے تو قوت ملکیہ حاصل تہی غیب
سے القا ہوا کرتا تھا بعد لعنت بہی قوت اسکی زایل نہین ہوئی یعنے ہر کسیکو راہ حق سے
بہلانے کی سعی کرتا ہے نعوذ باللہ منہ واللہ اعلم سوال دہم روز میثاق سجدہ ارواح
کا مشہور ہے اور کلام اللہ اسیقدر معلوم ہوا ہے کہ الست بربکم - قالوا بلا - یعنے خلقت
جملہ ارواح کو حکم حق ہوا کہ الست بربکم یعنے آیا مین تمہارا رب نہین ہون قالوا بلا
یعنے سب ارواحین کہین کہ ہان بیشک تو ہمارا رب ہے اور تعبیر کسطرح پر ہے
نہین کہ بعد اقرار ارواحین ایک سجدہ کین یا دو یا کوئی تارک سجدہ بہی ہوا جواب
سجدہ تو اس مقام پر مروی نہین ہے بلکہ مومنین نے جنکا خاتمہ ایمان پر ہے جواب حکم
الہی کا بے توقف دیا اور کافرون نے توقف کے بعد البتہ بعض فقہا کہتے ہین کہ انبیا
نے دو سجدہ کئے ہین اور عوام مومنین نے ایک سجدہ اور کافرون نے سجدہ نہین کیا
سند اس قول کی معلوم نہین ہوتی ہے لیکن احادیث اور آیات سے چار شخصون سے
قرار لینا معلوم ہوتا ہے اول پانچ پیمبر اولوالعزم سے دوسرے سب پیغمبرون سے تیسرے
علما چہارم عام سے اللہ تعالی نے فرمایا (اور جسوقت لیا ہمنے پیمبرون سے
اقرار اونکا اور تجہسے اور نوح اور ابرہیم اور موسی اور عیسی بن مریم سے اقرار مضبوط)
اور دوسری جگہ فرمایا (جسوقت لیا اللہ نے اقرار پیمبرون سے اوس چیز کا کہ دی تمکو
کتاب اور حکمت پہر آیا تمہیں رسول تصدیق کرنیوالا اوس لیے کہ جو تمہارے پاس ہے

تاکہ تحقیق ایمان لاؤ تم اور مدد کرو تم اوسکی) اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ (اور جسوقت
لیا اللہ تعالی سنے اقرار اون لوگون سے جنکو دیگئی تہی کتاب تحقیق بیان کرو تم اوسکو
لوگون سے اور نہ چہپاؤ تم اوسکو) اور دوسرے مقام پر فرمایا (اور جسوقت لیا رب
تیرے نے بنی آدم کی پشت سے اونکی ذریت کو اور گواہ کر لیا اونکو اونکی نفسون پر
کہ کیا نہین ہون مین پروردگار تمہارا کہا ہان) واللہ اعلم **سوال** گیارہوان حالت
برہنگی مین کلام حرام ہے اور جو عورت و مرد جمع ہون ذکر اللہ کا ضرور ہے یہہ دوام
باہم مخالف ہین **جواب** حالت برہنگی مین کلام حرام نہین ہے بلکہ مکروہ ہے
اور مکروہ بہی کلام کرنا ایک کا دوسرے کے ساتہ ہے نہ فقط تلفظ زبان سے اور
اللہ کا ذکر بلیت جگہ نجاست کے منع ہے اور بیچ شغل جماع کے نہین اور باوجود
اسکے علماء نے لکہا ہے کہ ذکر اللہ بیت الخلاء اور بہی وقت جماع مین آگے آنے اور
کشف ستر سے کرنا سنون ہے مبائن اور منافات نہین ہے واللہ اعلم
سوال بارہوان دیکہنا جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت نوم فرقہ سنیہ اور شیعہ
دونون کو میسر ہوتا ہے اور ہر ایک خوبیان جناب کی بیان کرتے ہین اور احکام موافق
اپنے نقل کرتے ہین اغلب کہ دونون فرقون کو زیادہ کرنا اوس جناب مین خوش نہین
آتا ہے اور خطرات شیطانی کو وہان دخل نہین ہے اسکو کیا تصور کرین **جواب**
مضمون حدیث (جسنے دیکہا مجہے خواب مین لس تحقیق دیکہا) گو اکثر علماء تحقیق
بصورت مدفونہ روضہ منورہ کے کی ہے اور بعضے تو تفہیم کی جمیع صورت کی کہ
آنجناب ابتدائے نبوت سے وفات تک جوانی اور بڑی عمر اور سفر اور حضر اور صحت
اور مرض مین اوپر رہے ہین تو اور وسنی او شیعی کا او پر احتمال سے زیادہ نہین ہے
اور واقع ہونا اوسکا ثابت نہین ہوا اور نہین اعتراضات وضعیات پر لیکن تحقیق یہ
ہے کہ دیکہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب مین اوپر چار قسم کے ہو سکیگا

ایک رویای الٰہی کہ اتصال تعین کا ساتھ اوس جناب کے ہے اور دوسرے ملکی یعنی انبیا
کہ دیکھنا متعلقات آنجناب کے ہے دین وسنت وورثہ ونسب علیہ حضرت سے
اور درجہ سالک بیچ متابعت ومحبت حضرت کے اور مانند اوسکے بیچ صورت
اوس جناب مقدس کے پردہ مناسبات مین کہ فن تعبیر معتبر ہین اور تیسرے
نفسانی کہ ظہور صورت اعتقاد پر اپنے کا ہے کہ اوپر لوح خیال منقوش ہے مثل انتقاش
صورت کے اوپر کاغذ کے یہہ تین قسم رویا کی بیچ حق اوس جناب کے جایز ہے
اور قسم چہارم کہ شیطانی ہے یعنے تمثل شیطان کا صورت مین آنجناب کے بہی ممنوع
ہے لیکن بیچ قسم تیسری کے شیطان کبہی آواز اور کلام تلبیس کرتا ہے اور وسوسہ
ڈالتا ہے جیسا کہ ساتہہ شہادت بعض روایات کے بیچ وقت قراءت سورہ نجم کے وقت
سکوت آنجناب کے شیطان نے حروف وسوسہ کا کہا بعض سامعین مشرکین کو
مشتبہ کیا وقت حیات مین یہہ معنی ممکن ہوے خواب مین کسیطرح ممکن نہین ہے (لہذا
شریعت غرا مین احکام خواب کو صحیح نہین گنتے مین اور احادیث مشہورہ مین سے نہین
جانتے ہین احیاناً اگر اہل بدعت نے دیکھنا آنجناب کا ساتہہ صحت کے ہووے تو بیچ
اس قسم سے ہوگا واللہ اعلم ہمیشہ خطون سے خوش کرتے رہوین۔ **جواب**
شہادت مشرکین درباب مشیت الٰہی قولہ تعالیٰ (قریب ہے کہ کہین گے مشرکین اگر چاہتا
اللہ نہ شرک کرتے ہم۔) اور قول اللہ تعالیٰ کا (اور نہ رد کیا جاویگا خوف اوسکا مجرمین
سے) اس مقام پر ایک شبہ مشرکین کو ہے حاصل اوسکا یہہ ہے کہ رد عذاب قوم مجرمین
سے جانا ہی کیا اولاً مستحقین عذاب یہہ قوم مجرمین ہون گے بیان اوسکا یہہ ہے کہ
مسلمان کہتے ہین کہ ہر چیز مشیت الٰہی سے ہے پس شرک کہ اعلیٰ قسم کفر کا ہے
اور تحریم حلال کہ ادنیٰ قسم اقسام کفر کا ہے سب مشیت الٰہی سے ہے کہ سواسطے
کہ اگر مشیت اللہ تعالیٰ کی متعلق اوسکے خلاف مین ہوتی البتہ وہی ہوتا مان باپ

چاہتے کیا قسم شرک اور کیا تحریم حلال اور ہم کر سکتے تھے اور جو نہین مشیت
چاہتے غالب اور مشیت خدا کے ہوتی اور جو شرک اور تحریم حلال ساتھ مشیت
اللہ تعالی کے ہوے عذاب اوسپر کسطرح متصور ہوگا کہ خلاق اوسکا مقدور خلق کا نہین
سے اللہ تعالی نے اس شبہ کا تین طریقون سے جواب فرمایا موافق ترتیب مناظرہ کے
اول نقض دوم حل سوم قول بالموجب نقض یہہ ہے کہ حق تعالی نے باجماع مسلمانون
اور کافرون کے بعض امم سابقہ کو بر شرک و تحریم حلال کے عذاب فرمایا ہے اگر یہہ عذر واقعی ہوتا
یہہ کیون معذب ہوتے مثل عاد و ثمود و قوم مدین و فرعون و ہامان اور کفار اوس
زمانہ نے احوال ان امم کا تواتر کے ساتھ سنا تھا بلکہ آثار عذاب کے دیکھے تھے اور
حل یہہ ہے کہ مشیت دفع عذاب کا نہین کرتی ہے بہت چیزین ہین کہ مشیت الہی سے
واقع ہوتی ہین مثل زنا و سرقہ و لواطت و قتل و ظلم اور اوسپر عذاب ہوا اور ہوتا ہے
کسواسطے کہ یہہ مشیت تابع ارادہ اور مشیت بندون کے ہے تا جو کچھہ ارادہ کرین موافق
اوسکے حق تعالی پیدا کرے سچ ہے مشیت قاہرہ کہ خلاف ارادہ اور مشیت بندے کے
ہووے دافع عذاب کی ہے کسواسطے بندہ اوسمین مثل پتہر اور بے عقل کے ہے اور فرق
درمیان اوس شخص کے آپ کو کوٹھے کے اوپر سے گرائے یا کوئین مین ڈالے اور
اوسکے کہ بے اختیار پاؤن کی لغزش سے کوٹھی کے اوپر سے گرے یا کوئی مین جاوے
اور اسی واسطے فرمایا کہ (آیا ہے نزدیک تمہارے علم پس نکالو اوسکے واسطے ہمارے
آگے تک) اور قول بالموجب وہ ہے کہ مسلم رکہا ہمنے کہ شرک کافرون اور اون کے
بڑون کا مشیت الہی سے ہے لیکن عذاب دینا اونکا بھی مشیت الہی سے ہے
دفع اوسکا نہین ہو سکتا ہے جیسا کہ دفع کفر و شرک کا نہین ہو سکتا ہے پس اپنے
کہنے پر الزام کہا یا اور یہی ہین معنی قول بالموجب کے بیچ اصطلاح اہل مناظرہ کے کہ دعوے
دشمن کو مسلم رکہین اور اوسکے کہے پر اوسکو الزام دیوین۔ اور یہی مین معنے

(کہو واسطے اللہ کے ہے دلیل بڑی) آخر تک لیکن قول اللہ تعالی کا ہے (لاؤ گواہ اپنے
ایسے جو گواہی دین کہ تحقیق اللہ نے حرام کیا اوسکو) پس یہہ آیت یہودیون کے جواب
مین واقع ہے اور متعلق ساتھ قول اوسکے کے (یہہ جزا دی ہمنے بسبب گمراہی اونکے
کے) اور قول اللہ تعالی کا دن قیامت کے حاضر کرین لوگون سب کو اور یہہ کہا جاوے
کہ اے گواہ جنکی بہت تابع کی تمنے انسانون سے سابق مذکور ہوا کہ (دور کیا ہمنے ہر قریہ مین
بڑے مجرمین اوسکی تا مکر کرین اوسمین اور نہین مکر کرتے ہین مگر اپنے نفسون کے ساتھ اور
جانتے نہین ہین) اوسکے بعد تہوڑے کلمہ اون کے مذکور ہوے قول اللہ تعالی کا جب اونپر
آیتہ کہا اونہون نے ہرگز ایمان نہ لاوینگے ہم وعید واقع ہوی مکر کرنیوالونکو ساتھ
ذلت اور رسوائی اور قتل اور قید کے دنیا مین اب مذکور فرماتے ہین کہ دن قیامت کے
سب مکر کرنیوالون کو یکجا حاضر کرین اور فرقہ جن کو اصل الاصول مکر کے ہین خطاب فرمایا
تحقیق بہت تابع کیا تمنے فرقہ انسان کو اپنے مکر و حیلہ سے او مطیع اور فرمان بردار اپنا
کیا تا کہ شہوت مین غرق رہین اور اصلا خدا کیطرف توجہ نکرین۔ اور فکر آخرت اونکی دلون
مین نہو جب آدمی اس خطاب سے بوئی عتاب کی سونگھینگے عذر اپنا بیچ تابع ہونے
خیالون کے بیان کرینگے اور حاصل عذر یہہ ہے کہ ہم نے جن اور شیاطین سے اسوجہ سے
فریب کہایا کہ ہمکو تنبیہ قریب اور مواخذہ جلد کی اوپر شرک اور گناہ کے تمہاری طرف سے
واقع نہوے بلکہ مہلت درازی تمنے اور باعث اتباع بہرہ مندیکا ہوا خیالون کو کہ فدیہ
آگ کی نذرین اور قربانی اونہون کیطرف سے اونکو پہونچتے تہین اور پورا ہونا مطالب
خزینہ کا مثل دینے فرزند و مال اور خبرون کو دور پہونچانا اور احوال نہانین سے اطلاع دینا
اور دشمن کا دفع کرنا اور حاضر ہونا وقت ندا اور دعا کے جنا تون کی طرف آدمیون کو
پہونچاتا ہے اور جلد مواخذہ واقع نہوا یہانتک کہ عمر کو تمام کیا ہمنے اور اپنے اجل کو ہم پہونچے
اور اگر فی الفور شرک و ہر گناہ پر تنبیہ اور تعذیب ہوتی ہے متنبہ ہوکے اتباع جن نکرتے

دست بردار ہوتے اور توبہ کرتے ہم اور نادم ہوتے ہم اللہ تعالی فرماویگا (آگ تمہاری جگہ ہے ہمیشہ کے واسطے) یعنے جب تمنے دنیا اپنی اتباع جناتون اور تبوسوسون شیاطین مین گزرانی آخرت مین بہی آگ کہ اصل مادہ جن اور شیاطین ہے مقام تمہارا ہے لیکن وہ جو چاہے اللہ تعالے یعنی جیسا کہ بعض اوقات مین دنیا مین بہی خالی اتباع جن وشیاطین سے تہے تم اسجگہ بہی بعض اوقات مین خالی اتبون جن سے آگ سے طبقہ زمہریرمین بہونچگے تم اور جب کہ جزا کا کمال موافقت عمل کے ساتھ پایا گیا ثابت ہوا کہ تحقیق رب تیرا حکیم اور علیم ہے اور یہہ امر مخصوص ساتھہ فرقہ جن وانس کے نہین ہے بلکہ (ایسیہی دلیر کرتے ہین ہم بعض ظالمین کے بعض کو) یعنے ایسیہی مسلط اور والی کرینگے ہم بعض ظالمین کو بعض پر اگرچہ ایک جنس سے ہون مثل آدمیون کے کہ گمراہ کرنے والے ایک دوسرے کے ہین ایسی قسم کی جزا پاوینگے اور گمراہ ہونے والے اون سے بیزار ہونگے اور ایسیہی بعض جن بعض سے بلکہ بعض عرب بعض عرب سے اور بعض ہنود بعض ہنود سے **جواب مسئلہ مس مصحف** مسئلہ چہونے قرآن کا بے وضو اور بے غسل اور حایض اور نفسا کا مختلف فیہ ہے اور اون صاحب نے مذاہب مختلفہ حنفیہ وشافعیہ اور بخاریکو لکہا ہے حاجت اعادہ کی نہین ہے لیکن عدم جواز پکڑنے مہار اوس شترکی جسپر قرآن ہو نسبت ساتہہ شافعیہ کے کی ہے کتب شافعیہ مین موجود نہین ہے ظاہرا کسی شخص نے بطریق مبالغہ کے لکہا ہی سمجہہ بے محل ہے صندوق قرآن اور تہیلا کہ بیچ اوسکے قرآن ہو نزدیک اونکے درست نہین ہے اور مذہب بخاریکا کہ لکہا ہے اپنی کتاب مین اوسکی تصریح نہین کی مگر ذکر مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ قرأت قرآن کی خاص بے غسل کو جایز رکہی ہے استنباط کرسکتے ہین کہ مس قرآن کا بہی اوسکو جایز ہوے حالا اصل ان سب مذاہب کی سمجہنا چاہیئے انشاءاللہ تعالی سب عقدے کہل جاوینگے اور استعداد سب اوٹہہ جاوینگے حقیقت

یہہ ہے کہ احادیث صحیحہ مین بہی وارد ہے کہ مس کرنے قرآن کو مگر طاہر مس مین بہی ثابت
اصل ہے اور قرأت مین یہہ حدیث ہی نہین (حلال قرآن خالص اور جنب کو) اور حمل
مین کوئی حدیث وارد نہین ہوئی دوسرے وہ کہ کتابت مستلزم مس کی ہے پس حکم کتابت
حکم مس کا ہووے یعنے حرمت بخلاف نظر کے کہ مستلزم مس کا نہین ہے اور واسطے
ملزوم کے ہے حکم لازم کا بنابر قاعدہ عقلیہ کے اب چاہیئے سننا کہ مراد قرآن سے اس
عبارت مین (لا یمس القرآن الا الطاہر) حقیقت کہ کلام نفسی ہے اور دال اوسپر کلام لفظی
سے مراد نہین ہے اسواسطے کہ نہین ممکن مس کرنا اون دونون کا کسواسطے کہ اول
صفات باری جل جلالہ سے ہے اور ثانی کیفیت قائمہ ہوا پس مراد نہین ہے
مگر نقوش دالہ اوسپر یعنے مکتوب اور ساتھ اس معنی کے اشارہ کیا ہے مفسرین مثل
کشاف و مدارک کہ ایک جگہ پر کہا ہے مراد مس سے مکتوب ہی پس یہہ عبارت
توجیہہ ہے بیان مذہب کسیکا نہین ہے آئے ہم اسپر کہ اختلاف درمیان حنفی اور شافعی
کے کسطرح پڑا بیان اوسکا یہہ ہے کہ مراد قرآن سے اسجگہ مصحف ہی بالاجماع اور مس
کرنا مصحف بالنص حرام ہے تفتیش چاہیئے کرنا کہ مصحف کسکو کہتے ہین ظاہر ہے کہ
مصحف بلکہ جمیع اسماء کتب جسقدر لکہا ہوا اون کتب مین سو عرف مخصوص نہین ہے
بلکہ حواشی اس کتاب کے اور بیاض السطور و جلد متصل و غلاف کہ ساتھ جلد کے متصل
ہے سب کو مصحف اور کتاب کہتے ہین پس مس کرنا ان چیزونکا حرام ہوا اور ان چیزون
کو تبعاً حکم مکتوب کا دیا واسطے فرق کے درمیان متصل اور منفصل کے کہ مقرر ہے جیسے
کہ بیع زمین مین کہ وہ متصل اوس زمین کے ساتھ ہووے داخل ہوتا ہے بلا ذکر کے اور
وہ معرض انفصال ہو داخل نہین ہوتا ہے مثل کنجی اور برتن رکہی ہووے اور چابیان
بخلاف درختون اور عمارات کے کہ بلا خلاف داخل ہوتے ہین پس مذہب حنفیہ درست
ہوا اور مس غلاف علیحدہ خواہ بعلاقہ یا بغیر علاقہ کے ہو اور جزدان کہ اوسمین قرآن

بلا تکلف جایز ہوا کہ مس ان چیزونکا مس اون چیزون کا سا نہین ہے نہ عرفاً اور
نہ حقیقتاً اور شافعیہ نے کہا ہے کہ عرف مین جو غور کیجیا وے اور باریک نظر سے
دیکہا جاوے اور رعایت احتیاط کی منظور ہووے اوس شئی کو گو منفصل ہو وے
حکم شئی کا دیتے ہین پس محل ہی حرام ہوا اسواسطے کہ مستلزم ہے مظروف کو اور حکم
ظرف کا حکم مظروف کا ہے اور اسی واسطے مس اوس برتن کا جسمین کوئی چیز
بزرگ ہو جایز نہین رکہتے ہین اور مقام ادب کا بلند تر اس سے سمجہے ہین بعد اوسکے
قیاس مساوات درست کرتے ہین ہم کہ ظرف الشئی اور ایسہی ظرف ظرف الشئی واسطے
اوسکے حکم ماتحت اوسکے کا اور قیاس مساوات اسجگہہ صحیح ہے کہ مقدمہ اجنبیہ صادق آتا
ہے اسواسطے کہ ظرف الظرف ظرف ہی لیکن اسجگہ کہ مغالطہ وارد ہوتا ہے اوپر شافعیہ
کے اور وہ یہہ ہے کہ مس دیوارون اوس گہر کا کہ جسمین صندوق مین مصحف رکہا ہو
جایز نہووے جواب اوسکا یہہ ہے کہ ظرف شئی کا دو قسم کا ہوتا ہے اول وہ کہ
نقل شئی سے ظرف منتقل ہووے عرفاً اور وہ ظرف مخصوص ہے اور ثانی ظرف
وہ ہے کہ نہ منتقل ہو شئی کی نقل سے جیسے گہر پس تحقیق نہین کہا جاتا ہے موتی
ڈبیہ مین ہین اور ڈبیہ گہر مین تو موتی گہر مین ہووے لیکن گہر نہین منتقل ہوتا ہے
ساتہہ نقل موتیون کے بخلاف ڈبہ پس اس قسم کا ظرف مختص ساتہہ اوس شئی کے
نہین ہوا اور یہی چاہیئے جاننا کہ فرق ہے بالاجماع بیچ بیان اوسکے کہ الفاظ قرآن
اوسمین لکہے ہون ساتہہ وجہ قرآن ہونے کے یہانتک کہ اوسکو مصحف کہہ سکتے ہین
پس چہونا اوسکا حرام ہے جیسا کہ ایک پرچہ کاغذ پر ایک قرآن کہ لکہی ہو یا وہ تعوید
کہ اوسمین آیت قرآن لکہی ہو یا روپیہ کہ اوپر آیت قرآنی نقش کئے ہو پس مس ان
کل چیزون کا حرام ہے نزدیک حنفیہ کے بہی اور ایسہی نزدیک شافعیہ کے کسواسطے
اوپر مین مرقوم ہے اور نہین حرام ہے محل اوسکا سامان اور ظرف مین جب کہ نہو

مقصود بالجمل اگرچہ جانا ہو بخلاف صندوق کے کہ اوسمین محض مصحف رکھا ہوا اور
منشاء اس فرق کا یہی ہے کہ ظرف شئے کا مختص ہو ساتھ اس شئے کے بخلاف
مشترک فیہ کے اور مذہب بخارا کا ... زیلعی ... و کتاب الہدایہ صاحب توجیہ کی نزدیکی
ور ابتک کوئی چیز صاف کتاب اوسکی سے معلوم نہین ہوتی ہے پیچھے سے
استدلال اوسکی ساتھ بھیجی کتاب کے طرف قیصر کے کہ اوسمین دو آیت قرآن
لکھی ہوئی ہتین اور جواز مس جنب یا محدث کے درست نہین ہے کسواسطے کہ کہنا
دو آیت کا خط مین یا کتاب کے بوجہ قرآن ہونیکے نتھی اور جو نہین مس کتاب گلستان
کہ اوسمین آیت اعملوا آل داؤد شکرا الخ و دیگر آیات قرآن ہین جایز ہوی اور
ایسیہی مس خطوط کہ مقام تعزیت مین انا للہ وانا الیہ راجعون لکھتے ہین اور مقام
شکر مین الحمد للہ رب العالمین لکھتے ہین کسیکو درست ہووے اور اسیواسطے
تفاسیر کا بشرطیکہ زیادہ قرآن اوسمین ہووے جایز رکھا ہے یہہ ہے توجیہ مذاہب
متنوعہ کی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال **سوال** رنگ نوروز کیا معنی رکہتا ہے **جواب**
نوروز کہ عبارت تحویل شمس سے ہے برج حمل مین ہر سال منجمین رنگ کیا درمیان آدمیون
کے اور کیا فلزات و نباتات و حیوانات و طلوع و ایام و ساعات سے پس ایسیہی رنگ
واسطے ہر ایک خاص کے ہین اور کہتے ہین کہ تصدیق اوسکی یہہ ہے کہ جب رنگ کسیی
جنس کا ساتھ اس قاعدہ کے استخراج کرین ہم مطابق پڑتا ہے پس اس مناسبت سے
رنگ نوروز مقرر کرتے ہین نہ وہ کہ فی نفسہ رکہتا ہووے اور ثانیا وہ کہ وقت
نوروز کے ساتھ رنگ صاحب ساعت و صاحب طالع کے ترتیب دیکر بیان کرتے
ہین اور ان رنگون کی اون ستارون مین کوئی حقیقت نہین ہے لیکن نسبت کرنا
ساتھ نوروز کے اسناد مجازی سے ہے بعلاقہ ظرفیت زمانہ کے **سوال** ترکون نے
کہ بارہ سال کو ساتھ جانورون کے قرار دیا ہے کسوجہ سے ہے اور عوام کہ اوسکو

سواری نوروز کہتے ہین کیا معنی رکہتا ہے ترکون نے باریک مناسب خفیہ ان اسامی مقرر کی ہے لیکن ظاہر وہ ہے کہ بمجرد اصطلاح کے ہے ویا باستقرار ناقص کے کہ وقت تسمیہ کے حاصل ہوا مثل تولدان حیوانات کے کہ اوس سال مین زیادہ ہوا ہو یا آدمیون کو رغبت ساتھ صفات مالوفہ ان حیوانات کے زیادہ ہوے ہو اور تسمیہ آدمیونکا او سدن کو ساتھ سواری نوروز کے محض توہم واہی ہے سوال تقسیم بروج بارہ کا اور نام اون کے واسطے اجزاے سطح فلک کے ہے یا واسطے جملہ کواکب کے کہ او پر صورت مسمیات ان اسمار کے واقع ہوے جواب اہل یونان نے اسامی بروج کو واسطے اجزاء فلک کی مقرر کئے ہین کہ ساتھ تہای کرنے ہر ایک چارم ہون منطقۃ البروج کے کہ مابین نقطہ اعتدال و انقلاب کے حاصل ہوا اور بیچ خطوط کواکب اور احکام کے سعادت اور نحوست جہان کو کام مین لیجاتی ہین اور تسمیہ ساتھہ ان اسامی کے اسواسطے تہا کہ اعتقاد نام رکہنے والون کا عدم انتقال او صور سے تہا اور متاخرین نے اونکا اثبات کیا لیکن اہل ہند بروج کو رامن کہتے ہین اور دو طریقے سے اعتبار کرتے ہین ایک بیچ ضبط ایام اور فصول اور سالون کے باعتبار تقطیعن کے اور دوسرے بیچ ضبط خطوط کے اور احکام سعادت اور نحوست کے بحسب صور کے اور اول کو حساب سائن نام رکہتے ہین اور ثانی کو حساب نرین اور یہہ تفریق حساب فلک و اختلاف کی فلک ہشتم سے زیادہ مناسب ہے اگرچہ اہل ہند موافق اہل فرنگ کی اعتقاد وجود فلک کا نہین رکہتے ہین بلکہ خلاف جانتے ہین بساطت اور ترکیب کیا پہونچی واللہ اعلم سوال کیا شیخ محی الدین بن العربی نے فضائل سوال مین بیچ ذیقعدہ مین بیچ محرم میں اور متعدد تفضیل بیان کین اور کہا کہ منتہی ہوا علم بہ اا اوسکی فضیلت مین میرے ظن غالب مین پس تحقیق نہین تحقیق لی بیچ اسمین فضیلت کی اور نہین مراد اونکو کہون وہ کہ مین نہین جانتا ہون اورکہا

۱ سنکرانت ۔

دوسرے مقام مین کہ اختیار کیا اللہ نے مہینون مین سے رمضان کو بسبب مشارکت اوسکے کے ساتھہ اسم اللہ تعالی کے پس تحقیق وارد ہوا کہ البتہ رمضان بعض اسماء اللہ تعالی سے ہے پس متعلق واسطے اوسکے عظمت فخر کرتا ہے جسکی وجہ سے تمام مہینون پر انتہی الکلام جاری ہونا احکام شریعت کا اوپر مہینون قمریہ کا ہے نہ شمسیہ کے اور سوال اس کلام سے کئے امر ہین آیا فضایل مہینون کے ایسہی ہے آیا رمضان ہے بعض اسماء الہی سے پس کیا معنی ہین اور کیا سر ہے بیچ اجراے احکام الشریعت اور مہینون قمریہ کے نہ شمسیہ کے جواب نہین پوشیدہ ہے کہ تحقیق نظر تفضیل کی درمیان ان اشیاء کے مختلف ہوتی ہے اختلاف مقاصد کے ساتھہ پس نزدیک امیرون کے ہاتہی افضل ہے گھوڑے سے اور نزدیک غازیون کے بالعکس ہے اور نزدیک دہقان کے اونٹ افضل ہے ان دونون سے اور نزدیک بیکار لوگون کے بیکاری بہتر ان سب سے یقینا جب کہ یہہ بیان کردیا گیا پس کہتے ہین ہم برکت قرآن کی اس آیتہ مین البتہ الذی انزل فیہ القرآن اور اوسمین قایم ہوی فرضیت روزے کی اور اسمین لیلۃ القدر سات برکات معلوم کے اور برکت ربیع الاول کی ساتھہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوسمین ابتداء اور ساتھہ پہلنے برکات صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر اسقدر جتنے پہونچے اون سے عضرت ہے ہدایا درود شریف اور خیرات طعام سے اور برکت عامہ نبویہ ہے اور ربنویہ بعد الہی کے ہی اور برکت رجب کی خاص واسطے اللہ کے ہے اور برکت شعبان کی خاصہ نبویہ ہے واسطے اہل مجاہدہ کے اور واسطے ملازمت نوافل کے اسواسطے کہ وہ مہینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور برکات خاصہ بعد عامہ کے ہوتے ہین اور برکت ذی الحجہ برکت خاصہ الہی ہے مکان مخصوص مین لیکن وہ مقصود ہے اور برکت شوال وذی القعدہ بہی ایسہی ہے لیکن تحقیق وہ وسیلہ طرف حج مقصود کے لیکن ہوتے ہین شوال مین

تھا یا برکات رمضان سے کہ نہ ذیقعدہ میں اسواسطے مقدم کیا اوپر ذیقعدہ کے اور برکت
محرم اکثر تھی اوپر ایام سابقہ کے اور وہ جو ہوئی سید الشہدا کو ارتفاع درجات شہادت
سے بیچ صورت بلا اور مصیبت کے اسواسطے موخر ہوئی فضیلت اوسکی اور نہیں باقی مہینہ
میں زیادہ برکتیں اور نعمتیں بیچ برکت شعبان کی پس جبکہ لیلۃ البرات او
اوسمیں ہونے اتھے برکت ہوا دے سال بہر کے اور برکت ذی الحجہ کی موافق اوس کے
ہے جو دلالت کرتا ہے اوپر قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے کوئی دن کہ عمل
صالح زیادہ محبوب ہوا اللہ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ سے ہوتا ہر روزہ اوسکے ہر دن کا برابر
سال بہر کے روزہ کے اور تہجد ہر رات اوسمیں برابر ہے لیلۃ القدر کے اور برکت
یوم عرفہ کی پس تحقیق روزہ اوسکا کفارہ ہے گناہوں سنین ماضیہ کا اور برسوں آنے
والوں کا اور بیچ محرم کی اور بات ہے کہ تحقیق شروع مہینہ سال کا ہے پس شیخ
محی الدین عربی نے نہیں التفات کیا طرف اسکے اور باوجود اسکے پس شیخ مذکور نے جب
کہ بیان کی یہہ ترتیب اونہوں نے خود نہیں حاجت ہے ہمکو تعرض کی لیکن تحقیق ہمنے اشارہ
کر دیا طرف مواضع خلاف کے اوسکے ساتھ پس سمجھو اور فکر کرو لیکن تسمیہ حق سبحانہ کا
رمضان کے ساتھ پس قول مجاہد کا ہے اور امید ہے کہ ہو سماعت اوسکی شعد سے
اسواسطے کہ اسماء الٰہی توقیفیہ ہیں اور شاید سبب تسمیہ کا یہہ ہو کہ تحقیق یہہ لفظ مشعر
کرنے اور سوزش اور کہلنے کا اور یہہ ایک شان ہے شانوں نور عالم الٰہی سے جیسا کہ وارد
ہوا حدیث صحیح میں حجاب نور اگر کہولا جاوے البتہ جلادے انوار وجہ اوسکی کے ہر چیز
منتہی ہووے طرف اوسکے بصر مخلوق اوسکی سے اور کافی وہ جو اشارہ کیا جبرئیل علیہ السلام
نے اگر قریب ہوں میں ایک چٹکی برابر البتہ جلتا میں اور کافی وہ جو روایت کیا گیا ہے
کہ طور جیسا سطوت تجلی سے اور انوار حق سبحانہ کرتے ہیں آثار حرارت کے پس شاید
نام رکہا اس سبب سے رمضان و لیکن مشہور و معروف یہہ ہے کہ تحقیق وہ نام مہینہ کا

لیکن وابستہ کرنا حق سبحانہ کا حرف علیہ گنون کو اختلاف فصول اور اختلاف ایام اور [illegible]
سایہ ساتھ آفتاب کے اور وابستہ کرنا سلسلہ شریعت کو حج اور صوم اور عید و [illegible]
چاند کے ساتھ پس یہہ حق ہے نہین شک اسمین اور [illegible] اسمین [illegible] امر مین ظاہر و باطن [illegible]
اور [illegible] قیوق شہور قمریہ [illegible] مین ساتھ [illegible] الاختلاف کے حس مین اور شہور شمسیہ
باطنیہ انسان نہین خالی ہین ظلمت عجین اور ضعیف سے [illegible] اور شعاع اپنے [illegible]
نہین ہین دور کرنے والے آثار اس ظلمت طبعیہ کو جبر ہے ضبط کرنا شرع کا نہ ظہور [illegible]
خفیف کا جو محو کرنیوالے ہین حجاب کو پس مناسب ہوا قمر [illegible] شرع مین اور وہ جو ظاہر
ہوتا ہے وقت تامل کے وہ یہہ ہے کہ تحقیق شرایع نصاری [illegible] یہود کی مہینے سے عبادت
اور عیدین اونکے بہی اوپر شہور قمریہ کے لیکن [illegible] کہا جاتا ہے موسم اسمین بالعکس واللہ اعلم

سوال ایک مرد کے مقلد کہ حسن ظن ساتھ ایک مجتہد کے رکہتا ہے اور اوسکی اقتدا
کرتا ہے تہوڑے احکام شرع مین کہ قول اوسکا کتاب [illegible] سے مخالف ہوا [illegible] ایک
گروہ علما دین کی اسطرف گئی ہے کہ یہہ طریق [illegible] عمل [illegible] قیامت کے دن [illegible]
احکام اسلام سے کسطرح نکلی کہ کتاب و سنت پر عمل نکیا [illegible] اوسکے قول پر کہ [illegible]
اطاعت کا نتقا عمل کیا اور نص صریح اور حدیث صحیح [illegible] آیات [illegible] باب اقتدار
پیغمبر کے فراموش کئے قول اللہ تعالی کا اور اتباع کرو [illegible] تاکہ تم ہدایت پاؤ اور
اتباع کرو تم رسول کی تاکہ تم رحمت کیا جاؤ اور جو دے تمکو رسول لیلو اوسکو اور جسکو
منع کرے اوس سے باز رہو پس سوال کرو تم جاننے والون [illegible] اگر تم نہین جانتے
امیدوار جواب شافی کا ہے **جواب** متاخرین مجتہدین [illegible] کے [illegible]
مین ایک جماعت تہی کہ تہوڑا سا اجتہاد اور ترجیح رکہتی [illegible] ایک جماعت نہی [illegible]
دوسرے علوم کی بکمال رکہتی تہی لیکن مزاولت [illegible] قرآن و حدیث [illegible]
کمتر رکہتی تہی وہ خود اجتہاد و استعداد سے عاری [illegible] اول [illegible]

قسم کے تہے کہ مزاولت فقہ کی زیادہ رکہتے تہے اور مزاولت قرآن اور حدیث کمتر یہ
جماعت بہی بہرہ اجتہاد سے خالی تہی اور جماعت اولے نے اکثر بلکہ استنباط کا قرآن
وحدیث سے نہ پایا تہا اگرچہ ہیچ فائدہ قبور اور رفع اختلافات کتب تفصیلی کے بلکہ درست
پہونچایا تہا کہ ایک جماعت بہت کم کہ قدرت ہیچ ملکہ استنباط اور عبور اوپر کتاب و
سنت و معرفت اختلاف فقہا کے زیادہ رکہتی تہی کسی مصلحت سے اونہون نے
اجتہاد نکیا اور وہ مصلحت یہ ہے کہ امر جبلی آدمی کا ہے کہ ہر شخص اپنی فہم پر ناز کرتا اور
اوپر مرتبہ کمال دوسرے کے اگرچہ اجمالاً اعتقاد کرے لیکن دل سے باوجود استقرار
کسی امر کے اپنی خاطر مین جب افضل کو اپنے امثال اور اقران سے قبول نہین کرتا ہے
چہ جائے کہ ہم درجہ کی پس اس صورت مین اگر سینے کسی زمانہ مین شرطین اجتہاد کی پائین
اور استنباط احکام خلاف سلف کے کرتا ہر ایک موافق استعداد اپنے کے کیا ناقص کیا
متوسط اسمین قدم رکہتا اور اختلاف اوس حد کو پہونچتا کہ اتحاد شریعت عبادات و معاملا
برہم ہوجاتا اور باب امر معروف اور نہی منکر مسدود ہوتا جیسا کہ جب تک آدمی چار مذہب پا
استوار نہوے اور تقلید اونکی اختیار نکی ستر اور چند فرقہ پیدا ہوے اور انکی بعد تابعان
سب فرقون کے باقی رہے اور مذاہب دوسرے پیدا ہوے اس مصلحت سے ہرگز
شہادت عقل و نقل موافقت فہم و کثرت عبور و صلح صلاح قلب و نور باطن و بے طمعی و
خلوص انکا ہوا اور مزید تقوے جیسا کہ ان مجتہدین سے مروی ہوا اسینے مین نہ پایا اور
باوجود اسکے جرح اور تعدیل مین سوائے نقل احوال انہون کے کوئی راہ نہ دیکہی اور ہیچ سلیقہ
فہم عربیہ کے موافق نقل قدیم کے بہی آپ کو قاصر پایا اور بہت سے امور کہ قرائن مجلس اور
قابل بہی مستنبط ہوتے تہے آپ کو محروم دیکہا اسواسطے راہ اجتہاد کی مسدود کی پس عذر
تمہارا آگے رب العزت کے یہی ہے کہ خداوند ہیچ پیدا کرنے راے اپنے کہ مفسدہ دیکہے
سننے اور ہیچ اتباع سلف کے احکام دین کا اور اتار پر قول اللہ نزدیک زیادہ پاسے جیسے

اسواسطے سمجھنا ناسخ اور منسوخ اور ظاہر اور ماول اور مطلق اور مقید کا اور پر ذمہ اونکی کے
چھوڑا ہمنے کہ مثل اونہون کے ان امرون مین قوت نہین رکھتے ہم اور یہی مصلحت
اب بھی ثابت ہے لیکن باوجود اسکے قایل ہونا ساتھ تحریم اجتہاد کے مذہب کسی کا
نہین ہے مگر ہر فرقہ متعصبین نے بطریق (ہرگز نہین چھوڑینگے ہم اوسکو جسپر پایا ہمنے
باپ دادا اپنے کو) ورد زبان اپنے کا کیا ہے اور غیر اونہون سے جیسا کہ اکثر فقہای
شافعی سے استدلالات اور تعصبات اوپر امام اپنے کے اور فتوی پر مذہب دوسرے
کے مروی ہے لیکن حنفیہ اور حنابلہ زیادہ زیادہ دوسرون سے متعصب ہین جیسا
کہ صاحب اشباہ والنظائر نے کہا کہ اگر ہمسے پوچہین کہ مذہب تمہارا کیسا ہے اور
مذہب مخالف تمہارے کا کیسا حالانکہ اصول مین کہتے ہین کہ (مجتہد کبھی خطا کرتا ہے
اور کبھی صواب پر پہونچتا ہے) مذہب ہمارا صواب ہے احتمال خطا کا رکھتا ہے اور مذہب
مخالف ہمارے کا خطا ہے اور احتمال صواب کا رکھتا ہے اگر تحقیق باب اجتہاد
مین کوشش کیجاوے وہی خوف موجود ہے کہ لکھے ہوے ہمارے کو آدمی بحث
نہ جانینگے بیچ نکالنے مذاہب رکیکہ تعلیل و تحریم سے شریعت مین خلل ڈالین لیکن وہ
شخص کہ حق تعالی نے اوسکو منت اجتہاد و اتبع دی ہے ساتھ ضرورت جدائی
کے پابند تقلید کا نہین ہوتا ہے لیکن سب کو دعوت مذہب اپنی کی نہین کرتا ہے
جو ساتھ مذہب محل فتنہ جانتا ہے اس کام کی طرف متوجہ نہین ہوتا ہے) حاصل کلام
اگر کوئی اسوقت مین اجتہاد چاہے کتنے چیزون کو اپنے اوپر لازم پکڑے تا روبرو
رب العالمین مالک یوم الدین کے شرمندہ نہووے اول جودت فہم اور ملکہ باریک بینی
استنباط مین کتب عربیہ سے اور قواعد منطق اور ضوابط فہم و تکمیل تحصیل ان کتب سے
دوسرے مزاولت کتاب و سنت بوجہ عبور اور تدقیق سوم تخلیہ نفس از ہوا و تعصب
چہارم اتصال معانی پیدا کرنا جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پنجم تصفیہ نفس

تو اس سے فرق سمجھے جیسا کہ وارد ہوا (طلب تتوز ... پیشہ ... اگرچہ فتوے دیا ہو تجھکو مفتیون نے) جیتی اطلاع اوپر سبب ... آوے اور مذہب رکیک اوپر کسیکے ظاہر نہ ہووے ... اگرچہ یہ سب شرطین میسر ہون سزاوار ہے اوسکو اجتہاد ... کیونکہ ... اگر چاہے کہ تہوڑا سا تقلید سے باہر آوے اور دوسرون کے مذہب پر بعض ... عمل کرے گو قوت اجتہاد نہ رکہتا ہو اوسکو چند چیز لازم ہین اور ان سب مذاہب کو تلفیق کہتے ہین اور اسکی چند صورتین ہین اول وہ کہ ... دوسرے دلیل حقیقت کے قول بعضے ایمہ کو باوجود عبور کے اوپر اولہ مخالف اسکے ترجیح پاتی ہو اسقدر پر کچہہ قید نہین ہے اوس مسئلہ مین موافق حدیث صحیح غیر منسوخ ... الا لالت کی عمل کرے گو کہ مسائل دوسرونین مقلد ایک شخص کا ہووے دوم وہ کہ کل اعمال سے ہووے وضو یا نماز یا صوم یا کوئی باب معاملات مین سے بطور ایک شخص کے کرے اور باقی مین دوسرون کے طریقے سے اسصورت مین اگر بعضے شرط بعض کی ہے مانند مسایل حیض اور نواقض وضو کے واسطے نماز کے پس احتیاط ... اور ... کہ عمل مذکور ایسا ہو کہ کسے ایک کی نزدیک درست نہو اگرچہ اوپر مذاہب سب کے درست ہو اسکو اخذ بالاحتیاط کہتے ہین اور اگر اوپر ایک مذہب کے درست ہووے اوسکو اخذ بالقول کہتے ہین سوم وہ کہ دوسرے باب مین تعلق رکہے مانند نماز و ... کہ ... و مانند نکاح یا بیع کے اسجگہ مختار ہے اگر چاہے بعضے ابواب اوپر مذہب ... کے کرے اور بعضی دوسرے اوپر مذہب کسی کے چہارم وہ کہ مذاہب ... موافق ہوا نفس کے ہر مذہب سے انتخاب کرے اور یہ درست نہین ہے کیونکہ ... تبدیل اتباع ہوا سے ہے نہ اتباع امر خدا مین جیسا کہ لکہا گیا ہے اگر کوئی ہیچ آیات اور شریعت ... کے بطور حنفی اور مطعومات مین بطور مالکی اور طہارت

اور نفی تحریم زنا کی بطور شافعی عمل کری اشتقیا سے مقرر ہووے پانچوین وہ کہ جس
مذہب کی عزت نقل کرتا ہے روایت مرجوعہ اوس مذہب اوس مذہب کے علمانے
بھی اوس کو متروک رکھا ہے یہہ بھی درست نہوئی الا بعدازین خلاصہ کلام یہہ ہے
کہ اگر کسے مسلمان کو بمزاولت علوم عربیہ کے فہم کتاب و سنت کا سلیقہ کے
ساتھہ بے تکلف میسر ہوی ہو اور کوئی حدیث پاوے کہ محققان حدیث نے
حکم اوسکی صحت کیا ہے اور جملہ فقہاے اہل سنت سے ایک جماعت اوسطرف
کی ہے اوس وجہ پر کہ مخالفت اجماع سے باہر آیا اور استادان معتبر سے شرح
اور حواشی سے معلوم کر لیا ہے نفی منسوخ ہونے اوسکی کی پس اوس مہمان کو
حق اور موکد زیادہ یہی ہے کہ ہر مذہب کہ ہووے اتباع حدیث کرے اور اوس چیز
مین کہ ابھی نص نہ پاوے جسکی ساتھہ کہ حسن ظن رکھتا ہو تقلید اوسکی کرے اور
بیچ اس قسم حکم واضح شارع کے ساتھہ تو ہم ایسے کہ صاحب مذہب اوسکے ترک مین
حجت رکھتا ہوا وسکو نہ چھوڑے اسقدر مخالفت سے ہرگز اوس مذہب سے خارج
نہین ہوتا ہے جیسا کہ ائمہ اربعہ سے صراحت اور تاکید کے ساتھہ ثابت ہوا ہے
کہ جو کہ حدیث صحیح کو برخلاف قول ہمارے کے پاوے عمل حدیث پر کرے کہ حقیقت
مین مذہب ہمارا بھی ہے اور جو کہ ایسا نہووے بیچ تو ہم خلاف اوسکے کے نسبت
سلب ایمان کی اکابر سے لازم آتی ہے گویا دعوی رسالت مقتداے اپنون کا
کرتے مین اور دیدہ و دانستہ مقتدا کو مجاز مخالف امر رسول اللہ کا جانتے ہین نعوذ
باللہ من ذلک اور اس مین بھی شبہہ نہین ہے کہ صحابات کسی مذہب کے باوجود خلاف
ہونے صاحب مذہب کے اوس مذہب سے خارج نہین ہوتے ہین پس بہ سبب
اقتدا کرنے قول پیغمبر کے کسطرح اوس مذہب سے خارج ہون گے اور آئمین کہ مسائل
سے نے اقتداے پیغمبر کے باب مین پیش کین اونکا یہی مطلب ہے اور اس مین کسی کو

عذر نہین ہے اور فی الحقیقت اگر مقلدین مذہب دریافت کرین یہہ بات معلوم ہوجاویگی
کہ یہہ آفت تقلید کی اونکو اسدرجہ پر پہنچا چکی ہے کہ قول کو ہر ایک کے مقابل مین حدیث
کے لاتے ہین بلکہ ترجیح دیتے ہین اور یہہ اس قبیل سے ہے کہ علما کو پیغمبر سمجھتے ہین
بلکہ خدا چنانچہ حدیث صحیح ترمذی مین منقول ہے کہ عدی ابن حاتم نے جناب
پیغمبر خدا صلعم سے تفسیر اس آیت کی پوچھی اتخذوا احبارھم ورھبانھم
اربابا من دون اللہ اور عرض کی یا رسول آیا ان کو خدا جانتے تھے فرمایا کہ
ہان یہی ہے اور ظاہر ہے کہ نسبت تکلیف شریعت کی اور مقرر کرنا شریعت کا
خدا کیطرف ہے اور بغیر حکم قطعی اوسکے کسی شخص کو یہہ نسبت دینا شرک محض ہے
نعوذ باللہ منہا چنانچہ نص صریح سے ظاہر ہے اطیعوا الرسول ومن یطع
الرسول فقد اطاع اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ پس یہہ کسی دوسرے کی شان
مین نہین اور اطاعت اولی الامر کی شروط محصور ہے چنانچہ اس آیت شریف سے
ظاہر ہے فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول لیکن عادت مبارک
جناب پیغمبر صلعم کی ایسی تہی کہ حدیث لا یصلین احد کم الا فی قریظہ اور نیز اختلاف
فتاوای خلفاے اربعہ لفظ حین وغیرہ مین معلوم ہوا ہے کہ غلبۂ آرا کو مجتہدین کے
فروع مین جایز رکہتے تھے اگرچہ ایک دوسرے سے بہتر اور حق پر ہو۔ ایسا ہی
جو شخص کہ تصویب مذاہب کرتا ہے اور یہہ امر چارون مذہبون مین متفق علیہ ہے
کہ حق حقیقی دائر ہے اور بعضے مسائل اقرب ہین دوسرے بطرف مجال حق کے
اور وہ جو کچہہ کہ فقیر رکہتا ہے کہ محروم نہ ہے اولاً باعتبار افضلیت والوہیت کے
ہے لہذا ترک رفع یدین کرتا ہون نہین۔ اور عوام کو کیفیت رفع اور اہل حق واہل باطل
کی معلوم نہین خصوص افاغنہ اور تورانیان کہ ہم سے پہلے غالب تھے۔ اور اختلاف
صحابہ نے بھی ایک ہی کے تعین کو ضعیف کیا ہے سوال حضرت سلامت بعد

تسلیمات کے عرض یہہ ہے کہ ارشاد فرمائیے سیر قدمی کیا ہے اور سیر نظری کیا ہے اور
یہہ دو نو لفظ کلام مین حضرت مجدد کے مذکور ہین اور بیان فرمائیے کہ طریقہ جذب کی
تلقین کیونکر ہوتی ہے طریقہ سلوک کی تلقین کیونکر ہوتی ہے **جواب** سیر نظری
مشاہدۂ مقام ہے بغیر پانے انوار و آثار کے اپنے مین ۔ اور سیر قدمی داخل ہونا اوس
مقام مین اور پانا انوار و آثار کا اپنے مین ۔ اور لفظ جواب و سلوک کے چار معنے
ہین ۔ **اول** ٹوٹ جانا رشتۂ عقل کا صدمۂ وارد سے اور نہ ٹوٹنا اوس رشتہ کا
دوم ظاہر ہونا اثر مطلوبیت اور محبوبیت کا طالب مین اور ظاہر ہونا آثار محبت کا
اور وارد ہونا طلب کا مطلوب مین اور یہہ معنی بھی مضمون یحبہم ویحبونہ
دوست رکہتا ہے وہ اون کو دوست رکہتے ہین وہ اوسکو کے نہین ہوتی ہے
مگر ساتہہ محبوبیت کے لیکن براد آثار محبوبیت سے سبقت مشاہد کی ہے مجاہدہ پر
اور مراد آثار محبت سے سبقت مجاہد کی ہے مشاہد پر **سوم** ۔ پہاڑنا وجود کے
پر دون کو ساتہہ فنا و بقا کے اور مہذب کرنا باطن کو ساتہہ اخلاق و اقوال صالحہ
کے **چہارم** واقع کرنا سلوک کو ساتہہ نوع مصالحت معاش کے اس طریق پر کہ مصالحت
فوت نہووے پس ان مراتب کو سمجھکر ایسے شخص سے تلقین کرنا ہو سکتا ہے کہ
قوت باطن رکہتا ہے اور مراتب فنا اور بقا کو طے کیا ہے پس خداوند عالم بہتر
جانتا ہے **جواب تین مطلبونکا** عنایت نامہ پہنچا جسمین تین مطلب
لکہے ہوئے تھے **اول** طریقہ سہروردیہ حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی کا ہے
کہ جنہون نے اپنے والد شیخ عبدالاحد سے پایا ہے اور اوہنون نے شیخ رکن الدین
گنگوہی سے اور اوہنون نے اپنے والد شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے اور اونہون
نے اپنے شیخ شیخ قاسم درویش اودہی سے اور اونہون نے اپنے شیخ بڈہن
سے اور اونہون نے اپنے شیخ سید اجل سے اور اونہون نے اپنے شیخ سید جلال

کہ جو مخدوم جہانیان کے نام سے مشہور ہین اور اونہون نے اپنے والد سید احمد کبیر سے اور اونہون نے اپنے والد سید جلال الدین سے اور اونہون نے شیخ بہاء الدین ذکریاے ثانی سے اور اونہون نے شیخ رکن الدین ابی الفتح سے اور اونہون نے اپنے والد شیخ بہاء الدین ذکریا سے اور اونہون نے صاحب طریقت شیخ شہاب الدین سہروردی سے اور بھی شیخ رفیع الدین امام کہ اجداد سے حضرت مجدد کے ہین پیش امام شیخ بہاء الدین ذکریا کے اور خلیفون مین سے اونکے تھے پس گمان کیا جاتا ہے کہ اونکو اپنے اجداد سے اجازت اس طریقہ کی ملی ہو بلکہ شاید یہہ طریقہ اون کے خاندان کا موروثی ہو اور دوسرے طریقہ مثل چشتیہ و قادریہ نقشبندیہ کو صرف اونہون نے اور اون کے والد نے اختیار کیا ہو

مطلب دوم عذر شغل ہمہ اوست کا اور تحقیق اوسکی یہہ ہے کہ قلب کو ایک ایسی حالت حاصل ہو جاے کہ جو لازم حالت اضطراری وہ ہے کہ بلا اختیار کرنے فعل صادر ہو مثلاً آگ جہان رکھی جاوے گی ضرور جلا دیگی وہ اس فعل پر مجبور ہے اوس سے یہہ نہین ہو سکتا کہ نہ جلاوے اضطراری ہوا اور اوس کے دفع کرنے کا اختیار باقی نرہے اور یہہ حالت اوس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو وحدت الوجود کی حقیقت کا اعتقاد رکھتا ہو ورنہ یہہ شغل اوسکو ہرگز نفع ندیگا بلکہ دل مین یہہ خیال آئے گا کہ یہہ تمام باتین خلاف واقعہ ہین اور شبہہ نہین کہ ظاہر ہونا اس حالت کا خود بخود تصفیہ قلب سے حاصل ہوتا ہے تصنع اور تکلف کو دخل نہین ہے اور خواجہ سرور رحمتہ اللہ علیہ نے لکہا ہے کہ تا وقتیکہ کوئی شخص معتقد توحید وجودی کا نہین ہے حصول فنافی اللہ اوس کے وجود کو نہوگا اور اوس منکر کے حق مین تمام فنائین پردہ مین ہے اور غیر حق ہین اور تمام تجلیات انوار کو ظہورات حقتعالی نہ جانے گا۔ اور تحقیق توحید وجودی کی بہت طول ہے لیکن آیات کلام اللہ

اور احادیث رسول اللہ کہ جن سے مثل نحن اقرب وغیرہ معیت اور قربت پائے جاتی ہی
اس بات کو بخوبی ثابت کرتے ہین اور جواب او سکا سبب اس بات کے کہ ظاہر
سے خالی ہین بغیر امتناع او سکے نہوگا یہہ تمام ہماری عقل کے خلاف کے سبب سے
ہے نہ کتاب اور سنت سے کیونکہ یہہ کونسی انصاف کی بات ہے کہ منصوصات شرع
کو غیر شرعی سمجہین اور اپنی عقل ناقص کے خیالات کو شرعی جانین اور جامع ترمذی
مین حدیث لو دلیتم بحبل الی الارض السابعۃ السفلی لھبط علی اللہ اور
حدیث ان اللہ یقبل الصدقۃ من الطیب یعنے اگر تم رسی کو زمین کے
ساتوین طبقہ کے نیچے بھی ڈالو تو وہ خدا ہی کے پاس پہنچے گی پس ان احادیث
سے ثابت ہے کہ مذہب متقدمین اور ظاہر کے تھا اور نفی غیریت کے اور اتحاد
کا ثبوت نص سے بھی ثابت ہے جیسے نفی انا اللہ مین ہی ہون خدا کی آگ
سے ولکنت سمعہ وبصرہ تھا مین سماعت اوسکی اور بصارت اوسکی دلیل
واضح ہے یہہ آواز حضرت موسی کو طور پر آئی تھی جب آگ لینے گئے تھے ازترجم
پس بشرط انصاف کلام حضرت مجدد سے وحدت الوجود کی نفی مطلق ثابت
نہین ہے بلکہ نفی بعض اقسام کی اوس کے لیکن جو کچھہ ذہن مین آتا ہے
دو ہو کرنا اوسکا جلدی سے مشکل ہے اور مداومت تکرار کی متعذر الطرفین ہے

مطلب سوم حقیقت ذکر جہر آوازسے یعنے کہ ذکر کرنا۔ حق یہہ ہے
کہ انکار اسکا بے عقلی ہے کیونکہ قران شریف کو بہ آواز پڑہنا ثابت ہے تلبیہ
لبیک تک کہنا حج کے بیان مین آیا ہے کہ افضل الحج العج والثج اسے
مانع الصوت بالتلبیہ واراقۃ الدم یعنے حج بہتر وہی ہے جسمین
لبیک پکار کر کہی جاوے اور قربانی کیجاوے اور اسیطرح دعا و مناجات رسول
مقبول صلعم کے اور بنا طریقہ چشتیہ و اولسیہ و قادریہ کے کہ تمام ہمارے

پیرین اوپر ذکر جہر کی کسے ہے اس حکم پر کہ فعل حرام سبب قرب الٰہی کا نہین ہوتا ہے بلکہ ذکر جہر مین دلجمعی ہے کہ اس سے زیادہ جمعیت ہو نہین سکتی جب خواجہ علاءالدین محمد اوسی نے حضرت خواجہ نقشبند سے جو مین ذکر جہر کا سننا اور بعد والیسی اسبات کا عذر کیا کہ آپکو بسبب قوت باطنی کے اسکی حاجت نہ تھی اور ہمکو اس سے بہت نفع ہوا پس حضرت نقشبندیہ نے اس سے انکار نکیا اور جبکہ خود روح سے حضرت خواجہ عبدالخالق عجدوانی کے ذکر خفیہ حاصل کر چکے تاہم خود نہین کرتے تھے پس تمکو اس بات کا تردد بیجا ہے اگرچہ یہہ مذہب ضعیفون کا ہووے اس مین روایت اگرچہ مشہور ہے لیکن مجکو بعینہ اوس کتاب کے بیان کرنے مین کسیقدر تلاش کی ضرورت ہے - ایکدفعہ خواجہ سراے عالم بعقبہات بادشاہ روم کی طرف سے امیر حج مقرر ہوکر مدینہ مین آئے اور شیخ ابراہیم کردی سے ملاقات کی اور کہا کہ اس سفر مین مین نے بڑی بدعت کو دور کیا اونہون نے کہا کونسی بدعت کہا مسجد بیت المقدس سے ذکر جہر کو موقوف کیا شیخ نے یہہ آیت پڑہی ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها جس نے کہ منع کیا خدا کی مسجدون مین اوس کا نام لینے کے لئے ظلم کیا اور کوشش کی اس بات کی کہ مسجدین خراب ہو جائیں اور چند روایتین جو کہ فتاوی سے لکہے ہین پیش کین اور فرمایا کہ اہل تقلید پر ہے تو تم مقلد دوسرے کے ہوا ور مین مقلد دوسرے کا پس روایتین تمہاری مجپر حجت نہین ہو سکتی اور اگر عمل تحقیق پر ہے تو بسم اللہ یہی گوی یہی میدان اور بعد اس کے کہ چند رسالے اس کے اثبات مین لکہے ہین سے بعض میرے پاس بہی ہین والسلام فقط

مجموعہ رسائل خمسہ شاہ عبدالعزیز صاحب

رسالہ فیض عام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد رب العالمین و نعت سید المرسلین صلوات علیہ و آلہ الطیبین و اصحابہ التابعین
واضح ہو کہ عاصی گنہگار نالائق ساکن موضع بردوان پرگنہ حویلی ڈھاکہ جلال پور
سنہ ۱۲۲۹ ہجری میں دارالخلافت شاہجہان آباد مین خدمت فیضدرجت مین جناب
فیض مآب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دام فیوضاتہم کے حاضر ہوا اور بعد بیعت
کے چند سوالات کئے کہ جو سالہا سال سے میرے دل مین تھے اور جو جوابات
آنحضرت نے فرمائے مین ہر ایک انمین کا ہدایت سے طریق مستقیم سے خدا
مجکو توفیق عنایت کرے تاکہ اون جوابات پر عمل کرون نجات پاؤن **سوال**
وہ کونسا کام ہے کہ جس کے کرنے سے منہیات سے نفرت حاصل ہو جاے
وہ امر کی طرف دل رغبت کرے **جواب** لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا کہنا
اور نفی اور اثبات کلمہ توحید کی اور مارنا اوس کا دل پر شدومد سے اور پڑھنا
معوذتین کا صبح و شام اس بات کے لئے بہت مفید ہے **سوال** صبح کے وقت
دو رکعت سنت ہین اور دو رکعت فرض اور ظہر کو چار سنت اور چار فرض
اور دو سنت اور عصر کو چار رکعت فرض اور مغرب کو تین فرض اور دو سنت
اور عشا کو چار رکعت فرض اور دو سنت اور تین وتر پڑھتا ہون سوا اس کے

کس کس وقت پر کون کونسی نماز پڑہنا منظور ہے ارشاد ہو **جواب** فرض اور
وائی تو اسیقدر ہین مگر بشرط فرصت بعد زوال آفتاب کے قبل نماز ظہر چار رکعت
نماز ایک سلام سے پڑہی جاوے سنت ہی اور چار رکعت قبل از نماز عصر مستحب
ہے اور مابین مغرب و عشاء کے صلوات الاوابین ہے اور وہ بھی مستحب ہے
شش رکعت بھی کہا گیا ہے اور بیس رکعت بھی بقدر فرصت اور نماز اشراق
بعد طلوع آفتاب کے ایک پہر دن چڑہے تک اور نماز چاشت پہر دن چڑہے
سے لیکر زوال تک اور نماز تہجد بعد آدہی رات کے صبح صادق تک اور نماز
اشراق ہے اور بعضون نے چار رکعت بھی کہا ہے اور نماز چاشت چار رکعت ہی
اور نماز تہجد دو رکعت سے لیکر بارہ رکعت تک بطور تراویح پڑہ سکتے ہین بعد دو رکعت
کے سلام کہے اور ہر چار رکعت کے بعد تسبیح و تہلیل پڑہکر دوسرا ترویحہ شروع
کرے **سوال** بعد نماز پنجگانہ کے تسبیح و مناجات کے واسطے کیا ارشاد ہوتا
ہے **جواب** بعد نماز صبح کے لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین سو دفعہ
اور بعد نماز ظہر کے اگر فرصت ہو تو حسبی اللہ نعم الوکیل پانسو دفعہ اور اگر فرصت
نہو پچیس دفعہ اور بعد نماز عصر کے تسبیح فاطمہ جو مشہور و معروف ہے پڑہنا چاہیئے
اور بعد نماز مغرب کے کلمہ تمجید یعنے سبحان اللہ والحمد للہ پانسو دفعہ
اور بعد نماز عشاء کے سو دفعہ درود شریف مدینہ منورہ کے طرف متوجہ ہوکر
کے ساتھہ پڑہنا چاہیئے **سوال** مناجات مندرجہ کلام اللہ و احادیث پڑہنا چاہیئے
یا آپکی تصنیف کی ہوئی عربی یا فارسی مین پڑہنا چاہیئے کیا ارشاد ہوتا ہے
جواب مناجات کلام الٰہی بعض بزرگان دین نے جمع کئے ہین جو لفظ
ربنا کے ساتھہ شروع ہوتے ہین اور مناجات احادیث حصن حصین مین
بقید وقت لکہے ہوئے ہین اور مین نے کوئی دعا تصنیف نہین کی ہے البتہ

میری والد نے ایک دعا عربی مین تصنیف کی ہے جسکا نام اعتصام ہے شب و روز مین ایکبار پڑہا کیجیے **سوال** واسطے عفو جرائم اور عاقبت بخیر ہونیکے لئے کیا پڑہنا چاہئے **جواب** واسطے عفو جرائم کے استغفار بہت کہنا چاہئے اور ذکر کلمۂ طیبہ کا اور تلاوت آیۃ الکرسی کی بعد نماز کے عاقبت بخیر ہونیکے لئے خوب چیز ہے **سوال** واسطے محفوظ رہنے عذاب قبر سے کیا پڑھنا چاہئے **جواب** مداومت سورۂ تبارک الذی کی بعد نماز عشا کے اور سورۂ حم کا بھی یہی حکم ہے **سوال** واسطے بچنے مکر نفس و شیطان کے کیا چاہئے **جواب** کلمہ لاحول ولا قوت زیادہ پڑہے اور معوذتین بعد نماز صبح اور مغرب گیارہ گیارہ مرتبہ **سوال** سواے ماہ رمضان کے کس کس ماہ مین روزہ رکہنا چاہئے **جواب** سواے ماہ رمضان کے نہم ماہ ذیحجہ کا روزہ بہت ثواب رکہتا ہے اور دو سال کے گناہونکو معاف کرواتا ہے اور روزہ دسوین محرم کا جو روز عاشور ہے یہ بھی مسنون اور سبب ایکسال کے گناہون کے کفارہ کا ہے اور سواے ان دو روزون کے ہر مہینے مین تین روزے رکہنا بڑا ثواب ہے بہتر یہ ہے تیرہ[۱۳] چودہ[۱۴] اور پندرہ کو رکہین یا اول و آخر ہر مہینے مین یا ہر عشرہ کے شروع مین اور دوشنبہ و پنجشنبہ کا روزہ مستحب ہے اور روزہ صبح شب برات کا اور روزہ چہہ عیدونکا اور روزہ عشرہ ذیحجہ کا سواے روز عید کے جس قدر جس ماہ ہو سکے اور روزہ ماہ رجب کا بھی بہت ثواب رکہتا ہے **سوال** ہمیشہ کے لئے کون درود اور وظیفہ ورد رکہنا چاہئے **جواب** اس درود کو اگر ہو سکے ہر شب ورنہ شب جمعہ ہمیشہ پڑہا کرے درود یہہ ہے **اللھم صلی علی سیدنا محمد النبی الامی وآلہ وبارک وسلم** و بہترین استغفارات **سید الاستغفار** ہے سو تحت معنے سمجھکر پڑھنا چاہئے سید الاستغفار کتاب سبیل الارشاد مین تحریر ہے اور وہ کتاب نہایت نفیس ہے نقل کرنا چاہئے اور وظائف اور نماز جسطرح اوسمین لکہا ہوا ہے پڑھنا چاہئے اور وہ کتاب گویا خلاصہ ہمارے خاندان کے طریقہ کا ہے

خصوصاً سلوک کے فائدے جو میرے والد نے طالبونکو ارشاد کئے مین اوسمین لکھی ہوی
مین حضرت شاہ محمد عاشق جو میرے والد کے جلیل القدر خلیفہ مین اونھون نے تالیف
کی ہی قریب چھہ جزکے ہی **سوال** قرآن شریف کے تلاوت کے کیا آداب مین **جواب**
تلاوت قرآن شریف مین تہذیب اور رو بقبلہ ہونا اور حروف کو بخوبی ادا کرنا اور مدّو تشدید
کو نچھوڑنا اور مقام وقف مین ٹھہر جانا یہہ آداب ظاہری ہین اور آداب باطنی یہہ مبتدی
کو چاہئے کہ یہہ تصور کرے گویا روبرو خداوند عالم کے پڑھ رہا ہے اور اللہ تعالے
بجاے استاد کے بیٹھکر سن رہا ہے اور منتہی کو چاہئے کہ یہہ تصور کرے کہ یہہ کلام زبان
خدا سے بلا واسطہ سن رہا ہون اور ان دونو صورتون مین فرق یہہ ہے کہ پہلی صورت
زبان اپنی اور کان خدا کے اور دوسری صورت مین کان اپنے اور زبان خدا کی ہی
اور اس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہین چنانچہ شیخ الشیوخ
اپنے عوارف مین لکھتے ہین انی لاقرء الاٰیۃ حتی اسمعہا من قائلہا یعنے
پڑھتا ہون مین آیت کو تا اینکہ سنتا ہون مین زبان اوسکے کہنے والی سے شیخ الشیوخ
بعد لکھنے اس کلام کے عوارف مین کہتے مین کہ امام اسوقت بمنزلہ شجرہ موسی کے
پہونچکر انی انا اللہ رب العالمین **سوال** واسطے دفع عذاب موت کے کہ کیا
ارشاد ہوتا ہے **جواب** واسطے سہل ہونے عذاب سکرات کے مداومت آیۃ الکرسی
کی اور سورۂ اخلاص کی اور دفع ہونے عذاب قبر کے مداومت سورہ تبارک کی بعد نماز
عشا کے اور حدیث مین سورۂ دخان کا پڑھنا بھی وارد ہوا ہی **سوال** سوال جواب قبر بدستخط
حضرت پیرومرشد عنایت فرمایا جاوے **جواب** گور موافق حدیث لکھا جاتا ہے
حاجت مہر کی نہین ہی اس جواب کو ورد زبان رکھنا چاہئے اور پارچہ پر خوشبو سے
لکھکر نزدیک اپنے رکھنا چاہئے جواب یہہ ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان
محمد عبدہ ورسولہ رضیت باللہ وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا ورسولا وبالقرآن

اماما وبالکعبۃ قبلۃً وبالمومنین اخوانًا وبالصدیق وبالفاروق وبذی النورین
وبالمرتضی ائمۃ رضوان اللہ علیہم مرحبًا بالملائکین الشاھدین الحاضرین
واشھد بان نشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ علی ھذہ
الشھادت نحیی وعلیھا نموت وعلیھا نبعث انشاء اللہ تعالی **ترجمہ**
گواہی دیتا ہون مین اسبات کی کہ نہین ہے کوئی خدا سوا اللہ وحدہ لاشریک کے اور گواہی
دیتا ہون اسبات کی کہ محمد مصطفی رسول ویے ہین راضی ہو نہین ساتھ خدا کے اور ساتھ
اسلام کے ازروی دین کے اور ساتھ محمد کے ازروی نبی ہونیکے اور ساتھ قرآن کے
ازروی امام ہونیکے اور ساتھ کعبہ کے ازروی قبلہ ہونیکے اور ساتھ مومنین کے ازروی
بھائی ہونیکے اور ساتھ چارون اصحاب کے ازروی امام ہونیکے خدا اون سے راضی
رہے اور ساتھ ملائکہ کے ازروے گواہ ہونیکے اور حاضر ہونیکے اور وہ گواہی دینگے
اس بات کی کہ ہم گواہی دیتے ہین باین طور کہ کوئی معبود نہین ہے سوای خدا کے
وباین طور کہ محمد رسول خدا کے ہین اور اسی گواہی پر ہم زندہ ہون گے اور مرین گے
اور اوٹھین گے اگر خدا چاہے **سوال** ایک کپڑا استعمال واسطے کفن کے عنایت
کیجئے **جواب** انشاء اللہ تعالی دیا جاویگا **سوال** اگر شجرہ حضرت ہاتھ سے عبارت
عربی یا فارسی مین بطور مناجات نظم ہو تو بہت اچھا ہوگا **جواب** فقیر بسبب ضعف
بصارت [illegible] لکھنے سے مجبور ہے شجرہ قادریہ فارسی اور ہندی مین مع مناجات
نظم ہے جو پسند ہو نقل کراؤ **سوال** شجرہ قبر مین رکھا جاویگا یا نہین اگر رکھا جاوے تو
اوسکی ترکیب عنایت کیجئے **جواب** شجرہ قبر مین رکھنا طریقہ بزرگون کا لیکن اسکے
دو طریقہ ہین اول یہہ کہ مردے کے سینہ پر کفن کے یا کفن کے باہر رکھا جاوے اور یہہ
طریقہ فقہا پسند نہین کرتے اور کہتے ہین کہ بدن سے مردے کے خون اور پیپ
نکلتے اور یہہ بزرگون کے نام سے بے ادبی کا سبب ہے دوسرا طریقہ یہہ ہے کہ

کہ سر ہاتہ مردیکے طاق کہودکر شجرہ اوسمین رکہا جاوے سوال جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے روایت کے باب مین جو طریقہ آپ آپکو ملا ہے وہ عنایت فرمایا جاوے یا اوسکا خلاصہ مرحمت ہو جواب مین نے رویت سی جناب مرتضیٰ علی کے مشرف ہو کر بعیت کی حضرت نے فرمایا کہ ہمارے زمانے مین صحابہ نے تین طریق رکہے تہے جنمین سے دو موقوف ہین یعنے تلاوت قرآن شریف اور نماز تیسرے ذکر جو اسوقت باقی ہے اور اس طریقہ مین بھی تفاوت بہت ہے بعد اسکے طریقہ نماز اور تلاوت قرآن شریف کا ارشاد فرماے طریقہ نماز کا جو بطور شغل کے ادا کیا جاے طول و تفصیل بہت رکہتا ہے اسوقت بسبب ذکارت اسبثے علالت مزاج کے اور لڑکی کے بیماری کے سبب سے نہین لکہہ سکتا اور طریقہ تلاوت کا مبتدی کیلئے یہہ ہے اپنے کو قاری اور خداوند عالم کو سامع تصور کرے اور اس طرح پڑہے کہ جسطرح شاگرد روبرو استاد کے پڑہتا ہے اور واسطے منتہی کے یہہ ہے کہ حق تعالی کو قاری اور اپنے کو سامع قرار دیوے اور اپنی زبان کو نائب تصور کرے اور کانون کو سامع قرار دیوے گویا حق تعالی میری زبان سے کلام کرتا ہے اور مین سنتا ہون پس یقین ہے کہ اس تصور مین بسبب غلبہ محبت کے ایسی حالت طاری ہوگی کہ جسطرح عاشق کو اپنی معشوق کی باتین سنکر ہوتی ہے اور مقصود حاصل ہو جائیگا اللہ غنی کرنیوالا ہے سوال ترکیب زیارت خواجہ خضر اور اون سے مدد لینے کا طریقہ ارشاد کیا جاے جواب ترکیب زیارت اسوقت نہین ہے اسکے بعد انشاء اللہ روانہ کیجاویگی۔ سوال جسوقت کسی کو حالت مرض مین معلوم ہو جاے کہ اب امید زندگی کی نہین ہے اور ایک دو روز مین موت آنیوالی ہے پس ایسی حالت مین اوسکو اور اوسکے وارثون کو واسطے نجات کے کیا کرنا چاہیئے جواب مریض کو جب ایسی حالت پہنچے کہ زندگی سے مایوس ہو جاے اور آثار موت کے ظاہر ہو جاوین تو چاہیئے کہ اول غسل یا وضو یا تیمم

اچھی طرح سے کرواکے روبقبلہ کردین اور اوسکے آس پاس کی جگہ بخوبی صاف کردین
اور گلاب وغیرہ چھڑک کر عطر اور خوشبو رکھین بعد اوسکے روبرو ذکر دنیا کا اور باقی ماندگان
کا ذکرین رونا پلانا بالکل موقوف رکھین اور جس سے بیمار کو زیادہ تعلق ہے اوسکو سامنے
نہ آنے دین اگر خود بیمار اوسکو یاد کرے ایک دو وقت اوسکو سامنے آنے دین اور کلمہ
استغفار آواز پڑہین تاکہ بیمار کو بھی خیال آجاے کوئی اوسپر کلمہ استغفار پڑہنے کیلیے
جبر نکرے بلکہ دوسرے لوگ پڑہین تاکہ اوسکو بھی یاد آجاوے اور ہول قبر اور خوف
حساب عاقبت کی سختیون کا ذکر نکرین بلکہ رحمت خدا اور شفاعت پیغمبر اور ارواح صالحین
کا ذکر کرین خصوصًا پیران عاقبت کا اور ذکر ... جو ان سکے زائل ہونیکا اور اعمال کو قبول ہونیکا
اوسکے روبرو کرین تاکہ امید اوسکے خوف پر غالب ہووے اور جو کچھ وہ اوسوقت وصیت
کرے خوشی سے قبول کرین اور ذمہ لیوین کہ البتہ اس وصیت کو پوری کرین گے تاکہ
دل اوسکا پریشان نہو جاوے اور روبرو اوسکے سورۂ یٰسین اور سورۂ الحمد اور سورۂ اخلاص
پڑہین اور قرآن کے سورون کا ذکر بھی کرتے رہین **سوال** نماز استسقا اور نماز خسوف
وکسوف اور نماز عاشورہ کی ترکیب مرحمت ہو **جواب** واسطے نماز استسقا کے رئیس
ساتھ جماعت مسلمین کے عیدگاہ کو تین روز تک متواتر آوے بلکہ پیدل آوے تو بہتر ہے
اور پرانے کپڑون سے آوے اور زینت مثل عید کے نکرے اور عاجزی اور شرمندگی
سے عیدگاہ مین جاکر دو رکعت نماز نفل آواز سے پڑہے بعد اوسکے خطبہ پڑہے اور
دعاے استغفار بہت پڑہے اور امام کو چاہیئے کہ چادر دستے بائین بدلتا رہے اور
نہایت عاجزی سے دعا وزاری بجالاوے اور حدیث مین آیا ہے کہ یہہ دعا پڑہے
اللهم اسقنا غيثاً مغيثاً مريئاً مريعًا نافعًا غير ضار عاجلًا غير اجل اللهم
اسق عبادك وبهائمك وانشر رحمتك واحي بلدك الميت طریق نماز سورج گہن
کا یہہ ہے کہ امام ساتھ جماعت کے دو رکعت نماز نفل مثل دوسری نمازون کی آہستہ پڑہے

جسقدر قرات کو طول ہو بہتر ہے دعا اور استغفار مین مشغول رہے تا کہ آفتاب روشن ہو جاے اور نماز چاندگہن مین جماعت کی ضرورت نہین ہے ہر شخص دو رکعت نماز نفل علیحدہ علیحدہ پڑہے اور دعا مین مشغول رہے جب تک کہ چاند صاف ہوجاے ترکیب نماز عاشور کی مشایخین کی کتابون مین اسطرح لکہی ہوی ہے کہ روز عاشور جسوقت کہ آفتاب بلند ہووے دو رکعت نماز نفل پڑہے پہلی رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے آیۃ الکرسی یکبار اور دوسری رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے آخر سورۂ حشر پڑہے اور بعد سلام کے جسقدر درود شریف ہوسکے پڑہے اور بعض روایت مین مشایخین کی لکہا ہے چہ رکعت نماز پڑہے رکعت اول مین سورۂ والشمس اور دوسری رکعت مین انا انزلنا اور رکعت سوم مین اذا زلزلت الارض چہارم مین قل ہو اللہ پنجم مین قل اعوذ برب الفلق ششم مین قل اعوذ برب الناس اور بعد فراغت کے سر سجدہ مین رکہکر حاجت طلب کرے **سوال** اس زمانہ مین وجہ حلال کسطرح میسر ہوتا ہے **جواب** وجہ حلال اس زمانہ مین اور زمانہ سابق مین چار صورتون سے میسر ہوتا ہے اول نوکری بشرطیکہ اعانت کفر اور ظلم کی اوسمین نہووے اور کوئی کام خلاف شرع بہی اوسمین نہووے۔ دوسری زراعت بشرطیکہ موافق شرع کے حق عاملون کا ادا کیا جاوے۔ تیسری تجارت بشرطیکہ مباح چیزون کی ہو اور پیمانہ اور وزن مین فرق نکیا جاوے اور آمیزش نکیجاوے۔ چوتہی صنعت اور حرفہ بہی انہین شروط کے ساتہہ **سوال** ترکیب زیارت قبور کی کیا ہے **جواب** جسوقت کہ عموماً مومنین کی زیارت کو جاوے اور پیٹہہ طرف قبلہ کے اور منہ طرف سینۂ میت کے کرکے سورۂ فاتحہ ایکبار اور سورۂ اخلاص تین بار اور مقبرہ مین آتے وقت یہ الفاظ کہے السلام علیکم یا اہل الدیار من المومنین والمسلمین یغفر اللہ لنا ولکم وانا انشاء اللہ بکم للاحقون اوراگر کسی ولی بزرگ کی قبر ہو تو منہ طرف سینہ اوس بزرگ کے کرکے

بیٹھ جاوے اور اکیس مرتبہ سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح کہے اور سورۂ
انزلنا تین بار پڑھے اور دلکو خطرات سے خالی کرکے مقابل مین اوس بزرگ کی لاوے
پس برکتین روح کی زیارت کرنے والے کے دلمین پہنچیگی **سوال** دریافت کرنا
اس امر کا کہ اہل قبر کامل ہے یا نہین کسطور سے ہوسکتا ہے۔ اور جسصورت مین کہ کامل ہی
اوس سے مدد کسطرح لینی چاہیئے **جواب** بعضے اہل قبر سے کامل ہی ہین اور کامل
ہونا اونکا مشہور ہے۔ اور طریقہ مدد لینے کا یہہ ہے کہ جانب سر قبر ہوکر اونگلیان قبر پر
رکہکر سورۂ بقر تا مفلحون پڑھے اور پہر بائین قبر کیطرف جاکر امن الرسول آخر
سورہ تک پڑھے اور یہہ کہے کہ ایحضرت فلانے کام کے لئے مین درگاہ الہی مین دعا
کرتا ہون آپ بہی دعا اور شفاعت سے میری امداد کیجئے اسکے بعد رو بقبلہ ہوکر اپنے
مطلب کو اللہ تعالےٰ سو چاہے واضح ہو کہ اہل قبر کا حال در مشہور نہین ہو اونکا کمال دریافت کرنیکا طریقہ یہہ ہو بعد فاتحہ درود کے
ذکر سبوح مین دلکو اپنے مقابل سینہ اہل قبر کے رکہے۔ اگر اپنے دلمین راحت و تسکین
محسوس ہو جان لے کہ اہل قبر اہل صلاح و کمال سے ہے لیکن یاد رہے کہ اہل قبور سے جو
اپنے کمال مین زیادہ مشہور ہون اونہین سے مدد لینی چاہیئے **سوال** ترکیب استخارہ
وغیرہ واسطے دریافت حالات آیندہ کے کسطرح پر ہے **جواب** ترکیب اسکی کتاب قول جمیل
مین مذکور ہے اور طریقہ سہل یہہ ہے کہ شب چہارشنبہ و پنجشنبہ و جمعہ متواتر نماز عشا کی بعد
بسم اللہ الرحمن الرحیم تین سو بار پڑہکر سورۂ الم نشرح۔ بسم اللہ کے ساتھہ سینہ اور منہ
پر اپنے دم کرے اور جناب باری مین دعا کرے کہ فلانے امر مین جو کچھہ ہونیوالا ہے
خواب مین یا بیداری مین بآواز ہاتف مجکو معلوم ہو جاوے بعد اسکے سو بار یہہ درود پڑہے
اللہم صل علی سیدنا محمد بعدد کل معلوم لک دوسرا طریقہ استخارہ کا جو
حدیث مین مذکور ہے یہہ ہے کہ دعاے استخارہ کو تین دفعہ پڑہکر اپنے قلب کیطرف
متوجہ ہو اگر اوس کام مین ارادہ مصمم ہونے لگے تو اوس کام کا ارادہ کرے اور جو نہ ہو تو

رکہیے دعاے استخارہ مشکوات مین موجود ہے سوال مشکلات دنیوی کیلئے کون سی دعا پڑہنا چاہئیے جواب دعاالکرب باطہارت پڑہنا مجرب ہے لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم سبحان اللہ رب السموات السبع ورب العرش العظیم اللہم انی اسالک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل بر وسلامۃ من کل اثم لاتدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ہما الا فرجتہ ولا حاجۃ لی من حوائج الدنیا والاخرۃ الا قضیتہا یا ارحم الراحمین اور اعمال مین مشایخین کے ختم خواجگان بھی مجرب ہے اور طریقہ اوسکا مشہور ہے اور ختم یا بدیع العجائب بالخیر کا یا بدیع بارہ سو دفع اول و آخر درود دوسو بار بھی خواہ تنہا خواہ جماعت کے ساتھ پڑہے سوال حفظ آبرو اور عزت کیلئے کیا کرنا چاہئیے جواب یا عزیز اکتالیس بار پڑھنا صبح کیوقت یا روبرو حاکم کے جانیکے وقت پڑھنا مجرب ہے اگر اسی اسم کو چاندی کی انگوٹھی پر کہ جسکا نگینہ بھی چاندی کا ہو شکل مربع کہدوائین مگر شرف قمر کے وقت کندہ کروانا چاہئیے اور عطر وغیرہ سے خوشبو کرکے احتیاط سے رکہین اور حاکم کے پاس جانیکے وقت کن اونگلی مین پہن لیوین

ز	ی	ز	ع
ع	ر	ی	ز
ز	ع	ز	ی
ی	ز	ع	ز

شکل مربع یہہ ہے سوال فراغت رزق کیلئے کیا کرنا چاہئیے جواب وقت چاشت چار رکعت نماز پڑہین اور بعد سجدے مین جاکر اکیسو چار دفعہ یا وہاب پڑہین اگر فرصت نہو پچاس مرتبہ پڑہین اور سورہ کہف جمعہ کے روز پڑھنا بھی سبب زیادتی رزق کا ہے اور اسیطرح سورۂ واقعہ ایک رات مین دو وقت پڑھنا بعد مغرب کے اور بعد عشا کے بھی مجرب ہے اور بعد نماز صبح کے سو بار یا مغنی اگر فرصت ہو گیارہ سو بار اور سورۂ مزمل بعد نماز عشا کے اکیس بار اگر فرصت نہو سات بار اگر اسقدر بھی فرصت نہو ایکبار لیکن جب اس آیت کے قریب پہنچے رب المشرق والمغرب لا الہ الا ہو فاتخذہ وکیلا حسبنا اللہ ونعم الوکیل پچیس مرتبہ

پڑھے بعد سورہ کو تمام کرے سوال واسطے ادائی قرض کے کیا کرنا چاہئے جواب
اس دعا کو بعد نماز کے تین دفعہ پڑھنا مجرب ہے دعا یہ ہے اللھم انی اعوذ بک
من الھم والحزن واعوذ بک من العجز والکسل واعوذ بک من الجبن والبخل واعوذ بک من
غلبة الدین وقھر الرجال اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک اغننی بفضلک عمن سواک سوال
واسطے محفوظ رہنے جمیع بلیات سے اور آفات دنیاوی سے کیا کرنا چاہئے جواب
تینتیس آیتین بعد نماز مغرب پڑہنا چاہئے اگر فرصت نہو آیة الکرسی دس دفعہ صبح کے
وقت اور یا حفیظ دو ہزار بار پڑھے اور اس کام کیلئے حزب البحر خوب چیز ہے سوال
وہ جو بلیات سے محفوظ رہنے کیلئے تینتیس آیتین پڑھنے کا حکم ہوا ہے وہ کون سی
آیتین ہین ارشاد ہو جواب وہ آیتین یہ ہین چار آیتین اول بقرہ سے مفلحون تک
اور تین آیة الکرسی سے خالدون تک اور تین آیتین آخر سورۂ بقرکی للہ ما فی السموات
سے آخر تک اور آیت سورۂ اعراف ان ربکم اللہ سے محسنین تک اور دو آیتین آخر سورۂ
بنی اسرائیل کی قل ادعوا اللہ وادعوا الرحمن سے آخر تک اور دس آیتین سورۂ والصافات
کی لازب تک اور تین آیتین سورہ رحمن کی یا معشر الجن سے فلا تنتصران تک اور تین آیتین
سورہ حشر کی لو انزلنا ھذا القرآن سے آخر سورہ تک اور دو آیتین سورہ جن کی قل اوحی الی
سے شططا تک سوال تسخیر حکام کے لئے کیا کرنا چاہئے تاکہ ہمیشہ مہربان رہین اور ایذا
نہ پہنچاوین جواب جب نزدیک حکام کے جاوین تو یہ دعا پڑھین یا رحمن کل شئی وراحمہ
یا رحمن ستر دفعہ پڑھکر اون کی طرف دم کرین اور اپنے مکان مین حاکم کے مکان کی طرف
متوجہ ہوکر یا مقلب القلوب دو سو بار پڑھے اور دعا کرے حقتعالی دل کو اس کے
مسخر کریگا اور عمل یا عزیز جس کا ذکر ہو چکا ہے بہت مفید ہے سوال اسبابہ چیز
کیا ارشاد ہوتا ہے کہ بعض وقت خواب مین ایسی باتین نظر آتی ہین جو وہم وگمان مین بھی
نہین ہوتی ہین جس سے طبیعت مکدر ہو جاتی ہے جواب سوتے وقت

معوذتین اور آیۃ الکرسی ایکبار پڑہکر سینہ پر اور منہہ پر اپنے دم کرے اگر اس سے بھی نفع نہو تو اسم یا شدید کو تین بار پڑہکر تمام جسم پر دم کرے بعد سوتے وقت یہہ دعا پڑہے باسمک اللہم وضعت جنبی وبک ارفعہ ان شاء اللہ تعالی احفظنی من نومی وجنبنی کما تحفظ بہ عبادک الصالحین واعوذ بک من ہمزات الشیاطین وان یحضرون **سوال** سفر کرنیکی ترکیب جس طرح ارشاد ہو عمل کیا جاوے **جواب** جس وقت کہ ارادہ سفر کا ہوا ور مستعد کوچ پر ہو جاوے دو رکعت نماز نفل پڑہکر اس دعا کو پڑہے بسم اللہ مرجینا وبسم اللہ ونجنا وعلی ربنا توکلنا اللہم انا نسالک خیر المخرج وخیر المولج اللہم ہون علی السفر ہذا واطولی البعد کن لی صاحبا فی السفر وخلیفۃ فی الاہل اللہم اعذنی من وعثاء السفر وکابۃ المنقلب وسوء المنظر فی المال والاہل والولد اللہم زودنی فی السفر ہذا البر والتقوی ومن العمل ما ترضی بعد ازان کلمہ کی انگلی کو اطراف سر کے پہراوے اور اطراف مال ومتاع اور جانور اور رفیقون کے پہراوے اور کہے بسم اللہ لا الہ الا اللہ حوالینا حصار محمد رسول اللہ قفل وسمار وخلت فی حرز اللہ وفی کنف اللہ وفی حمایۃ اللہ الذی ہو اعز واجل واکبر مما اخاف واحذر الہی ببستم دست وپا وزبان وگوش وہوش کسانیکہ مارا بد خواہند وبد ارادہ کنند از دزدان وراہزنان وعیاران وظالمان واشرار خلایق از درندگان وگزندگان وچرندگان وپرندگان بالف الف لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین اور اس حصار کے پڑہنے کے بعد تین دفعہ دستک دیوے اور روانہ ہووے اور سواری پر سید ہا ہاتھہ پہلے دیکہے اور بسم اللہ کہے اور جسیجا خوف ہو اسم یا حفیظ نوسونودبار آٹھہ بار پڑہے اور جان ومال اور رفیقون پر دم کرے اور سورہ لایلاف بلا لحاظ طہارت اور قبلہ کے اکثر پڑہتا رہے **سوال** واسطے دفع شر دشمنون کے کیا ارشاد ہوتا ہے **جواب** واسطے دفع شر اعدا کے وقت بیوقت بلا قید طہارت بے گنتی ہمیشہ اس دعا کو پڑہے اور صورت دشمنون کی خیال مین لاوے اور پہر اون کے سینہ پر مارے دعا یہہ ہے اللہم انا نجعلک فی

نحوہم وتعوذ بک من شرورہم اور پڑھنا سورہ تبت یدا کا اور سورہ فیل کا بھی دفع اعداکے لئے مجرب ہی سوال حسب ونسب اور شرافت ونجابت کیا ہی جواب جب کسی شخص کے خاندان کی بزرگی کو کہتے ہین بشرطیکہ قریب کے آبا مین ہو سات پشت تک مثلاً ایک شخص اولاد سے بادشاہون کی ہو یا امیرون یا شیخ یا عالم مشہور کی اولاد سے ہو اور نسب بعید کے آبا کی بزرگی کو کہتے ہین مثلاً حسینی ہونا ہاشمی ہونا علوی یا قریشی ہونا یا ابراہیمی ہونا علیٰ ہذا القیاس بعض لوگ ایسے ہین کہ انکو دونو باتین حاصل ہین مثلاً غوث الاعظم کہ سید بھی ہے اور اولاد بزرگون سے ہی اور بعض حسب رکھتے ہین اور نسب نہین رکھتے جیسے تیموریہ اور راجپوت اور اولاد امام اعظم اور بعض نسب رکھتے ہین اور حسب نہین رکھتے۔ فدوایان جاہل اور سادات بارھہ اور شرافت ونجابت عرف عوام مین بزرگی کو کہتے ہین۔

ایضاً ارشادات مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رح

مطابق سوال کے شراب نزدیک ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور ہے سات اس تعریف کے وہو الذی من ماء العنب اذا اشتد وغلا وقذف بالزبد یعنے وہ پانی انگور کا ہے جس وقت کہ کف لاوے جوش کہا کر جس وقت کہ اوسکو تھوڑا پکاوین عربی مین باذق اور فارسی مین باد کہتے ہین اور وہ بالاتفاق حرام ہے کیونکہ جوش دینا سبب انقلاب حقیقت کا نہین ہوتا اور خاصیت نشہ کی جو بسبب پتلے ہونیکے اوس مین موجود ہے متغیر نہین ہوتی ہے ہان مگر جس وقت اس قدر جوش دین کہ ایک ثلث جلجاوے اوس کو مثلث کہتے ہین یہہ اوپر قاعدہ ابوحنیفہ کے حلال ہے کیونکہ بسبب گاڑہے ہونیکے حد خمر سے نکل گیا اور دوسرے اشربہ سے مل گیا کہ جو بقدر نشہ کے حرام ہے یعنے جسکو اس قدر پینا حرام ہے کہ نشہ لاوے اور اس سے کم پینا مباح ہے مگر دوسرے علما کے نزدیک یہہ بھی حرام ہے باین قول۔ لان ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اور اگر اس قدر جلاوین کہ نصف باقی رہے اوسکو منصف کہتے ہین یعنے جس چیز کو بہت پینے سے نشہ ہوتا ہو اسکو تھوڑا پینا بھی حرام ہے اور جمہوری بھی کہتے ہین۔ کیونکہ جمہور اوس کو حلال جانتے ہین اور اگر اس قدر جلاوین کہ

دو ثلث جلجاسے اوس کو طلا کہتے ہین یہہ وہی شراب ہے کہ جس کو خلیفہ دوم نے واسطے
اہل شام کے جایز کیا تھا کہ جو شراب پینے کے بہت عادی تھے اور بعد اسلام لانے کے
اوسکو چھوڑ دینے کے سبب سے امراض مین مبتلا ہو گئے تھے لہذا خلیفہ ثانی نے بمشورت
صحابہ تجویز کیا ہے شرح وقایہ وغیرہ مین مثلث کو حد طلا مین تعریف کرکے کہا ہے کہ یہہ بھی
مختلف فیہ ہے بلکہ مراد یہہ ہے کہ بعد جلجانے دو ثلث کے پانی ڈال کر رکھین تا اینکہ تندی
اور غلیان نکل آوے۔ وجہ الحرمۃ کما ہو عند الجمہور ہو الاسکار والقلیل والکثیر سواء فیہ ووجہ
وجہ شراب کے حرام ہونے کی نزدیک جمہور کے نشہ ہے اسلئے کم زیادہ اوسکا برابر ہے اور نزدیک ابو حنیفہ کے سوائے خمر
الحرمۃ ہو عند ابی حنیفۃ الخروج عن حد الخمر ایہ فقیہان ابو حنیفہ پر جو خمر غیر حقیقی کو بقدر سکر حرام
کا سبب یہہ ہے کہ حد خمر سے باہر ہوتا ہے بعد جلنے ایک ثلث کے
سمجھتے ہین اقوال ذیل کے سبب سے قافیہ تنگ ہوتا ہے وہ اقوال یہہ ہین ما اسکر کثیرہ فقلیلہ
جس کو بہت پینے سے نشہ ہوتا ہے
حرام ۔ ما اسکر منہ جرۃ فمجرعتہ حرام پس ان اقوال کے مقابل مین ضعیف توجیہات کرتے ہین اور
اسکو تھوڑا پینا بھی حرام ہے جسکا ایک جرعہ نشہ کرے اوسکا ایک گھونٹ بھی حرام ہے
مین نہین سمجھتا ہون کہ یہہ حرمت حرمت حقیقی نہین ہے بلکہ واسطے روکنے کے ہے یعنے کہین ایسا نہو
کہ تھوڑے سے بہت کی عادت ہو جاے جیسا کہ جوان روزہ دار کو روزہ کی حالت مین بوسہ لینا
منع ہے اور غیر عورت کی طرف نظر کرنا کہ یہہ سب باتین فساد کی جڑ ہین ورنہ حقیقت مین باعث
حرمت نشہ ہے اور نجاست کے متعلق یہہ ہے کہ تھوڑا اور بہت دونو نجس ہین یہی مذہب
ابو حنیفہ کا ہے اور حق ہمارے نزدیک اس مسئلہ مین وہی ہے جو نزدیک جمہور کے ہے۔

دس سوالات جو شاہ بخارائی شاہ صاحب سے کئے تھے اور انہون نے جواب دیئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوات والسلام علی خاتم النبیین وسید المرسلین
محمد وآلہ اجمعین **سوال اول** فرقہ امامیہ جو ہمارے زمانے مین مذہب اونکا مروج ہے
اسلام اور ایمان مین اون کے کیا کہنا چاہئیے اور طریق سلام اونکے ملاقات کے وقت
بجالانا چاہئیے یا نہین **سوال دوم** اگر کوئی شخص بدگوئی عائشہ صدیقہ کی یا اصحاب کبار
کی کرے اور کوئی اوسکو قتل کرے تو اوس کے قصاص کا کیا حکم ہے اور علی ہذا القیاس

خوارج اور نواصب کے لئے **سوال سوم** یہہ کہ تفضیل شیخین کے نزدیک اہل سنت کے ثابت ہے لیکن تفضیل شیخین کی اوپر حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ ثابت ہی یا نہین **سوال چہارم** یہہ کہ امامت تفضیلیہ کی جایز ہے یا نہین اہل سنت اونکے پیچھے نماز پڑہ سکتا ہی یا نہین۔ **سوال پنجم** یہہ کہ مروان اور معاویہ کو برا کہنا چاہئے یا نہین۔ **سوال ششم** یہہ کہ اگر حنفی المذہب نماز وغیرہ مین امام شافعی کی پیروی کر سکتا ہے یا نہین **سوال ہفتم** یہہ کہ تحصیل علم منطق اور انگریزی سکے کیا حکم ہے کوی شخص اوس مین اشتغال کرے توکیا حکم ہے اور اسیطرح علم فارسی جو سواے حدیث وقران کے ہے بندہ نے فتاوی سراج المنیر مین چند الفاظ جو اسبارہ مین دیکھے ہین عرض کرتا ہے وہ یہہ ہین لِتَعَلُّمُ الْعِلْمِ یَکُوْنُ فَرْضُ عَیْنٍ وَہُوَ قَدْرُ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ وَفَرْضُ کِفَایَۃٍ وَہُوَ مَا زَادَ عَلَیْہِ لِنَفْعِ غَیْرِہٖ وَمَنْدُوْبٌ وَہُوَ التَّبَحُّرُ فِی الْفِقْہِ۔ وَحَرَامٌ وَہُوَ الْفَلْسَفَۃُ وَالشَّعْبِدَۃُ وَالتَّنْجِیْمُ وَالرَّمْلُ وَعِلْمُ الْقَائِفِیْنَ وَالسِّحْرُ وَدَخَلَ فِی الْفَلْسَفَۃِ عِلْمُ الْمَنْطِقِ اِنْتَہٰی کَلَامُہٗ۔ یعنے سیکہنا علم کا جو فرض عین ہے بقدر احتیاج چاہئے اور اس سے زیادہ سیکہنا دوسرون کو نفع پہنچانے کے لئے فرض کفایہ ہے اور تبحر پیدا کرنا فقہ مین مندوب ہے اور سوا اسکے یعنے علم فلسفہ اور شعبدہ بازی اور نجوم رمل اور قیافہ اور جادو اور دخل فلسفہ علم منطق مین یہہ تمام باتین حرام ہین بس آخر ہوا کلام۔ اور اسیطرح نوکری نصاری کا کیا حکم ہے **سوال ہشتم** یہہ کہ راگ کے سننے مین نزدیک امام اعظم کے کیا حکم ہے اور کسی اہل سنت نے اوسکو حلال کہا ہے یا نہین **سوال دہم** درصورت ثابت ہونے اسبات کے کہ کل قسم کا دہوان ہے حقہ پینے کے باب مین کیا حکم ہوتا ہے اور نیز حدیث ذیل کے باب مین کیا حکم ہوتا ہے کہ آیا یہہ صحیح ہے یا نہین۔ چنانچہ علاء الدین محمد ابراہیم تبریزی جو کہ اہل امامیہ سے ہے تنبیہ الغافلین مین اسبات کو تحقیق کیا ہے کہ یہہ قول رسول اللہ صلعم کا ہے اور وہ حدیث ہے مَنْ اَکَلَ التَّنْبَاکَ فَقَدْ

فَكَاَنَّمَا زَنیٰ بِاُمِّہٖ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً وَمَنْ زَنیٰ بِاُمِّہٖ مَرَّۃً فَكَاَنَّمَا ہَدَمَ الْكَعْبَۃَ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً یعنے
جسنے ایک لقمہ بنگ کا کہایا گویا زنا کیا اوسکی اپنی مان سے ستر بار اور جسنے زنا کیا
مان سے ایکبار گویا گرا دیا کعبہ کو ستر بار۔ ایضاً مَنْ اَكَلَ الْبَنْجَ وَمَاتَ عَلیٰ ہٰذَا حَشَرَ اللہُ
عَزَّوَجَلَّ فِی الْقِیَامَۃِ مَكْتُوْبًا بَیْنَ عَیْنَیْہِ ہٰذَا اٰیِسٌ مِنْ رَحْمَۃِ اللہِ یعنے جس نے بنگ پی ایکبار
اور مرگیا اوس پر خداوند عالم اوسکا حشر کریگا دران حالیکہ لکہہ دیگا اوس کی پیشانی پر کہ
یہہ خدا کی رحمت سے ایوس ہے۔

جوابات شاہصاحب علیہ الرحمہ

جواب سوال اول یہہ کہ کچہہ شبہہ نہین ہے اسمین کہ فرقہ امامیہ منکر ہین
خلافت سے حضرت صدیق اکبر کی کتب فقہ مین مسطور ہے کہ جو شخص حضرت صدیق کی خلافت
سے انکار کرے اجماع کے نزدیک کافر ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری مین لکھا ہو آہے
اَلرَّافِضِیُّ اِذَا كَانَ یَسُبُّ الشَّیْخَیْنِ وَیَلْعَنُہُمَا الْعِیَاذُ بِاللہِ فَہُوَ كَافِرٌ وَاِنْ كَانَ یُفَضِّلُ عَلِیًّا
كَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ عَلیٰ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ لَا یَكُوْنُ كَافِرًا لٰكِنَّہٗ مُبْتَدِعٌ وَلَوْ قَذَفَ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ
عَنْہَا بِالزِّنَا فَقَدْ كَفَرَ۔ یعنے رافضی جس وقت برا کہا شیخین کو اور لعنت کی اون دونون پر
پناہ بخدا ایس وہ کافر ہے اور اگر فضیلت دی حضرت علیؑ کو ابو بکرؓ پر کافر نہین ہوتا مگر مبتدع
ہے اور اگر تہمت کی حضرت عائشہؓ پر زنا کی تو کافر ہوتا ہے ایضاً فیہہ مَنْ اَنْكَرَ اِمَامَۃَ اَبِیْ بَكْرٍ
فَہُوَ كَافِرٌ وَعَلیٰ قَوْلِ بَعْضِہِمْ ہُوَ مُبْتَدِعٌ وَلَیْسَ بِكَافِرٍ وَالصَّحِیْحُ اَنَّہٗ كَافِرٌ وَكَذٰلِكَ مَنْ اَنْكَرَ خِلَافَۃَ
عُمَرَ فِیْ اَصَحِّ الْاَقْوَالِ وَیَجِبُ اِكْفَارُ الرَّوَافِضِ فِیْ قَوْلِہِمْ بِرَجْعِ الْاَمْوَاتِ اِلَی الدُّنْیَا وَتَنَاسُخِ
الْاَرْوَاحِ اِلیٰ اَنْ قَالَ وَہٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ خَارِجُوْنَ عَنْ مِلَّۃِ الْاِسْلَامِ وَاَحْكَامُہُمْ اَحْكَامُ الْمُرْتَدِّیْنَ
انتہی۔ یعنے اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ جو شخص انکار کرے خلافت کا ابو بکرؓ کی پس وہ
کافر ہے اور بعضون کے قول سے مبتدع ہے کافر نہین ہے مگر صحیح یہی ہے کہ کافر
ہے اور اسیطرح جو انکار کرے خلافت عمرؓ کا صحیح اقوال مین اور دوست انکار بعض

والون کے قول ہین کہ اموات رجوع کرتے ہین طرف دنیا کے اور تناسخ ارواح کو تو ایسی
قوم خارج ہے ملت اسلام سے اور احکام اون کے احکام مرتدین کے ہین آخر ہوا کلا
پس جس وقت بموجب روایات کفر اونکا ثابت ہوا تو ملاقات بھی مثل کفارون کے کرنی
چاہئے یعنے آپ پہلے سلام نہ کرنا چاہئے ہان اگر خوف ضرر ہو تو جائز ہے اور جواب سلام بھی
بقدر ضرورت دینا چاہئے اور دوسرے ابواب تعظیم بھی بقدر شرع بجالانا چاہئے اور
دعوت بھی منظور کرنی چاہئے اور تہنیت اور تعزیت اور عیادت وغیرہ بھی اسیطرح او
حکم خارج اور نواصب کا بھی یہی ہے **جواب دوم** یہہ کہ بد کہنے والا عائشہ کو بیشک
مرتد ہے اوس کو قاضی کے سامنے لیجا کر بعد شہادت قتل کرنا چاہئے مطابق اس حدیث
کے من بدل دینہ فاقتلوہ - اور یہہ اسلئے ہے تاکہ قاتل پر قصاص نہ آوے ورنہ
جو شخص بدلا دین اپنا پس قتل کر ماؤ سکو
ہو شخص اپنے کانون سے اس کلام نا فرجام کو سنے چاہئے کہ کہنے والے کو قتل کر ڈالے
خدا کے نزدیک کچھ مواخذہ نہین ہے البتہ اگر گواہ نہ رکھتا ہو تو قاضی قصاص لیگا اور
یہی حکم ہے خارج اور نواصب کا جس وقت بدگوئی کرین **جواب سوم** یہہ کہ حضرت
علی کو شیخین پر بہمہ وجوہ فضیلت نہین ہے بلکہ علما نے لکھا ہے کہ شیخین مین بھی ایک
کو دوسرے پر بہمہ وجوہ فضیلت محال ہے کیونکہ حضرت علی کی جہاد مین اور فن تصنیفات
مین اور کثرت احادیث اور ہاشمیت وحنفیت نہ خصوصیات زوجیت اور صدیق اکبر
کے قطعی ہے بلکہ مراد تفضیل شیخین کی اوپر حضرت مرتضی علی کے اس بات مین ہے کہ
مشابہت ساتھ نبی کے رکھتے تھے سیاست امت مین اور حفاظت دین مین اور
فتنہ کے روکنے مین اور جاری کرنے مین اسلام کے پس اس بات مین شیخین کو فضیلت ہے
جواب سوال چہارم یہہ کہ تفضیلیہ دو قسم کے ہین ایک تو یہہ کہ حضرت علی
مرتضی کو شیخین پر فضیلت دیتے ہین اور باوجود اس کے تعظیم اور محبت شیخین کی ہم
رکھتے ہین اور اتباع اون کی مثل اہل سنت کرتے ہین اس قسم کے تفضیلیہ داخل سنت

جماعت ہین اور صرف اسی ایک مسئلہ مین خطا پر ہین پس ایسے شخص کی امامت جائز ہے اور اکثر صوفیہ اور اکثر صوفیہ اور مثل عبد الرزاق محدث کے اور سلمان فارسی اور حسان بن ثابت وغیرہ سے بعضے صحابہ اس قسم کے تھے اور دوسری قسم کے وہ ہین جو کہتے ہین کہ ہم کو اتباع علی اور اولاد کی کافی ہے ہمکو دوسرے صحابیون سے مطلب نہین دوسرے صحابیون کو برا بھی نہین کہتے اور بھلا بھی نہین کہتے کسی قسم کا سروکار نہین رکھتے پس اس قسم کے تفضیلیہ داخل مبتدع کے ہین انکی امامت کا حکم مثل مبتدع کے ہے اور کوی معتبر لوگو نے سنت جماعت کے ایسا نہین ہوا ہے۔

جواب سوال پنجم یہہ کہ مروان علیہ اللعن سے عداوت رکھنا اور اوس کو برا کہنا خصوصًا اسلئے کہ وہ اہلبیت اور حسنین کا دشمن تھا سنت جماعت کو ضروری ہے اور لوازم ایمان سے ہے اور حق مین معاویہ کے جنہون نے جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی علماے اہل سنت کو اختلاف ہی علماء ماوراء النہر اور اکثر مفسرین اور فقہا اس کو خطاے اجتہادی کہتے ہین اور اہل حدیث نے روایات صحیحہ سے دریافت کیا ہے کہ یہہ حرکت خواہش نفسانی کی وجہ سے تھی پس انتہا یہہ ہے کہ باغی اور مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوے وَالْفَاسِقُ لَيْسَ بِأَهْلِ اللَّعْنِ یعنے فاسق سزاوار لعنت کا نہین ہے پس مراد برا کہنے سے یہی ہے کہ اوس کے فعل کو برا کہنا چاہیے کیونکہ صحابی رسول تھے معاذ اللہ من ذالک کیونکہ بعض صحابہ زمانے مین رسول اللہ صلعم کے مرتکب کبیرہ کے ہوے ہین اور حضرت نے اونکو کافر نہین کہا جیسے ماعز اسلمی نے زنا کیا تھا اور حسان بن ثابت تہمت زناے عایشہ صدیقہ کے شریک تھا حالانکہ اوس زمانے مین ہنوز اس باب مین عایشہ صدیقہ کی شان مین آیت قرآن نازل نہین ہوی تھی پر جو کہ اس وقت تہمت لگانیوالا بیشک کافر ہے

جواب سوال ششم یہہ کہ اگر حنفی اگر مذہب شافعی پر عمل کرے تین وجہون مین سے کسی ایک وجہ پر جائز ہے اول یہہ کہ

دلایل کتاب و سنت سے اوسکی نظر مین اوس مسئلہ مین مذہب شافعی کو ترجیح ہو
دوسرے یہہ کہ تنگی وقت ہو کہ بغیر مذہب شافعی کے گزارہ نہو سکے مثل احکام آب وغیرہ
تیسرے یہہ کہ کوئی شخص صاحب تقوی ہو اور مذہب شافعی مین کسی مسئلہ مین تقوی پایا جائے
مثل صدقہ ادا کرنا دو سیر سے زاید یا گوشت سور کا نہ کہانا علی ہذا القیاس لیکن ان تینون
وجوہ مین شرط یہہ ہے کہ ایسا ملاپ نہو جائے کہ دونو مذہبون مین عمل باطل ہو جاے
مثلاً فصد کو ناقض وضو سمجہین اور پہر اوس وضو سے نماز پیچہے امام کے بغیر فاتحہ کے
پڑہے پس ایسی صورت مین مذہب حنفی کے رو سے وضو باطل ہوا اور مذہب شافعی کے رو سے
نماز باطل ہوئی اور سوا ان تین وجوہ کے ایک کی اقتدا چہوڑ کر دوسرے کی اقتدا کرنا
قریب حرام کے ہے کیونکہ گویا کہیل کرنا ہے دین سے **جواب سوال ہفتم** یہہ
تحصیل کرنے مین علم منطق کے کوئی نقصان نہین ہے کیونکہ علم منطق مقصود بالذات
نہین ہے بلکہ مثل آلات کے ہے مثل صرف و نحو کے اور حکم آلہ کی حرمت کا ذی الآلہ کے
ساتہہ ہے یعنے جس کا یہہ آلہ ہے اگر وہ حرام ہے تو یہہ بہی حرام ہے جیسے توپ اور ہتیار
وغیرہ آلات جنگ کہ اگر دین کی لڑائی کے واسطے یہہ ہتیار استعمال کئے جائین تو بہتر لئے
عبادت کے ہین اور اگر مسلمانون سے لڑنیکے واسطے یا راہ زنی کے واسطے استعمال
کئے جاوین تو حرام ہین حاصل کلام اگر کوئی علم منطق اسلئے سیکہے کہ دین مین شکوک پیدا
کرے تو البتہ حرام ہے اب رہی یہہ بات کہ فقہا کے کلام مین اس علم کی ہجو واقع ہوئی ہے
اور انہون نے اس علم کے حاصل کرنے سے منع کیا ہے اسکا سبب یہی ہے کہ اشتغال
اس علم مین حرام ہے تاکہ مقصود فوت نہو جاے اور صرف و نحو وغیرہ کل علوم کا یہی حکم ہے
یا یہہ کہ اوس زمانے مین یہہ علم واسطے تائید مذاہب باطلہ کے استعمال کیا جاتا تہا اب
یہہ بات علم منطق بالکل جاتی رہی بلکہ ایک جز علم کلام کا ہوگیا ہے جو علوم دینیہ کا رئیس ہے
اور جو فتاوے ہین اور سراج منیر مین لکہا ہوا ہے اوس سے مراد یہی مطلوب ہے کہ جو

علوم فلسفہ کا ایک جز ہے نہ منطق کہ علم کلام کا ایک جز ہے واللہ اعلم بالصواب
و انگریزی یعنے خط وکتابت اس زبان مین کرنا مضایقہ نہین اگر نیت نیک سے ہو
کیونکہ حدیث مین وارد ہے کہ زید بن ثابت حکم سے آنحضرت کے خط وکتابت کو
یہود اور نصاری کی سیکہا تہا تاکہ جو خط اوس زبان مین حضرت کے واسطے آئے
تو جواب لکہہ سکے اگر اسلئے سیکہے کہ وہ بہلا معلوم ہوتا ہی یا اس کے ذریعے سے
دوستی حاصل ہو تو البتہ حرام اور مکروہ ہے جیسا کہ گزرا کہ حکم آلہ کا وہی آلہ
کے ساتہہ ہے ۔ اور نوکری نصاری کی بلکہ تمام کفار کی چند قسم پر ہے بعض مباح
اور بعض مستحب اور بعض حرام اور بعض کبیرہ قریب کفر تفصیل یہہ کہ اگر کوی کافر
اس شخص کو واسطے کار نیک کے نوکر رکہے مثل مفتی و عادل کے یا واسطے بنانے
پل یا مہمانسرا یا گرفتاری راہزنان وغیرہ کے تو جایز ہے بلکہ مستحب ہی بدلیل انکہ
حضرت یوسف نے بادشاہ مصر سے خزانونکی داروغگی لی تاکہ عدل سے تقسیم کیا وے
اور والدہ حضرت موسے نے موسی علیہ السلام کو دودہ دینے کیلئے فرعون کی
نوکری قبول کی اور اگر دوسرے کامون کے لئے نوکری کیجاوے کہ جسمین اختلاط
اور مدد کفر کی پائی جاوے مثل منشی گری اور خدمتگاری اور سپاہ گری وغیرہ تو حرام
ہے اور اگر واسطے قتل مسلمان یا رواج کفر کے نوکری کرے تو گناہ کبیرہ اور قریب
سرحد کفر کے ہے ۔ **جواب سوال ہشتم** یہہ کہ ستار اگر کا بغیر مزامیر
کے اور بطور کہیل کے ہو اس مین نزدیک ابو حنیفہ کے روایتین مختلف ہین صحیح یہہ
ہے کہ جایز ہے اور دف بہی جایز ہے اور بہت سی حدیثون سے یہہ بات ثابت
ہے قال شیخ الاسلام تا آخر ۔ یعنے کہا شیخ الاسلام نے حرمت راگ کی اسوقت ہے
کہ صفت معشوق کی یا شراب کی ہو یا ہجو مسلمانکی یا کافر ذمی کی ہو نہ یہہ کہ اشعار
واسطے فصاحت کے یا بلاغت کے ہو اور یہہ بہی بطور لہو لعب کے ہو اگرچہ ضمیمت

اور حکمت کی باتین ہون اور گانا وقت ولادت یا ولیمہ یا غائب کے آنے کے بعد
ایسا نہین ہے وقال فی الزیلعی تا آخر - یعنے زیلعی مین کہا ہے کہ اختلاف ہے
گانے مین یعنے بعضون نے کہا ہے کہ حرام مطلق ہے اور بعضون نے کہا ہے
کہ اگر بطور فصاحت کے ہو اور بعضون نے کہا کہ واسطے دفع وحشت کے اگر
اکیلا ہو تو جائز ہے مگر بطور کھیل کے نہو - وقال السرخسی فی البدایع تا آخر - یعنے
کہا سرخسی نے کتاب بدایع مین کہ راگ ایسی خوشی کے وقت جایز ہے کہ وہ
خوشی شرعًا جایز ہے جیسے عید وعرس ونکاح وولادت وغیرہ **جواب**
سوال نہم یہہ کہ خنثا سے مشکل کو دونون شہوتین یکمرتبہ نہین ہوتین بلکہ غالب
مغلوب ہوتی ہین پس چاہیے کہ اگر شہوت مردی غالب ہو عورت کے ساتھہ
نکاح کردین اور اگر شہوت زنی غالب ہو تو مرد کے ساتھہ نکاح کردین **جواب**
سوال دہم یہہ کہ حقہ مین اختلاف ہے صحیح یہہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہے بسبب
بدبو کے جو منہہ سے حقہ پینے والے کے آتی ہے مثل پیاز اور کچے لہسن کے اور
بسبب تشبیہہ ہونے دوزخیون کے کہ اون کے منہہ سے دہوان نکلیگا اور
مثل من اکل التنبج ہرگز حدیث مین نہین آیا ہے بلکہ الفاظ رکیک سے معلوم ہوتا
ہے کہ یہہ حدیث موضوعی ہے اور لکھنا علاء الدین تبریزی کا اعتبار کے لایق
نہین ہے لیکن واعظین واسطے ڈرانے کے ایسی حدیثین بیان کیا کرتے ہین
اور اصلیت سے حدیثون کی واقف نہین ہوتے ہین اور تحقیق تماکو کی یہہ ہے
کہ اسکی حرمت ثابت نہین ہے کیونکہ نباتات کی حرمت دو سبب سے ہوتی ہے یا
زہر ہونا یا نشہ کرنا اور تماکو ان دونو باتون سے خالی ہے لیکن اس مین تین باتین
کراہیت ہین اول یہہ کہ منہہ سے بدبو آتی ہے دوسری یہہ کہ تشبیہہ اہل نار سے
ہوتی ہے جیسا کہ انگھوٹی سے لوہے کی شرع مین ممانعت ہے تیسرا یہہ کہ

استعمال آگ سے قربت کرتا ہے اور یہہ مکروہ ہے کیونکہ یہہ صورت عذاب خدا کی ہے
جیساکہ داغ دینا مکروہ ہے اگرچہ یہہ تینون مکروہ تنزیہی ہین مگر بسبب اجتماع قریب تحریمی
کے ہوگئے ہین اور بعض معقولین کہتے ہین کہ اگرچہ گل و خان حرام حدیث نہو مگر تاہم دہوان
مرکب ہے ارضیت اور ناریت سے اور یہہ دونو حرام ہین پس جو چیز انسے مرکب ہوگی
حرام ہوگی جواب اسکا یہہ ہے کہ مٹی پن اور آگ پن بوجہ سمیت کے حرام ہے پس جب
سبب دور ہوا تو حرمت بھی دور ہوگئی جیسے استعمال چونے کا پان کے ساتھہ اور اسیطرح
ہی گل ارمنی اور گل مختوم کا دواؤن استعمال پس دہوان تماکو کا دوا کے طور پر استعمال
کیا جاے مثلاً واسطے رفع تحلیل ریاح کے یا واسطے رفع قبض کے تو حرام نہوگا اور بعض
کہتے ہین کہ دہوان آلہ عذاب ہے اور آلہ عذاب کا استعمال کرنا حرام ہے اور یہہ آیت پیش
کرتے ہین تاتی السماء بدخان مبین یغشے الناس ہذا عذاب الیم جواب اسکا یہہ ہے
کہ صغری اور کبری دونون ممنوع ہین کیونکہ دہوان جیساکہ آلہ عذاب ہے اسیطرح آلہ رحمت
بھی ہے جیساکہ دہوان عود کا حدیث مین آیا ہے کہ واسطے بہشتیون کے عود کو جلاینگے
اور دوم یہہ کہ پانی قوم نوح کے لئے آلہ عذاب ہوا تھا اور حالانکہ پانی حرام نہین ہے

تتمہ دلائل شیعہ و بیان حدیث ثقلین

(منقول از تحفہ عشری باب ہفتم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاننا چاہئے کہ اقسام دلایل نزدیک شیعون کے چار ہین اول کتاب دوم خبر سوم اجماع
چہارم عقل - پس کتاب یعنے قرآن شریف اور یہہ اون کے زعم مین قابل اعتبار نہین ہے
تاوقتیکہ امام کے واسطے سے نہ پہنچے اور جو قرآن کہ امام کا ہے وہ اون کے پاس
نہین ہے اور اس قرآن کو امامون نے اون کے زعم مین پسند نہین کیا ہی چنانچہ کلینی
وغیرہ اونکی معتبر کتابون سے ثابت ہے اور یہہ مطلب کئی وجہ سے ہے اول یہہ کہ

ایک جماعت نے اپنی اماموں مین سے روایت کی ہے کہ قرآن جو نازل ہوا تھا اوس مین تغیر و تبدل ہو گیا ہے اور اب جو قرآن موجود ہے یہہ جمع کیا ہوا عثمان کا ہے جو سات نسخہ لکھکر تمام عالم مین مشہور کر دئے اور جو اصل قرآن پڑہتا تھا اوس کو سزا دیجاتی تھی۔ وجہ دوم یہہ کہ نقل کرنیوالے اس قرآن کے مثل نقل کرنیوالون توریت انجیل کے تھے جو اکثر دنیا طلب اور دین فروش تھے کہ طمع دنیا سے پیروی اپنے رئیسون کی کرتے تھے اور خاندان نبی سے دشمنی رکھتے تھے اور اکثر جاے قران مین تحریف کر دی جیسے لِعَوْمَن مِنَ الْمَرَافِق کے اِلَی الْمَرَافِق وغیرہ اور اسیطرح دعاے ضمی قریش مین کہ جسکو قنوت امیر المومنین کہتے ہین اور وہ دعا باب دوم مین گذری پس ان وجوہ سے یہہ قرآن اعتماد کے قابل نہین ہے سوم یہہ کہ ثبوت نزول قرآن کا ناقلین کے اعتبار پر ہے اور یہہ لوگ ایسے بے اعتبار ہین کہ جس آیت کو پیغمبر نے ایک لاکہہ چوبیس ہزار آدمیون کے روبرو بیان کیا تھا اس کو تغیر اور تبدل کر ڈالے اور حق امامت کو تلف کر ڈالے پس کیا عجب ہے کہ نبی کو فرض کر لئے ہون کہ دراصل نبی کوئی چیز نہون بلکہ صرف توطیہ باندہے ہون کہ فلان شخص نبی تھا۔ اب رہی خبر پس حال اسکا اس باب مین تفصیل سے لکھا جا چکا ہے اوس کے علاوہ یہہ ہے کہ خبر کو چاہئے کہ کوئی ناقل ہو پس وہ ناقل یا شیعہ ہوگا یا غیر شیعہ اور غیر شیعہ کا تو مطلق اعتبار نہین کیونکہ انکے بزرگون نے قرآن کو بگاڑا ہے تو یہہ لوگ کب اعتبار کے قابل ہین اور ناقل شیعہ ہے تو یہہ بھی اعتبار کے قابل نہین کیونکہ خود شیعون مین امام کے معین کرنے مین جھگڑا واقع ہے اور اختلاف ہے۔ اور خبر امام سے پہنچنا چاہئے یا نبی سے اور امام معصوم ہونا چاہئے اور عصمت امام کی اور نبوت نبی موقوف خبر پر ہے پس اس صورت مین دور لازم آتا ہے حاصل کلام یہہ کہ خبر بھی بقول شیعون کے قابل اعتبار نہین۔ اب رہی اجماع اسکا حال بھی ظاہر ہے کیونکہ اجماع بعد ثبوت نبی کے ہے جب نبوت ثابت نہین تو اجماع کہان سے ثابت

ہوسکتا ہے اور نیز اجماع قابل اعتبار نہین کیونکہ خلافت ابوبکر اور عمر پر اجماع ہوا تھا اور حرمت متعہ اور منع میراث پیغمبر اور امام برحق کو اپنے حق سے روکنا اور سوا اسکے اجماع ہر مسئلہ مین ہونا دشوار ہے کیونکہ خود شیعون مین بلکہ اثنا عشریون مین اکثر مسائل مین اختلاف ہے پس تمام امت کیونکر اتفاق کر سکتی ہے ثبوت اس کا ان مثالون سے ظاہر ہے چنانچہ صاحب سبیل الاسلام جو معتبر علماے شیعہ سے ہے شرح مین حدیث عقل کی کہتا ہے کہ کہا شیخ ابوالفتح کراجی نے کنز الفوائد مین دلالت کرتی ہے اوپر اجماع کے امامت بطور غلبہ آرا کے اور خصایص سے اوسکی ہے اور انکار کیا اوس کا اوس کو تمام فرقون نے اور کلام علامہ حلی کا دلالت کرتا ہے اور ہر اصحاب سرار انکار
جناب حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ فلان شخص نے ایک کتاب زبان پشتو مین ہماری مذمت لکھی ہے اور نام اوسکے باپکا ومقام سکونت ونام کتاب بھی ظاہر فرمایا۔ آپنے عرض کیا کہ مین زبان پشتو نہین جانتا ہون حضرت امیرالمومنین نے فرمایا کچھہ مضایقہ نہین ہے آپ خواب سے بیدار ہونے بعد تلاش کتاب دستیاب ہوئی آپنے اوسکا جواب زبان پشتو مین لکھکر مشتہر کیا
ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ صاحب یہہ طوائف یعنے کسبی عورتین مرتی ہین اون کے جنازہ کی نماز پڑہنی درست ہے یا نہین اوس نے عرض کیا ہان پڑھتے ہین حضرت نے فرمایا کہ تو اونکی بھی جنازے کی نماز پڑہو۔
ایک سوداگر صاحب دل کو اپنی زوجہ سے نہایت محبت تھی بوقت روانگی سفر زوجہ سے کہا کہ اگر تم اپنے باپکے گھر جاوگے تو میرے طرف سے تم کو طلاق ہے بعد واپسی معلوم ہوا کہ زوجہ مذکور اپنے باپ کے گئی تھی علماے وقت سے جو فتوی طلب کیا سب نے کہا کہ طلاق ہوگئی وہ بیچارہ مایوس ہوکر رہ گئے مولانا صاحب نے کہ اوسوقت بھی فقط دوازدہ سالہ تھے سوداگر موصوف سے فرمایا کہ اگر شیرینی کھلاؤ تو تمہارا نکاح پھیر پھرا دین اُنہون نے اقرار کیا آپ نے فتوی لکہا کہ جب باپ اوس عورت کا مرگیا تو وہ گئی اس صورت مین وہ گھر اوسکے باپکا نرہا بلکہ وہ

عورت کا ہوگیا پس وہ گھر اپنی عورت کا ہوگیا پس وہ اپنے گھر گئی نہ باپ کے سب علما نے
پسند و قبول کر لیا۔

ایک رسالدار ساکن لکھنؤ نے حضرت کے مرید تھے۔ ملازمت کے واسطے آئے اور
عند التذکرہ عرض کیا کہ حضرت مین نے ایک گھوڑا چھ سو روپیہ کو مول لیا ہے حضرت نے فرمایا
منگاؤ ہم بھی دیکھین حالانکہ بصارت آپ کی بہت برسون سے بالکل جاتی رہی تھی جب گھوڑا
حضرت نے فرمایا کہ سمند سیہ زانو ہے۔ رسالدار نے کہا کہ درست ہے آپ نے فرمایا
کہ اوسکو پھیرو پھیرنے لگے آپنے فرمایا کہ ذرا تیز کرو جب تیز کیا تو رسالدار سے پوچھا کہ قیمت اسکی
تو دیدی عرض کیا کہ ہان دیدی حضرت نے فرمایا کہ یہہ گھوڑا لنگڑا ہو جائیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا

ایک روز حضرت مولانا صاحب نے ایک طالبعلم سے ارشاد فرمایا کہ تم شاہ صاحب نظام الدین اولیا
قدس سرہ کے مزار پر جاؤ اور وضو تازہ کر کے اول نماز مغرب ادا کرو بعدہ دو رکعت نماز اور
پڑھو اور فلان فلان سورہ پڑھنا ایک بلی یعنے گربہ آویگی لیکن تم نماز اپنی پوری کر لیجیو بعد سلام
پھیرنے کے اوس بلی کو پکڑ کر ذبح کر کے کپڑے مین لپیٹ کر ہمارے پاس لے آنا چنانچہ طالبعلم نے
بموجب ارشاد آپکے عمل کیا جب بلی کو حضرت کے روبرو کپڑے سے کھولا دیکھا تو کہ وہ تمام
طلا ہے۔ دوسرے روز اوس طالبعلم نے پھر ایسا ہی کیا اوس روز کچھہ نہ ہوا۔

حضرت وعظ حدیث شریف کا فرما رہے تھے اس مین ایک شخص آئے اپنی انگشت سے اشارہ
کیا اپنی پشت کے طرف یعنے ادہر آؤ۔ جب درس تمام ہوا اوس شخص نے عرض کیا رات خواب
مین دیکھا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہین اور آپ سامنے
جناب سید المرسلین کے بیٹھے ہوے وعظ حدیث شریف کا فرما رہے ہین اور مین حاضر ہوا
تو آپنے اسیطرح انگشت سے اشارہ پس پشت بیٹھنے کا فرمایا تھا اور اب جو مین حاضر
ہوا تو بھی ایسا ہی ہوا اسکا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا کہ تم حقہ بہت پیتے ہو تمھارے منھہ سے
بو آتی ہے اور حضور مین ناپسند ہے اس واسطے فقیر نے کہا تھا۔

ایک شخص متوطن آذربائیجان جو ملک عرب مین ہے جناب مولانا صاحب کی خدمت مین آیا
اور بیٹا اون کے ساتھ تھا حضرت نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو اگر میرے پاس چھوڑ دو تو
اچھا ہے اوسنے قبول کیا اور لڑکے کو چھوڑ کر چلا گیا۔ یہ لڑکا علم تحصیل کر کے ہوشیار ہوا
ایک روز عرض کیا کہ مین نے کچھہ بات نہین دیکھی حضرت نے فرمایا کہ اچھا تم آٹھہ روز تک سورۂ
انا فتحنا شریف اس ترکیب سے پڑہو نوین دن جہان چاہو چلے جاؤ اس طالبعلم نے آٹھہ روز
پڑہکر نوین دن جنگل کا راستہ لیا طرح طرح کے جنگل اور دریا پیش آئے ایک جنگل مین گیا
وہان ایک بہیڑیا اسکی طرف آیا اور آٹھہ وار اس پر کئے آخرش اسکو چھری اپنے باپ کی کہ کمر
مین موجود تھی یاد آئی نکال کر بہیڑیے کے ماری چھری زخم مین رہی بہیڑیا بہاگ
گیا۔ پہر یہ شخص ایک جنگل مین پہنچا کہ زمین اسکی نئی طرح کی تھی بعدہ ایک شہر دیکھا کہ عمارت
اسکی عمدہ طرز کی اور بہت تحفہ تھی شہر مین جا کر دیکھا کہ باشندے وہانکے بہت شکیل
اور بزرگ وضع تھے اس مین ایک بہت بزرگ اسکو ملے اور حال پوچھا اسنے بیان کیا انہو نے
فرمایا کہ میرے گہر مہمان رہو آخرش اپنے گھر لیگئے بہت خاطر و تواضع کی اور طعام عمدہ کہلایا
صاحب خانہ کی غیبت مین اوسنے دیکھا کہ وہ چھری اسکے کہ جو بہیڑیے کے ماری تھی
اور زخم مین رہگئی تھی ایک طاق مین رکھی ہے ہرچند اسنے چاہا کہ اوٹھا لے لیکن ہاتھہ مین
نہ آئی پہر صاحبخانہ تشریف لائے اور کھانا روبرو رکھا اسکے نظر اس چھری پر تھی صاحبخانہ
نے پوچھا کہ کیسا ہے اوس نے کہا کچھہ نہین بعد گفتگو وہ شخص بولے کہ ہم نہ انسان مین نہ
جن نہ فرشتہ ہماری خلقت اللہ جلشانہ نے علیحدہ کی ہے اور یہہ شہر ہمارے رہنے
کے واسطے ہے اور ہم سے کام اسیطرح کے لئے جاتے ہین اور وہ بہیڑیا مین ہی تھا
جس کے تو نے چھری ماری تھی اور یہہ زخم اسی چھری کا ہے اور مین تجکو فورًا مار ڈالتا
لیکن یہ سبب شاہ عبدالعزیز کا ہے اب تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا کہ مین پہر حضرت کی
خدمت مین پہنچ جاؤن تو خوب ہے اونہون نے کہا کہ آنکھہ بند کر و پہر آواز آئی کہ آنکھہ کہولدے

آنکھ کھولی تو دیکھا کہ مسجد جامع شاہجہان آباد کے پاس کھڑا ہے فوراً جاکر جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے قدمون پر گرا اور مدت تک رہا اور کمالات باطنی حاصل کئے۔
ایکبار امساک بارش ہوکر آثار قحط نمود ہوے تمام زراعت خشک اور گھر برباد ہوے چارون طرفسے آدمی لغرض حصول تدبیر دفع اس بلا کے جناب مولانا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت دعا کیجئے کہ بہ برکت دعا آپکی ہم لوگ اس بلا سے خلاص پاوین یا تدبیر فرمائیے کہ اوسکی پیروی مین سرگرم ہون حضرت نے فرمایا کہ تمہاری جماعت سے چند آدمی منتخب ہوکر پرانے شہر مین جاو اور تلاش کرو ایک گروہ ہیجڑون کا ملیگا اُن مین سے جو شخص لشواز وغیرہ سامان رقص پہنے ہو اس کو علیحدہ لیجاکر فقیر کے طرفسے سلام کہنا اور دعا دولی عرض کرنا جو وہ حضرت تدبیر فرماوین اسپر عمل کرنا چنانچہ چند آدمی اسیوقت مولانا صاحب کی خدمت سے اٹھکر گئے اور گروہ مخنثون سے ملاقات کی اور حسب الارشاد جناب مولانا صاحب کے رقاص کو علیحدہ لیجاکر التجا نزول باران رحمت مین مبالغہ کیا تو وہ صاحب یون دہل کیا ہاتہ آنے سے تھے لہذا حسب عادت اپنے ہم پیشون کے ساتہہ تالیان بجاکر فرمایا کہ تم اور تمہارا بھیجنے والا دونو احمق ہو مولوی صاحب نے تم سے ہنسی کی ہے ورنہ مجھسے اور اس قسم کی التجا سے کیا مناسبت اور اور بھی بہت ازاین اڑسے لیکن اُن سبھون نے بھی جو بڑے کامل سے کہ مرسلہ تھے ایک نہ سنی وہ اپنا راگ گاتے بہ سبب اپنی رام کہانی کہتے ساتھ ہوے جب اون بزرگوار نے دیکھا کہ بدون انجام ان لوگون سے عہدہ برآ نے محال ہے اور نشان دادہ ایک کامل کے ہین تو فرمایا کہ خیر صاحبو مولانا صاحب کے فرمودہ سے مجبور ہون آج شب کو مین اور میرے ہمراہی اوپہا باغ مین جو جانب راست درگاہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جمع ہون گے تم جاکر جناب مولانا صاحب سے میرا سلام عرض کرکے گزارش کرو کہ مین انجام وہی ایسی خدمت کے لایق نہ تھا جو میرے تفویض فرمایا ہان اب جو میری نسبت اس قسم کا ارشاد ہوا تو البتہ برکت ارشاد حضرت یہ مرتبہ مجھکو حاصل

ہوا لیکن تا وقتیکہ آپکے دست مبارک مدپناہ انہون سکے یہ بلا سے بچاویگی پس یہہ
واپس آئے اور جیسا کہہ کے تھا عرض کیا آپنے فرمایا کہ اگرچہ فقیر مین بوجہ فقدان طاقت
رفتار اور باعث ضعف قوی گنجایش سطے کرنے کسیقدر مسافت کی بھی نہین رہی۔
جس طرح ممکن ہوگا بعد نماز عشا تمہارے ہمراہ چلونگا جب وہ دن باقیماندہ گذر گیا اور رات
ہوی تو جناب مولانا صاحب کے سب لوگ دوزانون با ادب ہو بیٹھے اور خود حضرت مراقب
ہوے اس قدر کہ نصف رات سے متجاوز ہوگئی جب آپنے مراقبہ سے سر اوٹھا کر فرمایا
کہ لو صاحبو وقت اجابت ہی جس شخص کی جو آرزو ہو خدا سے مانگے فقیر کو امید ہے کہ کوئی شخص
محروم نرہیگا چنانچہ جملہ دست بدعا ہوے اور علاوہ خواہش باران رحمت کے جو جس نے
چاہا فوراً اجابت کا اثر پایا اور جناب مولانا صاحب نے طرف آب رحمت کے لئے ہاتھ اوٹھایا تھا
اون بزرگوار نے بھی معہ اپنی جماعت مخلشون کے صدا امین بلند کی کہ یک بیک غبار آندہی
کا سر پر چھا گیا جب ہوا کسی قدر کم ہوگئی ابر تیرہ کا آثار نظر آیا ترشح ہونی لگی جناب شاہ صاحب نے
ہاتھ دعا سے کھینچا اور فرمایا کہ صاحبو جلد یہانسے شہر کا رستہ لو ورنہ پھر بکثرت بارش
شہر کا پہنچنا دشوار ہوگا پس اسیوقت لوگ چلدئے اور شہر مین اگر پناہ سے لئے اور اس قدر
بارش کی شدت ہوی کہ ندی اور نالے بڑھ گئے کسی کو ہوس پانی کی نرہی خلقت کی جان
مین جان آگئی اور تمام مخلوق بہ برکت دعاے جناب مولانا صاحب اس بلا و جانستان
سے رہائی حاصل ہوگئی۔
ایک درویش تشریف لائے اور سلام علیک کرکے بیٹھ گئے اور پوچھا کہ بہلا یا مولوی تم نے
کس قدر کتابین دیکھی ہونگی مولوی صاحب نے جو اس وقت حاضر تھے کہا کہ اس کلان محل
کی جسقدر اینٹین ہونگی آپنے فرمایا کہ فی الحقیقت درویش نے فرمایا کہ حاصل اس کا
پھر حضرت آبدیدہ ہوے اور وہ درویش بھی۔ بعد اس کے درویش بزرگ نے فرمایا کہ اللہ تم سے
راضی رہے اور تم اللہ سے راضی رہو ابد اسکے تشریف لے گئے۔

حضرت کے ہان ایک طالب علم تھا اوس پر ایک پری عاشق تھی ایک روز اوس نے
طالبعلم سے کہا کہ تیرا اور میرا راز افشا ہوگیا اس پر ایک جن جو بڑا عامل ہے تجویز ہوا
ہے کسواسطے کہ یہہ مکان شاہ عبدالعزیز کا ہے اور وہ اگر تم کو مار ڈالین گے
اس طالبعلم نے مولوی رفیع الدین صاحب سے جو مولانا صاحب کے بھائی تھے عرض کیا
انہون نے فرمایا کہ تم کلام مجید کھول کر تلاوت کرو وہ گیا اور حجرہ مین چراغ
جلاکر بیٹھا اسمین ایک جھوکا ہوا کا آیا اور چراغ گل ہوگیا اور اس نے غل مچانا
شروع کیا کہ کوئی میرا گلا گھونٹتا ہے اور طالب علم دوڑے اور چراغ سے دیکھا تو
کلام مجید ایک طاق مین رکھا ہے اور طالبعلم پڑا ہے بعد تھوڑی دیر کے وہ پری پھر
آئی اور بیان کیا کہ آج تو وہ چھوڑ کر چلا گیا لیکن کل ضرور مار ڈالیگا دوسرے روز وہ
پھر اسیطرح بیٹھا اور ایک دفعہ اوس پر زور شور ہوا بعد اوس کے افاقت ہوگئی پھر اوس
پری نے بیان کیا کہ فی الحقیقت تیرے مار ڈالنے کو آیا تھا لیکن دو جن بادشاہ کی طرف سے
تعینات ہین بروز جمعہ و منگل جناب مولانا صاحب کا وعظ سُنکر رات کو بادشاہ کے
سامنے عرض کیا کرتے ہین آج وہ بادشاہ کے سامنے گئے عرض کیا کہ فلان مین جو بڑا
عامل ہے شاہ عبدالعزیز صاحب کے مقابلہ کو گیا ہے بادشاہ نے سُنکر دو جن کو
حکم دیا کہ اسکو پکڑ لاؤ چنانچہ بموجب حکم بادشاہ وہ گرفتار ہوکر قید ہوگیا۔

ایک شخص نے جناب مولانا صاحب کیخدمت مین عرض کیا کہ فیما بین میرے اور میری
زوجہ کے کمال محبت تھی بوقت شب اوس کو پیشاب کی حاجت ہوئی اوس نے مجھ سے
کہا کہ ذرا تم میرے ساتھ چلو مین پیشاب کرلون مین اس کے ساتھ گیا اور وہ پاخانہ
مین گئی مین دروازہ پر رہا تھوڑی دیر کے بعد مین نے کہا ارے جلد اسکو لیجا جب دیر ہوئی
تو مینے اندر پاخانہ کے اندر جاکر دیکھا تو کچھہ اسکا پتہ نہ چلا لاچار ہوکر تڑپنے لگا
الغرض نہایت مضطرب ہوکر آپ کیخدمت مین حاضر ہوا ہون طاقت الکیدم سے صبر کی

ہمین جناب مولانا صاحب نے فرمایا رات ہونے دو جب رات ہوی تو آپ نے
فرمایا کہ فلان محلہ مین مجلس سرور کی ہے تم جا کر وہان بیٹھہ رہو جب مجلس برخاست
ہو گی تو سب خلقت چلے گی بعد اس کے طوائف آوین گے اور سب سے پیچھے ایک
شخص بہت ضعیف اسباب طوائفان لئے ہوے آوین گے یہہ رقعہ جو مین تمکو
دیتا ہون اُن کو دینا اُس نے ایسا ہی کیا بعد آدھی رات کے وہ بزرگ تشریف
لائے اور رقعہ اُس نے دیا وہ بہت خفا ہوے بعد اس کے وہ رقعہ اپنے سر پر
رکھا اور دو خزف ریزہ منگاکر اُن پر کچھہ لکیرین کھینچین اور فرمایا کہ یہہ دونون ٹھیکریان
یہان ڈال دو تم کو طرح طرح کی شکلون کی خلقت نظر آوے گی تم کچھہ خوف مت
کیجیو آخر ایک شخص تخت نشین آوے گا یہہ ٹھیکری اُسکو دور سے دکھانا اُسنے
ایسا ہی کیا اُس تخت نشین نے ایک شخص کو بھیجکر اسکو بلا لیا اور حال پوچھا اور بہت
خوش ہوا کہ تیرے سبب سے یہہ حکم حضرت کا میرے نام آیا بعد اس کے بادشاہ نے حکم
دیا کہ دیکھو کوئی شخص غیر حاضر ہے ملازمان حضوری و بحری و بری سے صرف ایک شخص
غیر حاضر تھا بموجب حکم وہ بُلا گیا اسنے عرض کیا کہ فی الحقیقت مین اُڑا ہوا چلا جاتا تھا اس
شخص نے میرا نام لے کر کہا کہ اسکو لیجا جب مین اُس عورت کو لے گیا مگر وہ میری مان
کی برابر ہے مین نے سوا اُس کی خدمت کے اور کچھہ نہین کیا اور جو مذکور سقہ
تھا اس شخص مدعی نے اُس کے کلام کی تصدیق کی جب بادشاہ نے اس
عورت کو بُلا کر اُسکے شوہر کے حوالہ کیا اور بہت سامال اس کو دیا اور جو قصور
معاف کیا۔

ایک خواجہ صاحب متوطن دہلی دوست راقم بیان کرتے تھے کہ مین دوپہر دن کو سوتا تھا ایک
خواب دیکھا اور گھبرایا ہوا حضرت عالی مین حاضر ہوا اور خواب عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ تمہارے
گھر مین حمل کی عورت ہی خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ ٹھیک ہی حضرت نے فرمایا کہ وہ ساقط ہو گیا۔

عشرہ محرم الحرام کو حضرت مولانا صاحب درس فرمایا کرتے ستھے ہزار ہا آدمی جمع ہوتا تھا
ورابل تشیع کے ہان بھی اوس وقت کتاب اور مرثیہ کا پڑھنا ہو جاتا تھا ایک شخص نے
سوال کیا کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام اور یزید کا مقابلہ تھا حق تبارک وتعالیٰ کس طرف
ستھے حضرت نے فرمایا کہ میزان عدل پر تولتے ستھے کہ صبر حضرت امام علیہ السلام کا
اوس مردود کے ظلم پر غالب آیا ۔
ایک شخص کسی ملک کا رہنے والا حاضر ہوا اور اس نے کئی کلمے ایسے بیان کئے کہ جو
کسی کے فہم مین نہ آوے اور عرض کیا کہ مین اس مین سے کچھ بھول گیا ہون کئی ہزار کوس
پھرا جس کو کامل سنا اوس سے پوچھا لیکن کچھ کسی نے نہ کہا آپ نے فرمایا کہ یہہ فلانی
چیز کا منتر ہے اور فلانی زبان مین اور یہہ پانچ کلمے جو تجھکو یاد ہین اس مین دو غلط ہین اور
وہ اس طرح پر ہین کہ تین کلمے جو تو بھول گیا ہے وہ یہہ ہین اس مین وہ شخص
بہت خوش ہوا اور قدمون پر گر کے رخصت ہوا ۔
ایک شخص نے ایک تصویر پیش کی اور کہا یہہ تصویر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ہے اس تصویر کو کیا کرنا چاہئے آپنے فرمایا کہ حضرت پیغمبر صاحب نے غسل فرمایا
ہے اس تصویر کو بھی غسل دینا چاہئے ۔
ایک منشی ذی علم کسی انگریزی کے نوکر حضرت کیخدمت مین آئے اور کہا کہ بزرگی قبلہ آپنے
فرمایا کہ جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ داڑھی رکھتے ستھے یا نہین اوس شخص نے کہا کہ
ہان رکھتے ستھے پھر حضرت نے فرمایا کہ تمہارا کیا نام اوس نے کہا کہ شیعہ حضرت علی
نے فرمایا کہ تمہاری ریش نہین اور فقیر کی ہے اوس نے کہا کہ صاحب ہم دنیا دار ہین ۔
آپنے فرمایا کہ حضرت کے سر پر گرد اور ریش بھی تھی اوس نے کہا کہ نہین آپ نے فرمایا
کہ حضرت کے دندان مبارک پر مٹی بھی لگی ہوتی تھی اوس نے جواب دیا کہ نہین مین نے
دندان کی مضبوطی کے واسطے لگائی ہے آپنے فرمایا کہ حضرت بھی انگشتان مبارک مین

چھلہ اور انگوٹھی پہنتے اور ہاتھ اور پاؤن مین مہندی لگاتے تھے اوس نے عرض کیا کہ ہنین مین نے یون ہی لگائی ہے اس نے کہا مین سُستی ہوتا ہون آپنے فرمایا کہ کچھ شک ہو تو رفع کر لو اوس نے کہا کہ اون چارون مین شک ہے آپنے فرمایا کہ کچھ شک ہو تو رفع کر لو اوس نے کہا کہ اون چارون مین شک ہی آپنے فرمایا کہ اللہ جلشانہ وحدہٗ لاشریک لہٗ اوسکے چار فرشتے مقرب ہین ایسے ہی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم آپ کے چار یار اور دو ہاتھ دو پاؤن یہہ چار کے چار اور خاک آب آتش باد چار ارکان سے تمام خلق اللہ پیدا ہوی یہہ چار کے چار غرض ہمضا دمثال چار کے دین اوس نے توبہ کی اور سُستی ہو گیا۔

مولوی مدن صاحب بڑے فاضل متوطن شاہ جہانپور عند الورود دہلی واسطے ملاقات جناب مولانا صاحب کے مدرسہ مین آئے مدرسہ بڑا مکان اور فرش شطرنجی کا بچھا ہوا تھا اور ایک پلنگ ایک طرف کو پڑا رہتا تھا اکثر حضرت جبل قدمی فرمایا کرتے تھے پھر اوس پلنگ پر لیٹ جاتے اور سب آدمی جو آتے تھے فرش پر بیٹھتے۔ مولوی مدن نے کہا کہ مین تو فرش پر ہنین بیٹھونگا حضرت نے فرمایا کہ ان کے واسطے اچھا پلنگ لاؤ فوراً پلنگ نواڑی لاکر سوزنی و تکیہ سے آراستہ کر دیا مولوی مدن نے اوس پر بیٹھے اور کہا کہ مین آپ کی ملاقات کا بہت مشتاق تھا اور آپسے گفتگو کرنے کا ارادہ ہے آپنے پوچھا کہ کس علم مین مولوی مدن نے کہا کہ علم معقول مین حضرت نے فرمایا کہ ان کو مولوی رفیع الدین صاحب کے پاس (کہ چھوٹے بھائی جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے اور فاضل متبحر تھے) لیجاؤ مولوی مدن نے کہا کہ مین تو آپسے گفتگو کرنے کا عزم رکھتا ہون حضرت نے فرمایا کہ ہنین اُن ہی سے کیجئے بعد اسکے مولوی مدن نے کہا کہ بس معلوم ہوا آپنے فرمایا کیا معلوم ہوا اُنہون نے کہا کہ ہماری مجلس مین ایکدفعہ ذکر تھا کہ شاہ عبد العزیز منقولی و معقولی دونون ہین۔

مولی کہتا تھا کہ فقط منقولی ہین حضرت نے فرمایا کہ فقیر سواے قال اللہ و الرسول کے
اور گفتگو کرنی بُرا جانتا ہے اب بہت اچھا شروع کیجئے مولوی مدن بھی بڑے
فاضل اور معقولی تھے اون کے نزدیک جو مسئلہ ناحل تھا بیان کیا جناب مولانا
صاحب نے ایسا عمدہ جواب دیا کہ مولوی مدن صاحب پلنگ پر سے کود کر دور جا کر
کھڑے ہوے اور کہا مجھہ سے گستاخی ہوئی اور اس بدن کی عاقبت بگڑ گئی آپنے
آپنے فرمایا کہ مولویصاحب آیئے تشریف لائے اونہون نے کہا کہ مولوی کون ہے میرا
رتبہ یہہ بھی نہین ہے کہ جو لوگ آپکے ہان آتے ہین اونکی جوتیان اُتارنے کی جگہہ پر
کھڑا رہون آپ میرا قصور للہ معاف فرمائیے غرض بعد معافی قصور فرش پر بیٹھے
صاحب رزیڈنٹ دہلی حضرت کی ملاقات کو آئے اثنا ے تذکرہ بیان کیا کہ ایک
بات مین پوچھتا ہون کوئی جواب اوسکا نہین دیتا مثلاً ایک شخص مسافر جاتا ہے
اور رستہ بھول گیا اوس نے دیکھا کہ ایک آدمی سوتا ہے اور ایک بیٹھا ہے پس
یہہ راستہ کس سے دریافت کرے آپنے فرمایا کہ رستہ واسطے چلنے کے ہے
نہ واسطے بیٹھنے کے اس تیسرے کو چاہئے کہ وہان بیٹھے جب سونے والا جاگے
جب دونون رستہ پوچھکر چلے جاوین —
ایک پادری صاحب دہلی مین واسطے مباحثہ کے آئے مسٹر مٹکاف صاحب بہادر
ایجنٹ گورنر نے پادری صاحب سے کہا کہ شرط مقرر کرلی چاہئے جو کوئی دونون مین
سے ہار جائیگا اوس سے دو ہزار روپیہ لئے جاوین گے اگر مولویصاحب ہار گئے
تو مین دونگا کس واسطے کہ وہ فقیر ہین اور پادری صاحب کو مولویصاحب کی خدمت مین
لائے اور سب حال بیان کیا بعدہ پادری صاحب نے کہا کہ ہم سوال کرتے ہین اور جواب
اوسکا معقول چاہتے ہین منقول نہ ہو جب یہہ بات ٹھہر گئی تو پادری صاحب نے
سوال کیا کہ تمھارے پیغمبر حبیب اللہ ہین آپ نے فرمایا ہان - پادری صاحب نے کہا

تمہارے پیغمبر نے بوقت قتل امام حسین فریاد نہ کی حالانکہ حبیب کا محبوب زیادہ تر محبوب ہوتا ہے خدا تعالے ضرور توجہ فرماتا جناب مولانا صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبر صاحب واسطے فریاد کے جو تشریف لے گئے پردہ غیب سے آواز آئی کہ ہان تمہارے نواسے پر قوم نے ظلم کرکے شہید کیا لیکن ہمکو اس وقت اپنے بیٹے عیسی کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہے اس سبب سے پیغمبر صاحب خاموش ہو رہے پادری صاحب معقول ہوئے اور دو ہزار روپیہ بابت شرط کے ادا کئے۔

بخشی محمد محمود خان رئیس شاہجہان آباد کی شادی تھے اونہون نے رقعے طلب مین سب صاحبون کے لکھے ایک جناب مولانا صاحب کے نام بھی آیا حضرت نے فرمایا کہ اسی رقعہ کی پشت پر یہ شعر لکھکر واپس کردو سب آدمی دیکھکر محظوظ ہوئے بیت

درمحفل خود راہ مدہ ہمچو منے را + افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را + ۔

ایک شخص آکر عرض کیا کہ یا حضرت مین نے آج شب کو خواب مین دیکھا ہے کہ میری زوج سے مین کتے مباشرت کرتے ہین یا حضرت جیسے کہ خواب دیکھا ہے کچھہ عرض نہین کرسکتا کہ مجھیر کیا صدمہ ہے۔ آپنے فرمایا کہ اس قدر کچھہ پریشانی کی بات نہین ہے۔ شاید تمہاری زوج موئے زہار معراض سے کترتی ہے اوس کو منع کردو کہ بار دگر ایسا نہ کرے پس جو دریافت کیا گیا تو واقعی ایسا ہی تھا۔

ایک شخص نہایت پر ملال کہ آثار غم اوس کے بشرہ سے ظاہر تھے حاضر حضور ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا حضرت آج کی شب مین مین نے اپنے تئین اپنی والدہ سے ہم بستر ہوتے دیکھا اوس وقت سے گویا مین زندہ درگور ہون غور کر رہا ہون لیکن یہہ بات خیال مین نہین آتی کہ آیا مجھسے ایسا کوئی گناہ عظیم واقع ہوا جو واقعہ جو کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے مجھے نظر آیا جناب مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ دریافت کرو شاید تمہاری بی بی نے کلام اللہ گرو کرکے مہاجن کو سود دیا ہو بعد دریافت الفکاک کلام اللہ شریف کا کرا کے آیندہ ایسے امور سے محترز رہو بالآخر دریافت کیا تو ایسا ہی واقع ہوا تھا۔

اب رہی عقل پس یا تو اوس سے تمسک شرع مین ہوگا یا غیر شرع مین لیکن شیعہ کے نزدیک
شرع مین تمسک بعقل ہرگز جائز نہین کیونکہ یہہ فرقہ سر سے قیاس کا منکر ہے اور اوسکو حجت نہین خیال
کرتا اور تمسک عقل کے ساتھہ غیر شرع مین تو یہہ اس بات پر موقوف ہے کہ جب عقل وہمی شائبون
و الف عادت وغیرہ اشکال کے ترتیب او صورت کی خطا سے بچی رہے اور یہہ تمام باتین بغیر امام
کے حاصل نہین ہوسکتی ہین کیونکہ ایک گروہ انسانی تو ایک بات کو ثابت کرتا ہے اور دوسرا
بات کا منکر ہے اور باہمدیگر اصول و فروع مین اختلاف بہی کرتے مین اور عقل سے کسی
بات کو ترجیح نہین دیسکتی کیونکہ ان دلیلون ترجیح مین بہی وہی خلاف و مزاحمت پیش آتی ہے پس ضرور ہوا کہ
عقل کے سوا اور کوئی حاکم اور ترجیح دینے والا ہو کہ کسی جانب کو صحیح اور کسی کو غلط ٹہراوے
ایسا حاکم سوا نبی اور امام کے دوسرا کوئی نہین ہوسکتا اور جب کہ امامت ثبوت جبیر کہ عقل
موقوف ہے (کیونکہ ہمنے پہلے کہا ہے کہ عقل کی غلطی اور صحت بتلانیوالا امام ہی ہوا کرتا ہے
تو عقل کا دارومدار امامت پر ہے) محال کلام مین ہے تو پس استدلال عقل کے ساتھہ غیر
شرع مین بہی اعتماد کی قابل نہین رہا علاوہ برین ہم کو بحث شرعی دلیلون مین ہی اور شرعی
امور کو ہم صرف عقل ہی سے نہین کیونکہ عقل اونکی تفصیل علم سے باتفاق شیعہ و سنی
عاجز ہے ہان جس عقل نے کہ شریعت سے مدد لی ہو اور کسی حکم کی اصل شارع علیہ السلام سے
اخذ کیا ہو تو اوسکو یہہ طاقت ہے کہ وہ دوسرے کسی شے کا قیاس کرے جب شیعہ کے نزدیک
قیاس سر سے باطل ہے تو عقل کو مطلق امور شرعیہ مین دخل نہوگا علی الخصوص جبکہ
اصول و قواعد شرع مین اضطراب ہے تو پہر عقل کو کہان استعمال کرینگے (ثبت العرش
ثم النقش) پہلے تخت فی یوم بنالو پہر نقش و نگار کرنا **فائدہ جلیلہ** جاننا چاہیے کہ تمام
عقلی دلائل کا قایم ہونا سب تحقیقات کے اعتقاد پر موقوف ہے پس اگر کوئی گروہ ظاہرہ
باتون کا انکار کرے جیسے سوفسطائی کہ ایک دو کا آدہا حصہ ہوتا ہے اور نفی و اثبات
ایکجا جمع ہوتے اور نہ اوٹھہ جاتے ہین - یا ایک ہی جسم ایک ہی نقطہ مین دو جاسکے مین

دیکہنا - یا جو شے کہ جو اس سے غائب ہو اوسکو حاضر کا حکم نہوگا. کسی شے کا ہمنام بعینہ وہی شے نہوگا - وغیرہ بدیہی باتونکا انکار کرتا ہے تو ایسے گروہ کے نزدیک کوئی بات عقلی دلائل سے ثابت نہوگی اور علی ہذا القیاس تمام شرعی دلائل اور دینی مقدمات جو واصل دین حنفی کے ثبوت پر موقوف ہین کہ جو ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر اس زمانہ تک برابر تمام دینونمین مسلم چلا آتا ہے اور وہ اصول جو تمام مذہبون مین متفقہ ہے یہہ ہین کہ الله جل شانہ ایک ہے اور وہ انبیا کو مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بہیجتا ہے اور اونسے معجزے ظاہر کرواتا ہے فرشتے الله کے پیام پر ہین مخلوقات کیطرف اور وہ پیام بری مین جہوٹ اور خیانت سے پاک ہین الله تعالے نے اپنے بندون کو بعض احکام کی بجاآوری کی تکلیف دیا ہے کہ جنکا نیک و بدلا قیامت کے دن جنت و دوزخ سے دیگا - دین حنفیہ کے ان اصول کا اثبات شیعہ کے طور پر بالکل ممکن نہین کسی دلیل کا دلائل شرعیہ سے اثبات اونکے طور پر ممکن نہوگا تو معلوم ہوا کہ یہہ فرقہ دین اسلام کا سوفسطائی ہے - اس کا تفصیل بیان اسطور پہ ہے کہ شیعہ نبوت خاتم الانبیا علیہ الصلوة والسلام کو جو اشرف امت محمدی کے تمام اصول و قواعد کا ماخذ و منبع ہے امیر المومنین اور ائمہ اطہار سے روایت کرتے اور ظاہر ہے کہ یہہ بالواسطہ امیر المومنین اور ائمہ اطہار سے روایت کرتے ہین نہ بلاواسطہ اور اونکے واسطون کا حال معلوم ہو چکا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو جہوٹا اور متہم بناتا ہے اور واقعی یہہ بات ہے کہ اونکے وسائط جیسے کہ آنحضرت صلعم کی نبوت کی روایت کرتے ہین ویسے ہی خدا تعالے کی صورت و جسم کی بہی روایت کرتے ہین اور صریحا جہوٹ بکتے ہین اور یہی اونکے وسائط امامت ائمہ اور اونکے تعین مین بایکدیگر چند سے خلاف کرتے ہین کہ جسمین بالکل مطابقت نہین ہو سکتی پس بالضرور اون وسایط مین سے بعض کا جہوٹ بکنا گو وہ معین نہین ثابت ہو چکا پس جہوٹون اور کاذبونکا تواتر جو کسی حصول مطلب فاسد کے لئے تہمت باندہتے ہون (جیسے کہ خلافت کے مقدمہ مین قرن اول مین

ظاہر ہوا تہا اعتبار کی لایق نہین اور انکے نزدیک پانچ چھہ صحابیون کے سوا اور کوئی رو. قابل
اعتماد نہین اور یقینی طور پر معلوم ہے کہ ان روایتون کا تواتر اول پانچ چھہ سے ہین ہوا ہے
اگر ہمنے مانا کہ تواتر اول سے نہی ہوا ہے تو یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ پانچ چھہ کی خبر ہی ایسی باتون)
مین کہ عوام کی عقل اونکو بعید از خیال) بلکہ بعض جا اونکو محال ٹہراتی ہے یقین دلوا ے اور دو
صحابی اونکے نزدیک مرتد اور خارج از دین اور اغراض نفسانیہ والی اور جہوٹے ہین اس لئے شیعہ
ہو سکتے روایت نہین کرتے قیس بن سلیم ہلالی نے کتاب وفات النبی صلعم مین ابن عباس سے
اور اونہون نے امیر المومنین سے روایت کی ہے (اور یہہ حضرت صادق علیہ السلام سے
بہی آئی ہے) کہ تمام صحابہ پیغمبر کے سوا آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تہے
حضرت صادق کی روایت مین آیا ہے کہ چھہ کے سوا باقی تمام مرتد ہو گئے تہے پس گروہ
مرتدین (یعنی معاذ اللہ صحابہ بوہم شیعہ) جو دعوے رسالت نبی صلعم اور ظہور معجزات
مطابق دعوے اور نزول قران اور فصحا اور بلغا کا اسکے معارضے سے عاجز رہنا جنت
و دوزخ کا حال اور شرعی تکالیف اور وحی اور ملائکہ کا نازل ہونا اور گذشتہ انبیا کی نبوت
اور اونکے دعوی نبوت توحید عبادت خدا اور منع شرک کے لئے جو روایت کی ہے مقبول
نہین ہو سکتی کیونکہ یہہ خبر اون لوگون نے روایت کی ہوی ہے کہ جنہون نے آنحضرت صلعم کی
وصیت کے خلاف اجماع کیا ہے جسکو آنحضرت صلعم نے ایک لاکہ چوبیس ہزار لوگون
کے روبرو نہایت تاکید سے فرمایا تہا اور علاوہ برین شیعہ کے نزدیک یہہ روایت ان
لوگون سے بہی بتواتر نہین پہونچی ہے ہان دوسرے فرقونکے نزدیک جو اوس گروہ (یعنی نے
نقض وصیت آنحضرت صلعم) کے ہمرنگ مین تواتر سے پہونچی ہے اگر فقط اس خبر کا قرن
اول و ما بعد مین مشہور ہوتا ہے تصدیق کے لئے کافی سمجہہ لیا گیا ہے تو دین مین بہت
بے احتیاطی لازم آئیگی کیونکہ قرن اول و مابعد کے لوگ پیغمبر صلعم کے امر و نواہی کے خلاف
کاربند ہوتے تہے اور قران کی تحریف کرتے اور اوس قرن مین قران شریف کے
احکام کے خلاف باتین ایسی مشہور ہو گئے کہ انکو اصل بعثت کی شہرت سے بہی زیادہ

مثلاً وضو مین پانون کا دہونا کہ ایک نیا امر ہے جسکو بہت سے لوگ کیا کرتے ہین
اور پنجگانہ نماز کے وقتون مین لاکہون آدمیون کو دیکہا ہی اور غلط سلط روایت
کردی ہے ۔ اور علی ہذا القیاس مسح سوزہ کا مسئلہ ہی پس ایسی بدعتون کو جنکو اوس
زمانہ کے رئیسون نے ایجاد کرکے رواج دیا ہے لوگون نے اصل شریعت
کے برابر خیال کرلیا ہے ۔ جیسے نماز تراویح اور متعہ وغیرہ کا حرام کرنا پس کیا یہ بعید
نہین ہے کہ یہہ بیدین بیباک جماعت (یعنے ذی یقین وصیت پیغمبر صلعم) کہ یہہ لوگونکی
ڈرانے اور شوق دلانیکے لئے نبوت اور ملائکہ اور روحی کے نازل ہونے اور
بہشت و دوزخ کے بیان مین اتفاق کیا ہو ۔ ہان تواتر اوس صورت مین قابل یقین
ہوگا کہ جب تواتر کرنیوالون کی غرض اس تواتر سے کوئی ذاتی بیہودہ مطلب نہو
لیکن یہان تو بے انتہا اغراض ہین کیونکہ ممکن ہے کہ اونمین کے کئی لوگ کسی ذاتی
غرض کے لئے دعوۂ نبوت صلعم اور معجزہ لائیکی روایت کئے ہون اور باقی لوگون
نے طمع دنیاوی کے لئے اون سے موافقت کی ہو اور اوس کو شہرت دیا ہو
اور یہہ بہی ہو سکتا ہے کہ اُن لوگون نے اگلے کاہنون اور منجمون سے سنا ہو
کہ ایک شخص قریش مین پیدا ہوگا کہ جس کے ہاتہہ تمام دنیا کے خزانہ پڑینگے کہ جو اولاد
عبد مناف سے ہوگا اور اوس کا نام فلان بن فلان ہوگا پس ہر ایک شغلس کو فاقہ
کشی کی وجہہ سے اوس کی پیروی کا خیال آیا ہے ۔ اور ہر شہوانی شخص کو ایمانی وعدون
جو گوری اور ناز کبدن ہوا کرتی ہین لذت اُٹھانیکا خیال جاگزین ہوا ہو اور ہم
دنیادار کو نوشیروان کی باغون کی سیر اور مسر دین ور شرکی گلگشت اور محلات
قیصر اس کشی مین بسر کرنیکی طمع ہو ۔ اور یہود یون اور بعض یہود یون نے بہی اس کیفیت
کی خبر اپنے کتب قدیمہ و اخبار سے پاکر مدعا کی موافق توراۃ سے دلیل لائی ہون
اور توراۃ کے اخبار و تقصیص کو نہایت فصیح و بلیغ عبارت مین بیان کرکے اپکے

ملے دیا ہو (یعنے قران شریف - ۱۲۰ - مترجم) اس کے علاوہ تو آراء اور اوس کے قصون کی واقعیت مین ہی گمان ہے تو پھر اوس کے موافق - یا ناموافق ہونے سے (نفع و نقصان کیا ہوگا) حاصل کلام یہہ کہ اوّل اوّل عرب کے جاہلون نے ان اغراض کی وجہہ سے آپکی پیروی کی ہو اور پھر دوسرے لوگون نے غلط در غلط بوجہہ طمع دنیوی اور لذت نفسانی ان لوگون کی پیروی لازم کرلی ہو پھر رفتہ رفتہ وہ ایک دین و مذہب ہوگیا ہو جیسا کہ شیعون کے خیال کے موافق - شریعت مین اکثر ایسے امور واقع ہوے ہین چنانچہ شیعہ نے وضو مین پانون دہونیکی روایت مین انہی شیعون اور احتمالات سے کام لیا ہے جو اوپر مذکور ہوچکے بلکہ اس مقام یعنے امر نبوت مین یہہ احتمالات زیادہ قوی ہین - کیونکہ پانون کا دہونا بہ نسبت مسح کرنیکے شاق اور گران بار ہے - اور کسی شاق اور سخت شی کے قبول کرلنے اور اوسکو مشہور کرنے مین ظاہر کوئی دنیا کا فایدہ معلوم نہین ہوتا - بخلاف امر نبوت کے جو سلطنت عامہ کا مقدمہ کہ جو بہت دلچسپ و دلنشین ہے اور لائق حرص و طمع ہے جسکے لئے لاکھون آدمی اپنی جان دیا کرتے ہین پس اگر تمام لوگ ایک بات یا ایک روایت پر بوجوہ بالا موافقت کیے ہون تو کیا عجب اور اون کے جھوٹ موٹ سے یہہ ہوا کہ جب کسی نے اون سے جھگڑا یا لڑائی کی تو کیا وہ خراب ہوا - پس عوام خصوصًا اون لوگون کو جو اُنکے پچھلے زمانہ مین پیدا ہوے اگلے لوگون کی روایت کی حق ہونے کا اعتقاد زیادہ قوی ہوگیا چنانچہ شیعہ خلفاے ثلثہ یعنی (ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ) کے خلافت اور اوسکے اس زمانہ کے لوگون مین شہرت اور متاخرین اہل سنت کے اعتقاد کے قوی ہونیمین اسیقسم کے احتمالات بیان کئے ہین اگر اس قسم کے لوگونکا تواتر کامل یقین دلوانے والا ہوتا تو چاہیے تھا کہ

یہودیون کا تو اتنا ہی جنہون سے کتاب خدا کی تحریف کرتین اور انبیا کی نافرمانی اور
جھٹلا سے لئے اور اون کے وعظ و نصائح مین مخالفت مین اس قوم سے بڑھکر نہین تھے
موسیٰ نبی کے دین کی تائید مین مفید یقین ہو کیونکہ یہودی بہی نص صریح موسیٰ سے روایت
کی ہے کہ اپنے فرمایا شمر یعنی سوبدہ ما داست السموات والارض یعنی میری
شریعت جب تک آسمان و زمین رہے ہمیشہ قائم رہینگی - اور فرمایا آپ نے دلتعظیم السبت
سوبد ما داست السموات والارض یعنی ہفتہ کی تعظیم جب تک آسمان و زمین قائم
رہین ہمیشہ رہیگی اور ایسا ہی نصاری بہی حضرت عیسیٰ سے بدین مضمون روایت
کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ مین خدا کا بیٹا ہون - اور آپ نے فرمایا کہ میرے بعد شریعت
ہونے سے پیشتر ہی ابن آدم کی رسالت ختم ہو چکی اور جو محرف قرآن ہے شیعہ
کے ہاتھ مین ہے وہ توراۃ و انجیل محرف جیسا ہے کہ جس مین بہت سے سورے
اور آیتین نکال ڈالے گئے ہین اور الفاظ بدل دئے گئے ہین اور ترتیب بھی غیر
مرتب کی گئی ہے - پس اگر ہم قرآن سے حکم جاری ہے تو انجیل کیساتھ بہی جاری ہوگا
انجیل (مارکس) یعنی انجیل ثانی مین جو انکے صحیح کتابون مین سے ہی یہ روایت
ہے - اور انجیل [illegible] متواترات سے ہے کہ
[illegible] انگور کا [illegible] زمین مین درخت بوئے اور اوسکی اطراف دیوارین
[illegible] بنوائین اور مکان بنوائے جب اوس باغ کی بنا تمام ہو چکی تو اوسکو
باغبانون کے سپرد کر دیا اور خود کسی دوسرے شہر مین جا کے ٹھہرا جب
فصل پختہ ہوئی تو اوس نے اپنا ایک غلام روانہ کیا تا میوہ لے آئے غلام نے جب میوہ
لینا چاہا تو باغبانون نے زد و کوب کی بعد اوس کو ناکام واپس کیا مالک نے دوسرا غلام
روانہ کیا اوس کو بہی انہون نے خوب پیٹا اور سر توڑ ڈالا تیسرا غلام روانہ
کیا تو اوسکو جان سے مار ڈالا ایسا ہی مالک نے اور کئی غلام روانہ کئے تو

اونہون نے یا تو بعض کو قتل کر ڈالا یا بعض کو خوب زد وکوب کیا۔
اور تھا ایک بیٹا اوسکا کہ اوس کو نہایت عزیز رکھتا تھا اور اوس کو اوس کے
سوای کوئی بیٹا نہ تہا۔ پس بہیجا اوسکو اون کی طرف پس جب کاشتکارون نے
دیکہا اور گفتگو کئے بعض اونکے بعض سے یہہ کہ یہہ وہی ہے کہ وارث ہوگا
بعد اوس کے باپ کے باغ کا اور چاہتے تہے کہ اس کا قتل کرنا مناسب ہے پس حملہ کئے اوپر
پس قتل کئے اوس کو پس ضرور غضبناک ہوگا صاحب باغ اور رجوع کریگا طرف انکے
اور لے لیگا باغ اون کے ہاتھون سے اور ہلاک کریگا اونکو اور رکہے گا
اوس کو سپرد ایک دوسرو ن کے۔ پس بیان سے معلوم ہوا کہ اثبات مین ملت ختم
کے سبب اس قول کے ساتہہ ثبوت حضرت خاتم الانبیا کے ہی ابد اتباع
سنت اہل اصول مذہب مین ہو نہین سکتے۔ اس واسطیکہ یہہ لوگ اس دین
اصول کو جو حاصل کئے ہین بڑے بڑے صحابیون نے مثل عشرۃ المبشرہ اور دوسرے
صحابہ اہل بدر و بیعۃ الرضوان اور مہاجرین اولین سے جنکے واسطے خدا عز وجل
اپنی کتاب مین اونکی صدق و صلاحیت کی گواہی فرماتا ہے۔ قوله تعالی
اولٓئک ہم الصادقون اور محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم
اور آیتون مین صحبت جا بجا اون لوگون کے حقمین کلمات خوشنودی اور
رضامندی کے ارشاد فرماتا ہے۔ چنانچہ رضی اللہ عن المومنین۔ پہر پہلے تو
اہل سنت وجماعت کے یہہ امام قرآن وحدیث کو سنکر اون کے حق مین واجبی
تفتیش کئے اور معلوم کئے ہین کہ یہہ سب لوگ صادق الاعتقاد اور شدید المحبت
تہے اور علماے کلمۃ اللہ و رواج شریعت مین کسیطرح ذرا بہی قصور نہین کئے
اور حفظ احکام ملت حنیف مین کسی طرح کوتاہی نہین کئے اور قرآن کو اپنی جان
سے زیادہ عزیز رکہتے تہے اور دین الہی کی محافظت اور حمایت مین جان

لڑا دیتے تھے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم رکھنے مین نہایت
ہی کوشش کرتے تھے اور عوام صحابہ بھی بخیال خوف سیاست اون لوگونکی
صحبت کی برکت سے یہی طریقہ رکھتے تھے اور بسبب شعاع انوار اون لوگون کے
یہی طریقہ جاری رکھے تھے اسی طرح قرن بعد قرن اتباع وطاعت اس
جماعت کی خاص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیسا نہ محض حق کیواسطے تہا نہ طلب
منفعت کے واسطے یا رفع ضرر کیواسطے بلکہ جماعت مشہورین عرب سے
مبتلو مولفہ القلوب کا داغ لگا ہوا ہے اگر رئیس قوم ہوتا تو بھی جیسا کہ ابوسفیان اور
امرح بن حابس حضرت عمرؓ کے مجلس مین باوجودیکہ ریاست رکہتے تھے۔
صف النعال مین جاسے ملتی تہی اور فقرا و مساکین اہل ایمان بلکہ غلامان اور کم
اصلان مثال صہیب رومی اور عمار یاسر کے صدر مجلس مین بیٹھتے تھے اور انکی
اقتدار کی زمانہ مین سلطنت وحکومت کبھی اپنی قرابتداروں اور عزیزون کو نہدی
اسلام مین قدیم ہونا اور کثرت صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مناصب
کے تقسیم مین لحاظ رکھے۔ اور اکثر ان لوگون سے بعد بہت گفتگو وجنگ وجدال
اور مرتے کبزرگون کے مشکل معجزہ دیکھکر ایمان لائے ہین اگر کاہنون کے
قول اور منجمین کے کہنے پر ایمان لاتے تا لقول اہل کتاب منصب کی
طمع مین مسلمان ہوے تھے تو چاہئے تھا کہ پہلے ہی ہوے اور بہت
سا زمانہ پیغمبری کے کام خراب کرتے اور عداوت مین نہ گزارتے
جب نقل و روایت سے ان کے ثابت ہوا دعوی نبوت اور ظاہر ہونا معجزات کا اور
اور نزول قران اور عاجز ہونا فصیح بلیغ لوگونکا معارضہ سے اسکی جب یقین حاصل ہوا
کہ فی الواقع ایسا ہی ہے اور انکے صدق صلاح کی شہادت قرآن پوشیدہ نہین
ہے کہ عاجزی ہو بلکہ ظاہر مین ہے ورنہ دریافت حالات بہی انکی کافی ہے

ین کے خبر سے اونکے صدق اعتقاد مین اور اونکے متواتر اسے صدق مین اور پیروی
طریقه ان لوگون کے اور لازم ہونا طریقه اونکا پس اگر شیعه قرآن کیساتهه اور حدیث
کے اور اجماع کیساتهه تمسک کرین تا بد تنزل کئے گئے ہین کیونکه اونپر شیعیت کے
حرف سے کچهه ایک مذهب اهل سنت کے اپنے پر لازم کئے ہین ورنه یه تمسکات
اونکے مثل اوس سراب کے ہین جو آب وهوکا یا نقش بر آب ہے بے حقیقت اور بے ثبات
ہون که پس ظاهر ہوا که واسطے اصل شیعیت کے کوئی دلیل اونکے دلایل سے ثابت
نہین آتی ہے جب اهل سنت کا دامن پکڑے اس قرینه اور اصول ملت
حنفیه کے قایل ہوے لله تمام امور متواتره مین ان کے مثل تفویض کرنا
حکم نماز کا حضرت ابو بکر صدیق کو اور اون کے فضائل و مناقب اور رد ہونا
فدک کا اور مسح موزه که مانند قرآن اصول تواتر کے ساتهه ثابت ہوے ہین
قایل ہونا چاہیے اور قبول کرنا چاہیے ورنه بحکم بے اصل لازم آئیگا روٹی
ایک کہاوین اور شکر کرین دوسرے کا کوئی عمده بات نہین ہے

شعر

وجه و منع باده ای زاهد چه کافر نعمتیست دشمن می بودن و همرنگ مستان
زیستن ۔ اس بات فایده کو جاننا چاہیے کیونکه نہایت مفید ہے اور اقوال
سابقه سے بهی معلوم ہوا که بنا مذهب تشیع کے اماموں کے اصحاب کی
روایت پر ہے اور اماموں سے اون اصحاب کا احوال بهی معلوم ہوا ہے
بلکه اکثر وه لوگ جهوٹے تهے اور خود امام اون کو جهٹلاتے ہین کوئی
امام ایسے نہین ہین که جو بعض اصحاب کو تکذیب کئے ہوں اس دلیل سے
که بعض لوگ اوس امام کی امامت کی قائل نتهے اور دوسرے امام
کے معتقد بهی بالوقف اور انقطاع امامت کے قائل تهے بعد اس سبب حسن ظن
کے جو اماموں کے اصحاب سے رکهتے تهے تکذیب امام لاحق کی نکرتے بلکه خود
اس تکذیب کو وه امام کچهه نہین سمجهتے ہین اور سب لوگون کے روایات پر
اعتماد کلی رکهتے ہین پس جب یه بات ہے تو پهر کیون اصحاب رسول الله
صلی الله علیه وسلم کو که امام سے کم نہین تو حضرت صلی الله علیه وسلم صحبت مین
ہوے ہونگے ۔ حسن ظن نہین رکهتے اور روایات کو قبول نہین کرتے

اس بات کا غایت یہہ ہے کہ بعض روایات اماموں سے مخالف روایات صحاح خصوص مقدمہ امامت مین ان کے پاس پہونچے ہون گے اور صدق مین ان کے شبہ ہوا ہوگا لیکن یہہ مخالفت پرانا ہے کہ اصحاب مین ہی جاری ہے در بہہ ذہب مین موجود ہوتے ہوئے قبول روایات کا مانع ہوا تو بہر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقین کیون نا قبول ہوا پس یہہ محض تعصب اور روش سنی ہے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین اور اہانت ہے تاثیر صحبت مین لاحول ولا قوۃ الا باللہ حالانکہ ائمہ خود عذر مخالفت کا بیان فرمائے ہین اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدق وصفائی تصدیق کئے ہین یہہ اون کے صحاح مین مروج ہین اور شامت الکین تعصب کا غشا وہ اون کے آنکھون کو اندھا کر رکھا ہے۔ اور اون کے کانون کو بہرا کر دیا ہے۔ کتاب کافی الکلینی باب اختلاف حدیث مین بہ حذف اسناد کے منصور ابن حازم کہا کہ پوچھا مین ابی عبد اللہ سے کہ یہہ کیا ہے جب سوال کرتے ہین ہم آپ سے تو جواب دیتے ہین پھر جب سوال کیا جاتا ہے تو دوسرا ہی جواب دیتے ہین پس فرمائے کہ لوگ عیبا کم وزیادہ کا سوال کرتے ہین ویسا ہی جواب دیا جاتا ہے پھر کہا کہ پوچھا مین نے پس خبر دیو تم مجھکو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تصدیق کئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا تکذیب کیے مین فرمائے کہ بلکہ تصدیق کئے ہین پس کہا مین نے کہ کیا سبب ہے کہ اختلاف کئے ہین پس فرمائے کہ جان لے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور سوال کیا اور جواب پایا اور سوال کرتا اور دوسرا جواب پاتا کسی موقع مین کم زیادہ تو منسوخ ہو جاتا ہے ... یہہ سبب ہے کہ منسوخ ہوئے احادیث کا بعض بعض سے اور ... عن ... اسنادہ محمد بن مسلم ابی عبد اللہ سے کہا کہ پوچھا مین نے اون ... روایت کرتے ہین فلان وفلان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... اور تہمت نہین کئے جاتے ساتھ جھوٹ کے پس ہوتا ہی ... فرمائے کہ حدیث منسوخ ہوتی ہے جیسا کہ منسوخ ہوتی ہے

فائدہ ۵ - دوسرا ہے بہتر اول سے اور لقب رکھے ہم اوسکا سعادت ہر
دوجہان شرح حدیث ثقلین میں پس جو شخص چاہے کرے اوسکو سات ابواب
یگانہ کے پس میں - اوس سے رسالہ جدا جاننا چاہئے شیعہ اور اہل سنت کے
اتفاق سے یہہ حدیث ثابت ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائے
کہ البتہ چھوڑتا ہوں میں تم میں دو چیز گران قدر اگر پیروی کرو تم اونکی ہرگز گمراہ نہوگے
بعد میرے ایک اوس کا بزرگ ہے دوسرے سے قرآن شریف اور اولاد
میری یعنی اہل بیت سے پس معلوم ہوا کہ معرفت رضامندی الہی اور احکام شرعی
کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو دو چیز عظیم القدر کی طرف اشارہ
فرمائے ہیں پس جو مذہب کہ ان دو کے مخالف ہو امور شرعیہ وعقیدہ وعمل
میں باطل اور نامعتبر ہے جو شخص کہ ان دو بزرگ کا انکار کرے دین اسلام
سے خارج ہے اب تحقیق کرنا چاہئے اس میں فرقہ شیعہ اور سنی سی کونسا
فرقہ اس حبل المتین کو پکڑا ہوا ہے اور کون سا فرقہ توہین وتحقیر ان دو
عالی قدر کے کرتا ہے اور اہانت کرتا ہے اور درجہ اعتبار سے ساقط
سمجھتا ہے اور ان ہر دو پر طعن کرتا ہے اس بحث کو نظر انصاف سے تمام
دیکھنا چاہئے - کہ عجیب کام اور طرفہ ماجرا ہے اس بحث میں اوپر کتب
معتبرہ شیعہ کے دوسرے روایت بیان کئے جاتے ہیں - چنانچہ تمام رسالہ
میں التزام کیا گیا ہے - کتاب یعنی قرآن امامیہ اور شیعہ کے پاس درجہ اعتبار
سے ساقط ہے مثل توریت اور انجیل کے قابل تمسک نہیں کسواسطے کہ
اوس میں بہت تحریف ہوئی ہے اور بہت احکام اوس کے منسوخ ہوئے ہیں
اور آیات اور سورہ بہت سے جو ناسخ احکام اور خاص تھے چھوڑی گئی اور یہہ
جو باقی ہے بہت سے الفاظ بدل دئے گئے ہیں بعض زیادہ ہیں اور بعض ناقص
روایت کرتا ہے کلینی ہشام ابن سالم سے اور ابی عبد اللہ سے قرآن
جو لائے ہیں جبرئیل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سترا -
میں اور روایت ہے محمد بن نصیر سے اوس سے کہ کہا کہ تھا لم یکن میں نام ستر
مرد کا قریش سے اون کے نام اور اون کے باپوں کے نام روایت ہے

سالم بن سلمہ سے کہا کہ پڑھا ایک مرد قرآن اوپر ابی عبد اللہ کے اور مین سنتا تہا اوسکو وہ قرآن کہ نہ تہے جو لوگ پڑہتے ہین پس کہے ابی عبد اللہ چپ چپ ٹہر جا ایسے قرائت سی اور پڑہ جیسا کہ لوگ پڑہتے ہین جب تک قائم ہو امام مہدی پس جب قائم ہوویں گے امام مہدی پڑہینگے قرآن کو اوس کو ماننے اوپر روایت ہے کلینی وغیرہ سے حکم بن عیینہ سے کہا کہ بیشک علی ابن حسین کو نہ پہنچا مین آسکے تیرے کوئی پیغمبر نہ صاحب الہام اور کہا کہ تہا علی ابن ابیطالب صاحب الہام اور روایت کیا محمد بن الجہم الہلالی وغیرہ نے ابی عبد اللہ سے براءۃ جماعت اوس کے بالا تری جماعت سے یہ الفاظ کلام اللہ سے نہین ہین بلکہ تحریف کیے گیے ہین بلکہ نازل ہوا ہو یہ ہی کہ اماماں اون کے پاک تر ہین تمہارے اماموں سے اور اون کے نزدیک ثابت ہے کہ اور مشہور ہے کہ بعض سورہ تمام ساقط ہین مثل سورہ ولایت کے اور بعض سورہ اکثر ساقط ہین مثل سورۂ احزاب کے پس تحقیق کہ تہے مثل سورۂ انعام کے پس ان سوروں سے جو کہ فضائل اہل سنت اور اون کے امامت کے احکام ہی ساقط کردیے گئے ہین اور لفظ ویلک لا یحزن ان اللہ معنا اسکے ساقط کردیا گیا ہے اور لفظ عن الولایت علی بعد اس آیت کے وقفوہم انہم مسئولون ولفظ و ملکم سنو اسنہ بعد اس آیت کے خیر من الف شہر اور علی بن ابیطالب بعد اس آیت کے وکفی اللہ المومنین القتال ولفظ آل محمد اس آیت سے سیعلم الذین ظلموا آل محمد منقلب ینقلبون ولفظ بعد تم یاد اور ذکر اس شہر آشوب کو مازندرانی نے کتاب مثالب مین علی ہذا القیاس بہت کلمات اور بیشمار آیات گنائے گئی ہین پس اب نزدیک ان کے قرآن محمد محفوظ اور توریت اور انجیل مین کچہ فرق نہین ہے اور تمسک کرنا ان چیزوں کیسا تہہ کوئی سبب نہین ہے کہ مجزا اور مبدل اور منسوخ ناسخ سے اور مجہول ہین اب رہی عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس اجماع اہل لغت کے پاس عترت و اقارب کو کہتے ہین اور یہہ لوگ بعض کو عترت سے انکار کرتے ہین مثل حضرت رقیہ اور ام کلثوم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دختران ہین

اور بہی بعض کو واخل عترت نہین سمجہتے مثل حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور اون کے اولاد کو مثل حضرت امیر ابن صفیہ عم رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم اور کتنی ہین اور اکثر اولاد حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا سے بہی
دشمن ہین مثل زید بن علی بن الحسین کہ بہت بڑے عالم اور متقی تہے اور
مروانون کے ہاتہ سے شہید ہوے ہین اور اون کے فرزند یحیی بن زید
کے بہی دشمن ہین اور ایسے ہی ابراہیم بن موسی کاظم کے بہی اور ایسے ہی
جعفر بن موسی کاظم جنکا کذاب کالقب دئے ہین حالانکہ وہ کبار اولیا اللہ
سے تہے اور بایزید بسطامی اول سے اخذ طریقت کئے ہین اور غلط مشہور
ہوا ہے کہ بایزید مرید جعفر صادق کے ہین اور جعفر بن علی کو بہی جو حسن عسکری
کے بہائی ہین کذاب کالقب دئے ہین اور حسن بن الحسین المثنی اور ان کی
فرزند عبد اللہ محض کو بہی محمد اکبر محض کالقب ہے مرتد اور کافر سمجہتی ہین اور
ابراہیم بن عبد اللہ اور اکثر ابن محمد باقر اور محمد بن عبد اللہ بن الحسین بن الحسین
و محمد بن القاسم بن الحسین و یحیی بن عمر کو بہی جو اولاد زید شہید ہین کافر اور مرتد
سمجہتے ہین اور جماعت سادات حسنی اور حسینی جو امامت اور بزرگ
شہید کے قایل ہی خیال اور گمراہ جانتے ہین حالانکہ کتب انساب اور
تاریخ سادات دلیل صریح ہین کہ اسبات پر کہ اکثر اہل سنت حسنی اور حسینی
زید بن علی کے فضیلت اور امامت کے معتقد ہین اور تمام اثنا عشرہ ان
کو اور ان کے حق مین کفر کا اعتقاد رکہتے ہین اور ہمیشہ کی دوزخی سمجہتی ہین چنانچہ
باب معاد مین انکی کتابون سے کہا جائیگا اور وجہ بہی اسکی ظاہر ہے کیونکہ
منکر امامت ایک امام کا ان کے نزدیک مثل منکر نبوت کے ہے اور منکر
نبوت کا کافر ہے اور کافر ہمیشہ دوزخی ہے اور یہ تمام بزرگوار منکر امامت
اپنے امام وقت کے بلکہ امامت بعض امامان ماضی کے بہی تہی اور تہوڑی
لوگ اثنا عشرہ کے اسطرف گئے ہین کہ یہ لوگ اعراف مین رہینگے
مثل حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض کہتی
ہین کہ بعد عذاب شدید کے اپنے اجداد کی شفاعت سے نجات پاینگے

[illegible] دونون رکیک اور مردود ہین اپنے اصول قواعد کے موافق درست
[illegible] قرآن سے کہ سوا سطے کفار کے حق مین شفاعت بالاجماع نامقبول ہے اور
[illegible] انکار نہین سب معند سوا اف مین انکار بناکر جبہ بنایا ہے کسی
[illegible] منافی ہے اور وہ منکران امامت کفار ہین با وصف اسکے
[illegible] ین نصیب علی وہ رنج مین کیا ہوگا اور انکو حضرت علی کے
[illegible] تو نہین سکتے اب اس فرقہ کے ناصبیت کو دیکھئے کہ کن
[illegible] بزرگون کو جو اماموں کے جگر پارہ ہے کس طرح اہانت و سفاہت کرتی
ہین [illegible] بعد وہی خبید اہل بیت سے شان دہ امام اور بعض اون کی عزیزی
[illegible] پردہ مین ہزار عیب مثلاً اہانت کرتے ہین مواقیت
[illegible] ہے خوف کے دوستی تہی خود دشمنی سے انکی تصنیفات
[illegible] روایات سے وہ ثبوت کالسمس نصف النہار ظاہر ہون گے لیکن بیان
[illegible] کفریات انکے بطریق منونہ مشتی از خروارے لکہے جاتے ہین
[illegible] ہین کہ امام وقت صاحب زمان اس مرتبہ ڈرپوک اور نامرد
[illegible] (۲۱۲) سے کہ ہزار سال سے تہوڑی جماعت کے خوف
[illegible] ین باوجود بہم ہو لینے دولتون کے اور انقلاب اور
[illegible] رابطہ ہمارے کے کہ اپنے کو اہلبیت کا دب
[illegible] بعض ان لوگون سے مذہب تشیع اختیار کئے ا بعد تسلط
[illegible] عراقین پر اور خراسان پر [illegible] صادق اور شیعہ و بیز خواہ اس
[illegible] بعد رواج اس مذہب کے بادشاہان دکن اور بنگالہ پورب
[illegible] وغیرہ [illegible] وزارت اور امارت اس فرقہ کے ہند اور سندمین
[illegible] نکلتی ہین اور اون کو اطمینان حاصل نہین ہوتا دوم یہ ہی کہ حضرت
جعفر صادق سے تمام کتابون کی اون سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا
[illegible] خدمت بادلوان ہمارے واسطے ہے اور اون کے
[illegible] تمہارے واسطے ہین افسوس ان کے دیکہئے کسطرح اس
[illegible] ہم کو سہل جان کر اون کے جناب پاک کیساتہہ نسبت کرتی ہین

سیوم یہ کہ حضرت کیساتھ نسبت دیتے ہین کہ نزدیک حضرت ام کلثوم بنت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ اول شریف [illegible] زنان سے تھین اور [illegible] کی عصمت [illegible]
زمانے سے نکالا ہے نزدیک ہمارے [illegible]
اول اوس سیدہ پاک بضعۃ الرسول فلذہ کبدہ البتول [illegible] اور
بے ادبی ہے اور کسی خصلت حمیدہ کو اوس سیدہ طاہرہ معصومہ کے دامن
پاک سے باندھ لیے ہین اور حضرت امیر علیہ السلام اور جناب سیدہ کے
حق مین کس قدر بے حفاظتی اور بے ناموسی ثابت کرتے ہین اور حضرت
صادق کے حق مین یہہ کلمہ اور اوس جناب پر تہمت کرتے ہین اور کس قدر
کی سمجھتے اور بے غیرت بے اعتمادی [illegible] ہین یہ ایسا غلط ہے کہ بزرگ
لوگ اوسکو زبان پر نہین لاتے علی الخصوص النظیفہ عصمت پاک کی متین
ایسا اور اسم [illegible] الاسم و المسمی اقارب کی متین بلکہ بزرگون کے متین ایسا
امر ہے کہ اراذل اور اوباش بھی اوس سے احتراز کرتے ہین بازار
دلی کو دیکھے ہین افاغنہ قندھار کے ہنگامہ کے زمانہ مین جوانی کو ویرانے
کہتے تھے جبت عورتون کی بے ناموسی ہوی تاریخ [illegible] اوسکے اس فعل قبیح کا
ذکر زبان پر نہ لاتے تھے اور دعا کرتے تھے اب یہہ احتمال کہ [illegible]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایسا بے تشرف فعل واقع ہو جبراً اکراہاً کسی مسلمان کا
کام نہین ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

چہارم کہتے ہین کہ حضرت ائمہ اپنے دختران اور بہنون کو کافر یا فاجر سے
شادی کر دیتے تھے مثل حضرت سکینہ کہ مصعب بن زبیر کے نکاح مین
تھے علی ہذا القیاس دوسرے اپنی قرابت کی عورتون کو کافرون اور [illegible]
کیا تھا نکاح کر دیتے تھے چنانچہ کتب انساب سادات مین تفصیل [illegible]

پنجم یہہ کہ نسبت کرتے ہین حضرت صادق کیطرف کہ قرآن مجید اور زمین [illegible]
اور امانت کے جو طعن کے حضرت عثمان پر باعث اعتراض [illegible]
وہی حضرت صادق پر ثابت کرتے ہین روایت کلینی سے زید ابن [illegible]
صادق علیہ السلام [illegible]

اپنی گی اونکے ٹکڑے ٹکڑے کروائے اپنے سو کنکو موجب خلل درمیان اپنے کہ
ہوئین اماماں کے وہ پاک ترین اماموں سے تمہارے نفس مین کیا کہ
قربان ہوں اب کے تم امام ہو فرمائے البتہ قسم ہے خدا کی اس کے
سوا نہین کہ پڑے جاوے ار. بی کہا کہ ار. بی کیا کہے تو اشارہ کئے
اپنے ہاتہہ کیطرف اور ڈالدئے اوسکو ہاتہہ سے ۔
ششم یہہ کہ جو کہ منافی علامت ایمان اور ضد علامت مومن کے ہے بعض ہی
حضرت امیر کا خود طرف بعض اماموں کے نسبت کرتے ہین اور چاہتی ہین کہ حضرت
امیر کی شہادت سے اماموں کے ایمان مین رخنہ ڈالین کہ حضرات
ایمہ اوپر تقیہ اور اخفائے حق اور اظہار باطل کے اپنے طول حیات
مین باوصف عدم خوف کے اصرار رکہتے تہے اور نص متواتر امیر المومنین کی
جو نہج البلاغت مین موجود ہے یہہ ہے کہ فرمائے علیہ السلام نے کہ نشانی
ایمان کی وہ ہے کہ پسند نکرے تو راستی کو جس جا کہ نقصان دے تجہے
اوپر دروغ کہ جس جا کہ نفع دے تجہکو ایسا ہی ہے نہج البلاغت مین ہفتم بعض
تفاسیر آیات قران کو اماموں کیساتہہ نسبت کرتے ہین کہ ہرگز قواعد نحویت
و عربیت سے برابر نہین ہین پس سننے والا اس تفسیر کا خیال کرے کہ یہہ حضرات
فنون ـــ نحویت سے واقف نہ تہے اور ایسا ہی بعض تفاسیر کہ ربط کلام
کے مخل ہون اور موجب انتشار نظم جاری و برہمی سیاق مع ہون حضرات
کیساتہہ منسوب کرتے ہین یا لوگون کو بے اعتقادی اون کے کمال علم
مین حاصل ہو ہشتم اماموں سے روایت کرتے ہین کہ جہاد سے منع فرماتے
تہے باوجودیکہ قرآن مجید مین جو تاکید و تعیدائی ہے طفل مکتب پر پوشیدہ
نہین ہے پس ثقلین مین مخالفت پیدا کرتے ہین اور حدیث ثقلین کی آخر
مین یہہ عبارت بہی روایت کرتے ہین لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
ہرگز جدا نہونگے یہہ دونو یہانتک کہ آئین میرے پاس حوض پر اس
عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم معیار اور میزان
احوال اور ہدایت عترت طاہرہ کے اس واسطے لوگ اوپر جہوٹ

باندھین جنے اور اقرار کرین گے ہمکو عنایت فرمائے ہین اور وہ یہہ ہی کہ
جو روایات ہم اون سے سنین قرآن سے مطابق کرین جسکو قرآن قبول کرے
صحیح ہے اور جسکی تکذیب کرے وہ کفر ہے اور قرآن مجید محفوظ ہے
متواتر لایق تر یہہ ہے کہ معیار ہو عترت ظاہرہ سے کیونکہ عترت ظاہرہ
کو بسبب بشریت موت اور غیبت مکانی اور بعد زمانے وغیرہ لاحق
کہ یہہ کلیک نہ درماتو داوغ بندی اور افترا سازی بخلاف قرآن مجید کہ بسبب کے
بسبب شہرت اور تواتر کے ہر شخص کے پاس ہر وقت اور ہر جا ہی موجود
ہے اور حفظ الہی مین محفوظ ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ
تنزیل من حکیم حمید۔

نہم۔ مطلقہ کیساتھہ جمع کرنا اوس جناب سے نسبت کرتے ہین اور یہہ
حقیقت مین زنا ہے ۔ معاذ اللہ من ذالک۔

دہم۔ اور یہہ ہے کہ بازی کرنا ساتھہ حصتن اور قضیب کے عین نماز مین اماموں
کیساتھہ نسبت کرتے ہین حاشاہم عن ذالک اوّل نماز اعظم ارکان دین ہے
اوس مین کھیل دوم یہہ بازی کیا لطافت رکھتی ہے ۔

گیارہوان۔ جائز ہونا نماز کا باوجودیکہ نجاست غلیظ کپڑے مین بھری ہو جناب
ائمہ کیساتھہ نسبت کرتے ہین۔

بارہوان بچہ مردار مرا ہوا جانور کا کہانا اوس جناب سے نسبت کرتے ہین حاشاہم
عن ذالک ۔

ترہوان ۔ عین نماز مین عورتون کیساتھہ بوس و کنار جایز کرنا اوس حضرات کے
جناب سے نسبت کرتے ہین ۔ روایات منقولہ ان کے کتابون سے
اسی تمام مسائل مین انشاء اللہ بعد باب فروع مین ذکر ہون گے ۔

چودہوان ۔ مسح کرنا نعلین پر ۔ اور واجبات کا اماموں کی جناب سے
نسبت کرتے ہین روایتا ہے ابو جعفر طوسی اور ابن طوسی کہا کہ
پوچھا مین ابا عبد اللہ علیہ السلام سے کہ عورت کو اگر احتلام ہو جیسا کہ مرد کو
ہوتا ہے اوس پر غسل لازم ہے فرمائے کہ ہان ہے مت بیان کرو

کہ اون سے اسکو علت پکڑ لیگی اس صورت مین یہہ لازم آتا ہے کہ جناب
راضی ہون اسباب سے کہ حالت جنابت مین نماز پڑہین اور یہہ کفر ہے
بالاتفاق حالانکہ کفر سے راضی رہنا بہی کفر ہے بالاتفاق معاذ اللہ من ذالک
اور راضی رہنا مکلف کے جہل سے سات واجبات شریعت کے کہ وہ
مناقص ہے منصب امامت کا اور قدح کرنیوالا ہے اوسکے استحقاق
مین اور قاطع ہے عدالت اور مروت کا اسے بڑی اور قبیح زیادہ
اسباب مین - روایت صاحب محاسن کے ہی کاظم علیہ السلام سے ذکر
کرتے ہین کہ وہ فرماتے تہے کہ تعلیم کرو لوگون کو عقاید اصول دین سبحان اللہ یہہ
روایت قبیح اور خراب حکایت ہے کہ اوس جناب سے نسبت کرتے
ہین کہ تعلیم اصول دین سے لوگون کو منع کرتے تہے جب یہہ لوگ ہی منع
کرین تعلیم اصول دین سے پہر دوسرے کسطرح تعلیم کرین ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد
کجا ماند مسلمانی -

پندرہوان ۱۵ - ادا امر الہی کا عمل ترک کرنا اوس جنابون سے نسبت کرتے ہین
خصوص کتاب باقر و صادق علیہما السلام سے کہ یہہ لوگ تقیہ کو ترک کردیا
تہے حالانکہ حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہین التقیۃ دینی
و دین آبائی پس یہہ حضرات اپنی دین آباے مین کیا قباحت دیکہی جو ترک کردیا
سولہوان ۱۶ - خلاف صریح نص کتاب اللہ کا امامون کی جناب مین نسبت کرتے ہین
تا ثقلین مین مخالفت قائم کرین اور لوگون کو امر دین حیرت مین ڈالین کہتی ہین
کہ درہم و دینار سیم غیر مسکوک مین یہہ حضرات زکاۃ واجب نہین سمجہتے ہے اور
خود بہی نہین دیتے ہین معاذ اللہ چاہتے ہین کہ حضرات ائمہ کو اوس وعید
مین داخل کرین - والذین بآخر - جو لوگ جمع رکہتے ہین چاندی اور سونا اور
نہین خرچ کرتے ہین اللہ کی راہ مین
سترہوان ۱۷ - کہتی ہین کہ کپڑے پہاڑ ڈالنا عورتون اور مردون کو باپ یا فرزند
یا اقارب کی موت مین حضرت ائمہ جائز رکہے ہین معاذ اللہ ان لوگون کو
بے صبرون اور جزع کرنیوالون مین داخل کرتے ہین تا بشارت قرآ سے

جو صابرون کے حق مین ای ہے خارج کرین اور وعید لمسہ منا سن تن کمشوب مین شامل کرین۔

اٹھارہوان [۱۸] ۔ خاص کرنا قصاص کا بغیر دیکہے کہ خلاف نص قرانی ہے اوس جناب سے نسبت کرتے ہین۔

انیس [۱۹] ۔ کوئی ذمی اگر مسلمان کو قتل کرے تو اوسکے بیٹی کو غلام بنانا حضرت ایمہ کیساتھہ نسبت کرتے ہین خلاف قاعدہ تمایت رانیر لاسرا وور اخری) اگر اس قسم کا انتقام شرع محمدی مین جائز ہوجاوے تو بہر تورہ چنگیز خانی اور شرع محمدی مین کیا فرق رہا حربی کے فرزند کو غلام بنانا اوس وقت جائز ہوتا ہے کہ جنگ کا خوف ہو اوس اولاد سے واسطے تقلیل سواد اون کے اولاد ذمی قاتل کے نہ لڑائی پر مستعد ہونہ سواد اہل حرب مین داخل ہو یہ کسطرح استرقاق درست ہوگا کہ صریح نص عہد ہے اور مخالف ہی جمیع ادیان و ملل کا کہ وفا کرنا عہد کا واجب جانتے ہین اور نص قرانی کے بہی مخالف ہے النفس بالنفس۔

بیسم [۲۰] ۔ اماموں سے نقل کرتے ہین کہ روز قتل عمر رضی اللہ عنہ جو انکی زعم مین ۔ ۹ ۔ ربیع الاول ہے تین روز تک گناہ صغیرہ وکبیرہ کسی پر نہین لکہے جاتے ہین پس استصواب مین مباح ہونا کفر اور جمیع گناہ کا اوس تین روز مین اماموں کے جناب مین نسبت کرتے ہین۔

اکیس [۲۱] ۔ جائز ہونا استعمال ایسے پانی کا کہ جس سے استنجا کیا گیا ہو پینے مین اور تمام طہارت وغیرہ مین اوس جناب سے نسبت کرتے ہین۔

بائیس [۲۲] ۔ اماموں سے روایت کرتے ہین کہ امت مرحومہ کا لقب امت ملعونہ ہے روایت کیا صیرفی نے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے اور بعض روایت مین تشبیہ امت مصطفویہ کے سورون کیساتھہ حضرت صادق سے روایت کرتے ہین جیسا کہ روایت کیا کلینی نے اون سے حالانکہ بنص قرانی مین خراست خطاب کیا گیا ہے ۔ کذالک جعلناکم امۃ وسطا بالجملہ غرض ان لوگون کے قائم کرنا مخالفت ہے درمیان ثقلین کے تا چند دہ کلاہ دین۔

شریعت کا کم ہوجاوے اور تمسک کتاب اللہ کیساتہہ بسبب دعوی تحریف اور زیادہ نقصان اور تغیر و تبدل کے پکڑے جاوے وہ تمسک عترت طاہرہ کی ساتہہ بسبب تکفیر مسلم ارتداد بعض لوگون کے اور روایت مخالف کتاب اللہ بعض لوگون سے مشکل ہوجاوے اور خلق اللہ مانند جانوران غیر مقیدکے جو چاہین کرتے رہین۔ تمام ہوا۔

رسالہ وسیلہ نجات

تصنیف فخر المحدثین ذو العلم والتمیز مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حق حمدہ والصلوۃ والسلام علی حبیبہ وجندہ اللہم یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک۔

(سبب تصنیف) ایک شخص ہمارے ملاقاتیون مین سے مذہب شیعہ النعت رکہتا تہا۔ ہم سے اسنے استدعا کی کہ چند کلمہ حقیت فرقہ ناجیہ کے متعلق دلائل لکہنا چاہیے بحکم الدین النصیحۃ اوسکی استدعا کو ہم نے بطور سوال کے قائم کرکے اس رسالہ کا نام وسیلۃ النجات رکہا۔ (سوال) اہل سنت و شیع مین بہت کچہہ گفتگو واقع ہوی ہے سنی دعوی کرتے ہین کہ ہمارا مذہب حق اور موافق قران و حدیث کے ہی شیعون کے سب گروہ باطل ہین اور اہل بیت کی نسبت اہل تشیع افترا کرتے ہین بلکہ اہلبیت کا مذہب یہی ہے جو ہمارا ہے۔ شیعہ بہی اسیطرح دعوی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قران ہمارا مذہب ہے اور ہمارا طریقہ امام جعفر صادق کا طریقہ ہے سنیون کی کتابون کو غیر معتبر کہتے ہین اس بارہ مین ایسا شافی جواب آیات قرانی سے کہنا چاہیے کہ کسی کو اوس مین دم مارنیکی جگہہ باقی نرہے اور رخنہ منقطع ہوجائین تاکہ طالبان راہ نجات اوس پر

عمل کو بہا در چہوڑ نے مذہب سے دست کش ہون - (جواب) -
ای بہائی اوّل ہر ایک مذہب کی بنا دریافت کرو اور ہر فریق کے -
کتابین ایکطرف بالای طاق رکہو اور جب ہر ایک کے بنا سے واقف ہو
پس اوس بنا کو آیات قرانی سے مطابق کرو اور جس مذہب کی بنیاد
[illegible] اور سچی دیکہو اوس مذہب کو حق جانکر اوس کے کتابین پڑہو اور اوپر
عمل کرو اور جس مذہب کی بنا کو باطل پاؤ اون کے کتابون کو شیطانی
وسوسے سمجہکر پانی مین ڈالو اور اون کے پاس ہرگز نجاؤ اور اون کو پہاڑ
پہینک ڈالو اور یقین جانو کہ وہ مذہب اہل بیت کا نہین ہے بلکہ مذہب
شیطان ہے پس جانو کہ بنا مذہب اہل سنت - ایمان - تقوی -
و صلاح - و راستی پر ہے - ابوبکر و عمر و عثمان و علی وغیرہم
مہاجرین و انصار اور دوسرے اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالی
علیہ و آلہ وسلم - ایسے ہزارون آدمی تہے کہ آپ کی ہمراہ راہ خدا مین
جہاد و نماز کرتے تہے آپ کی حیات مین نصرت و حمایت مین شریک
اور بعد وفات اپنی خلافت مین عدل و انصاف و راستی کو اختیار
کیا اہل سنت کی خدمت اور اون سے محبت کرتے تہے حضرت امیر
المومنین علی علیہ السلام ہمیشہ ان کیساتہہ اوٹہتے بیٹہتے اور انکے ہمراہ
کفار سے جہاد کرتے تہے اور پیچہے نماز پڑہتے تہے اور ہمیشہ اون سے
محبت رکہتے تہے - اون کے وفات کے بعد اون کے حق مین دعائی
خیر اور بہت تعریف و مناقب بیان فرمائے بنا مذہب شیعہ
پر کفر و نفاق خلفا ثلثہ وغیرہم اور ہزارون اصحاب سید ابرار ہے
ان کو کہتے ہین کہ بسبب نفاق پر ایمان لائے اور ہجرت بہی ریاست
و طمع دنیا کے لئے کی اور تمام جہاد و عبادت اون کے دنیا پر مبنی تہی نہ
براے خدا اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل بیت کو
ایذا پہونچائے اور مرتضی علی کیساتہہ یاری نہین کی بلکہ اون کے
حق کو چہین لیا اور بیعت و نماز علی علیہ السلام سے اون کیساتہہ خوف کی جہت

سے بطور تقیہ سے تھے یہاں تک کہ علیؓ اپنی صاحبزادی طاہرہ کا نکاح حضرت عمرؓ کو بیاہتے بطور تقیہ کیا اور نام اپنے لڑکوں کا ابوبکر و علی و عمر سے علی و عثمان تعلیمی بھی تقیہ کیوا سطے رکھا اور سپے اور دوست صحابہ تھوڑے سے تھے۔ ابوذر و مقداد۔ سلیمان۔ عمار۔ و جابر۔ رضا۔ اور تھوڑی دوسرے آدمی رہتے ہی بھائی جو بنا دونوں مذہب کی دریافت کرو تو دلیل بنا اہل سنت کے تائید میں آیات قرآنی بہت ہیں کہ ان میں سے ہر ایک واسطے ثبوت و استحکام کے اوس بنا کے کافی ہے اور مختصراً اس جگہہ چند آیات لکھے جاتے ہیں۔ **قولہ تعالیٰ** ۔ یعنے سابقین و اولین و مہاجرین و انصار کے جن لوگوں نے انکو پیروی و متابعت کے اون کے ایمان اور طاعت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے یعنے مہیا کیا اون کیلئے خدا نے بہشت کو اور جاری ہیں اون کے سنبز ون یا درختوں کے نیچے نہریں۔ و خالدین فیہا ابدا۔ یعنے یہہ سب مہاجرین و انصار اور اون کے متابعت کرنے والے بہشت میں ہوں گے۔ ہمیشہ یہہ آیت بر ملا کہتی ہے کہ مہاجرین و انصار سابقین سب بہشتی ہیں اور اون کی متابعت کرنیوالی جو اون کے بعد ہوے ہیں اور اون کا طریق اختیار کیا ہے وہ بھی سب بہشتی ہیں اون کے بہشتی ہونے میں کوئی شک نہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین میں سے پہلے ہیں کہ بوقت ہجرت ہمراہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے حضرت عمر اور حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما اور بہت سے مہاجرین اولین ہیں اور جس شخص نے کہ حضرت ابوبکر کو پہلا مہاجر نہیں شمار کیا اس آیت کے اعتبار سے وہ کافر ہوا۔ **قولہ تعالیٰ** ۔ اذا خرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبکہ سے کفار نے باہر کیا تو آپ کی ہمراہ دوسرے دو صاحب سے تھے جس طرح سے غار میں رہتے تھے اور جبکہ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاصکر اپنے یار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

گو کہ غمگین بہت ہو درآن حالیکہ ہمارے ساتھ اللہ ہے - اور اون کی
متابعت کرنیوالی واقعی مہاجرین وانصار ہین کہ ان کے بعد یہہ ایمان لائے
اور ہجرت ونصرت کی اور حق تعالی نے اس آیت مین خبر دی ہے کہ دائمہ
بہشت مین رہینگے پس ثابت ہوا کہ یہہ قطعی بہشتی ہین جو شخص کہ ان کو
بہشتی نہ جانے بسبب انکار اس آیت کے کافر ہوگا اور اگر اس مقام پر
کوئی شیطان وسوسہ ڈالے کہ اس آیت سے مراد شاید مہاجرین ہین
اور شیعہ اون کے حق مین حسن ظن رکھتے مین کہ اون کے ہجرت [illegible] نے
سبیل اللہ تھی اور حضرت ابوبکر وغیرہ کی طمع دنیا کی وجہ سے اس کے
جواب مین کہنا چاہیے کہ ای ابلیس تو جہوٹ کہتا ہے بلکہ تمام مہاجرین
کی ہجرت خدا کے واسطے تھی چنانچہ ایک آیت بعد ہجرت قتال کے بارہ
مین پہلے نازل ہوی - یعنے حکم عام لڑائی کا دیا گیا کہ جو لوگ لڑنا چاہتے
ہین اون سے لڑائی کیجائے اسلئے کہ کفار سے مہاجرین کو رنج وظلم
بہت ہوچکا تہا - اور جبکہ اللہ تعالی نے تحقیق کیلئے [illegible] اور یہہ
کہ باہر نکالے گئے اپنے گہرون سے بغیر حق کے مگر وہ کہتے تھے کہ ہمارا
اللہ تعالی برتر ہے یعنے وہ کبھی گناہ کے واسطے نہین نکالے گئے
بلکہ بسبب اون کے ایمان کی پس اس سے ثابت ہوا کہ تمام مہاجرین کی
ہجرت خالصاً للہ تھی نہ طمع دنیا کیلئے پس مہاجرین رضی منصور ہین
ای بہائیو جو شخص قرآن پر ایمان رکہتا ہے جیسا کہ اوس پر ثابت ہوا
خدا نے تعالی نے اوس شخص جنتی کیا اور فرمایا کہ وہ جنت مین ہمیشہ
رہینگے اس سے تمام اعتراضات اون کے حق مین ساقط ہوگئے کیونکہ
اللہ تعالی عالم الغیب ہی اور وہ جانتا ہے کہ فلان بندہ سے فلان وقت
مین نیکی اور فلان وقت مین گناہ ظہور مین آئیگا باوجود اس کے بھی فرمایا
انکو جنتی مین کیا اس ضمن مین تمام خطاؤن کی مغفرت متحقق ہوئی ہے
پس کسی کو اون کے حق مین طعن وتشنیع کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے -
گویا کہ اعتراض کرنیوالا کہتا ہے کہ یہہ بندہ برا ہے پہر کیون خدا نے

اوسکو کیون بہشتی کیا ظاہر ہے کہ ایسے مقام اعتراض کرنا کفر ہے جس بندہ کو کہ خدا نے

بہشتی کہا ہے البتہ وہ بہشتی ہین کسی کا اعتراض اون کے حق مین کوئی مضر نہین
ہوسکتا اس سبب سے وہ دوزخی ہوسکتا ہے لیکن اوس کا اعتراض کرنیوالا ہے
کافر ہے پس اس وجہ سے تمام شبہات شیاطین ساقط ہوگئے اور
جواب دینے کی ضرورت باقی نہین رہتی ہے لیکن بپاس کے تسلی کیلئے
الشیاطین کے جاتی ہے پس اگر شیطان آئے اور ہمیشہ وسوسہ مین
ڈالے کہ سورہ انفال مین بدر کے قصہ مین نازل ہوا ہے ۔ قولہ تعالی ۔
یعنے ای جو شخص کہ ایمان لایا ہوا ہے اور کفار سے ملاقات کرے
پس بوقت جنگ پشت نہ دکھلانی چاہیئے ۔ قولہ تعالی ۔ اور جو شخص کے
جنگ کفار سے پیٹھ دکھلائے مگر اوس حالت مین کہ لڑائی سے پھرنیوالا ہو
یا پناہ لانیوالا ہو جماعت مومنین کیطرف پس تحقیق رجوع کیا دشمن خدای
اوس کی جگہہ جہنم ہے ۔ اور جو کہتے ہین کہ صحابہ احد وحنین مین
بہاگے ہین اون کے جواب مین کہو کہ جنگ بدر مین یہہ آیت نازل
ہوئی ہے کوئی صاحب نہین بہاگے تہے بلکہ سب کے سب ثابت قدم
رہے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے کہ جس حالت مین کہ فتح دی تمکو اللہ تعالی نے
جنگ بدر مین حالانکہ بوجہہ قلت دشمنون کی نگاہون مین تم خوار معلوم ہوتے
تہے ۔ اور قصہ بدر مین فرمایا ہے کہ ،، یاد کرو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جب تمہارے پروردگار نے وحی کی فرشتون کی طرف کہ مین تمہاری
طرف ہون ،، الخ ،، پس ثابت رکہا مومنین کو آیت مذکورہ کفر پر دلالت
نہین کرتی ہے بلکہ جنگ کفار سے بہاگنا حرام ثابت ہوتا ہے وہ
حق تعالی ہے چاہے بخشے چاہے عذاب کرے اور اس واسطے
جنگ احد مین جو فرار واقع ہوے اوس اللہ تعالی نے معاف
فرمادیا ۔ قولہ تعالی ۔ ولقد عفا اللہ علیہم ۔ پس اعتراض ساقط ہوگیا اور
جنگ حنین مین اول تو فرار ہی نہین واقع ہوا ۔ دوسرے حضرت عباس
رضی اللہ عنہ نے جب آواز دی کہ یا عباد اللہ ہذا رسول اللہ اس آواز
پر چلے آئے اور بڑی بہاری جنگ کی جس سے توبہ مستحق ہوے ازبسکہ

یہہ ناصران دین خداتعالے تہے اور حق تعالے حسب وعدہ خود قولہ تعالی لینصرن اللہ
من ینصرہ یعنے اونکی فتح کی اور مدد غیبی فرشتونکی اونکے لئے بہیجی اور بشارت نزول سکینہ
کہ مومنین کامل الایمان کا خاصہ ہے انکی بارہ مین نازل فرمائی چنانچہ فرماتا ہے قولہ تعالے
بدرستیکہ نصرت دی تمکو خداتعالے نے بہت سے غزوات اور حنین مین اور فرماتا ہی قولہ تعالی
پس نازل کیا اللہ نے سکینہ اپنے رسول اور مومنین پر کہ عباسؓ کی آواز پر پہرے تہے
مگر دلیس اگر تدارک مافات کیا یعنے سخت قتل کیا قولہ تعالی بہیجے لشکر ملائکہ بہیجا جنکو اے
صحابہ تمنے بچشم خود نہین دیکہا اور عذاب کیا اور شکست دی کفار کو - اے عزیز وسطر تامل ملاحظہ
سے سمجہے اگر جنگ کے لئے اسقدر رحمت الہی دستگیر حال ہو اور بمقتضاے بشریت جب لغزش مین پڑین
تو فرشتہ اونکے امداد کیلئے آئین اور سکینہ الہی اونکے بارہ مین نازل ہو تو کیا یہہ مسلمانونکا
کام ہے کہ تمام آیات رحمت ومغفرت کو فراموش کرکے اون کو ہدف مطاعن کرین معاذ اللہ
تعالی من خبث الباطن وشر الشیطان وشرکہ اور پہر اگر شیطان آے اور تمکو وسوسہ
مین ڈالے کہ شاید وہ منافق ہون کیونکہ اسوقت منافق بہی تہے جیسا کہ قرآن شریف
مین منافقونکا ذکر بہت آیا ہے اسکے جواب مین کہنا چاہیے کہ سچ ہے منافق تہے لیکن
منافق اعراب مین دہقان تہے جو اطراف مدینہ مین رہتے تہے اور بعض اہل مکہ لیکن مہاجرین
والانصار کہ جنکا ایمان منصوص ہے کوئی شخص منافق نہ تہا جیسا کہ اللہ تعالے نے فرماتا ہے
،،بعض اون لوگونسے کہ جو تمہارے گرد ہین اے اہل مدینہ بادیہ نشینان منافقونمین سے
ہین،، ،،اور بعض اہل مدینہ خالی ہین نیکی سے دران حالیکہ نفاق کی عادت ڈالی ہے اونہونے
اور اے محمد تم نہین جانتے ہو اونکو کیونکہ تم عالم الغیب نہین ہو مین اونکو جانتا ہون،، اسکے
بعد اللہ نے اونکو بہی ممتاز فرمایا جیسا کہ فرماتا ہے ،،نہیں ہے اور نہ لائق ہے خدا کو کہ مومنین
کو اوس حالت مین چہوڑ دے یعنی مومن و منافق کو خلط ملط نہ رکہے تاکہ تمیز دے اور جدا کرے
پلید کو پاک سے یعنے منافقونکو مومنین سے پس حقتعالے نے پہنچوا دی اور مطلع کیا آنحضرت
صلعم کو اونکے حال سے اور آپنے حذیفہ بن الیمان رض صحابی سے اظہار فرمایا اور اونکی رسوائی
اور فضیحت کے لئے ارشاد کیا اونکے لڑکے مومن دوست تہے دوسرونپر نہین ظاہر کیا اگرچہ
بہت منافق بسبب علامات نفاق فضیحت بہی ہوے اور سب نے اونکو جان بہی لیا لیکن
حق سبحانہ تعالے نے بوجہ قبایح قران مین یاد فرمایا اور اونکے حق مین سخت وعدہ بیان

فرمایا جو بوجہ حسن ظاہر ہوا اور وہ صحابہ جنہیں اہل سنت اعتقاد کہتی ہین کوی منافق نہ تہا جیسا
کہ حق تعالی منافقون کے حقمین فرماتا ہے قولہ تعالی ،، پس اگر توبہ کرین منافق اپنے نفاق
سے اونکے لیے بہتر ہوگا ،، دد اگر اپنے نفاق پر قایم رہین اور توبہ نکرین تو خدا تعالے اونپر دنیا
اور آخرت مین سخت عذاب کریگا ،، دد اور نہ ہوا اونکا کوئی زمین پر یار و مددگار ،، یعنے زمین پر اونکے
کوئی یاری نکریگا - برخلاف ان قبایح کے مہاجرین کے حق مین اللہ تعالے اوصاف حمیدہ ارشاد
فرماتا ہے اور نصرت کا وعدہ دیتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے درباب اذن قتال کہ ہمنے مہاجرین کے
حق مین آیت لکہی ہے قولہ تعالی دد تحقیق خدا تعالے مہاجرین کی یاری کرنے پر قادر ہے
،، یعنے اونکو مدد دیگا اس آیت مین بہی یونہین مہاجرین کا ذکر فرماتا ہے قولہ تعالی دد البتہ
یاری دیگا اللہ تعالے اون لوگونکو جنکا دین جنکو یاری دے ،، کوی شک نہین ہے کہ حق سبحانہ
تعالے نے تمام صحابہ کو جو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقی رہے خصوصًا خلفاے راشدین
کی مدد فرمائی کہ ہزارون مشرک اور مرتد کو مارا اور کسرے وقیصر کو اولٹ دیا اور خلفاء راشدین
کی تمام صحابہ نے مدد کی پس معلوم ہوا کہ خلفاء ثلثہ مہاجرین سے تہے سبیل اللہ مین کہ حقتعالے
نے جو نصرت کا وعدہ مہاجرین کو دیا تہا انکے حق مین بدرجہ اتم راست کیا پس واقعی معلوم
ہوا کہ اصحاب بہی ناصران دین خدا تہے اگر خدا نخواستہ منافق ہوتے تو کوی اونکا ہاتہہ
نپکڑتا اور زمین پر اونکا کوی یار و مددگار نہوتا اور یہہ بہی ظاہر ہوا کہ جو منکرین قرآن کہتی ہین حضرت
علی نے بعد آنحضرت طلب خلافت کی تو گہر گہر مہاجرین وانصار مین انکے قایم کرنے مین باہم بحث
ہوی کسیہنے بہی انکی حمایت واعانت نہ کی اس بات سے کفر صریح وکذب جلی اور اس آیت سے انکار
کرنا ہوتا ہے جبکہ حق تعالے نے اس آیت مین مہاجرین سے وعدہ نصرت فرمایا تو ہمین کوی شک
نہین کہ امیر المومنین علی رہ اول رئیس مہاجرین مین سے ہین مجال تہی کہ کوی اونکے مدد نکرتا پس
ثابت ہوا کہ جو شخص اس بات کو بجناب پاک مرتضوی نسبت کرتا ہے وہ اونکا دشمن ہے کہ آیت
منافقین اونکے حقمین بتلاتے ہین قولہ تعالی دوما لہم فی الارض من ولی ولا نصیر
ثابت ہوا کہ وہ انکے دوست اہل سنت ہین کیونکہ آپ سے نفاق کی نسبت نہین دیتے ہین
بلکہ کہتے ہین کہ اگر آپ طلب خلافت کے لئے ہوتے اور ارادہ رکہتے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے اپنے حق مین کوی لفظ [illegible] البتہ اونکا تصرف نافذ ہوتا اور اور سب انکی مدد کے لئے

آمادہ ہوتے چنانچہ مہاجرین کے بارہ مین آیا ہے پس معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ خلافت
حضرت صدیق اکبر کے برحق جانکے اونکی بیعت فرمای اور ناصر و معین رہے الحمد للہ علے نعمائہ اب سنو
کہ حق تعالے منافقونکے فضیحت مین کیا فرماتا ہے قولہ تعالی تحقیق منافق اگر اپنی منافقت سے
باز نہ آئین اور وہ لوگ کہ جنکے دلونمین بیماری مثل ضعف ایمان کے ہے باز نہ آئین اور وہ لوگ جو
مدینہ مین غایب لشکر اسلام کی نسبت خبر بد دیتے ہین پس فرماتا ہے اگر باز نہ آئین اور توبہ نکرین یہ ہر سہ
گروہ البتہ تمکو ہمنے ای محمد ان پر مقرر اور مسلط کیا اور یہہ زیادہ وقت تک تنہا رہے ہمسایہ نہ رہینگے یعنی
جلد تر شہر مدینہ سے باہر ذلیل و خوار جائینگے قولہ تعالی جس جگہ کہ پاے جائین یہہ پکڑے جائین اور مارے
جائین مار ڈالنے کے قابل - اس سے ثابت ہوا کہ جنہے نفاق سے توبہ نہ کی تو ایسے لوگ مدینہ مین نہ رہینگے
اور خراب اور ہلاک ہونگے اور مارے جاینگے پس معلوم ہوا کہ تمام صحابہ بعد آنحضرت صلعم مدینہ مین باقی
رہے سب ناصران دین خدا اور حق پرست و اصحاب خالص تھے پس جسقدر کہ اون لوگونپر اجماع و اتفاق
کیا عین حق و ہدایت ہوی نہ ظلم و ضلالت چونکہ منافقونکے نسبت قباحت سنی لہذا اب مہاجرین
کی تعریف بھی برعکس اسکے سنو قولہ تعالی جنہون نے خدا کی راہ مین بوجہ ظلم کفار مکہ ہجرت کی البتہ
اونکو ہمنے نیک بلدہ (مدینہ طیبہ) مین جگہ دی قولہ تعالی تحقیق ثواب آخرت بزرگتر ہے یعنے مہاجرین
پر جو قرآن شریف پر ایمان رکھتے ہین اونکے وساوس شیطانی دفع کرنیکو یہی ایک آیت کافی ہے
اس آیت مین حق سبحانہ تعالے نے مہاجرین فی سبیل اللہ سے دو وعدہ کئے ہین ایک دنیا دوسرا
آخرت اور کوی شک نہین کہ دنیا کا وعدہ ایفا ہوا اور سب مہاجرین مدینہ مین مقیم رہے خصوصاً خلفاء
ثلثہ کہ حیات مین بھی رہے اور بعد وفات بھی وہین مدفون ہوے شیخین مرقد منورہ جناب رسالتپناہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور حضرت عثمان رض بقیع مین رونق افروز ہوے اگر معاذ اللہ منافق
ہوتے تو بحکم آیت ماسبق کہ منافقین کے ذکر مین ہے البتہ حق تعالے رسول خدا کو اونپر مسلط
کرتا اور وہ جلد مدینہ سے باہر ہوتے اور پکڑے جاتے اور بری طرح مارے جاتے جیسے کہ امامت
و خلافت اونکی کوی بات بھی نہ سنتا پس مثل شمس فی نصف النہار ظاہر ہوا کہ وہ مہاجرین
فی سبیل اللہ اور قطعی بہشتی ہین اور آخرت مین اجر و ثواب اونکا بحکم وعدہ دوم بزرگتر
ہوگا اور ایسے ہی دوسرے صحابہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد
مدینہ مین باقی رہے وہ سب ناصران دین خدا تھے اور کامل بالایمان اور نفاق بحکم آیت
قرآنی اون کے پاس پہنچنے تک نہین پاتا پس جبکہ اونہون نے بعد آنحضرت

صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم جس بات پر کہ اتفاق واجماع کیا وہ بھی ہدایت ودیانت سے ہی
مسلمانون کا یہ کام نہین ہے کہ ان تمام قرآنی تصریحات سوتے ہوئے بھی اونمین سے کسی پر اعتراض
کرین اگر کوئی وسوسہ مین ڈالے کہ شاید خلفا مین سے بعد پیغمبر علیہ السلام بوقت اقتدار
غلبہ کوئی بات خلاف شریعت ظاہر ہوئی جسکے سبب سے شیعہ شبہ مین پڑے ہین اوسکے جواب
مین کہنا چاہیے کہ جھوٹ کہتے ہو جو کچھ اونہون نے زمانہ خلافت مین اپنی قدرت سے کیا اجراے
احکام شرع اور امر معروف ونہی منکر کے لیے کیا ہے نہ تعصب وفساد کے لیے جیسا کہ حق تعالے
مہاجرین کی تعریف مین آیت ماسبق جسکو ہمنے درباب اذن قتال کے لکھا فرماتا ہے
قولہ تعالی بعض حالات وصف مہاجرین کا یہ ہے کہ اگر تمکین قدرت اونکو مین زمین پر دیتا
ہون تو وہ نماز کو برپا کرتے ہین زکوٰۃ کو دیتے ہین اور دوسرونکو احکام شرعی کے لئے حکم کرتے
ہین اور منع کرتے ہین منکرات اور خلاف شریعت سے - پس محال ہے کہ مہاجرین سے بوقت
اقتدار وتمکین ظلم وفساد ظاہر ہوتا پس اونپر ظلم کے ساتھہ نسبت دینا آیت سے انکار کرنا ہے
نعوذ باللہ منہ پھر اگر کوئی وسوسہ دے کہ قرآن مین وارد ہوا ہے قولہ تعالی جو شخص کہ تمسے
پھر جاے اور مرتد ہو جاے اپنے دین سے پس جلد اونکے قتال کے لئے ایک ایسی قوم
اللہ تعالے قایم کرے جنکو خدا دوست رکھتا ہے اور وہ ایسے خدا کو دوست رکھتے ہین جو کافرین
پر مومنین غلبہ کرنے والون کے حال پر مہربان ہے قولہ تعالی جہاد کرے گی وہ قوم متعددین
سے خدا کی راہ مین اور نہ ڈریگی کسی ملامت اور ملامت کرنے والے سے اگر کوئی کہے کہ اس
آیت کے کیا معنی ہوے تو اوسکے جواب مین کہو کہ یہ آیت کمال مناقب صدیق اکبر وغیرہ
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم مین سے ہے کہ انہون نے مسیلمہ کذاب کو
خلافت حضرت صدیق اکبر مین مارا تہا اور دوسرے فرقہ اعراب کے بہی مرتد ہو گئے تہے
اور انکار زکوٰۃ کرتے تہے جنکی تفصیل طوالت سے خالی نہین اونپر جہاد کرکے تنبیہ
کیا اونمین کے بہت لوگ اسلام لاے اس آیت سے بہی تبرا یہ شیعہ کی بہت اچہی طرح
باطل ہوتی ہے اگر معاذ اللہ کوئی صحابہ مین سے مرتد ہوتے دوسرے مومن کامل الایمان
اونپر جہاد کرتے اور ہمارے کوئی شک نہین ہے کہ خلفاء ثلثہ مین سے ان کامل الایمان نے
نہین جنگ کی بلکہ حضرت علی وابوذر رض مومن کامل الایمان سے متابعت وموافقت
کی پس واضح ہوا کہ وہ مومن کامل الایمان اور قطعی جنتی ومہاجر فی سبیل اللہ ہین جنکے

وصف مین آیات لاتحصے وارد ہوے قال اللہ تعالی واعد لہم جنت تجری من تحتہا
الانہار خالدین فیہا ابدا ۔ پس ظاہر ہوا کہ تمام مہاجرین و انصار کمال ایمان و ہدایت
وحق پر تھے اونکا اجماع و اتفاق مرضی و مقبول الہی پس کوئی گر اون پر طعن و تشنیع
کرے اور اونکو دعاے خیر سے نہ یاد کرے اور کینہ رکہے وہ کافر ہے اور مسلمانونکی جماعت سے
خارج جیسا کہ حق تعالے نے مسلمانونکو قرآن شریف مین تین قسم پر منقسم فرمایا ہے قولہ تعالی
مال فی واسطے فقراء کے ہے کہ ہجرت کی ہے اونہون نے اور باہر ہوے اپنے گہرا و مال
سے در انحالیکہ طلب کرتے تھے خدا کے فضل اور اوسکی رضامندیکو اور نصرت کرتے
تھے دین خدا اور رسول کو یعنی انکی ہجرت خدا و رسول اور نصرت دین خدا کے لئے تھی نہ اغراض
دنیوی کے لئے قال اللہ تعالی وہ گروہ یہہ ہے کہ راست باز قولاً و فعلاً (دوسری قسم) قولہ
تعالی مال فی اون لوگونکے لئے ہے جنہون نے قبل ہجرت مہاجرین جگہ لی سرا کون اور ہجرت
وخانہ ایمان یعنی مدینہ مطہرہ مین قولہ تعالی دوست رکہتا ہے اوس شخص کو جو ہجرت کرے
اوسکی طرف یعنی مہاجرین سے محبت رکہتا ہے قولہ تعالی انصار کے سینونمین حسد و غدغہ
راہ نہین پاتا ہے جو کچہہ کہ اونکو عطا ہو یعنی جو کچہہ رسول کریم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم
اونکو عطا فرمائین اوسپر راضی ہوتے ہین اور اوسکو قبول کرتے ہین قولہ تعالی ایثار
کرتے ہین اور مقدم رکہتے ہین انصار و مہاجرین کو اپنے نفسونپر اگرچہ اونکو بہی حاجت ہے
یعنی اگرچہ انصار بہی مال کی حاجت رکہتے ہین لیکن بسبب علو ہمتی چاہتے ہین کہ مہاجرین
کی حاجتین روا ہون اور تمام مال کا اونپر صرف ہوتا ہے قولہ تعالی جو شخص کہ بخل سے اپنے
نفس کو محفوظ رکہے وہ گروہ فلاح یافتگان مین سے ہے ۔ اے عزیز حق سبحانہ تعالی نے
اس آیت مین مہاجرین سے انصار کی محبت وخدمت کی تعریف فرمائی ہے اور اسلئے انکے
سے فلاح کو وابستہ فرمایا پس جس شخص کو راہ نجات اور اپنی فلاح ڈہونڈہنا منظور ہو
تو وہ مانند انصار مہاجرین سے محبت کا شیوہ اختیار کرے اور کینہ و عداوت اور طعن و
تشنیع سے دور رہکر شب و روز اونکے حق مین دعاے مغفرت کرے تاکہ
تیسری قسم کے زمرہ مین شریک ہوکر اوسکا حشر ہو جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہی
وہی اون لوگونکے لئے ہے جو آئے مہاجرین کے بعد اور انصار کے کہتے ہین
ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ترجمہ

ای پروردگار بخش ہمکو اور ہماری اون بہائیونکو جنہون نی ایمان کے بیچ ہمسے سبقت کی ہے
قولہ تعالے مت لا ہماری دلون مین کینا اور عداوت اون لوگون سے جو کہ ایمان رکہتے ہین
یعنی صحابہ کے حق مین دعا خیر کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ حق تعالے ہمارے دلونکو صحابہ کے کینہ سے
پاک کر قولہ تعالے اے ہمارے پروردگار تحقیق کہ تو ہی مہربان اور رحمت کرنے والا ہے ہماری
دعا کو قبول فرما اس آیت سے ثابت ہوا کہ صحابہ کے حق مین دعاے خیر کرنا چاہیے اور کینہ کو ایک
طرف کر دینا چاہیے کسیطرح زبان درازی نکرنا چاہیے تاکہ زمرہ اہل اسلام محشور ہو ورنہ ہر تین
قسم کے مسلمانون سے خارج ہوجائیگا نعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالے یہہ بنا مذہب اہل سنت
وجماعت کی ہے (وبحمد اللہ سبحانہ) جو ہر طرح مضبوط ہے اگر تمام جن وانس جمع ہو کر چاہین کہ اس
بنا کو توڑین یا جنبش دین غیر ممکن ہے البتہ اوسوقت جنبش متصور ہو جب کہ اہل سنت وجماعت نے
مہاجرین وانصار وغیرہ صحابہ سید ابرار کے ایمان پر آیات بینات ونصوص محکمات قائم کیے
ہین اور شیطانی وساوس کو عمدہ طور سے دفع کیا ہے کہ بنا رخنہ ور ہو اور اوسکا کوئی اثر
نرہا مخالف بہی اگر اپنے دعوے مین سچے ہین اسیطرح آیات محکمات جنمین تاویل کی گنجایش
نہو تمام مہاجرین وانصار کے کفر ونفاق پر قایم کرین اوسوقت بحث وگفتگو کی لے
اور سوال وجواب علمی کام پر آئین ورنہ عبث زبان درازی کرنا اور آیات ونصوص سے
انکار کرنا اپنے سینے دوزخ خریدنا اور تینون قسم کے مسلمانون سے خارج ہونا ہے
خود معلوم ہے کہ قرآن مجید مین ایک آیت بہی مہاجرین وانصار کے کفر ونفاق پر
موجود نہین ہے پہر کیونکر وہ اس معنی کی صورت باندہ سکین کہ جن لوگونکے حق
تعالے نے جابجا مدح ومناقب فرمائے ہو اور اونکے ایمان وتقوے وجہاد
وصلوۃ وغیرہ اعمال صالحات کا ذکر کیا ہو قولہ تعالے وکلا وعد اللہ الحسنے اور جنت
دائمی اور مقام نعیم کی شہادت دی ہو پہر کس طور سے انکو کوئی کافر ومنافق کہے
معاذ اللہ من الکفر والنفاق۔ پس ظاہر ہوا کہ بنا مذہب مخالفین کی آیات قرآنی پر نہین ہے
بلکہ قصص اور روایات عقل وتواریخ پر اور قرآن شریف اون قصون اور روایات
عقلی خیالی باتون اور تاریخ کو جہٹلا رہا ہے پس معلوم ہوا کہ انکا مذہب مذہب اہل
بیت نہین ہے کیونکہ مذہب اہل بیت خلاف قرآن نہین ہے تو معلوم ہوا کہ مذہب
اہل بیت بہی مذہب اہل سنت کا ہے جو موافق قرآن شریف کے ہے اگر

اب بھی کسیکو شبہ باقی رہے تو سنو کہ امام زین العابدین علی بن الحسین علیہ السلام وعلی آبائہ الکرام صحیفہ کاملہ مین جو شیعہ کے نزدیک معتبر و معمول ہے اوسمین کیفرماتے ہین اعنی زین العابدین علیہ السلام اللھم و اتباع الرسل و مصدقوھم من اھل الارض بالغیب عند معارضۃ المعاندین لھم بالتکذیب و الاشتیاق الی المرسلین کما فضلتہم بحقائق الایمان فبکل دھر و زمان ارسلت فیہ رسولا و اقمت لاھلہ دلیلا من لدن ام الی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من ائمۃ الھدی وقدوۃ اھل التقی علی جمیعھم السلام فاذکرھم منک بمغفرۃ و رضوان۔ حاصل اس عبارتکا یہ ہے کہ اے خدا تمام پیغمبرون کے اصحاب کو جنہون نے زمانہ تکذیب کفار انبیا کی تصدیق کی ہو اور اون پر ایمان لاے ہون مغفرت و رضوان سے یاد کر چونکہ اصحاب محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تمام پیغمبرون کے اصحاب پر فضیلت رکھتے ہین جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید المرسلین ہین (یعنی سب رسولونکے سردار) تو اونکے اصحاب بھی تمام پیغمبرونکے اصحاب کے سادات (یعنی سردار) ہین اونکے حق مین دعا تخصیص فرماتے ہین ایضا اللھم و اصحاب محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یعنی اے خدا خصوص اصحاب محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر نوازش فرما اور مغفرت و رضوان سے یاد کر اسکے بعد جب کہ مدح صحابہ کے مقام پر پہونچے تو فرماتے ہین والذین احسنوا الصحابۃ یعنی وہ لوگ کہ جنہون نے نیک کیا صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حق صحبت بجا لاے پھر فرماتے ہین والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصرتہ یعنی وہ لوگ کہ جنہون نے عطا کے نیک دی آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے نصرت مین قولہ وکنفوہ یعنی اپنے درمیان مین لیا اور شر اعدا سے آنحضرت کی محافظت کی قولہ اسرعوا الی وفادتہ وسابقوا الی دعوتہ یعنی سرعت کی اونکی خدمت مین حاضری کی اور اون کی دعوت کو قبول کیا قولہ واستجابوا لہ حیث اسمعھم حجۃ رسالتہ والاولاد فی اظہار کلمتہ یعنی چھوڑا اپنی عورتون اور بچونکو واسطے ظاہر کیا کلمہ

اور آنحضرت کے دین کو کیونکہ ہجرت برائے خدا و برائے اظہار اسلام تہی نہ برائے طمع دنیا وغیرہ
قولہ قاتلوا الآباء والابناء فی تثبیت نبوتہ وانتصروا بہ۔ یعنی جنگ وجدل کئے اپنے باپون اور
لڑکون سے نبوت کے مضبوط کرنے کے لئے اور غالب آئے کفار پر بسبب نصرت وخدمت آنحضرت
صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کے۔ جس شخص مین عقل اور دین ہے اوس سے مخفی نہین ہے
کہ یہہ تمام اوصاف سب صحابہ مہاجرین وانصار کے ہین کیونکہ سبہون نے حمایت ونصرت کی
ہے اور اپنے باپون اور لڑکون سے لڑکر اسلام کو قوی کیا ہے اور ہر معرکہ وغزوات مین
حاضر ہوئے ہین اور دشمنان دین پر نصرت حاصل کی ہے فقط چند صاحبون یعنی حضرت
جابر وحضرت ابوذر رضہ وغیرہ نے تو تمام لڑائیونکو فتح نہین کیا اور تمام کفار کو مار کر اون پر غلبہ
نہین کیا دیکہو غزوہ بدر مین تین سو تیرہ آدمی اور احد مین ہزار آدمی اور حنین مین بارہ ہزار
آدمی اور تبوک مین تیس ہزار آدمی ایسے ہی اور اکثر غزوات مین صحابہ ہوتے تہے اور سب
اونکی نصرت وحمایت کرتے تہے اور سبکو غلبہ وقوت دیتے تہے پس ثابت ہوا کہ بمذہب
جناب امام زین العابدین عم مغفور وبہشتی ولائق مدح وثنا ہین پس بنا بر مذہب مخالفین
جو صحابہ کو چند لوگون مین حصر کرتے ہین جڑ بنیاد سے اوکہڑ گئی اور ظاہر ہوا کہ یہہ قول اہلبیت کا
نہین ہے بلکہ شیطانی وسوسہ ہے جسکے لئے خدا سے پناہ ڈہونڈہنی چاہئے۔ (ایضاً)
ومن کانوا منطوین علے محبتہ ترجمہ اور وہ لوگ کہ جو جناب سرور کائنات کی محبت مین پیچیدہ
یعنی اونکے عاشق تہے (ایضاً) یرجون تجارۃ لن تبورا فی مودتہ ترجمہ اور وہ امیدوار
ایسے فائدہ کے تہے کہ جو نقصان نہین رکہتا ہے یعنی تمام اصحاب نے آنحضرت کی دوستی
آخرت کے لئے اختیار کی تہی اور یہہ اونکے لئے البتہ سودمند ہوگی نہ موجب خسارت (ایضاً) والذین
ہجرتہم العشائر اذ تعلقوا بعروتہ ترجمہ اور وہ لوگ جنکو چہوڑا اونکے قبیلہ نے جیسے کہ سرور کائنات
مفخر موجودات کے حلقہ ہدایت مین آئے (ایضاً) وانتفت منہم القرابات اذ سکنوا فی ظل
قرابتہ ترجمہ اور نیست نابود ہوئے اونکے قرابتی رشتے جیسے کہ سایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مین آئے یعنی جیسے کہ صحابہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور آپکی خدمت
مین کمر باندہے تمام کفار عداوت کے لئے اوٹہے اور قرابتین قطع (ایضاً) فلا تنسہم اللہم
ما ترکوا لک وفیک ترجمہ پس اے خدا فراموش نکر صحابہ کے حق کو جو کچہہ کہ تیری
راہ مین اور تیرے لئے چہوڑا۔ یعنی جزائے ہجرت ونصرت اونکی عنایت کرنا (ایضاً)

وارضهم من رضوانك ترجمہ اور خوشنود وراضی کر اونکو اپنی خوشنودی رضوان
سے (ایضاً) وبما حاشوا الخلق علیك ترجمہ اور اونکو جزا دے اس لیے
کہ خلقت کو تیرے واسطے اونہون نے جمع کیا (ایضاً) وكانوا مع رسولك دعاة لك
ترجمہ اور تہے وہ ہمراہ تیرے رسول کے اور چاہنے والے خالص تیرے واسطے یعنی
جیسا کہ تو چاہتا آنحضرت کی صحبت مین کام تہے ویسی ہی دوسرونکو بھی خالصاً لله ہونا
چاہتے تہے . وہ بہتونکو دین اسلام کے لئے جمع کیا یعنی ہزارون عورت ومرد اونکی
کوشش سے [illegible] ہے اگر کوئی طالب راہ قرآن وراہ اہلبیت چاہیے
[illegible] نی الفور شیطانی وسوسہ سے توبہ کرکے اور قرآن کی راہ پر آ ہے
کیونکہ خلق کو جمع کرنے والے دین اسلام کے لئے سب صحابہ تہے کیا آنحضرت کی
حیات مین اور کیا بعد وفات نہ وہ کہ صرف ابوذر وعمار رض یا چند دوسرے شخص تمام
بلاد مین کفر کو [illegible] کرتے تہے اور تمام مخلوق خدا کو تعلیم وارشاد کرتے تہے کوئی
احمق بھی تو اس بات کو نہ کہے گا چہ جاے کہ جو شخص قرآن کا علم رکہتا ہو (ایضاً) واشکرهم
علی هجرهم فیك دیار قومهم ترجمہ اور جزا دے اونکو اپنے شہر اور قوم سے
ہجرت کرنیکی (ایضاً) وخروجهم من سعة المعاش الی ضیقه ترجمہ اور جزا دے اونکو
بسبب دست کش ہونے اپنی فراخی معاش سے اور تنگی قبول کرنے کی
یعنی بسبب ہجرت کے اپنے گہرون اور عیش سے کنارہ اختیار کیا اور وبا ہجرت
سے تنگی عیش مین مبتلا ہوے (ایضاً) ومن علی من کثرت فی اعزاز دینك
من مظلومهم ترجمہ اور احسان کر اون لوگون پر کہ اپنے وجود سے مظلوم
صحابہ نے بہت سے اپنے مطیع کئے دین کے عزیز کرنے مین یعنے
مہاجرین اول مظلوم تہے اون کے بعد ہجرت کی اور فتح پائی دین اونکے
سبب سے غالب ہوا اور بہت سے آدمی مسلمان ہوے ایضاً

اللّٰھم و اوصل الی التابعین لھم باحسان الذین یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان خیر جزائک

ترجمہ اے خدا پہونچا پیروان صحابہ کو کہ عمدہ طور سے اونکی پیروی کی اور اونکی راہ اختیار کی بہترین جزا تیری اون تابعین کے لئے ہے کہ جو کہتے ہین اے خدا بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون کو کہ ایمان مین ہمسے سبقت کی یعنی صحابہ کے حق مین دعاے خیر و مغفرت کی کرتے ہین یہ کلام امام علیہ السلام کا اشارہ ہے اوس تیسری قسم کے مسلمانونکے لئے جو کہ صحابہ کے حق مین دعاے خیر کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ موافق قرآن و اہلبیت اہل سنت صحابہ کے تابع ہین کہ اون کے حق مین دعاے خیر کرتے ہین اور ان مین سے کسی سے کینہ نہین رکھتے ہین اور دعاے حضرت سجاد علیہ السلام اونکی مغفرت کے بارہ مین ہے پس وہ مغفور و فرقہ باخیر دین سے ہین [illegible] اون کے [illegible] یہ سنئے کہ امام علیہ السلام تابعین کی [illegible] کیا فرماتے ہین ایضًا الذین [illegible] [illegible] تابعین [illegible] اور صحابہ کی راہ کو ایضًا ولم یختلجھم شک فی قفو آثارھم [illegible] آثار و متابعت مین اونکو کوئی خلجان ہوا اور نکو کوئی شک [illegible] کو برحق جانکر اونکی متابعت کی اور اونکے حق ہونے مین [illegible] لاے ایضًا ولا ایتمام بھدایۃ منارھم ترجمہ اور شک نکیا اونکی [illegible] اور ہدایت و اقتدا یعنی صحابہ کو برحق جانکر اونکی اقتدا کی ایضًا [illegible] و موازرین لھم ترجمہ وہ تابعین صحابہ کی حمایت اور اعانت کرنے والے ہین یعنی اگر کوئی ملحد یا گمراہ صحابہ پاک کی جناب مین طعن کرے تو تابعین اون کے طعن کو رد کرین اور اون پر رحم کرین اس

لفظ سے تمام وساوس شیطانی کہ جو صحابہ پر تہمت ہین باطل ہوگئے معلوم
ہوکہ صحابہ کے حق مین طعن کرنا مسلمانونکا کام نہین ہے بلکہ اہل اسلام کا شیوہ
صحابہ کے طعن کی تردید ہے کوئی شک نہین کہ یہ وصف سوائے اہل سنت
کسی فرقہ مین نہین پایا جاتا بلکہ رافضی ہزارون طعن و فاسد گمان سے
جناب صحابہ کبار کو منسوب کرتے ہین اور ایسے ہی خوارج بھی (خذلہم اللہ تعالے
پس معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت ہین نہ اونکے مخالف ایضاً (یدلیون
بدینہم) ترجمہ وہ تابعین دین صحابہ پر اعتقاد رکھتی ہین ایضاً (یہدون
بہدیہم) اور صحابہ کی راہ چلتے ہین ایضاً (ینفقون علیہم) ترجمہ اتفاق کرتے
ہین صحابہ پر یعنی حمایت و نصرت صحابہ پر متفق ہین اور جو مددین شیطان کی مانند
صحابہ پر شبہ کرے اوسکو جواب دیتے اور ہنکاتے ہین - قولہ ولا یتہمونہم فیما
ادوالیہم) ترجمہ اور صحابہ کی اون باتون پر تہمت نہین لگاتے [illegible]
احادیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
تمام روایات اور احادیث اونسے قبول کرکے اون پر عمل کرلیے ہین [illegible]
ہوا کہ احادیث وکتابہائے اہل سنت کہ اہل بیت [illegible]
معتبر و مقبول ہین اور مذہب حضرت امام زین العابدین علیہ [illegible]
شیعہ اور خوارج کی روایات جو صحابہ سے مروی نہین ہین [illegible]
نسبت کرنا اونپر کذب وافترا ہے اور بعضی روایات کو شیعہ بعضے اہلبیت [illegible]
کرکے ہین مثل اون روایات کی جو قرآن اور مذہب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے
مخالف ہین معلوم ہوکہ نہ وہ قول اہلبیت کا ہے نہ صحابہ کا [illegible]
پر افترا کیا ہوگا پس بقول حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تمام روایات وکتب شیعہ
باطل وافترا ہین اہل اسلام اور محبان قرآن پر اونسے کنارہ کش ہونا فرض عین ہے [illegible]

چونکہ کہ ذکر ہوا وہ کلام الہی اور کلمات حضرت سجاد سے ہے اگر کوئی شخص طالب راہ حق ہو اوس
مین سے ایک کلمہ بھی اوسکے حق مین کافی ہے اور اگر اوسکو سعادت ازلی
نصیب نہوا اور بحکم ختم اللہ علی قلوبہم اپنے کفر پر ثابت رہے تو وہ بسبب انکار
قرآن شریف کے اپنے لیے دوزخ خریدے گا مسلمانون کے طریق مین اوس
سے بحث کرنا بے سود ہوگا واللہ الہادی وعلے کرمہ اعتمادی سبحان
ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علے المرسلین والحمد للہ رب العالمین

رسالہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
دہلوی در دفع اعتراضات بر بعض عبارات حضرت مجدد الف ثانی جناب مرشد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے وہ چند چیزین ہین چند اشکال وارد ہوتے ہین
اول مقام محبت مقام خلت سے اونچا ہے جب مقام محبت حاصل ہے پھر مقام
خلت کی تحصیل کی کیا ضرورت ہے جواب یہ ہے صاحب اشکال خود اقرار
کرتے ہین کہ شب معراج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محبت عطا ہوا ہے
چنانچہ بیہقی سے روایت کی ہے اور جامع صغیر سے نقل کر کے بعد اوسکے
تو دو کر کیا ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کو خلیل فرمایا ہے اور یہی
کتب صحیحہ سے روایت کی ہے ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراہیم
خلیلا پس معلوم ہوا کہ باوجودیکہ مقام محبت بلند ہے مقام خلت سے پس
یہی مقام خلت کی ضرورت تھی والا اوسکے حاصل ہونے پر فخر نہ فرماتے اور نہ
کہتے ان اللہ اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراہیم خلیلا اور یہی احادیث صحیحہ سے صاحب
اشکال خود کہتے ہین کہ تمام کمالات مثل خاتمیت اور اولوالعزمی اور رسالت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے ہین پس ظاہر ہے کہ ان مقامات ہین
بعض بعض بلند ہین اور بعض غیر بلند پس معلوم ہوا کہ باوجود مقام بلند کے حاصل
ہونیکے مقام غیر بلند کی بہی ضرورت ہوتی ہے خاص ایسے وقت مین کہ وہ غیر
ارفع طریق حصول کمینہ کا ہو اور اوسکے راستہ مین واقع ہو اس صورت مین
حاصل ہونا غیر ارفع کا موقوف ہو حصول ارفع پر اگر اس پر نظر کرین کہ وہ غیر ارفع فی
نفسہ کمال ہے تو بہی مطلوب ہے اگر اسپر نظر کرین کہ وہ غیر ارفع طریق ہے
حصول ارفع کا تو بہی ضرورت ہے مثال اسکی کہ جسم کو نامی ہونا کمال ہے اور
حساس ہونا بہی کمال ہے اور اوس سے بلند تر تعلق و تعقل بہی کمال ہے سوائے
ان دو کمالون کے وہ دو کمال ہین اور طریق ہین اس کمال تک واقع ہین پس
وہ دو کمال ساتہہ دونون وجہہ کے مطلوب ہین ذاتی اور صفاتی اسیطرح مقام
خلت کی نسبت مقام محبت کے ساتہہ سمجہنا چاہیے دوسرا یہ ہے کہ مقام
خلت بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تہا جیسا کہ احادیث صحیحہ اس بات پر
ناطق ہین پس حصول اوسکا ہزار سال کے بعد کیا معنی رکہتا ہے جواب اوسکا
یہہ ہے کہ حصول خلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا شبہہ اور یقینی اور قطعی ہے
احادیث صحیحہ کی دلیل سے اور ایسی دلیل سے بہی کہ مقام محبت کی راہ مین واقع
ہے اور موقوف علیہ مقام محبت ہے اور حصول موقوف کا بغیر موقوف علیہ کے
محال ہے لیکن تصرف کرنا اوس مقام مین اور طالبونکو اصالتا اوس مقام مین
پہونچانا اور طریق تحصیل اوس مقام کو مفصل اور مدون کرنیکا وعدہ تہا کہ بعد
از ہزار سال کے حاصل ہوگا اور مانند اس کے موافق احادیث متواترہ علاقہ
تمام روی زمین کی مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق اجمال حاصل ہے بدلیل اعطیت مفاتیح کنوز الارض.

اور دوسری روایت مین ترجمہ عربی - رکہی گئیں کنجیان خزانہ زمین کی میرے ہاتہہ مین اور صحیح مین وارد ہے دکہای گئی واسطے میرے تمام زمین مشرق ومغرب قریب ہی کہ پہونچیگی حکومت میری امت کی جہانتک کہ دکہای گئی ہی مجہے اوس سے اور دوسری روایت مین ہی - تحقیق کہ اللہ نے دکہای مجکو تمام زمین مشرق ومغرب اور دین کنجیان خزانہای زمین کی - اور بعض روایات غیر صحیحہ مین آیا ہی کہ آے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام کنجیان خزانہای زمین کی لیکر اور سوار تہے ابلق گہوڑے پر چنانچہ ... انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اور صحابہ راشدین کیوقت حاصل ... محمود غزنوی کی اور ترکستان دوسری لوگون سے اور روم کی فتح بالکلیہ ... اونکی اولاد کے ہاتہہ پر ہوی اور ابہی تک ... اور بہت بڑا ... ملک اور خطا کا ملک قلمرو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ... حضرت مہدی کے زمانہ مین یا عیسے علیہ السلام کے زمانہ مین فتح ہوگا اور خلافت تمام ... کی جو میراث ہی ابو البشر ... ایک عمدہ کمال ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتوسط بعض افراد امت جو ... مہدی اور عیسے علیہ السلام کے ہین حاصل ہوگی چنانچہ جامع صغیر ... اشارہ ہوا ہی خیر امت مرحومہ کی دو نکڑیان ہین ... اور ... ہوگی عیسے بن مریم کی اب مثل آفتاب ... ظاہر ... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو علوم اولین وآخرین حاصل تہی جیسا کہ صحاح ستہ مین وارد ہے کہ (ا وتیت علم اولین وآخرین) لیکن تصرف علم کلام مین مثلا شیخ ابو الحسن اشعری اور شیخ ابو منصور ماتریدی اور استاد ابو اسحاق اسفراینی اور امام غزالی اور امام رازی مثال ان لوگونکی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہے اور ایسا ہی متصرف علم فقہ مین بلادر تفصیل احکام شرعیہ کیساتہ جیسے

ف نوٹ - ابتو ماشاء اللہ ... مین بہی مسلمانونکی سلطنتون ترقی ہو رہی ہے اور دوسرے مذکورہ مقامات مین بہی اسلام قدم ... رہا ہے -

تا کتاب سلم اور شفعہ اور فرائض اور وصایا بتوسط امام اعظم و امام شافعی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہی اور ایسا ہی آداب طریقت مین مقرر کرنا اشغال
کا اور اوراد اور ذکر جہر و اور خفی اور طور مراقبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ علیہ اور خواجہ معین الدین چشتی
خواجہ بزرگ وغیرہ ایسے ہی بزرگواروں سے حاصل ہوا ہے قولہ۔ کمالات خاص آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تھے علم مین کل دے گئے اسمین بحث ظاہر ہے کہ ہر ہر عطاء
تقدیری ہی پس مسلم ہے لیکن ان اللہ اتخذنی خلیلا۔ مین اتخاذ تھا یہ جو مراد
ہوگی اگر عطاء وقوعی ہو دے تو پس منع اوسکا ظاہر ہی کسو اسطیکہ مقام محمود اور
مقام وسیلہ ہنوز حاصل نہین ہوا اور پنج وقتہ نماز مین اذان سننے کے بعد امت
کو یہہ دعا کرینگے واسطے حکم ہوا ہی کہ آت محمد الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما
محمود الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد جیسا کہ ہر وقت نماز مین اس دعا کا
بہی حکم ہوا ہی اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم
وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اور خلاف مقتضی طبیعت ہونا کہا ںسے
ثابت ہوا اسپر عقل سے دلیل لانا چاہیے جواب اسکا یہہ ہے کہ مراد طبیعت سے
طبیعت تفریعی ہی بلکہ مراد طبیعت سے طبیعت کمالیہ ہے اور کمال آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا جس بات کا مقتضی ہے وہ یہہ ہی کہ تہذیب ظاہر کی ساتھہ اعمال
خوارج یعنی ہاتھہ اور پاؤن سے اور تہذیب قلب اور نفس اور عقل کے اعمال باطن
کے ساتھہ فرماوین اسکی سوا جو کرنا ہی وہ تفویض کمل امت کی ساتھہ کرین کسواسطیکہ اہم
مقاصد اور موقوف علیہ جمیع کمالات کا اوسی کو جانتی تھے اور یہہ بات جو لوگ سیرت
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف ہین شغل جہاد و تعلیم ارکان اسلام اور قواعد
اجمالیہ سلوک عبادت و ذکر ربانی اور بہت کہنا مناجات کا اور ادعیہ و اذکار اور تفقد احوال

قلب حب و بغض سے اور احوال مدرکہ یقظہ اور غفلت سے اور توجہ اوسکی قوۃ دراکہ ضمن
ہر تعبیر میں اور تجدد خواہ نفسی ہو یا آفاقی مبدا کیطرف اور ایثار حب اللہ او پر ماسوا اوسکے اور
خرچ کرنا جان اور مال اور اہل و اولاد کا محبت مین اوسکی اور ایسے ہی اعمال اظہر من الشمس
ہین چنانچہ سورہ مزمل اور تفسیر آیۃ ان لک فی النہار سبحا طویلا مین احادیث مروی ہین
قاعدہ مقرر ہے شغل مالوف بحکم العادۃ طبیعۃ الثانیۃ مقتضی طبیعت ہوتا ہے اور خلاف
اوسکا خلاف مقتضی طبیعت نہین ہے دلیل اس مطلب کی دلیل نقلی احادیث صحیحہ
مین موجود ہے کہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو نو مجلسون مین آپ مسجد مین
فرمایا ایسا نہین ہے یہہ دو خیر ہین ایک اونکا افضل ہے دوسرے سے جو لوگ
دعا کرتے ہین اللہ سے اگر چاہا دیا چاہا ندیا اور جو لوگ سکہلاتے ہین فقہ اور علم جاہلون
کو پس وہ افضل ہین معلم رکہنے اور بہانے سے اور دلیل صریح تر اوپر اس
مقدمہ کی یہہ ہے کہ حق تعالے مقام عتاب مین فرماتا ہے واصبر نفسک مع الذین
یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ اگر خلاف مقتضی طبیعت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتا تو خیر کیوا سطے حکم کیون فرمایا اسیطرح آیہ ولا
تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ اور دلیل اس
مقدمہ پر یہہ ہے کہ تعلیم امور دینی کی یعنی تہذیب ظاہر جو حکم ظاہر مین ہے عقل و قلب
اور نفس سے موقوف علیہ جمیع کمالات کا ہے اور بنیاد ہے تمام کارخانہ ولایت کی
اگر ان امور مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدم نرکہتے اور کمال جہد کے ساتہہ اوس
مین تصرف نہ فرماتے اور بنیاد کارخانہ کی خراب ہوتی اور کوئی شخص امت سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قایم مقام اس تعلیم مین نہو سکتا اسواسطے کہ یہہ امور
بغیر نص صاحب شریعت کے نہین دریافت کر سکتے ہین اور کشف و عرفان اس
مطالب کے دریافت مین نہین پہونچے ہین بخلاف دوسرے خیالات کے کہ

دریافت اوسکی کشف و فراست سے بہی ہوسکتی ہے اور ہوی ہے لیکن کشف اور معرفت بہی موقوف تہذیب ظاہر ہے پس تعلیم تہذیب ظاہر کی اور ما فی حکمہ کی مغنی ہے تعلیم تفصیل اور کشف سے اگر یہ کہا جاوے کہ یہہ کلام اور یہہ آیات اور احادیث منبع ہین سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چنانچہ دلالت کرتا ہے اوپر ترک تصرف انکے تسلیک طریق خلت مین اور اسیطرح دلالت کرتا ہے اوپر ترک تصرف انکے تمام ولایتونکے ساتہہ کی جو ذکر ہوا مقدمات مین۔ اگر کہون ہین فی الواقع جو شغل اور تصرف جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تہذیب ظاہر مین مافی حکم الظاہر۔ا جس ظاہر کا حکم ہو تہذیب باطن اور کشف باطن ہین نہ بتنا۔ سیہ کے دیکہنے سے ظاہر ہے لیکن مقام خلت اور دیگر ولایات مین فرق ظاہر ہے تین طرحسے۔ اول یہہ ہے کہ دوسرے مقامات کے نشان دئے ہین اور اوسکے حاصل ہونے کے طریقے بہی بیان کئے ہین کہین اشارةً اور کہین صریحا مثلا یحبہم و یحبونہ و رجل یحب اللہ و رسولہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ لقد رضی اللہ عن المومنین۔ ان اللہ امرنی بحب اربعة من اصحابی و اخبرنی ان اللہ یحبہم الی غیر ذالک من الایات والاحادیث الدالة علی ان بعض الافعال والاشغال علامة حب اللہ تحقیق کہ اللہ نے حکم فرمایا مجہ کو محبت رکہون چار اصحاب سے اور خبر دی مجہے تحقیق کہ وہ لوگ محبت رکہتی ہین آیات وحدیث سے جو دلالت کرتی ہین اوپر بعض افعال اور اشغال کے علامت حب اللہ ہے کہ ہووسے وہ اوس خاص محبت سے ننے والا اللہ سے اور بعض محبوب اللہ کو بخلاف مقام خلت کے ہو جاتے ہین کہ ہرگز اوسکے حاصل ہونیکا طریق اور علامات اوسکی نہین بتلائی ہین۔ وجہ دوم یہہ ہے کہ دوسری ولایات قریب زمان سعادت نشان کے رایج ہو چکی ہین صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور

زمانہ جنید وغیرہ مین ہوا اور زمانہ ساتہ اور بیرا اور چشتیہ مین طریق تحصیل اوسکا مفصل اور صاف ہوا ہے بخلاف مقام خلت کے کہ اس زمانہ مین اصلا کسی نے اوسکا ذکر تک نہ کیا نہ اوسکے طریقہ کو بیان کیا ہزار سال گذرے کہ طریق تحصیل اوسکا پردہ اخفا اور حجاب مین ہی رہا تا آنکہ حق تعالے نے حضرت مجدد کو ظاہر کیا اور اونکو منشاء ظہور اس مقام کا کہ جو ہر شریف مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امانت رکہا گیا تہا کیا اور ہزارہا طالبونکو انکے طفیل سے سلوک اس طریق کا میسر ہوا الحمد للہ علے ذالک اب اس طریقہ کا بیان اس طرحسے کرتا ہون کہ خاص اتباع مجددیہ کالشمس نصف النہار ظاہر ہووے مجدد صاحب کے آگے جتنے طریقے تہے وہ سب محبت اور محبوبیت کے تہے اول محبت کی راہ چلتے تہے آخر مین محبوبیت کے درجہ مین پہونچتے تہے جو کہ لوازمہ محبت ہین ذکر جہر و وجد اور شوق عاجزی و تضرع وصبر و توکل و رضا جوی اور مراقبہ صفات خصوصًا احاطہ معیت اور استغراق توحید وجودی اور فعلی مین اپنے کو مانند غسال کے ہاتہ کے مردے کے رکہنا اور اپنی صفات اور غیر صفات کو مستہلک اوسکی صفات مین دیکہنا بلکہ اپنی ذات کو اوسکی ذات مین مندمج کر دینا اور حسن وجمال کو اوسکے ہر مظہر مین مشاہدہ کرنا اور اوسمین بہت سخت کوشش کرنا تا آنکہ ابتداء سلوک مین انوار اور تجلیات اور آخر سلوک مین فنا اور بقا مین اوسکے پہونچ جاتے تہے اور اتحاد کا دم مارتے تہے کہ انا من اہوی ومن اہوی انا یہانتک کہ خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی کو جو طریقہ مجددیہ کے بانی ہین ذکر خفی کی تعلیم کی اور پہر حضرت بہاء الدین صاحب نقشبند قدس سرہ کے زمانے مین اسمین نتائج اور ثمر پیدا ہوے لیکن حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے زمانے مین علوم توحید اسکے ساتہ ممتزج ہوگئے اور غلبہ پیدا اسکے

یہانتک کہ حضرت مجدد قدس سرہ ان سب کو بطون کے بطون مین پہونچاے یعنے
کمال کو پہونچاے اور اپنے سینہ کے چاک سے محبوب کا سراغ پیدا کیا اب عنایت
ساری موقوف ہوی اور شوق مناجات تضرع وغیرہ یکطرف رہ گئے اب جو کچہ ہے سر
اور خفی اور اخفا اور عناصر بدن مین ہے تا آنکہ انوار تجلیات اپنے بطن کے اپنے ہی باطن مین پڑتے
ہین اور رفتہ رفتہ مقام پر پہونچ جاتا ہے اور محبت کے معنی عاشقی اور محبوبیت کے معنی
معشوقی ہے اور خلت کے معنی یارانہ ہے اب یہان یارانہ ہے اور آگے کی عاشقی و
معشوقی موقوف ہوگئی اور یہان دونو طرف سے راز و نیاز ہوتے ہین اور طرفین سے
سرگوشی ہوتی ہے اور عاشقی مین نعرہ اور بیتابی دیوار و ںسے سر ٹکراتا ہے اور معشوقی
مین ناز اور فخر و مباہات ہے یہی طریقہ خلت اجمال کے ساتہہ اگر کسیکو تفصیل کی
خواہش ہو مجددیہ لوگوںکے ساتہہ چند سال نشست و برخاست کرے اور اپنی وجدانین
نظر کرے کہ کیا رنگ پیدا ہوتا ہے سواے طریق سابقین کے ازبسکہ الوجدان لایکون
دلیلا علی الغیر اگر غیر منکر ہووے تو کوی خوف نہین ہے ؏ نقشبندیہ عجب قافلہ
سالار اند ❊ کہ برند از رہ پنہان بحرم قافلہ را ❊ قاصرے گر کند این طائفہ را طعن قصور
حاش للہ کہ بر آرم بزبان این گلہ را ❊ ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را ❊ وجہہ سوم یہ ہے کہ خلت ایسی حالت
ہے کہ ممتزج ہے محبت و محبوبیت سے دونو طرف سے پس نسبت اوسکی
مقام محبت اور محبوبیت کے ساتہہ نسبت مرکب اور بسیط ہے اور بسیط مقدم ہے مرکب
پر طبعًا فقدم وضعًا۔ اول اس امت مین محبت صرفہ اور محبوبیت صرفہ رائج ہوی
اس طریق سے کہ اوائل سلوک محبت کا ہوتا ہے اور آخر مین محبوبیت جیسا کہ
سلوک مجذوب مین ہے یا بالعکس جیسا کہ مجذوب السالک مین ہے جب
بسیط کا دورہ آخر ہوتا ہے تو مرکب کا دورہ شروع ہوتا ہے جب مفردات سے

فراغت ہوتی ہے تو مرکبات کی مشق کی نوبت آتی ہے اور عجب وہ ہے کہ ہرچند
طریقہ مجددیہ رواج شیوع اور فیضان فیوض الٰہی اس ضمن مین امت مرحومہ بآخر
مین ہے دوسرے طریقون سے لیکن مبدء اوس کا مقدم ہے دوسرے طرق
پر کسواسطے کہ یہ طریقہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور آپ
اول خلفا ہین اور اول ہین ایمان وآنکو ہمین تابع لوگو سے اور آپ کے حق مین خلت کا
استحقاق منصوص ہے جیسا کہ ارشاد ہوا اگر اپنی امت مین سے مین اپنا خلیل
بناتا تو البتہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی بناتا آخر حدیث تک اگر کسیکو یہ بات
خطور کرے کہ اسصورت مین عوام مجددیہ افضل ہونا چاہیے اولیاء سابقین سے سبحانک
ھذا ابھتان عظیم جواب اسکا تین طرح پر دیا جاتا ہے کہ اول یہ ہے کہ یہ بات
اوسوقت لازم ہوتی ہے کہ ہم طریق خلت کو دوسرے جمیع طریق سے افضل سمجھ
حالانکہ محبوبیت افضل ہے مقام خلت سے بدلیل (لا وثرن حبیبی علے خلیلی)
دوم یہ ہے کہ افضلیت علو مرتبہ سے ہر مقام مین خواہ مقام خلت خواہ محبوبیت
شان اسکی یہ ہے کہ بادشاہان اور امرا کو مصاحبین ہوتے ہین کہ ہمیشہ صحبت
مین حاضر رہتے ہین اور راز ونیاز ومیان امرا اور صوبہ دار ان عمدہ وسالار
اور داروغہ ہاے کارخانہ جات اور متصدیان دفاتر کے ساتھ ہوتا ہے ان لوگونکا
مرتبہ بلند ہے مصاحبین کے مرتبہ سے اگرچہ کہ ہمیشہ کی حاضری وصحبت دائمی خاص
یاران اور مصاحبان حضور اور مجلس کو حاصل ہے بلکہ خواص اور خدمت
گارون کو اُنسے بہی زیادہ سیوم ہر طریقہ کے منتہی لوگونکو دوام حضور اور قرب
دائمی حاصل ہے پس سبب اس قرب دائمی کا بہی منتہیان طریق دیگر سے
نہین ہوتا - آرسے اس طریقہ کے معتقدیون کو اس طرح سے ترجیح اور تفضیل
ہوسکتی ہے کہ مجاہدات اور ریاضات اور کشف وکرامات اور ظہور خوارق

عادات مین دوسرے طریقون کے مبتدیون سے بہتر ہوتے ہین اسواسطے
فرماتے ہین سہ اول ما آخر ہر منتہی ؛ آخر ما جیب تمنائی سہ حاصل یہ ہے کہ جزوی فضل کو کلی سمجھ لینا
اور فضل کی وجوہ کو ندیکھنا کم عقلونکا کام ہے پس اگر کوئی متوسط شخص افراد امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے طریق سے محبوبیت کے ساتھہ نسبت رکھتا ہو تا اوس
مرتبہ کے کمال اکتساب کرے اور حقیقت مین وہ مرتبہ متحقق ہو گیا ہے تو متفکر
ہو جاتا ہے تشویش مین پڑجاتا ہے کہ یہہ الفاظ کس عالم سے اور کہانسے ہین
ہم کہتے ہین کہ کوئی تشویش کی جاے نہین ہے اسواسطے مراد دوسری محبت
اور محبوبیت سے ہے اوران دونون طریقون سے دائرہ خلت کے محبوبیت کے
ساتھہ نسبت رکھنا ہوسکتا ہے جیساکہ آگے بیان ہوا کہ خلت میں ہوی ہے
محبت اور محبوبیت سے اور دو سے ایک جز ہی ملجاے تو اوس شے سے
نسبت ہوسکتی ہے اور یہہ بدیہی ہے ظاہرا معترض دوسری راہ سے سواے
اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم سمجھکر تشویش مین پڑتا ہے حالانکہ خود کلام
سابق سے اقرار کیا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سب راستہ کشادہ
کردیے ہین کوی طریقہ احاطہ جمعیت سے ان کے باہر نہین رہا پہر یہہ توہمات
کیا معنی رکہتے ہین ہرچند اس عبارت سے صاف ظاہر نہین ہوتا کہ امر
فروسے آپ نے ذات شریف کو مراد لی ہو لیکن واقعی ایسا ہی ہے کہ
جو شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حال سے واقف ہے جانتا ہے کہ
یہہ تمام قیود ذات مین متحقق تہے کسواسطے کہ مجدد صاحب کو قبل اسکے کہ یہہ
طریقہ دیا جاے والد بزرگوار سے اپنے حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ طریقہ
قادریہ کے تئین کہ جسکی بنا محبوبیت پر ہے پہونچا تہا اور شیخ عبدالاحد صاحب
کو شاہ کمال کیتہلی سے اور اونکو سید فضیل سے ایسا ہی تا آخر سلسلہ

اور عجب تر یہ ہے کہ حضرت مجدد صاحب کو یہ سلسلہ عنایت ہوا اور سالہاے
دراز طالبونکو تعلیم دی بعد اسکے شیخ سکندر نبیرہ شیخ کمال کنتلی کے امر اور
اجازت سے صاحب طریقہ محبوبیت کے خرقہ کو لاکر سرہند مین حضرت مجدد
صاحب کو پہناے ہین پس خلت کے مقام سے محبوبیت کے مقام کو پہونچے
جیساکہ سابق مین محبوبیت سے مقام خلت مین پہونچے تھے یہہ نیرنگیان اور
عجائبات معاملات خدا کے ہین اپنے برگزیدہ بندونکے ساتھہ چنانچہ ہمارے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بناے کعبہ مین جب حجر اسود رکہتے تہے مقام ابراہیمی
حاصل ہوا تھا اور بعد اسکے مدینہ منورہ مین بسبب جہاد اور مقابلہ یہود و
نصارے کے مقام موسوی اور عیسوی حاصل ہوی بلکہ شب معراج ابتدا اسکی
سفر بیت المقدس سے ہو کر پہر غزوہ تبوک وغیرہ مین زیادہ ہو کر حج الوداع
مین پہر مقام ابراہیمی سے مشرف ہوے اور مقام ابراہیمی مین اوس
روز جلوۂ عظیم نظر آیا (النهاية هي الرجوع الى البداية) تحقق ہوا قولہ بعض جا
حضرت مجدد لکہتے ہین وہ فرد خضر ہے یا الیاس اسجا اپنے سے صریح
مراد لیتے ہین ہم کہتے ہین کہ اس کلام مین تناقض نہین ہے اسواسطے
کہ مکشوفات مین اکثر انکو مبہم القا ہوتا ہے اور پہر اوس مبہم کا تعین فرماتے
ہین ایک وقت شے مبہم القا ہوتی ہے عقل تعین ما صدق مین اوس
مبہم کے جولانی ہوتی ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسطرح
کے ابہام اور تعین واقع ہوے ہین صحیحین مین موجود ہے (انی رایت
دار ہجرتکم مابین نخل و ماء) ترجمہ تحقیق کہ مین خواب مین دیکہا مین نے ہجرت تمہارے
او رمالی کی پس خیال ہوا میرا کہ شاید یمامہ ہو اور ہجرت واقع پس اس مدینہ
یثرب مین ایسا ہی سے حال مجدد صاحب کا اس کشف مین اول بطریق

الہام معلوم ہوا کہ فرد متوسط ایسا ایسا ہونا چاہئے جب دیکھے کہ بنیاد
اس طریقہ کی خضر علیہ السلام کیطرف سے ہے خیال اسطرف گیا پر یہ خیال
کیا حضرت خضر لوگوں سے اختلاط بہت رکھتے ہین اور طریقہ خلت کو خلوت
اور گوشہ نشینی ضرور ہے خیال اونکا حضرت الیاس کیطرف گیا اور یہہ
تمام اسواسطے تہا کہ متوسط حصول کمال پیغمبر بزرگوار کا سواے پیغمبر کے
نہین ہوسکتا اور اس امت کے افراد مین سوائے ان دو بزرگو نکے
کوی پیغمبر نہین ہے مگر آخر معلوم ہوا کہ اس متوسط کو پیغمبر ہونا ضرور
نہین ہے بلکہ کمال متابعت اپنے پیغمبر کی کافی ہے اس امر مین اور یہی
مقصود انزوا اور خلوت در انجمن ہے کہ بنا طریقہ خواجگان کی اسی پر ہے
نہ خلوت جسمانی پر یہہ یقینی طور سے معلوم ہوا کہ متوسط آپ ہی کی ذات
شریف ہے تحدیثاً بنعمۃ اللہ کہ ہر شخص اس سے مامور ہے اما (بنعمۃ ربك
فحدث) و انکشاف ساتہہ اس بات کے ظاہر کیا اسطرح کے اختلافات
کو تناقض سمجہنا ایسے شخص کا کام ہے کہ جو ان بزرگوارون کے مکشوفات
سے آشنا نہو ورنہ شیخ اکبر کے کلام سے اکثر مقامات پر ظاہر ہوتا ہے
کہ خاتم اولیا اس امت کے امام مہدی ہین اور بہت سے مقامات پر اپنے
کو خاتم اولیا قرار دیا ہے ؎ چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست قولہ ہم کہ این کمالات را برسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کسب کنانیدم ترجمہ مین ہون کہ یہہ کمالات حضرت
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کسب کراتا ہون مین کہتا ہون کہ اس
عبارت سے صریح خیانت نقل مین اور تحریف واقع ہوی ہے اسواسطے کہ
تبادر کسب کرانے سے یہہ ہے کہ فرد بجاے شیخ اور مرشد کے ہو اور رسول

خدا صلے اللہ علیہ وسلم حاشا من ذلک بجاے طالب اور خاکر دے
ہین ہرگز مفاد کلام حضرت اس بات کا نہین ہے حق عبارت کا یہہ ہے
کہ مینے ان کمالات کو کسب کرکے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے
منسوب کیا ہے اور کمالات بانہ بیت انجناب صلے اللہ علیہ وسلم مین بطریق
نیاز گذرانتا ہون اور جریدہ اعمال انجناب صلے اللہ علیہ وسلم مین لکھوایا
ہون اگر طالب عالمانہ زبان سے کہا جاوے جب کہا جاتا ہے یہہ فلان صفت
فلان چیز کے واسطے سے حاصل ہوی ہے دو معنے پیدا ہوتے ہین اول یہہ
کہ واسطہ واسطہ فی الثبوت ہے یعنی وہ صفت اولاً واسطہ کو حاصل ہوی
اوس سے بطریق سببیت کے مثل اوس چیز کے ذی واسطہ کو حاصل ہوی
ترجمہ عربی مانند حرارت پانی کے واسطے آگ کے پس تحقیق کہ یہہ دو
حرارتین ہین ایک قایم ہے آگ سے اور دوسری قایم ہے پانی سے
اور ناشی ہے آگ کی حرارت سے اور یہہ بات ہرگز اونکی مراد نہین ہے
دوسرے واسطہ واسطہ فی العروض ہے یعنی ایک صفت قایم ہووے ساتھہ
واسطہ حقیقت کے اور وہی صفت واحدہ قایم بالواسطہ منسوب ہوذی واسطہ
کے ساتہہ مثل حرکت بیٹھنے والے کے کشتی مین بواسطہ کشتی کے
پس یہی ایک حرکت واحدہ ہے کہ قایم ہے بساتہہ کشتی کے ساتہہ بیٹھنے
والے کے ہان منسوب کیجاتی ہے یہہ حرکت کشتی کے بیٹھنے والے کیطرف
ساتہہ عرض کے اور مجاز کے اور مراد حضرت مجدد صاحب کی یہی بات
ہے یعنے یہہ کمالات مینے پیدا کیے اور وہ کمالات میرے ساتہہ قایم ہوکر
جناب رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب ہوے ہین بحکم
اسکے کہ امت کے اعمال اسکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال مین منسوب

ہوئے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعی ہین ان کمالات سے
کرنے سے واسطے حصول کمال رفیع کے اور یہہ بات کچھہ قباحت نہ
اور اسکو بہت دلایل سے مین ثابت کرسکتا ہون بعون اللہ و توفیقہ
سپرد ہونا کنجیان زمین کی اور تصرف تمام زمین مین مشرق سے مغرب تک
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ہاتہہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتہہ منسوب ہوا اور بعد صد ہا بلکہ زیادہ ہزار سال سے (زویت لی الارض
مشارقہا و مغاربہا) متحقق ہوگیا ازانجملہ فتح فارس و روم کی اور ہلاک ہونا
اور قیصر کا شیخین رضی اللہ عنہم کے ہاتہہ سے واقع ہوا چند سال
وفات شریف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب ہوا
وہ ہے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا یا علی تم لڑنگے تاویل قرآن پر جیسا کہ
ہو تم اوسکی تنزیل پر بعد تیس سال کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
سے واقع ہوا اور جریدہ اعمال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہوا یہان یہہ نہین کہہ سکتے کہ قتال علی رضی اللہ عنہ عمدہ کمال تہا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا مگر بواسطہ حضرت مرتضے علی کرم اللہ وجہہ
کے کیونکہ اوس جناب کا کہ قتال علی تنزیل قران پر ارفع اور اکمل ہے
قتال علی تاویل القرآن سے لیکن جبکہ یہہ قتال یعنے تاویل قران آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بیواسطہ کسی متوسط افادہ امت کے ممکن نہ تہا
ناچار ایک متوسط کو کام مین لانا پڑا تا بواسطہ اوسکے یہہ قتال حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ منسوب ہو اور بوجہہ عدم امکان کی وہ سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتال علی تاویل قرآن متصور نہ تہا

جو تاویل کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان سے فرماوین وہ تاویل
تنزیل ہو جاتی ہے پس قتال کرنا اوسپر قتال علی تنزیل ہو جاتا ہے
نہ تاویل پر اور منکر اوسکا کافر ہو جاتا ہے گویا کہ نص صریح قرآن کا منکر ہوا
پس لابد ہے کہ متوسط ہو وہ وجہ خلیفہ اور مجتہد ہوتا انکار اوسکی تاویل کا
کفر نہو وے اور تنزیل کے انکار کے ساتھہ منجر نہو اس جہت سے
متحد الحکم ساتھہ پیغمبر کے کہ خلیفہ حکم مستخلف کا رکھتا ہے کیونکہ اوسکے حکم
کا انکار بالفرض پیغمبر کے حکم کا انکار ہے وہ اوسکا کام بھی منسوب حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہوتا ہے اور جریدہ اعمال میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے یہہ کمال بھی ثبت ہو کہ ایسا ہی یہہ بھی ہے بعینہ
قایلہ کہا نسے یہہ راہ لاے ہین مراد عالم ہے دوسرا عالم محبت اور محبوبیت
کا ہے کہ اوس سے تعبیر بمقام خلت کیا جاتا ہے - اسکو خدا کے پاس سے
لاے ہین جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ قتال علی تاویل القرآن کو خدا
کے پاس سے لاے ہین اور وہ قتال دوسری عالم سے ہے جہاد کفار
کے قبیل سے بھی نہین ہے اور قتل مسلمین کے قبیل سے بھی نہین ہے
بینٔت ممتزجہ رکھتا ہے اور یہہ بات انکو بحکم خلافت نبوت اور متابعت
آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوی ہے چنانچہ حضرت علی کو بھی
بسبب کمال متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوا ہے
عجب ہے اون لوگوں سے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر طعن کرتے ہین اور
حیلہ سے حضرت مجدد استقلال کا دم مارتے ہین اور برزخ درمیان سے
اوٹھا دیتے ہین نہ دیکھتے ہین نہ سنتے ہین کلام مجدد صاحب کا اونکے
مکتوبات وغیرہ مین بہرا ہوا ہے تحریص سے کمال متابعت پر رسول

صلے اللہ علیہ وسلم کے جابجا اپنے واسطے اور اپنے تابعون کیواسطے یہی بات خدا سے طلب کرتے ہین اور جابجا فرماتے ہین کہ طریق کی بنا اوپر کمال متابعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوی اور اجتناب بدعت پر قولہ برزخ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم درمیان سے نہین اوٹھتا ہے ولایت خلیلی تمام بواسطہ اوسکے ہے ولایت موسوی سے حاصل ہونا کوی بات نہین ہے قول حال مین گذرا کہ تصرف ولایت خلیلی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل تہا مگر تصرف اوس مین نہ فرمایا تہا بسبب سقل سہم ترا وس سے حضرت مجدد صاحب بسبب کمال متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوا ہے پیشگاہ جناب الہی سے منسوب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا جیسا کہ تصنیف مثنوی شریف کے جو جو پر علم سلوک اور علم معرفت سے بہری ہوی ہے حضور خداوندی مولانای رومی قدس سرہ کو محض بسبب کمال متابعت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عنایت ہوی اور حضرت صلے اللہ کے ساتہہ منسوب ہوی بغیر اسکے تصنیف مثنوی کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ممکن ہو واسطے فرمان اللہ تعالے وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ) ارتفاع برزخ کو سمجہنا از قبیل اوہام شیطانی سے ہے معاذ اللہ من ذالک بالکلیہ اس شبہ کا حل یہہ ہے کہ معانی اور مضامین مثنوی کے بجمیع وجوہ مسکوۃ نبوت سے ماخوذ ہے اور شعر کا لباس پہنانا خاصہ مولانا ے رومی کا ہے جیسا کہ مقام خلت کے اجزا محبت اور محبوبیت بالکل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہین وسکی ہیئت منتزعہ مین تصرف کرنا اختصاص مین کافی ہے جیسا کہ وضع کرنیوالا سکنجبین کا اگر دعوی اختصاص سکنجبین کا اپنے ساتہہ کرے تو ہوسکتا ہے

اگرچہ شہد و سرکہ دوسرے کا ہے اور خواص شہد و سرکہ کے دوسری سے سیکھا ہوا اور یہہ بہتر ہے کہ یہہ دعا اللھم صل علی محمد کما صلیت علی ابراھیم ہزار سال کے بعد مقبول و مستجاب ہوی اور اس مین کچھہ استبعاد نہین ہے واسطے قول اللہ تعالے کے درست کرتا ہے کامونکو آسمان سے طرف زمین کی پہر بلند ہوتی ہین طرف اوسکی ایک دن مین جسکی تعداد ہزار سال کی ہے الاخر اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے بعض کام خداے عزوجل کے بامتزاج فیض ارض و سماوی ہبوط و عروج ہوکر ہزار برس کی مدت مین تمام ہوتے ہین (فلیکن من جملتہا من الدعاء اور دوسرے بہت وعدہاے الہی امت مرحومہ کے حق مین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین امام مہدی آخر زمان کے زمانہ مین پورے ہونے والے ہین اگر ایسے مطالب کی دعا کیجاے قبول ہونا اوسکا قطعی ہزار سال سے زیادہ گذرینگے اکثر تفسیرون مین صحیح روایات آی ہین کہ حضرت آدم نے اپنے حق مین اور اپنی اولاد کے حق مین بہت دعا کی تہی تو بعض اسکے سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مین قبول ہوئین اور ایسا ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کی دعا (ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک الی قولہ ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم ایاتک و یعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم) بعد ہزارون برس کے مستجاب ہوی اور ایسے ہی وعدہ [illegible] کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی [illegible] بعد ہزارون برس کے مستجاب ہوی قولہ اس مدت مین ہزارہا [illegible] خلفاء راشدین وغیرہ تہے کسی ایک سے یہہ کام نہوا تعجب ہے جواب [illegible] تعجب کا ہے یہہ [illegible] نہین جانتا ہے کہ ارادہ الہی

خاص بعض کام بعض جائے اور بعض لوگون کے ساتھہ ہوتا ہے
لما کا سوال اوس مین جاری نہین ہوسکتا ہے چون وچرا کو اوس مین
گنجایش نہین ہے یہہ نہین کہہ سکتے کہ خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ
عنہ کیون اہل ہند کے ارشاد کے واسطے خاص کئے گئے ہین یہانتک مشہور
آفاق ہے کہ اونکو ولی ہند کہتے ہین اونسے آگے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے چھہ سو برس گذرے ہین اس مدت مین ہزار ہا ولی گذرے
اور خلفا ہوئے ہین کسی سے یہہ کام نہ ہوا تعجب ہے اور فتح ہونا
ملک کی سلطان محمود غزنوی کے ہاتھہ پر ہوی حالانکہ اون کے قریب
برس گذرے تھے اوس مدت مین خلفا اور بڑے بڑے سلاطین
گذرے ہین اور کسی سے یہہ کام نہ ہوا تعجب ہے قولہ اور اوسکی
جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبت کرتے ہین
ہے ہم کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبت کرنا
آگے گذر گیا یہہ شخص واسطہ فی العروض ہے
اضافیہ کے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ متوسط
ہوتا ہے اور انکی امت کو اپنے کمال مکسوبہ سے فائدہ پہونچاتا ہے اور
اوسکے سوا ہے تہذیب باطن کے کہ عبارت ہے لطائف ستہ
حصول ملکہ یاد داشت مدامی کے اور
صلے اللہ علیہ وسلم کوئی دوسرا نہین سبحان اللہ کہ یہہ بات
الہیہ متحقق ہوتی اگر تعین مکان اس جماعت کثیرہ سوال ہو
سکتی ہین بخارہ وسمرقند وبلخ وبدخشان قندہار کابل وغزنی تاشقند
وپارکند وشہر سبز وحصار وشادمان کہ مسکن اہل اسلام سے بعض

ہنود و نصارے و رفاض کے موجود ہے اس طریقہ کے سوائے دوسرا طریقہ
اوس ملک مین رایج نہین ہے مگر شاذ و نادر اسی فرد کو واسطے حرمت
اسی امت کے بھیجے ہین سو اسکی دعو کی دلیل کیا ہے جواب کہتا ہون مین
یہہ ظاہر ہے کہ حضرت مجدد کے ذات شریف کے سبب سے شبہات
ملاحدہ اور روافض کے اور غالبان توحید کے اور مبتدعان طریق سلوک
اور معتقدو نکا شرک خفی و جلی بالکل دفع ہوگیا ہے اور تابع لوگ حضرت
مجدد کے بفضلہ تعالے اتباع سنت مین سرگرم ہین اور بدعت سے
مجتنب پس بمنزلہ اوس شخص کے کہ فلان حکیم نے اپنے نائب کو اس
شہر مین چھوڑا ہے تا لوگ معالجہ سے اوسکے نفع پاوین اور وہ دوا اور
علاج عمدہ طریق سے جاری کرے تو یقین ہوتا ہے یہہ شخص صادق القول
ہے اپنی خدمت و عہدہ کو بوجہ احسن سرانجام کیا ہے اگر سند اور فرمان
و فتر حکیم مطلق کا مطلوب ہو تو وہ بھی موجود ہے جلال الدین سیوطی
جامع حدیث مین لکھتے ہین کہ یکون فی امتی رجل یقال لہ صلۃ یدخل
بشفاعتہ الجنۃ کذا وکذا عن ابن سعد عن عبد الرحمن عن زید بن جابر بلاغا
انتہی۔ شیخ بدر الدین کتاب حضرات القدس مین لکھتے ہین کہ یہہ بشارہ
مجدد صاحب کی ذات سے ہے کیون حضرت مجدد درمیان علما اور صوفیہ
کے صلہ ہین کہ اختلاف فریقین کو مسئلہ وحدۃ الوجود ملفظی من راجع کیے
ہین اور خود تحریر کیا ہے الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین و مصلحا بین
الفئتین اور حضرت مجدد سے ورعالم صلے اللہ علیہ وسلم بدشتر ہین کہ
فردائے قیامت چند ہزار کس کو خدا تمہاری شفاعت سے بخشے گا
منطوق حدیث اور مضمون بشارت اوپر اون حضرت کے صادق آیا ہی

اس ہزار سال کی مدت میں [illegible] ہماری بشارت سے مشرف نہیں ہوا ہے اور یہہ اس باب میں [illegible] تعدیات و کلفات کا جو حضرت کے فتوحات [illegible] ہے اگر [illegible] ہے کون قبول کریگا آہ دریغا بہر ہے کہ شکر نعمت [illegible] نعمت [illegible] کہ قبول کرے [illegible] قبول نا قبول سے کیا [illegible] ہے اور قد قال اللہ تعالی لئن شکرتم لازیدنکم الیس دعا سے قبول شکر جناب الحق میں [illegible] اور نعمت [illegible] حاصل [illegible] لوگون کے [illegible] بیان الحواس [illegible] علیہ وسلم سے [illegible] قیامت کے دن [illegible] طریقۃ الایمان [illegible] جب نازل ہوئین یہہ آیات اسکو سات [illegible] ہین واسطے ہر باب کے ایک [illegible] فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قالہ جبرئیل [illegible] جبرئیل علیہ السلام نے تمہاری امت کے جو اصحاب کبائر ہین جو بغیر توبہ مرجاتے ہین پس عذاب ہوتا ہے [illegible] اونکے پہر نکالے جاتے ہین آپ کی شفاعت سے پس [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم اور داخل ہوئے مکان شریف مین نہین نکلنے [illegible] نماز کے اور نہیں بات کرتے تہے [illegible] تین دن [illegible] وعدہ فرمایا خدا ے عز و جل نے شفاعت [illegible] اور تفسیرات مین کہ واسطے اونکے شفاعت ہے [illegible] ختم کیا گیا [illegible] گیا اور ایسے ہی صدقات ہین اور انواع طاعات [illegible] مساجد اور اونکے فرش [illegible] خاک یہہ سب شفاعت کرنے والے ہین واسطے صاحب [illegible] اور ہی ایسی روایت ہے ابی ہریرہ سے جب مرجاتا ہے مسلمان مومن پہرتی ہے روح اوسکی اوسکے گہر کے اطراف ایک ماہ تک پس نظر کرتی ہے اوسکے پچہلے لوگون پر

کہ کسطرح تقسیم کرتے ہین اوسکے مال کو اور کسطرح ادا کرتے ہین اوسکی
قرض کو جب پہنچنا تمام ہو جاسے پہرتی طرف قبر اوسکی کے پس پہرتی رہتی
اطراف قبر اوسکی ایک سال تک اور نظر کرتی ہے روح اوسکی کون دعا کرتا
ہے واسطے اوسکے اور غمگین ہوتی ہے اوسپر جب تمام ہوتا ہی سال پہر
بلند ہوتی ہے اوس جاسے پر جہان دو خلایق رہتے ہین قیامت تک
تمام ہوا بحر المذاہب

تمت

غلط نامہ فتاوے عزیزی اردو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۲۰	انامر	عناصر	۸۹	۵	نمستہ	غائبۃ ستہ
۱۷	۴	شاہ	شاہ نے	〃	۱۵	نعش	نعس
〃	۱۸	یہی	انہین	۹۱	۲۱	اس	رسی
〃	〃	صاحب	صاحب نے	۱۱۷	۱	خلقہ	حلقہ
۳۵	۱۰	القامت	الصامت	〃	۱۵	اون تین	اون تین مین
۵۱	۸	محقوق	معقوق	〃	۲۱	تین	مین
۶۲	۱۵	متوار	متواتر	۱۲۸	۶	تنا	فتنا
۸۱	〃	بہنت	بہشت		۱۲	فقہا	فقہاکے
۸۴	۴	مہصور	منصور	۱۲۹	۱۷	جون	جوے
〃	۱۰	بلحاظہ	بلحاظ	۱۳۲	۶	ہین	مین
〃	۱۳	ارج	ارجح	۱۳۷	۱۸	باندوالا	باندہنے والا
〃	۱۴	حرمی	حربی	۱۳۹	۱۵	اسکے واسد	کا قاصد

صفحہ (۳۹۰) سطر ۴ امین نماز پڑہنی درست ہے یا نہین اسکے آگے (سطر چھوٹ گئی ہے) حضرت نے پوچھا کہ اونکے آشناؤنکی بہی جنازہ کی نماز پڑہتے ہین یا نقط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۱	۸	زمین ملکیت	زمین کے ملکیت	۱۹۱	۸	شعہ	سقہ
۱۴۵	۲	سان	نشان	״	۱۴	کہ اوکو	اونکو
۱۵۲	۱۶	خطنا	خطا	۲۰۰	۶	ملک کفار	ملک کے کفار
۱۵۸	۱	ہوسے نشک	ہوسے نین نشک	۲۰۱	۱۹	ناجائیز ہے	ناجائز نہین
	۱۲	حت	منع	۲۰۲	۴	ہوتی ہین	ہوتی ہے
[illegible]	۸	اخاد	الحاد	۲۰۶	۱۱	صحت	صیحت
۱۶۴	۲۱	سرق	فرق	״	۱۸	دُرست	درست ہے
۱۶۵	۷	شہوری	شھودی	۲۱۳	۵	شاہیر	مشاہیر
۱۶۹	۹	حسن بصرہ	حسن ز بصرہ	۲۱۸	۴	حضرت سلیمان	حضرت کے سلیمان
״	״	صیب	صہیب	۲۲۰	۱۷	بدہ	[illegible]
״	״	از آدم	از روم	۲۲۱	۱	بیان ہرداہے	بیان از بر ہوا ہے
۱۷۴	۱۰	دی مال	ذی بال	۲۲۱	۱۰	[illegible]	[illegible]
״	۱۱	ابتدنہ	ابتدا نہ	۲۶۶	۱۲	سمدہ	سجدہ
۱۷۶	۱۴	سقی	بیہقی	״	۵	عبادکو	عبادت کو
۱۷۹	۹	جھگڑاہوگیا	جھگڑا ہوگیا	۲۷۰	۳	کرناطاعت	کرنا اطاعت
[illegible]	[illegible]	الی الکم	فی الکم	۲۷۱	۱۹	زیارت	ذریات
[illegible]	[illegible]	شقہ	سقہ	۲۷۲	۷	اوسکو الاث	اوس آیات
[illegible]	[illegible]	ششقہ	سقہ	۲۷۳	۱۴	قادرہے	قادر ہین

۲۷۵	۶	بلعم	بلعم	"	۱۷	فہمی سے الحا	فہمی سے الحاد
"	۶	"	"	۲۹۸	۸	سیعات کی	سمعات کی
"	۱۵	شلاق	شلاق		۱۰	اللہم ان کنت	اللہم ان کنت
۲۷۶	۵	تصرف بعض	تصرف کا بعض	۲۹۹	۱۹	شاہ ولی صاحب	شاہ ولی اللہ صاحب
۲۷۸	۵	کاہنوں کے قریب	کاہنوں کے قریب	۳۰۵	۱۴	ہفدیان	ہفدویان
۲۷۹	۴	باتوں کاموں	باتوں اور کاموں	۳۰۹	۲۰	قارین	فارس
"	۶	خرفات	خرافات	۳۱۷	۷	دیکھا نہیں	دیکھا میں نے
"	۱۸	فی الکتاب	فی الکتاب		۱۱	جو کرتی تھا	جو کرتے تھے تمہارے
"	۲۰	فی امر اللہ	فی امر اللہ	۳۱۸	۱۳	عذا خیانت	عذار خیانت
"		فی الکتاب	فی الکتاب	۳۲۰	۴	تفلیل	تفضیل
۲۸۲	۱۰	ایک فاحشہ	انا کذابت		۹	"	"
۲۸۳	۸	شہابیت	عمارت	۳۲۲	۱	تعلیل	تسلسل
"	۱۷	الناسبولا	البتہ رسولا	۳۲۳	۷	تصامل	تفصیل
۲۸۴	۳	کلمہ سیا	کلمہ		۱۱	کہتے	کہتے ہیں
۲۹۰	۵	شعبان	ثعبان	۳۲۴	۲	استیہ	شیعہ
۲۹۲		امام عبدہ	امام		۴	تقلیل	تفضیل
۲۹۶	۱۰	مشابہ ہیں	مشاہدہ ہیں	۳۲۵	۱۹	کسی شخص	کسی شخص نے
۲۹۷	۱۰	اطلاق حق	اطلاق حق	۳۲۸	۱۰	سیتالیس	ستائیس